سردار جسونت سنگھ ورما۔ ٹوہانوی

ملک عراق عرب سے

طلائی تمغہ

بخدمت جناب سردار جسونت سنگھ صاحب۔ تسلیم
بموقعہ دسہرہ ہماری کلب نے آپ کی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن کے
خاص خاص نظاروں کا ڈراما کیا۔ جس میں علاوہ ہندو مسلمان
صاحبان کے بہت سے انگریز بھی تشریف فرما تھے (اُنکی
سہولیت کے لئے انگریزی میں ترجمہ کر دیا جاتا تھا) عام پبلک
نے بلا لحاظ مذہب و ملت اس ڈرامے پر اپنی خوشنودی کا اظہار
کرتے ہوئے مصنف کی محنت اور لیاقت کی داد دی۔ اور بہت سے
انگریز افسران نے ممبران کلب کو سارٹیفکیٹ بھی دئے۔ ہماری
کلب نے مصنف کی حوصلہ افزائی کی داد دینے کے لئے ایک خاص میٹنگ کی۔
جس میں یہ قرار پایا کہ سردار صاحب کو کلب ہذا کی طرف سے ایک طلائی تمغہ پیش
کیا جائے۔ چنانچہ یہ ناچیز ہدیہ ارسال خدمت ہے اس کو شرف قبولیت بخش کر
ممبران کلب کو مشکور فرماویں ÷

آپ کے دعاگو

سردار نرائن سنگھ حوالدار [illegible] ڈائریکٹر پنڈت تارا چند
سردار ہری سنگھ ایل۔ جی [illegible] بابو درگا پرشاد
مہاراج شرما مرلیدھر [illegible] سنگھ
[illegible] لال سنگھ پنڈت [illegible]
ممبران [illegible] ۱۱۱

آریہ سنگیت راماین کے متعلق چند نامی اخبارات و معزز اصحاب کی رائے کا خلاصہ

اخبار مسافر آگرہ مطبوعہ یکم جنوری ۱۹۱۵ء

آریہ سنگیت راماین بزبان اردو مصنفہ سردار جسونت سنگھ جی ورما ٹوہانوی۔ اس میں قابل مصنف نے رامائن کو بطرز ناٹک لکھنے کی نہایت ہی کوشش کی ہے۔ نثر کی بندش بلاشبہ دلچسپ اور عمدہ ہے نظم میں بھی ترقی کی اور گنجائش ہے۔ امید ہے کہ مصنف صاحب دوسرے حصہ میں اس سے پیشتر نظم لکھنے کی کوشش کریں گے بہرصورت ایسی مبارک کوشش پبلک کی حوصلہ افزائی کی مستحق ہے امید ہے کہ اردو دان اصحاب اس کی قدردانی کریں گے۔

اخبار آریہ گزٹ پنجاب لاہور مطبوعہ ۹ ماگھ سمت ۱۹۷۱

"آریہ سنگیت رامائن" یہ ایک ۱۳۰ صفحہ کی خوبصورت کتاب ہے جس کے مصنف سردار جسونت سنگھ جی ورما ٹوہانوی ہیں اس کتاب کے لکھنے کی غرض یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ رامائن کو اردو لباس میں منظوم کیا جائے اور اسکے اندر سے وہ تمام باتیں نکال دی جائیں جو ناممکن اور خلاف واقعہ ہیں چنانچہ اس کتاب میں رامائن کو بطرز ناٹک لکھا گیا ہے۔ جگہ جگہ پر گانے نظمیں اور دوہے وغیرہ ہیں۔ سا اور اکثر مقامات پر قافیہ بندی کرتے ہوئے۔ سوال و جواب لکھے گئے ہیں جس سے کتاب کی خوبصورتی اور بھی بڑھ گئی ہے کتاب کی لکھائی چھپائی بہت عمدہ ہے۔ اور کاغذ بھی نفیس لگایا گیا ہے۔ اور شروع میں سردار جسونت سنگھ کی ہاف ٹون تصویر بھی دی گئی ہے ہمارا خیال ہو کہ اس قسم کی دھارمک داتہاسک کتابیں منظوم طریقہ سے لکھی جائیں مبارک ہیں کیونکہ اس طرح سے لوگوں کی دلچسپی زیادہ بڑھتی ہے اور وہ اس سے زیادہ لابھ اٹھا سکتے ہیں۔

اخبار روزانہ جھنگ سیال مطبوعہ ۲۶ فروری ۱۹۱۵ء

آریہ سنگیت رامائن سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی کی تازہ تصنیف ہے جس کو لالہ دیو دیال جی گپتا خزانچی آریہ ٹوہانہ نے شائع کیا ہے۔ کتاب کا پہلا حصہ اس وقت ہمارے سامنے ہے مصنف نے اس میں شروع سے لیکر ... تک کے واقعات کو بطرز ناٹک نثر و نظم میں بڑے دلچسپ پیرایہ میں قلم بند کیا ہے رام لیلا کے موقعوں پر یہ کتاب ... ثابت ہو سکتی ہے۔ ویسے بھی اس کے گانے ہندو سوسائٹی کے لئے بڑے ہی مفید ثابت ہوں گے۔ اور لالہ دیو دیال سے مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے۔

اخبار امرت لاہور مطبوعہ ۷ مئی ۱۹۱۵ء

پیشتر اس کے کہ ہم نایاب و نادر کتاب کا ریویو کریں بڑے افسوس کے ساتھ معافی مانگنا چاہتے ہیں کہ ایک مدت تک اس قابل قدر کتاب کا ریویو امرت کے کالموں میں نہ کیا جاسکا۔ آریہ [illegible] میں شریمان سردار جسونت سنگھ جی ٹوہانہ نواسی کا نام کسی سے بھولا نہ ہوگا۔ بلکہ جنہوں نے آپ کے [illegible] پڑھے ہیں۔ انکو آپکی قابلیت کا اچھی طرح پتہ ہوگا۔ مہاشے جسونت سنگھ جی کے جن ایک جذبہ سے پُر ہو [illegible] ہے کہ انکو پڑھنے یا گانے والے کے دل پر اس کا اثر ضرور ہوا اور سردار صاحب نے حال ہی میں رامائن کو [illegible] شروع کیا ہے۔ چنانچہ اس کا پہلا حصہ اس وقت ہمارے سامنے ہے ہم نے رامائن کے کئی ترجمے پڑھے ہیں اور [illegible] میں ہندوؤں کی اس زبردست کتاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن مہاشے جسونت سنگھ کی آریہ سنگیت رامائن کو [illegible] بیان سے باہر ہے۔ رامائن ہماری جاتی کے سدھار کا بڑا ذریعہ ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسے خود خرابیوں اور [illegible] پاک صاف کر دیا جائے اس حالت میں یہ نادر کتاب ہمارے بچوں ہماری بہنوں اور ماتاؤں کے لئے [illegible] ثابت ہو سکتی ہے۔ رامائن کو اس کی موجودہ خرابیوں سے دور کرنے کی جو یہ کوشش کیجاتی ہے اسلئے ہم [illegible] سے دیکھتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے

کہ ہم شریمان سردار جسونت سنگھ جی کی مولفہ رامائن کو ایک خاص درجہ دیتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ رامائن کو تمام خرابیوں سے پاک و صاف کرکے چھاپا جائے۔ جو کتاب ہمارے سامنے ہے اس کی لکھائی اور کاغذ خاص طور پر اعلیٰ ہے اور مضمون ایسا دلچسپ ہے کہ ایک بار پڑھنا شروع کرکے کتاب کو ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ہم ہر ایک آریہ بھائی سے اس کتاب کے مطالعہ کی بزور سفارش کرتے ہیں۔ قیمت کتاب کی خوبیوں اور ضخامت کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں یہ کتاب آریہ سماج ٹوہانہ کے لائق خزانچی شریمان مہاشے دیویدیال جی گپتا نے شائع کی ہے۔

اخبار ہمالہ مورخہ ۲۰ جون ۱۹۱۵ء

آریہ سنگیت رامائن سردار جسونت سنگھ جی ٹوہانہ نواسی نے حال میں رامائن کو ایک نئے طرز اور ڈھنگ کا لباس پہنانے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جن باتوں کو وہ آمیزش اور خیال آرائیوں کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ ان سے رامائن کو پاک صاف کرکے اسے مفید پیرایہ میں شائع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ کی اس سبق آموز مولفہ رامائن کا پہلا حصہ ہمارے پیش نظر ہے۔ لکھائی چھپائی اور طرز تحریر نہایت عمدہ ہے۔

اخبار پرکاش مورخہ ۶ ر پوہ سمت ۱۹۷۱

آریہ سنگیت رامائن حصہ اول مصنفہ مہاشے جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی نثر میں تو بہت آدمیوں نے آزمائی کی۔ مگر نظم میں بہت کم نے کتاب زیر ریویو رامائن کے ملاذی حصوں کو چھوڑ کر اصلی تتو کو نظم میں پیش کرتی ہے کتاب کا طرز بیان دلکش ہے حتی الوسع آریہ بھاشا کے شبد استعمال کئے گئے ہیں۔ ایسی دلکش اور دلچسپ کی لکھائی چھپائی جیسی عمدہ ہونی چاہئے تھی۔ ویسی ہی کرائی گئی۔

اخبار کانپور گزٹ مطبوعہ ۸ ر ستمبر ۱۹۱۸ء

آریہ سنگیت رامائن مصنفہ سردار جسونت سنگھ ورما ٹوہانوی۔ اس رامائن کا مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ نادر کتاب ہر بھائی کے پاس رہنی چاہیئے۔ لائق مصنف نے اس رامائن کو دلچسپ اور پر جوش [illegible] لکھا ہے۔ اور پراچین زمانے کی عظمت کا نقشہ بڑی خوبی سے کھینچا ہے۔ یہ رامائن اپنی نظیر آپ ہی ہے ہم [illegible] جسونت سنگھ صاحب کی قابلیت کی داد دیتے ہوئے شائقین رامائن سے سفارش کرتے ہیں کہ آریہ سنگیت [illegible] منگوائیں اور اس کے مطالعہ سے مستفید ہوں۔

شریمان مہاشہ دیندیال جی تاجر کلاہ بروٹ ضلع بروٹ

شریمان لالہ دیویدیال جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن حصہ اول آیا جس کے مطالعہ کرنے سے پریم [illegible] بہے جاری ہو گئے۔ اور بند ہونے میں نہیں آتے ہیں۔ شریمان سردار جسونت سنگھ جی کو بدھائی دیتا ہوں [illegible] دوسرا حصہ پریس میں روانہ کریں اور پھر تیسرا اور چوتھا حصہ جلد ہی ختم کرکے ساجک دنیا کو جا ضلالت سے [illegible] بے شمار خلقت تو ہات سے نکل کر اشتیار باد دیتی نکلیں کہ کب تک دوسرا حصہ میرے پاس آئے گا میرا [illegible] دیکھنے کو بیقرار ہو رہا ہے۔ آپ کی کتاب سہائی رامائن سے بدرجہا بڑھکر ہے۔ وہ کتاب بابو رام سہائے جی حافظ آباد والے کی میرے پاس ہے۔ مگر میرا دل تو جسونت سنگھ جی کی آریہ سنگیت رامائن کو چاہ رہا ہے ابقیہ حصہ جلد چھپوا کر آریہ دنیا میں پھیلائیں۔

شریمان لالہ سندر داس جی کپور شاعر چنیوٹ ضلع جھنگ

شریمان سردار صاحب نمستے آپ کی تصنیف کردہ بھجن پستکیں جو آریہ بھجن دیپکا و آریہ بھجن ساگر کے نام سے مشہور ہیں ملاحظہ کرنے سے جو خوشی حاصل ہوئی کہ انکی تعریف کرنے کی زبان ناتوان میں طاقت نہیں۔ ان کے علاوہ جب اس ثانی کتاب موسومہ بہ آریہ سنگیت رامائن حصہ اول کو ہاتھ میں لیا۔ تو دل باغ باغ ہو گیا۔ آپ کی طرز تحریر بھی دارا و دل کو لبھانے والی ہے۔ کتاب کو بغیر ختم کئے ہاتھ سے رکھنے کو دل نہیں چاہتا مجھے ورلہ نتیجہ ہے کہ دوسرا حصہ بھی ایسا ہی دلچسپ

ہوگا۔ ہر ایک آریہ بچہ اس کو اپنی لائبریری میں رکھنے کا شائق ہوگا۔ اور یہ کتاب لائبریری میں ایسی شوبھا دیگی جیسے ستاروں میں چاند۔ کتاب کی لکھائی اور چھپائی اور کاغذ کی چکنائی نے اور بھی جادو کا کام کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ دوسرا حصہ بہت جلد تیار ہوگا اور اس پر ہر شخص دل و جان سے نثار ہوگا۔

شریمان بابو گنگارام جی سٹیشن ماسٹر کمالیہ ضلع منٹگمری

مہاشہ جسونت سنگھ جی نمستے! آپ کی رامائن دیکھی بہت عمدہ ہے۔ باقی حصوں کو از حد زور لگا کر جلدی تیار کریں [illegible] رام کی جدائی۔ سومترا کا واپس آکر بیان حال۔ دسرتھ کی آہ و زاری کیکئی کا پچھتاپ۔ بھرت کا بن باس میں جانا [illegible] کی [illegible] اور آخری فیصلہ کوشلیا کا اپدیش وغیرہ بڑے دردناک پیرایہ میں لکھیں۔ لیکن دل لالہ لاجپت رائے یا سوامی ستیہ [illegible] سے ادھار لیکر (مہاشہ جی! دنیا میں دل ہی ایک ایسی چیز ہے جو مانگا ہوا یا ادھار یا قیمتاً نہیں مل سکتا۔ بالفرض محال اگر مل بھی سکتا ہو تو وہ سب کے کیوں دینے لگے۔ اگر دے بھی دیں تو ان کے پاس رہ ہی کیا جائے گا۔ اس حالت میں نہ لاجپت رائے وہ لالہ لاجپت رہیں گے اور ستیانند وہ ستیانند کہلائیں گے۔ کیونکہ جس چیز کی وجہ سے ان کی اس قدر شہرت اور عزت ہے۔ وہ تو مجھ کو دے بیٹھے۔ پھر تو وہ بار بار سرد آہ بھر کر یہی شعر پڑھیں گے ؎

دل تو ہم دے ہی چکے سینے میں کیا رکھا ہے ۔ یونہی دنیا نے ہمیں سر پہ اٹھا رکھا ہے۔ (مصنف)

ایک ایک لفظ میں اپیل ہو۔ عبارت ہندی آمیز پرکاش جیسی ہو۔ کتاب دو حصوں میں ختم ہونی چاہیئے۔ سہائی رامائن کو بھی دیکھ لیجئے اسکی دور از عقل باتوں کا بھی کھنڈن ہو۔

شریمان لالہ جوتی پرشاد گپت مقام دیپ علاقہ بھوپال

مانیہ ور نمستے جناب کی بھیجی ہوئی پستکیں پہنچیں۔ دھنیاواد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ آریہ سنگیت رامائن بنا کر سردار جسونت سنگھ صاحب نے سماج کا بڑا اپکار کیا ہے پستک بڑی روچک ہے۔ ایک بار شروع کرکے بغیر ختم کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ ایک ایک گانا بار بار پڑھنے سے بھی سیری نہیں ہوتی۔ اس کا ہر ایک فقرہ جیسا دل لبھانے والا اور دلچسپ ہے ویسا ہی نصیحت آمیز اور پر اثر ہے مختصر یہ کہ اس کی ہر ایک بات قابل تعریف ہے۔ میں بڑی بے صبری سے اس کے دوسرے حصوں کا انتظار کر رہا ہوں۔

شریمان لالہ بشیشر داس جی بر دوکان لالہ چندو لال ونجلال موگہ منڈی

شریمان لالہ دیو دیال جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن حصہ اول مصنفہ سردار جسونت سنگھ جی در ملاکہ رکھی رام کنیال والے کے پاس دیکھ کر ہر ایک کو اسکے پڑھنے کا اشتیاق ہوا۔ دراصل جس خوبی سے سردار صاحب نے محنت اٹھا کر اور جس پیرایہ میں اسکو قلم بند کیا ہے۔ وہ احاطہ تحریری سے باہر ہے اور سردار صاحب کا ہی حصہ ہے۔ دوسرے حصہ کی بابت تحریر فرمائیں کہ کب تک تیار ہو جائے گا۔ ایک جلد حصہ اول دیوناگری بہت جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

شریمان ماسٹر دیوراج جی سکنڈ ماسٹر ڈی اے وی سکول دولت پور ضلع ہوشیار پور پردھان آریہ سماج دولت پور

شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے! میں نے آپ کی بنائی ہوئی آریہ سنگیت رامائن کا نوٹس اخباروں میں پڑھا تھا۔ اور مدت سے میری خواہش تھی۔ کہ خرید کر آریہ کمار سبھا کی لائبریری میں رکھوں چنانچہ یہ کتاب مجھے ایک کتب فروش سے مل گئی۔ میں نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا۔ اور اپنے کئی ایک مترون کو بھی دکھائی۔ وہ سب اس کتاب کی سچے دل سے تعریف کرتے ہیں اور عام لوگوں نے بھی یہ خواہش ظاہر کی۔ کہ آپ کی آریہ سنگیت رامائن کا ڈراما سکول میں ہونا چاہیئے۔ اور ہم انترنگ سبھا میں یہ پاس بھی کر چکے ہیں۔ کہ سالانہ جلسے کے موقعہ پر رام ناٹک اسی رامائن سے کیا جاوے۔ آپ نے واقعی ایک سچی رامائن کے دردناک اور سبق آموز نظارے پیش کرکے بڑا اپکار کیا ہے۔ کبھی وقت آئیگا کہ یہ پستک آریہ پستکالوں کو بڑی سوبھا دیگی۔ آپ کرپا کرکے تحریر کریں کہ آیا اس کا دوسرا حصہ بھی تیار ہو گیا ہے۔ یا نہیں۔ اگر ہو گیا ہو تو جواب کارڈ بذریعہ روانہ کر دیں۔ تاکہ ڈراما کا دوسرا حصہ بھی تیار کرا دیا جاوے۔ ہمیں آپ کے دوسرے حصہ کی خاص کر انتظار ہے اور اس کے ساتھ ہی دو درجن پستکیں بھی روانہ کریں۔

شریمان لالہ دیویدیال جی دوکاندار شیرپور ریاست پٹیالہ

شریمان سردار جسونت سنگھ جی تسلیم۔ آپ کا تیار کردہ سنگیت رامائن پڑھا جسکو پڑھ کر طبیعت بہت آنند ہوئی کتاب واقعی قابل تعریف ہے ایسی کتاب نہ آگے پڑھا ہے۔ نہ دیکھی ہے۔ بلاشبہ آپ نے اس کو عمدہ رنگ میں رنگا ہے ایک بار شروع کرکے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ آپ کی تشریح نرالے ڈھنگ کی ہے۔ جو کسی پہلو میں نظم سے کم نہیں زیادہ تعریف کیا کروں کچھ لکھ نہیں سکتا۔ اگر دوسرا حصہ چھپکر تیار ہو گیا ہو تو جواب سے مشکور فرما دیں مہربانی ہوگی

شریمان بابو شیولال صاحب سب اوورسیر ایکسان ڈی اے پی پوسٹ آفس کیرن ضلع جلپائے گوری

(بنگال) شریمان مہاشہ سردار جسونت سنگھ جی نمستے! آپ کی آریہ سنگیت رامائن ہر سہ حصہ بذریعہ وی پی ملی شروع سے اخیر تک لفظ بلفظ مطالعہ کیا۔ آپ کی تصنیف کردہ رامائن کیا ہے امرت ہے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ واقعی یہ ایک اخلاقی پستک ہے میرے پاس اس کی تعریف کرنے کیلئے کوئی لفظ نہیں ہے میں نے ایک درجن سے اور بھی رامائن کی پستکیں منگوائیں لیکن ان سب میں آپ کی تصنیف کردہ رامائن کو بے نظیر پایا۔ بلکہ آج تک ایسی طرز و طریقے کی پستک میری نظر سے نہیں گذری میں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ وہ آپ کو تا ابد سلامت رکھیں جو کہ آپ نے آریہ پبلک پر کی ہے اس کا پھل دیں اگر چوتھا حصہ تیار ہو گیا ہو تو فوراً ارسال فرمائیں۔

شریمان مہاشہ بختاور لال جی خلف راجہ گنیش پرشاد جی جاگیردار جگدیش منزل حیدرآباد دکن

شریمان مہاشہ سردار جسونت سنگھ جی نمستے آپ کی مرسلہ جلد سوم بھی پہنچی۔ ان ہر سہ حصوں کو میں نے پڑھا جلد اول سے دوسری میں اور بھی زیادہ لطف حاصل ہوا۔ اور جلد سوم میں تو آپ نے بہت ہی لیاقت خرچ کی ہے۔ آپ نے اس قومی کام میں جس قدر محنت اور وقت صرف کرکے دنیا پر احسان کیا ہے۔ ایشور آپ کو اس کا پھل ضرور عنایت کریگے میں مدت سے غور کر رہا تھا کہ اپنے فرزند کو جبکہ وہ اپنی روزمرہ کی تعلیم سے فارغ ہوا کرے تو کوئی ایسی کتاب دیجئے جس سے دل بھی بہلے اور منفعت بھی ہو مجھے ناول بینی کا از حد شوق رہا ہے اور صدہا ناول میں نے دیکھے۔ لیکن ناولوں میں اکثر ایسے مضمون ہوتے ہیں جس سے کم عمر اور ناتجربہ کار بچوں کے چلن خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے لیکن آپ کی رامائن تمامی عیوب سے پاک و صاف ہے اور اس کے مطالعہ سے کم عمر بچوں کے دلوں پر بہت عمدہ اثر ہونا لازمی ہے۔ آپ کی تصنیف کردہ رامائن کو جگدیش پرشاد جو ابھی گیارہ سال کا ہے۔ اور فورتھ کلاس تعلیم پاتا ہے۔ روزمرہ رات کو تھوڑی دیر دیکھا کرتا ہے اور وہ جس شوق سے پڑھتا ہے اگر آپ دیکھیں تو ضرور اپنی محنت کی خود داد دیں۔ پس میں برہم پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ آپ کی عمر کا بقیہ حصہ ایسے ہی شبھ کاموں میں صرف کرکے چوتھا حصہ تیار ہوتے ہی وہ فوراً جلد ارسال کردیں۔ زیادہ انتظار نہ دکھاویں۔ نیز مہابھارت بھی جب تیار ہوتی رہے بھیجتے رہیں۔

از دفتر آریہ پرتی ندھی سبھا برہما صدر مقام رنگون مکان نمبر ۹ گلی ۴۴

ماننیور سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ میں نے آریہ سماج ہمبوں (برہما) کے فارشک آتسو کے نگر کیرتن میں آپ کی بنائی ہوئی آریہ سنگیت رامائن بھجن سنے تھے۔ جو کہ اتی منوہر تھے نگر واسیوں نے ان کو بہت پسند کیا اسی سے ایک مہاشے کو میں نے کہا تھا۔ کہ میرے واسطے ایک کاپی اس رامائن کی منگوا دو لیکن آج تک نہیں پہنچی میرا وچار ہے کہ آپ کو پتر نہیں لکھا گیا۔ آپ کرپا کرکے ایک پوراست آریہ بھاشا میں بہت سندر جلد بندھا کر وی پی دوارہ بھیج دیں۔ یدی ہندی میں نہ ہو تو اردو ہی سہی۔ پرنتو جلد اتی سندر بند ہو کر بھیجنا۔ خواہ جلد کے دام ایک روپیہ خرچ ہو جائیں۔ میرا وچار برہم ورش میں ایک سجنیک دوارہ اس رامائن کا پرچار کرانے کا ہے۔ کیونکہ مجھے آپ کے بھجن بہت ہی روچک معلوم ہیں ڈاکٹر مورودت سرجن جنرل ہاسپٹل رنگون (ملک برہما)

شریمان پنڈت دیوید یال جی شرما مقام کھیڑہ چھارلی ضلع لدھیانہ

شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن جناب کی تصنیف کردہ یکے بعد دیگرے میرے مطالعہ سے گذری۔ آپ کی رامائن کی تعریف ایک امر محال ہے۔ اگرچہ میرے دل میں خیال ہے۔ کہ دو چار الفاظ بطور نذر رقم کروں جو جذبات پاک اٹھے ہیں انہیں حوالہ قلم کروں سچ پوچھو تو دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ رام کے بھگتوں کا دل خورسند کر دیا ہے۔ وہ کونسا بچہ ہے جس کی زبان پر رام کا نام نہیں۔ بلکہ ہندوں کو تو سوائے اسی کا نام جپنے کے اور کام نہیں۔ گھر گھر رام کی جہاں کے گیت گائے جاتے ہیں کہیں رام لیلا کہیں دسہرے منائے جاتے ہیں آپ نے اس کتاب کی تصنیف کرکے پبلک پر بڑا احسان کیا ہے۔ اور اپنا نام بھی روشن جہان کیا ہے زبان عام فہم اور سلیس ہے۔ سوال و جواب کی عبارت چلبلی اور رنگیلی ہے۔ لکھائی چھپائی کا اعلیٰ کام ہے اور اس پر قیمت برائے نام ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض ہے۔ اور یہ آپ کا بھی عین فرض ہے کہ مہابھارت پر بھی طبع آزمائی کریں۔ مگر اس کے لیے تھوڑے دن سائی کر کریں۔ مصنف)

عقیدت کا کرشن بھی یوں ہی بیان ہو — اظہار جوں کیا ہے بھگتی کا رام کی۔

جناب سید فصاحت علی صاحب فصاحت منزل ۲۲ مین الدولہ پارک لکھنو

مکرم و معظم بندہ سردار صاحب۔ مزاج شریف۔ میں نے آپ کی تصنیف کردہ سنگیت رامائن کے تین حصے بغور ملاحظہ کئے اور واقعی یہ ایک ایسی کتاب ہے کہ ہر ایک نوع انسان کے لئے اس کا مطالعہ از بس مفید ہے اس کا ایک ایک نقطہ نہیں۔ بلکہ ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے جس قدر تعریف کی جائے کم ہے آپ نے جو قابلیت اور محنت اس کتاب کے تیار کرنے میں صرف کی ہے۔ اسکی مثال ملنا مشکل ہے۔ اردو انشا پردازی کا بہترین نمونہ ہے۔ اردو کے ساتھ موقع بموقعہ ہندی بھاشا کے الفاظ ایسے طریقہ سے آمیزش کئے ہیں جس سے جناب کا طرز بیان اور بھی خوشنما ہو گیا۔ المختصر ایسی بے نظیر کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گذری جس وقت حصہ چہارم تیار ہو جائے۔ فوراً ارسال فرما دیجئے گا بشکور ہوں گا۔

جناب منشی رحمت اللہ صاحب مدرس جانگ پور ضلع لدھیانہ ڈاکخانہ دلکھ

جناب مہاشے صاحب۔ آپ کی تصنیف کردہ رامائن کے تین حصے میری نظر سے گذرے جو کہ نہایت ہی دلچسپ اور عمدہ ہے۔ جس کے پڑھنے سے گذشتہ بزرگوں کی بہادری اور سچائی کا نیک سبق ملتا ہے۔ آپ کا طرز بیان ایسا دلکش ہے کہ ایک دفعہ کتاب کو ہاتھ میں لیکر بغیر ختم کئے چھوڑنا سخت مشکل ہے۔ غرضیکہ ہر پہلو سے بے مثال اور لاجواب ہے۔ لیکن کتابوں کا میں نے مطالعہ کیا تھا۔ وہ کسی دوسرے آدمی کے قبضہ میں ہیں جب خواہش مطالعہ کرنے کو ہے اسلئے مہربانی فرما کر بدین کارڈ ہذا حصہ اول کے سوائے جملہ حصص بذریعہ وی پی بھیج دیجئے۔

جناب منشی فتح الدین احمد صاحب مدرس مان سکنہ ہیڈ ران ڈاکخانہ جگراؤں۔

جناب سردار جسونت سنگھ صاحب نمستے۔ میں نے آپ کی تصنیف کردہ رامائن ہر حصہ کا بچشم غور مطالعہ کیا ایسی سلیس اور عام فہم کتاب میری نظر سے آج تک نہیں گذری نظم و نثر میں آپ نے کمال قابلیت سے نرالا ڈھنگ پیدا کر دیا ہے۔ جو شخص پڑھتا یا سنتا ہے۔ خود بخود اس کا خون جوش مارنے لگتا ہے۔ آفرین ہے اگر اس کتاب کا چوتھا حصہ تیار ہو گیا ہو۔ تو بہت جلد بھیج دیں۔ جب تک چوتھا حصہ دستیاب نہ ہوگا۔ دل بیقراری اور آنکھوں کو اس کی سخت انتظاری رہے گی۔

شریمان منشی صوبہ لال صاحب رجسٹرار تحصیل کونچ ضلع جالون

جناب سردار صاحب بعد ذکر ملک بالفراد آداب و سعبستہ کے عرض ہے۔ کہ آپ کا رسالہ انمول ساگر معروف بہ آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم ملا۔ دل بیقرار ہونے لگا کہ کب اس انمول رتن کا مطالعہ کیا جائے جلدی سے کار سرکار تمام

کمرے مکان پر آکر مطالعہ کتاب میں مصروف ہوا بکل کتاب تین دن میں تھوڑی تھوڑی کرکے ختم کی اس کے ختم کرنے
میں تین روز کیوں لگے۔ سنئے اس کتاب کے مطالعہ سے آنکھیں بار بار پریم میں مگن ہو کر آنسوؤں سے اندھی ہو جاتی
ہیں۔ دل میں اس قدر بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ کہ کتاب کو رکھ دینا پڑتا ہے۔ اور عجب پریم دا آنسوؤں کی دھارائیں لگی ہوتی ہیں
تب پھر کچھ پڑھا جاتا ہے۔ دھنیا واد ہے۔ اس مالک کا کہ جس نے آپ جیسے کو دنیا میں دکھیوں اور دھرم ابھلاشیوں
کی خواہش پوری کرنے کے لئے پیدا کیا جتنی دیر تک میں آپکی مصنفہ کتاب کا مطالعہ کرتا ہوں۔ گویا وہ حصہ میری زندگی
کا انتہا درجے کے پریم بھاؤ میں گذرا۔ واقعی جناب نے کمال کیا ہے۔ اس سے ہر طرح کے نیک نتائج پیدا ہوتے
ہیں میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ جو کچھ تصانیف آپ آئندہ کریں میرے پاس ضرور روانہ فرماتے رہیں۔ گو مجھے
اس امر کا بہت ڈر سا لگ رہا ہے۔ کہ موقعہ ننگی کا بیان جس میں آپ نہ معلوم کیا کیا انمول الفاظ معنی پر دیں گے
کو جسے نہ کم اسنے والے دل سے پڑھوں گا۔ اور شری رامچندر جی کا جو درلاپ ہوگا نہ معلوم کیا کیا اکثر سامعین کے
دلوں پر جائے گا۔ پرماتما آپکی روشن ضمیری دو بالا کریں امید ہے کہ آپ کا مصنفہ رامائن کا چوتھا حصہ سب حصوں
سے مؤثر اور پر درد ہوگا تا بعداری کی دلی خواہش ہے کہ جیسے آپکی تصانیف مطالعہ میں آئی ہیں ویسے ہی جناب کا درشن ہو جاوے۔
خط نہایت طویل تھا جگہ کی قلت کے باعث مجھکو اس کی قطع برید کرنی پڑی جس کے لئے میں اپنے بزرگ
سے معافی کا خواستگار ہوں۔ خاکسار (مصنف)

شریمان پنڈت تربھون ناتھ جی جودھپور (راجپوتانہ)

شریمان مہاشہ جسونت سنگھ جی ورما نمستے۔ نویدن ہے کہ داس نے آریہ سنگیت رامائن کو اول سے آخر
پڑھا داستوں میں آپ نے رامائن جو کشٹ اوٹھا کر محنت کی ہے۔ اس کا میں آریہ پبلک کی طرف سے آپکو دھنیہ باد
دیتا ہوں آپ نے رامائن کو ایسے طرز پر لکھا ہے۔ کہ سادھارن لکھے پڑھے اتھوا بال برد سب آنند پوردک اس کو
سمجھ سکتے ہیں۔ اور اس سے لابھ اٹھا سکتے ہیں۔ داس آریہ دھرم اولمبی بھراتاؤں سے پرارتھنا کرتا ہے
کہ وہ ایک بار آریہ سنگیت رامائن کا ضرور مطالعہ کریں۔ یہ ایسی لابدی پستک ہے۔ کہ اس کا ہر ایک آریہ
وآریہ مندر میں ہونا نہایت ضروری ہے۔

شریمان بابو چھیلن لال صاحب ہری پوٹل و النیڈ فیلڈ پوسٹ آفس نمبر ۲۷ فورس اے

مکرم معظم جناب سردار جی صاحب نمستے! آپ کی تیار کردہ رامائن کا آج دوسرا پارسل بعد انتظار شدید ملا مجھے اس بات
کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کہ جہاں آپ کا قلم نظم و نثر کا یکساں تیراک ہے وہاں آپ کا دماغ بھی ویسا اول کا سمجھدار معلوم ہوتا
ہے۔ رامائن میں موقعہ بموقعہ کی عبارت میرے بیان کی شہادت کیلئے کافی ہے مطلع فرمائیں کہ چوتھا حصہ کب تک تیار ہوگا
تیسرے حصہ میں چہار حصص کا اعلان بھی پڑھا ہے جب تیار ہو جاوے ضرور مطلع فرمائیں اسکے علاوہ جو تازہ تصنیف آپ
کی مشہور اور زبردست قلم سے نکلے مجھے اسکی نسبت ضرور مطلع فرماویں بندہ کو جناب کی تصنیف کردہ کتابیں دیکھنے کا از حد شوق ہے

شریمان بابو رام لال صاحب کلرک شمتھ شاپ سنٹرل ورکشاپ کولامیو ملک ملایا

شریمان سردار جسونت سنگھ جی صاحب نمستے۔ آپ کی مصنفہ کتابیں آریہ سنگیت رامائن ہر حصہ کے تمام دلچسپ
اور دل بہلانے والے نظارے پڑھے جسکے مطالعہ سے نادان سے نادان آدمی بھی آپ کی لیاقت کی داد دیتا ہے میں نے
اور میرے چند دوستوں نے تینوں حصوں کا مطالعہ کیا سب کے سب آپ کی لیاقت اور محنت کی داد دیتے ہیں۔ میں
اپنی اور اپنے دوستوں کی طرف سے آپ کو اس تحفہ بے نظیر کی تیاری کے لئے مبارک باد دیتا ہوں حصہ چہارم جلد
ارسال کریں۔ ہمیشہ آپ کے خطوں کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔

شریمان لالہ چھانگا رام جی جینی معرفت لالہ حاکم رائے شہزادہ مل الیر کوٹلہ سٹیٹ

شریمان سردار جسونت سنگھ صاحب جے جنیندر۔ آپ نے قوم پر ایک زبردست احسان کیا ہے جس کے
لئے ہیچ قریہ ہے۔ کہ آپ کی جس قدر تعریف کیجائے کم ہے

ہم میں جس دن ہو گیا اپنے کا اپنا قدردان　　خود بخود ہو جائے گا اپنا پرایا قدردان

اچھے قومی مصنف! میں اپنی قوم کے فرد ہونے کی حیثیت سے آپ کی دماغ سوزی کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ؎

شاکر احسان ہیں تیرے عاشقان بینوا　　کچھ نہیں کچھ پاس پر دیتے ہیں وہ تجھکو دعا
رہیں بھی زرا بجلا تیرے احسان مند ونہیں ہوں ایک　　ہوں تیرا مدحت سرا در تیرے یاروں میں ہوں ایک
آرزو مدت سے تھی سنگیت راماین کی مجھے　　داد میں اور میری قسمت تو نے وہ دیدی مجھے

عرصہ دراز سے عالم روحانی میں بسر کرنے والے مقدس پیشواؤں کا نقشہ آپ نے بڑی قابلیت سے کھینچا ہے قابل تعظیم سیتا مہارانی کے الفاظ دلکش آپ نے عجب دلفریب پیرایہ میں بیان کئے ہیں چوتھے حصہ کا انتظار ماہی بے آب کی طرح تڑپا رہا ہے جلد تر طبع ہونے پر ارسال کریں۔

شریمان منشی رام سنگھ ارمان ہیڈ ماسٹر سکول جوبی کلاں ضلع حصار

شریمان مہاشے دیویدیال جی نمستے۔ راماین ہر سہ حصہ مصنفہ سردار جسونت سنگھ ورما میری نظر سے گذری۔ سردار صاحب کی پھبے دار تحریر نے مرجھائے ہوئے دلوں کو از سر نو سرسبز و شاداب کر دیا اتنا ہی عرض کر دینا کافی ہوگا کہ آج تک میری نظر سے ایسی دلفریب کتاب نہیں گذری۔ کتاب ہذا ہیں ان بیماریوں کا بھی کافی علاج کر دیا ہے۔ جو قریب قریب لاعلاج اور ناممکنات سے تھیں۔ مگر ایک بات کا سخت افسوس ہے کہ چوتھے حصہ کا نہ معلوم کب تک انتظار کرنا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے دل بیقرار ہو رہا ہے۔ نیز آریہ سنگیت مہابھارت کا اعلان جو تیسرے حصے میں دیا ہے اس نے لوگوں کو اور بھی بیقرار کر دیا۔ عرض ہے کہ آپ پہلے اشتہار نہ دیا کریں۔ کیونکہ ایک در تک انتظار کرنا دل کو بہت بے قرار کر دیتا ہے نہ معلوم سردار صاحب اپنی تصانیف میں کیا جادو بھر دیتے ہیں۔

شریمان پنڈت پربھدیال جی انسپکٹر ڈاکخانہ جات نمبر سیٹی ریاست گوالیار

فخر قوم شریمان سردار جسونت سنگھ جی ایشور آپ کو خوش و خرم رکھے۔ کتابیں پہنچ گئیں اور بہت مقبول عام ہوئی حقیقت آپ نے بڑی محنت سے یہ کتاب تیار کرکے ہندو قوم پر ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ ہر ایک موزوں لفظ کو آپ نے با موقع استعمال کیا ہے۔ آپکی لیاقت ٹپکتی ہو۔ بحر طویل کے مطالعہ سے تو نہایت ہی لطف حاصل ہوتا ہے۔ دل بہلانے کے لئے میری رائے میں اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں ہو سکتی آپ شکریہ کے مستحق ہیں مشن سکول کے لڑکے جو عیسٰی مسیح کے بھجن گایا کرتے تھے۔ اب آپ کی راماین کے دلکش بھجن گاتے ہیں اور آپ کو دھنیاد دیتے ہیں پرماتما آپ کی عمر دراز کرے۔

شریمان مہاشے ہنس راج جی سوفی معرفت سوفی صاحب بہادر سرکاری بجلی گھر دھلی

شریمان سردار جسونت سنگھ جی ورما۔ نمستے یہ تو بالکل ٹھیک ہے ؎

فلسفی ہر ایک چیز ہے فانی جہاں ہے　　مقصود اس فنا سے مگر امتحان ہے

لیکن جس گھڑی جس پل اور جس شبھ دن کو آپ نے یہ مبارک کتاب آریہ سنگیت راماین بنانے کی دل میں ٹھانی تھی۔ میں نہ صرف اس دن کو بلکہ اس میں صلاح دینے والے صاحبان کو تہ دل سے لاکھ لاکھ مبارکباد دیتا ہوں آپ دھن ہیں اور آپ کی تصنیف کردہ کتابیں ایک جنم کا پوتر من ہیں آہا اگر نظم کو پڑھتا ہوں۔ تو بس ایسا محو ہو جاتا ہوں کہ کھانا۔ پینا اور بولنا پڑھنا سب بھول جاتا ہوں۔ اور اگر نثر کا مطالعہ کرتا ہوں تو اس قدر دل لگتا ہے۔ کہ ہزار کام چھوڑ ایسا مست بنتا ہوں۔ کہ خود بخود آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔ میں نے اپنے گھر کی استریوں کے لئے بھی یہ کتاب ہندی میں منگوائی تھی۔ وہ سب کی سب اس کی بیحد تعریف کرتی ہیں۔ افسوس کہ تینوں حصے ختم ہو چکے۔ کئی بار پڑھے آخر تیسرے حصے کو ختم کرتے ہوئے یہ شعر پڑھا اور خاموش ہو گیا۔

؎ خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں　　دو دن گذر گئے وہ کتابیں ختم ہوئیں

شریمان بابو مکندلال جی پوری سب اوورسیر پی ڈبلیو ڈی ریاست جھالاواڑ (راجپوتانہ)

شریمان مہاشے دیویدیال جی نمستے۔ آریہ سنگیت راماین کا پارسل دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا پارسل کھولا اور پڑھنے

گیا۔ آخر تینوں حصوں کو ختم کر کے اٹھو۔ چنانچہ حصہ اوّل تو اسی وقت ختم کر کے چھوڑا۔ دوسرا حصہ رات کو ختم کیا۔ اور تیسرا صبح اٹھتے ہی۔ آخر تیسرے حصے کے خاتمے کا لفظ مجبوراً سنانا پڑا جسکو سنکر تمام حاضرین کے دل سخت بے چین ہوئے۔ آخر ان کو یہ کہکر تسلی دی۔ کہ آخر ہنومان جی کو بھی تو سیتا کی تلاش میں کچھ عرصہ لگے گا ہی جس جس نے اس بے نظیر کتاب کو سنا بے اختیار پریم کے آنسو ان کی آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔ واقعی سردار صاحب نے جادو بیانی میں کمال کر دیا ہے۔ یہ کتاب استریوں، مردوں، بچوں، جوانوں، بوڑھوں غرضیکہ ہر عمر کے انسان کے لئے ایک نئی زندگی دینے والی ہے ایشور سے پرارتھنا ہے کہ ایسے پرش تا ابد سلامت رہیں۔ اور ایسا دن جلد آئے۔ جبکہ یہ کتاب سکولوں اور کالجوں میں رائج ہو۔ جب سے یہ کتاب میرے پاس پہنچی ہے۔ کئی بار پڑھ چکا ہوں۔ مگر آنند ہر دفعہ اس سے بھی دوبالا ہوتا گیا۔ میرا اشواس ہے کہ جو شخص اس تحفہ نایاب کو دیکھیگا خواہ منہ سے کچھ کہے یا نہ کہے مگر اس کا دل ضرور سردار صاحب کو دھنیا واد دے گا۔ جب مہا بھارت کا اعلان پڑھا تو دل اور بھی امنگوں سے اچھلنے لگا واقعی جو خدمت قوم کی سردار صاحب کر رہے ہیں وہ پبلک کے شکریہ کے مستحق ہیں ایشور کرے کہ آپ ہمیشہ اسی طرح قوم کی خدمت میں مصروف رہیں۔ پرماتما ان کی عمر دراز کرے۔

شریمان بابو برج لال صاحب گورداسپور

(انگریزی سے ترجمہ کیا گیا) ڈیر سردار صاحب۔ میں آپ کی سنگیت رامائن کے بارے میں اپنی رائے دینا چاہتا ہوں قابلیت کے لحاظ سے یہ کتاب تمام نئی رامائنوں سے بڑھ کر ہے۔ بلکہ کہیں کہیں سے تو یہ تلسی داس کو بھی پیچھے چھوڑ جاتی ہے مضمون کی سادگی نے کتاب کی نفاست کو اور بھی دوبالا کر دیا ہے۔ لیکن اس میں ایک بڑی ترمیم ہو سکتی ہے یعنی بہت سے الفاظ جو زیادہ بولنے میں آتے ہیں۔ بدل دئے جاتے ہیں بعض جگہ عربی کے الفاظ بھی ہیں۔ جو کہ ایسی کتاب میں غیر ضروری معلوم ہوتے ہیں۔

شریمان مہاشہ بلونت سنگھ جی خلف صوبیدار میجر سردار لکھا سنگھ جی موضع بھٹیاں

ڈاکخانہ لوہدرہ آدان ضلع راولپنڈی۔ مکرم بندہ سردار جسونت سنگھ جی۔ واضح رائے عالی ہو کہ آپ کی تصنیف کردہ آریہ سنگیت رامائن ہر سہ حصہ میرے معائنہ سے گذرے۔ واقعی نہایت دلفریب ہیں۔ نظم و نثر میں جادو کا اثر ہے طرز تحریر بالکل بے نظیر ہے۔ مضمون پر تاثیر ہے۔ نظم کیا ہے موتیوں کی لڑی ہے ہر ایک مضمون کے مطالعہ کے وقت ایسا عالم نظر آتا ہے۔ گویا سری مہاراج کے ساتھ ساتھ ہیں اور اپنی آنکھوں سے یہ سب لیلا دیکھ رہے ہیں۔ میں ان ہر سہ حصہ جات کے پڑھنے سے مصنف کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ واقعی انہوں نے اسکی تصنیف میں نہایت محنت اور جانفشانی سے کام لیا ہے جسکی داد دینا میری طاقت اور لیاقت سے باہر ہے حصہ چہارم کا از حد اشتیاق ہے جلدی اس پیاس کو بجھائیے۔

شریمان بابو شوری لال صاحب سب اورسیر گنگا تلی کا تالاب لکھنؤ

شریمان مہاشے ورسردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ آپ کی رامائن کا تیسرا حصہ بھی نظر سے گذرا۔ پڑھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ میری نظر سے کئی قسم کی رامائن گذری۔ مگر کیا بیان کروں اس رامائن کی نظم و نثر زبان حال سے مصنف کی اعلیٰ قابلیت اور دماغ سوزی کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کیونکہ اس کی ہر سطر اور ہر لفظ میں ایسا لطف آتا ہے جو خواہ مخواہ سننے والے کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ ایشور پرماتما آپ جیسے پرشوں کو بھارت میں پرگٹ کرتا رہے۔ چوتھا حصہ تیار ہونے پر فوراً بھیج دو۔

شریمان بابو چھبو رام جی اگروال اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کرتارپور

شریمان مہاشے سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن کے مطالعہ سے جو بھی جس قسم کا بھی اور جس قدر بھی آنند آریہ پبلک اٹھا رہی ہے وہ صرف آپکی نیک اور اعلیٰ ترین کوشش کا نتیجہ ہے۔ آپ کی اس مبارک کوشش سے رامائن کے محدود پرچار کو لامحدود کر دیا ہے۔ کیونکہ اب یہ بآسانی اہل اسلام کے ہاتھوں میں بھی پہنچ سکتی ہے اور وہ بھی یکساں

فائدہ اس کے مطالعہ سے اٹھا سکتے ہیں۔ کئی ہندو پڑھے ہوئے مگر رامائن کے اتہاس سے تاہنوز بالکل بے بہرہ ہیں۔ ان کے دماغ پر یہاں تک جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی ہے۔ کہ انکے قابل رحم حالت کو دیکھکر آریہ جاتی کی خدائی اور شیدائی اور سچے ہتیشی کے دل پر ایک سخت چوٹ لگتی ہے اس کا سینہ پھٹ جاتا ہے اور خون کا چشمہ آنکھوں سے بہنے لگتا ہے امید ہے اس کی تلافی اس کا علاج آپ کی اس بیش بہا و گرانقدر کوشش سے ضرور ہوگی۔ کیا دوکاندار اور کیا لڑکے کیا طالب علم کیا کلرک آپکی تصنیف کردہ رامائن کو بڑے اشتیاق سے پڑھتے ہیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں۔ جن کے ذریعے آپ کے اس پرواپکار اور شبھ کاریہ کا شکریہ ادا کروں شریمان جی آپ نے رامائن اردو لباس میں کیا ملبوس اور منظوم کیا ہے۔ گویا اس بڑی بھاری محسوس ہوتی ہوئی کمی کو پورا کرنے میں کمال کر دکھایا ہے۔ میری تعریف کرنی فضول ہے "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" بچوں۔ لڑکوں اور بوڑھوں کو ان کی تصنیف کردہ رامائن پڑھتے ہوئے دیکھکر میں خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ پرماتما آپ کو اس کا نیک اجر دیں گے۔ آپ کے اس لیکھ کو پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ کہ رامائن کا چوتھا حصہ مکمل کر کے آپ آریہ سنگیت مہابھارت کی تیاری میں ہمہ تن مصروف ہو جائیں گے۔ آپ ضرور ایسا ہی کیجئے مگر آپ کی سیوا میں میری ایک پرارتھنا ہے کہ آپ چوتھا حصہ ختم کر کے پہلا کام جو کریں وہ ہمارے بزرگوں و بھگتوں مثلاً ہرشچندر۔ مور دھوج پرہلاد بھگت۔ سدامان بھگت پورن بھگت دھرو وغیرہ کے جیون چرتروں کو اسی طرز کا لباس پہنا ئیں آج ایشور بھگتی و پریم وغیرہ کا نام و نشان نہیں رہا۔ یہ ہماری تباہی یا بربادی کا نشان کھو یا ہیں جیسے ہمت کرکے اس طرف جلد متوجہ ہو . ورنہ کوئی ٹھکانہ نہیں۔ دنیا سچے معنوں میں ناستک ہو رہی ہے سچا پریم کافور ہو گیا خود غرضی بے ایمانی جھوٹ اور ہتیا۔ اور پاپ کا راج ہو رہا ہے۔ میری تھوڑی سی پرارتھنا کو بہت کرکے بہت تصور فرمائیں۔ ایشور اس شبھ کاریہ میں آپ کی سہایتا کریں۔

(یہ قدر خطوط میں نے درج کئے ہیں۔ بوجہ عدم گنجائش ان سب کی قطع برید کرنی پڑی۔ کیونکہ ایک ایک خط بجائے خود ایک اچھا دیباچہ تھا۔ مجبوراً مجھکو سب کی کانٹ چھانٹ کرنی پڑی مگر مندرجہ بالا خط کا ایک فقرہ کیا ایک لفظ بھی کاٹنے کی مجھکو جرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ اس کا ایک ایک لفظ سچے ہوئے مگر دکھے ہوئے دل سے لکھا ہوا ہے جس کی طرز تحریر کسی مزید حاشیہ آرائی کی محتاج نہیں۔ شریمان جی لیجئے آپ کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ اور مجھے آپ کے خیال سے کلی اتفاق ہے مہابھارت کے بعد اگر میری زندگی نے میرے ساتھ وفا کی تو آہستہ آہستہ آپ کی تحریر کردہ منزلوں کو بھی طے کروں گا (خاکسار مصنف)

شریمان لالہ لاجپت رائے کھتری محلہ لالہ پنڈی مل شہر لدھیانہ

مہاشے جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن حصہ سوم کے صفحہ اخیر پر آپ نے لکھا ہے کہ "آپ کی چرن سیوا سے جسونت سنگھ کچھ دنوں کے لئے اب جدا ہو گئے" مہاراج جی اگر آپ کو اتنا عرصہ ہی لگانا تھا تو دنوں کی جگہ مہینہ یا سال درج کیا ہوتا دو رامائن بھاشا اور دو رامائن اردو علیحدہ علیحدہ مصنفوں کی نظم والی میرے پاس موجود ہیں۔ مگر میں وہم سے رنج کہتا ہوں۔ کہ آپ کی ہی رامائن کی سب کو چاہ ہے ہر ایک شخص مجھ سے پوچھتا رہتا ہے۔ کہ کیا آریہ سنگیت رامائن کا چوتھا حصہ آگیا ہے۔ مجبوراً مجھکو کہنا پڑتا ہے کہ ابھی تک نہیں آیا۔ پرماتما سردار صاحب کو ارد گیہ رکھیں اور ہماری عمر کا کچھ حصہ اگر ممکن ہو تو ان کی عمر میں شامل کر دیں جسوقت چوتھا حصہ تیار ہو جائے اسی وقت بلا کسی خیال قیمت وغیرہ کے ضرور میرے نام وی۔ پی کریں مجھے اس کے جواب کی ضرورت نہیں۔ کتاب کی ضرورت ہے۔

شریمان لالہ نرائن داس جی گورمکھی لیکھک وکتھا واچک مظفر گڑھ۔ (پنجاب)

شریمان سردار جسونت سنگھ جی نمستے۔ آپ کی مصنفہ رامائن کے تین حصے میرے مطالعہ میں آئے۔ جنکو پڑھکر پراچین زمانہ کی عظمت کا نقشہ ہو بہو آنکھوں کے سامنے آگیا ایسی دلچسپ اور سبق آموز کتاب آجتک میرے دیکھنے میں نہیں آئی۔ عموماً قاعدہ ہے کہ جہاں کتاب ایک دفعہ پڑھ لی پھر دوبارہ اسکو دیکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر آپ نے نہ معلوم کیا جادو بھر دیا ہے کہ جتنی دفعہ پڑھو نئے سے نیا آنند پراپت ہوتا ہے۔ سننے والے اس قدر محو حیرت ہو جاتے ہیں کہ انکو دوسری طرف کا مطلق دھیان نہیں رہتا۔ پرماتما آپ کی آیو میں بردی کرے تاکہ آپ آئندہ بھی اس جاتی کی ایسی بے بہا خدمات سے سیوا کرتے رہیں۔

(میں آپ کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے آریہ سنگیت راماین حصہ دوم وسوم کو بڑی مہربانی سے بغیر کسی معاوضے کے گورمکھی میں لکھکر دیا۔ جو کہ اب زیر طبع ہیں۔ اور عنقریب ہی پریس سے نکلنے والے ہیں آپ کی ذات سے امید رکھتا ہوں کہ حصہ چہارم کے بھی چھپنے تک آپ کر پا کر سکیں گے۔ تاکہ گورمکھی دان بھائی اس سے زیادہ عرصہ تک محروم نہ رہیں۔ اور آپ کو دعائے خیر سے یاد کریں۔ مصنف)

شریمان لالہ دولت رام جی ٹھکر تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ (پنجاب)

شریمان مانیہ در مہاشے جی نمستے مجھے کل ہی آپ کی مصنفہ رامائن کے حصوں کے پڑھنے کا موقع ملا جسکو پڑھکر میں جناب کی دماغی لیاقت اور سچے تحقیقاتی مادہ کی تعریف کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ گو تعریف کو مکمل کرنے کے لئے۔ میرے پاس کوئی الفاظ نہیں۔ صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے شری بالمیک رشی کے اس اصلی مدعا کو پورا کر دیا ہے جس کے لئے مہرشی موصوف نے کتاب بنانے کی تکلیف اٹھائی۔ ہر ایک پہلو کتاب کا جناب نے سچا مفید مبرا از توہمات بنا دیا ہے کسی واہیات سوال وجواب کی ضرورت نہیں رہی۔ ہر ایک ورن و ہر ایک آشرم کے شخص اس سے سچا سبق سیکھ سکتے ہیں۔ ناول خوانوں کے لئے اعلیٰ ترین و باریک اور آتما کو پوتر کرنے والا نقل ہے۔ افسوس کہ ایک پیسہ کے کارڈ میں صرف اسی قدر گنجایش ہے کہ میں اپنے الفاظ کو پورا تو درکنار اس کا عشر عشیر بھی درج نہ کر سکا۔

شریمان لالہ تولہ رام جی ایجنٹ لالہ کرپا رام جیرام گنج بازار شہر راولپنڈی

شریمان سردار جسونت سنگھ جی آریہ سنگیت رامائن ہر سہ حصص مصنفہ آن جناب میں نے اول سے آخر تک پڑھے بلاشک یہ رامائن ایسی اعلیٰ پیمانہ پر لکھی گئی ہے کہ اس کی مثال ملنی سخت مشکل ہے مضمون اور بھجن ایسے عام فہم اور ہر دلعزیز ہیں کہ بچہ سے لیکر بوڑھا تک ہر طرف اس رامائن کے بھجن گاتا ہوا دیکھا جاتا ہے۔ سناتن دھرم اور آریہ سماج کے سالانہ جلسوں پر اس رامائن کے بھجن بڑے فخر سے بولے جاتے ہیں ایڈیٹر سناتن دھرم پرچارک واخبار عام اس سطر کو ذرا غور سے تعصب کی عینک اتار کر پڑھیں۔ نیز انکا برقعہ پوش نامہ نگار بھی (مصنف) آپ کا نام ہی ہر ایک زبان پر ہے آپ نے اپنے نام کی لاج رکھی یعنی جسونت سنگھ آپ نے خوب یش حاصل کیا ہے۔ چوتھے حصے کا سخت انتظار ہے براہ مہربانی جلد ارسال کریں۔

شریمان پنڈت رامچندر جی نرنشی محمد یا بازار کنگ راولپنڈی

شریمان مہاشہ جی نمستے! آپ کے ہاں سے تین حصے آریہ سنگیت رامائن کے منگوائے جسکو پڑھکر اس قدر آنند پراپت ہوا جو قلم سے تحریر نہیں ہو سکتا اس قسم کی پستک آج تک میرے ۳۰ سالہ عمر میں میرے دیکھنے میں نہیں آئی پرماتما آپ کو ہمیشہ تندرست رکھکر دلی مرادوں میں کامیاب کریں میرے خیال میں اس سے بڑھکر کوئی شعبہ اور کار کا کلام دنیا میں نہیں ہے۔ لیکن چوتھے حصے کے لئے بہت بیقراری ہے۔

شریمان ماسٹر خوشی رام جی ہیڈ ماسٹر علی پور ضلع مظفر گڑھ

میرے واجب التعظیم شریمان جی نے آریہ سنگیت رامائن کے ہر ایک حصہ کو دیکھکر دل نہایت ہی خوش ہوا دو حصے تو پہلے ہی دیکھ چکا تھا تیسرا حصہ اب نظر سے گذرا جناب سردار صاحب کی خداداد لیاقت کے بارے میں کیا کہا جائے وہ الفاظ نہیں ملتے جو حوالہ قلم کئے جائیں۔ تمام بھارت باسیوں کے لئے انکا رتنہ پایہ سمجھنا چاہئے۔ سرپالکستان سردار صاحب کی بدھی کو اور بھی نرمل کریں۔ اور عرصہ دراز تک سلامت باکرامت رکھیں آپ میری کا یہ تحریر کو کسی دوسرے معنوں میں نہ سمجھیں بلکہ دلی سرور ہے۔ جو خواہ مخواہ امنڈا آ رہا ہے اور خاموشی اختیار نہ کر سکتا جب چوتھا حصہ تیار ہو جائے بلا دریغ ارسال فرمائیں۔

شریمان ماسٹر امرناتھ موہن جی مقام تیارہ ضلع جالندھر

شریمان مانیہ در لالہ دیدیال جی نمستے میں نے آریہ سنگیت رامائن مصنفہ سردار جسونت سنگھ جی مہاشے کے

پڑھے مصنف موصوف نے واقعی پبلک کے سامنے ایک اعلیٰ نظارہ کھینچ دکھلایا ہے۔ مجھے اور میرے متروں کو جو لطف
در سننے سے حاصل ہوتا ہے۔ میری قلم میں یہ طاقت نہیں۔ کہ اسکو لکھ سکے۔ ہر وقت جب موقع فرصت ملے لیکر
، پھر یہ قطعی ناممکن ہے کہ بغیر ختم کئے کتاب کو ہاتھ سے رکھدی جائے میرے متر ہر وقت اس کے سننے کے
ہیں۔ چنانچہ ایک دن میں بن باس کا پرسنگ پڑھ رہا تھا۔ میری اور تمام سامعین کی آنکھوں سے بے تحاشا
ے۔ پرماتما ایسے قابل مصنف کو ہمیں سے بھی زیادہ بیکجہ پردان کریں تاکہ وہ اپنی قوم کی ان ضروریات کو اسی طرح
یا چوتھے حصے کا سخت انتظار ہے

شریمان لالہ چندو لال سوہنا مل صاحب مقام لالہ موسے

خدمت جناب سردار جسونت سنگھ صاحب! بعد از آداب و تسلیمات کے واضح ہو کہ آپ کی رامائین کے ذریعہ
واقعی رامائین آپ کی قابل دید ہے جس کی زمانہ میں دھوم ہو رہی ہے۔ گو آپ کے خیالات سماجک ہیں مگر ہم سناتن
ں کے پڑھنے اور ناٹک کرنے میں کوئی ہرج واقع نہیں ہوتا۔ صرف اتنا اختلاف ہے کہ سناتن دھرمی مہاراج
رمانتے ہیں اور آپ راجہ سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اور ہر طرح سے سبق آموز پر نصیحت اور دلچسپ ہے اور قہ
راد راس کے ڈھنڈورچی پھر آنکھیں کھولیں۔ کہ خود ان کے گھر میں سے کیا آواز آرہی ہے مصنف ہمارے
ای رامائین سے ناٹک کیا کریں گے چوتھا حصہ چھپنے پر جلد بھیجدیں۔

شریمان لالہ رامچند لگر ڈیچہ زمیندار سنا نوان ضلع مظفر گڑھ

شریمان مانیہ ور پوجنیہ مہاشہ نمستے۔ اتفاق سے آپ کی آریہ سنگیت رامائین ہر دو حصہ میری نظر سے گذرنے
بھکت تلسی رامائین سہانی رامائین۔ رامائین بطرز ناول وغیرہ وغیرہ پڑھی ہیں۔ مگر جو لطف اور سکشا ایک
نے مدنظر رکھے ہیں۔ وہ اور کسی میں نہیں ہیں۔ میں اس کتاب کو اپنی لائبریری میں رکھنا ضروری
۔ آپ از راہ کرم بلا کسی قسم کی تاخیر کے جس قدر حصص تیار ہو چکے ہوں فوراً بذریعہ وی پی بھیجدیں آئندہ
نتظار نہیں کیا جا سکتا۔

بابو رام لال صاحب معرفت بابو سانگ رام صاحب رائے پور (سی۔ پی)

شریمان مہاشے جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن بذریعہ وی پی پہنچی۔ کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ جب تک تمام ختم نہ ہوئی
چھوڑنے کو دل نہیں چاہا۔ آپ کی اس محنت کے لئے آپ کو دھنباد دیتا ہوں۔ اس قدر محنت کوئی دوسرا کر سکے
کے نشٹ اتھا کر ہند دجاتی کے سیتے کی ہے میں لاکھ لاکھ دھنباد دیتا ہوں۔ بھگوان آپ کی آیو کو زیادہ کرے۔ آپکی
جو ہے وہ بالکل ہی کم اور برائے نام ہے یہ قیمت تو کتاب پر سے نچھاور کرنے کے لایق ہے۔ میں ان کتابوں
پنی سماج کے ممبروں کو ضرور پر برنا کروں گا کہ وہ ایک دفعہ ضرور ان سے لابھ اٹھائیں حصہ چہارم جب
، ضرور ارسال کریں۔

شریمان پنڈت مانگی لال جی شرما سوداگر قصبہ بڑوت ضلع میرٹھ

شریمان جی نمستے۔ میں تینوں حصے آریہ سنگیت رامائن آپ سے منگوا چکا ہوں۔ واقعی یہ تینوں حصے اسم باسمی
وکوزہ میں بند کرنے کی مثال صادق آتی ہے۔ آپکی ذہانت اور لیاقت کا ایک اعلیٰ نمونہ ہیں جو کہ پبلک کے سامنے
یا ہے جو شخص ان حصوں کو پڑھتا ہے آپکی محنت اور قابلیت کی داد دیتا ہے۔ آپکی تصنیف کردہ کتاب رامائن کی
بجائے ہے ایک اعلیٰ سدھانت کی لاجواب کتاب کا نوٹو تیار کر کے ریتا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

ن لالہ فتح چند جی اکونٹنٹ ہوشیارپور دوآبہ ریلوے جالندھر

ریم وخلم جناب لالہ صاحب بعد رام رام آنکہ وی پی۔ آریہ سنگیت رامائن حصہ سوم کا وصول ہوا جس کے لئے
اکر کرتا ہوں اور رامائن سے پہلے پرارتھنا کرتا ہوں کہ ایسے شبھ کاموں کا آپ کو اجر نیک دے دیا ہے

پرماتما سری پرش ویر پا سلامت باکرامت رہیں آپ کی طرز تحریر واقعی قابل تعریف ہے۔ آپ میرا نام درج رجسٹر کر چھوڑیں جب حصہ چہارم تیار ہو فوراً بھیجا دیں۔ بلکہ سنگیت مہابھارت کے لئے بھی میرا نام درج کر لیویں نیز موقعہ بموقعہ جب بھی آپ کی قلم سے کوئی کتاب تیار ہو بلا تکلف بھیجتے رہیں لینے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔

شریان پنڈت سنت رام وید رتن بھوشن موگہ ضلع فیروزپور

(ہندی سے ترجمہ کیا گیا) شریان سردار جسونت سنگھ جی نمستے ہیں آپ کو آپ کے سنگیت رامائن کے درشن میں بدھائی دیتا ہوں۔ کیونکہ وہ جہاں رامائن کے شدہ بھاوؤں کے پرکاشت کرنے کے کارن سدھارک لوگوں کو پریہ بن رہا ہے وہاں میٹھے رس بھرے گیتوں میں ہونے کے کارن سرد سادھارن۔ ہندوؤں کے لئے بھی اتنا پیارا بن رہا ہے کہ وہ رام لیلا اور ناٹکوں میں اسی کے گیت گاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مہابھارت کے خاص حصوں کو بھی ایسی ہی رس بھری کوتا میں رچکر پرکاشت کریں اور میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ اسکا ہندی ایڈیشن بھی نکالیں۔

شری سوامی نیتانند جی سرستی اناتھ بھارت سیوک مجیٹھہ ضلع امرتسر

شری یت مانیہ ور مہاشہ جسونت سنگھ جی ورما نمستے۔ میں نے کل ایک آریہ بھرات کے پاس آپ کا رچت آریہ سنگیت رامائن دیکھا۔ اور اس کو بڑے پریم سے پڑھا۔ واستو میں جو آپ نے پرشارتھ کیا ہے وہ سراہنیہ ہے بھراتہ آپ نے یہ رامائن بنا کر دیش اور جاتی پر بہت اپکار کیا ہے۔ پرماتما آپ جیسے پوتر شریروں کو آریہ پبلک کے ہت ارتھ چرنجیو رکھے۔

شریان لالہ رلدو رام صاحب ورما پنشنر چک ۳۲ ڈاکخانہ چھانگا مانگا ضلع لاہور

شریان سردار صاحب نمستے! آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم پہنچا اور خوشی ہوئی۔ شروع سے اخیر تک پڑھی جوں جوں پڑھتا گیا۔ بہ نسبت حصہ اول کے شاد ہوتا گیا۔ آخر جب چودھواں نظارہ چترکوٹ کی منزل پر پہنچا تو زار زار آنسو گرنے لگے ایشور جانے آپ کے دہن سے نکلے ہوئے الفاظ میں بوقت تحریر جادو تھا یا کیا بھرا تھا۔ شاباش لیاقت و تجربہ اسی کا نام ہے کہ پڑھنے والے کے دل کو شکنجہ میں ایسا دبا پا جاتا ہے کہ دوسری طرف دیکھنے کی خواہش و ہمت نہیں پڑ سکتی۔ بندہ آپ کی لیاقت و احسانمندی کا ازحد ممنون ہے۔ بلکہ کل آریہ جاتی مشکور احسان ہوگی قومی سیوا اسی کا نام ہے۔ ایشور سے پرارتھنا ہے کہ وہ ایسے دریک قومی خیر خواہ کی عمر دراز او صحت میں ہمیشہ تندرستی بخشکر خوش و خورم رکھے اور جملہ آریہ جاتی کی سیوا میں بیدار رکھنا ہے کہ وہ بھی ایشور سے ایسے شخص اور قومی خیر خواہ کے لئے دعائے خیر منائیں۔ حصہ دوم میں ایک ایک لفظ موتیوں کی طرح پرو دیا ہوا ہے۔ یہ تجویزہ قیمت کا ایک لفظ بھی کفایت نہیں کر سکتا۔ بھلا تکلیف اور خرچ کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جملہ آریہ جاتی کو سردار صاحب کی حوصلہ افزائی میں کچھ سوچ وچار ہونا چاہیئے۔

شریان مہاشہ گجادھر پرشاد صاحب اہلکار دفتر ملٹری ورکس سرکار عالی واقع خیرت آباد

حیدر آباد دکن) شریان سردار صاحب نمستے جناب کی مصنفہ رامائن کے تمام نظارے واقعی بڑے دلچسپ و دلکش ہیں اور موجودہ زمانہ کے لئے ازحد مفید ہیں۔ گانے میں جو فولادی اثر پیدا کیا ہے۔ وہ معمولی قابلوں سے ہونا دشوار ہے اس کے گائین ہر ایک نوجوان بھارت باشی کے لئے جو اپنی مقدس کتب اور بزرگوں کے کارناموں سے بے بہرہ ہیں قدیم رشیوں و راجہ پرجا کے تعلقات و فرائض کی طرف متوجہ کرنے والے ہیں۔ اس بے نظیر کتاب کا بنانا آپ ہی جیسے مہاپرشوں کا کام ہے جس کسی کو ایک دفعہ بھی اسکے گائین سننے کا موقع ملا وہ اس کتاب او مصنف کے بلند خیالات کا دلدادہ ہو گیا۔ چونکہ مجھے شری رامچندر جی سری کرشن جی کی اتہاس اتی پریم ہے۔ چنانچہ اب تک جن مہاپرشوں نے ان کے متعلق جو کتاب بنائی ہے وہ سب میرے پاس ہیں اسوقت منجملہ ان تمام رامائنوں کے آپ کی مصنفہ رامائن کے اوچہ بھاؤ لئے ہوئے مضمون و گائین آج کل کے نئی روشنی والے اصحاب کے جیون میں پریورتن کرنے والے ثابت ہوئے ہیں۔ میری پرماتما سے پرارتھنا ہے۔ کہ آپ کو اس مشہور کار یہ کرنے میں کامیابی اور تندرستی پردان کریں تاکہ آپ کے بعد دیگرے بقیہ دو اتہاس متذکرہ صدر جو بھارت ورش کے لئے ازحد ضروری ہیں کے تکمیل کرنے میں سامرتھ ہوں۔ اور آپ سے گذارش ہے کہ ضروری کمی کوتاہی کو بہر قلم کر آہستہ آہستہ پوری کریں جہاں مصنف مہاشے کا دھنیاواد کرتا ہوں۔ وہاں معزز پبلک سے بزور سفارش کرتا ہوں کہ

اس رامائن کو کم از کم ایک مرتبہ ضروری ملاحظہ فرمایئے۔ میرے خیال میں اس بے نظیر کتاب کا روزانہ مطالعہ کرنا ہر ایک دھرم ابھلاشی انسان کے لئے ضروری اور لازمی ہے۔

(افسوس کہ میں آپ کے باقی خطوط کو بوجہ عدم گنجایش درج نہ کر سکا جس کی معافی چاہتا ہوں مصنف)

شریان بابو منسارام صاحب سٹیشن ماسٹر دستواڑہ ڈاکخانہ دھرم پور

شریان مہاشے سردار جسونت سنگھ جی درمانستے آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم کا وی پی بشکریہ کے ساتھ وصول کیا بندہ آپ کا نہایت ممنون و احسانمند ہے۔ آپ کی تصانیف ہر وقت پڑھتا ہوں اور آپ کو دھنیاواد دیتا ہوں آپ کی تعریف دزن کرنے میں میری زبان و قلم قاصر ہے۔ ہر وقت آپ کے گن گاتا ہوں۔ کیونکہ میرے خیالات پہلے بہت پراگندہ تھے جس دن سے آپ کی تصنیف کردہ پستکوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا ہے۔ تبدیل ہو کر بالکل شدہ ہو گئے ہیں میں آپ کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے میری آیندہ زندگی کو سدھار دیا ہے مجھے پورن آشا تھی کہ یہ کتاب دو حصوں میں ختم ہو جائے گی لیکن افسوس کہ وہ پوری نہ ہوئی۔ نہ معلوم آیندہ کب تک انتظار کرنا پڑے گا جو ناقابل برداشت ہے آپ کا طرز تحریر ایسا دلچسپ اور موثر ہے کہ پڑھنے والے کے دل میں خود بخود ایک عجیب اثر پیدا ہو جاتا ہے خاکسار دیگر مصنفوں کی کتب کا پڑھنا تو درکنار دیکھنے تک کا بھی روادار نہیں۔ آپ نے جو پرن کیا ہی ہے۔ امید ہے اس کو جلدی پورا کر کے آیندہ بھی سلسلہ کو جاری رکھیں گے نیز تمام ہندو جاتی کا فرض ہے کہ آپ کی تصانیف کا خیر مقدم کر کے آپکی حوصلہ افزائی کرے ایشور سے پرارتھنا ہے کہ آپ کو ہمیشہ صحیح سلامت برقرار رکھیں اور برکت دیں حصہ سوئم چہارم جسوقت تیار ہو جائیں سب سے پہلے مجھکو ارسال کریں۔

شریان لالہ جیون داس صاحب کپور سابق ففتھ ہائی سٹوڈنٹ ڈی اے ایس بی ایم سکول آنند

شریان مہاشے دیویدیال جی نستے۔ آپ کا وی پی پہنچا شکریہ کے ساتھ سویکار کیا رامائن کی بناوٹ تھی کہ گویا انگوٹھی نیلم کا نگینہ تہا مجھے کوئی لفظ ڈکشنری میں نہیں ملتا جس سے سردار جسونت سنگھ صاحب کی تعریف کروں پستک کو ایک دفعہ ارمبھ کر کے بغیر سماپت کئے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ پستک واقعی قابل تعریف ہے پڑھتے ہی دل باغ باغ روشن مثل چراغ ہو گیا۔ پڑھ کر ابھلاشا ہوئی۔ تو یہی ہوئی۔ کہ جلدی تیسرا حصہ چھپ کر تیار ہو جانے تو سب سے پہلے میرے پاس روانہ فرمائیں کیونکہ میرا دل تیسرا حصہ پڑھنے کے لئے اتی دیاکل ہو رہا ہے۔

شریان مہاشے کشوری لال جی خلف بابو جھبو سنگھ جی صدر بازار دہلی

شریان لالہ دیویدیال جی نستے۔ آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم ملا۔ واقعی سردار صاحب نے رامائن کو دلچسپ بنانے میں کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ اس رامائن کی نظم و نثر زبان حال سے مصنف کی اعلیٰ قابلیت دماغی محنت اور جانفشانی کا اظہار کرتی ہے میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے۔ کہ اس رامائن کو جس نے ایک دفعہ سنا فوراً شایق ہو گیا اور مصنف کی اعلیٰ قابلیت کا اظہار کرنے لگا۔ سردار صاحب نے واقعی دیش کی عموماً اور آریہ سماج کی خصوصاً ایک زبردست کمی کو پورا کیا ہے زمانہ کی روش اس ضرورت کو محسوس کر رہی تھی۔ کہ ایک پراثر دھرم کا رستہ دکھلانے والی رامائن ڈراما کی شکل میں تیار کیجائے کیونکہ دیش کے شرفا رامائن ..... جیسے مقدس نظارے واہیات سوانگ اور گندے ڈراموں کی صورت میں بدتہذیبی سے ادا ہوتے ہوئے دیکھکر تنگ آ گئے تھے۔ اب رامائن کے ہر ایک پراثر نظارے اور رشیوں کے پرتر اپدیش پڑھکر بے اختیار خوشی کی موجوں میں بہتے ہوئے آنند کے سمندر میں غوطہ لگاتے ہیں۔ غرضیکہ ہر ایک نظارہ اس خوبی و قابلیت سے درشایا ہے جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج کل جہاراجہ دسرتھ کا ہی عہد سلطنت ہے اور اسی میں تمام واقعات ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ سردار صاحب نے تیسرے حصہ میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا ہوگا۔

شریان مہاشہ میلارام جی بھولاسب اورسیر کلاس ہیوٹ انجنیرنگ سکول لکھنؤ

پوجنیہ مانیہ دیوی نستے آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم بذریعہ وی پی پہنچا تو جامہ میں پھولا نہ سمایا اور بہر بعجلت دستخط سے قیمت ادا کی اور وی پی وصول کیا اور اسی وقت پڑھنی شروع کی۔ ابھی تھوڑی سی پڑھی تھی۔ کہ میرے مترمہاشہ جگن ناتھ جی

سنے بھرے چھین لی۔ اور متواتر جوش سے پڑھنا شروع کیا۔ ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی۔ کہ سورج بھگوان نظر سے اوجھل ہو گئے چراغ جلایا اور تمام کتاب ختم کر کے اُٹھے۔ تمام حاضرین کے بے اختیار آنسو بہ نکلے جنکو ہر چند چھپایا مگر چھپ نہ سکے۔ پانچ چھ مہاشے موجود تھے۔ سب کی زبان سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا "واہ وا"۔ رامائن کیا ہے امرت کے گھونٹ ہیں۔ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ آپ کو تا ابد سلامت رکھیں اور اس کریا کا پھل جو آپنے آریہ پبلک پر کی ہے دیں۔ تیسرا حصہ تیار ہونے پر فوراً بھیجدیں۔

شریمان لالہ گنگا رام صاحب مقام تیتری ڈاکخانہ جوڑہ کلاں تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور

مانیہ ور مہاشے جی نمستے۔ آپ کی آریہ سنگیت رامائن کی جسقدر تعریف کی جاوے کم ہے واقعی یہ رامائن موجودہ زمانہ کے بھائیوں کو راہ راست پر لانے انکے دلوں میں امنگ پیدا کرنے اور دقیانوسی خیالات کے نکالنے کے لئے نہایت ہی اکسیر ہے اسکی طرز تحریر نہایت ہی دلپذیر ہے بلکہ یہ کتاب ہی تمام راماینوں سے بے نظیر ہے۔ موجودہ زمانے کے لوگوں پر اس کا نہایت عمدہ اثر پڑ رہا ہے۔ بلکہ سابقہ خیالات کو نکال کر راستی کا خیال دل میں گھر کر رہا ہے۔

شریمان لالہ کرم چند جی مہاجن چوہڑ منڈہ ڈاکخانہ کلاس والہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

شریمان مہاشہ مدھو دیال جی نمستے۔ آپ کی بھیجی ہوئی پستک موسومہ آریہ سنگیت رامائن شروع سے آخر تک لفظ بہ لفظ پڑھی دل کو از حد سرور ہوا۔ گویا آپے سے باہر ہو کر چشمہ سرور میں غوطہ زن ہوا نظم کیا ہے موتیوں کا ہار ہے جس کے گوندھنے میں صانع کی صنعت پر ہزار جان سے عاشق ہونے کو دل چاہتا ہے۔ نثر کی بابت کیا لکھوں ایسی لفظوں کی ترتیب اور ایسی فقرہ بندی یہ اسی دماغ کا کام ہے۔ مبارک ہے ایسا مصنف جس نے آریہ پبلک کی خاص خاص کمیوں کو پورا کیا اور دھن ہے مصنف جس نے آریہ پبلک کے لئے نہیں نفس مار کی خاطر اپنے دماغ کو عام فکریں پرداز کرنے کی تکلیف دی تیسرا چوتھا حصہ تیار ہوتے ہی فوراً روانہ کر دیں۔

شریمان لالہ جھجومل نند لال تالاب بازار لدھیانہ

شریمان جی نمستے۔ آریہ سنگیت رامائن حصہ دوم پہنچا۔ جو کہ قابل تعریف ہے حصہ اول کے پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایسی یا اس نمونہ کی کوئی دوسری کتاب نہ ہوگی۔ لیکن جب دوسرا حصہ پڑھا تو اس کا جوہر معلوم ہوا اور یہ حصہ اول سے بھی بڑھ چڑھ کر نکلا۔ چنانچہ جسوقت بھرت اور کوشلیا کے سوال و جواب پڑھے تو بے اختیار آنسو جاری ہوگئے۔ کیونکہ وہ سوال و جواب ایسے درد انگیز ہیں کہ دو ڈھ چت والا انسان بھی اس کو بغیر آنسو بہائے نہیں پڑھ سکتا۔ میں ایشور پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ پرماتما ایسے نمونہ شاعری سردار جسونت سنگھ جی کو تا ابد سلامت رکھے تاکہ دنیا میں ایک شاعری کا نمونہ رہے اور انکا دماغ اس موجودہ دماغ سے بھی ترقی کرے۔ تیسرا حصہ چھپ جانے پر اطلاع دیں۔

شریمان مہتہ گوکل چند جی اکونٹنٹ بھارت کرشیل کمپنی راولپنڈی

شریمان مانیہ ور مہاشے جسونت سنگھ نمستے آپ کا ارسال کردہ دوسرا حصہ ملا تھا۔ مگر وہ ایسا مقبول عام ہوا کہ آج تک یعنی تقریباً چھ ماہ تو اس نے خوب دلوں کی سیر کی بمشکل میرے دل کی اب باری آئی۔ میں اس کی تعریف میں کیا لکھوں اگر دنیا میں کوئی رامائن تعریف کے قابل ہے تو یہ ہے۔ آہا وہ خوش گوار دن ہم بد نصیبوں کو ایشور جلد دکھا دے کہ ہر ایک انسان کی زبان پر اس رامائن کے بھجن ہوں۔ اگر کمپنیوں کا کوئی شیئر مقبول ہوا تو یہ ہو۔ اس وقت بھی جو شخص ایک بھجن اس رامائن کا سن پاتا ہے۔ بس اسی میں محو ہو جاتا ہے۔ اور مصنف کی محنت کی داد دیتا ہے۔ تیسرا حصہ چھپ گیا ہو تو جلد ارسال کریں۔ سخت انتظار ہے۔

شریمان ماسٹر رادھا کشن جی سکرٹری گئو رکشنی سبھا لدھیانہ

شریمان سردار جسونت سنگھ جی مہے گئو ماتا کی آپ کی تیار کردہ رامائن دو حصے میری نظر سے گذرے واقعی انکے تیار کرنے میں آپ نے قوم پر ایک اعلیٰ درجہ کا اپکار کیا ہے۔ ایشور آپ کو اسکا نیک اجر دیں۔ امید ہے کہ تیسرا حصہ بھی تیار

ہوگا۔ مہاشہ پورن چند جی آپ کی رامائن ہمارے دورہ پر چارکی بھجن پارٹی میں روزانہ سناتے ہیں جس سے سامعین پر ایک
یہ حالت طاری ہو جاتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ گئوشالہ کے پرچار میں اس کتاب کو ساتھ رکھا جاوے۔ کیونکہ جو ایک دفعہ سن
ہے وہی خریدنا چاہتا ہے۔ اسلئے مندرجہ ذیل کتب بھیجدیجئے۔

شریمان بابو امرناتھ صاحب دت بی اے ہیڈ ہیڈ کلرک روپڑ ضلع انبالہ

مکرمی سردار صاحب تسلیم! سنگیت رامائن مصنفہ آنجناب ہر دو حصہ میری نظر سے گذرے۔ آپ کی تصنیف سے پہلے
جوکہ موجودہ زمانہ کی لطافت پسندی اور نیولائٹ کی نیرنگی کے طفیل ہند کی متبرک کتب کی عزت و وقعت میں جو فرق ہو گیا
وجہ عام کو زمانہ کے اطوار کے مطابق اس کوتاہی کی طرف منعطف کرنے میں وسیع پیمانہ تک پورا کیا ہے۔ رامائن کا نقش
ن کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ہند کا ہر ایک فرد و بشر خواہ ہندو ہو یا مسلمان عیسائی ہو یا یہودی اس سے اچھی طرح واقف
بالمیک اور تلسی کرت رامائنوں کو چھوڑکر جتنی کتابیں اس مضمون پر لکھی گئیں وہ اس مدعا سے لکھی گئیں کہ پبلک کو زمانہ
کی تہذیب کے مطابق جس پر کہ ہم اس قدر نازاں ہیں کشتری اڈیل (آئیڈیل) زندگی کا پتہ لگے کسی حد تک پورا کیا
جو کام آپ کی سنگیت رامائن نے پورا کیا وہ صرف اسی کا حصہ ہے۔

اس وقت بیشمار رامائنیں پرچلت ہیں بطرز ناول لکھی گئیں۔ بطرز ناٹک تصنیف ہوئیں۔ لیکن جس خوش اسلوبی
سنگیت رامائن نے اپنے مطلب کو ادا کیا۔ زبان خلق اسکی معترف ہے مصنف سنگیت رامائن نے اس کا نام رکھنا اور
تھیٹریکل اصطلاحات سے مبرا کرنے میں پبلک جذبات اور احساس کا خاص طور پر پاس کیا ہے جس کی وجہ سے
سب بچے بوڑھے مرد و عورت کے قابل اور گھروں میں پڑھنے سنانے کے لائق ہے۔

اس کتاب کی عبارت سادہ اور عام فہم ہے گو وقتاً فوقتاً راگ کی بحر کو درست کرنے کے لئے یا نثر کی نشست کو
رکھنے کے لئے درڑھ ہندی الفاظ مشکل فارسی اصطلاحات سے وابستہ کیا گیا مگر اسکی تلافی ساتھ ساتھ معنوں
فوراً ہوگئی ہے۔

ہر گانے کے بعد مصنف کا سالم نام شاید نکتہ چین نظروں کی گہری تاب نہ لاسکے لیکن اس ضمن میں بھی مصنف
کی جدت پسندی کلیتہً قابل تعریف ہے۔ مثلاً لچھمن جنگ وسرتھ کو بارات کی تیاری کا خط لکھتے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے سطے
لکھری خط اسی وقت اتنا مگر ساتھ جسونت سنگھ بھی لانا خالص لطف رکھتا ہے۔ زمانہ کی روش اس بات کو محسوس
کرتی ہے کہ سنگیت رامائن جیسی بہت سی کتابیں تصنیف کی جائیں۔ کیونکہ جن اصحاب کے ہاتھوں میں اس کتاب کا جانا
ہو وہ ان کے لئے خاص دلچسپ ہے اور دلبستگی کا سامان ہے مجھے امید ہے کہ مصنف سنگیت رامائن اس کام کو برابر
جاری رکھیں گے۔ مہابھارت کو منظوم کرنے کی تیاری کریں گے۔

شریمان بابو ستھرا داس صاحب سب اوورسیر نہر ماچھیواڑہ (لدھیانہ)

مکرم بندہ لالہ دیویدیال جی نمستے! میں نے آپ سے آریہ سنگیت رامائن ہر دو حصہ منگوائے تھے جسکو پڑھکر بہت
مائل ہوا۔ کتابیں واقعی لاجواب ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر یہ بطور ٹیکسٹ بک منظور ہو کر پاٹھشالاؤں اور ہائی سکولوں کے طلبا
کو پڑھائی جائیں۔ جو بچوں کی زندگی پر ایک خاص اثر ڈالے۔ برائے مہربانی تیسرا حصہ اگر تیار ہو گیا ہو تو وہ اور چوتھا حصہ
بہت جلد بھیجیں۔

شریمان مہاشہ سی۔ ڈی سہگل کمپونڈر بنگلہ دیہر چک ۲۵ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ

شریمان مانیہ ور سردار صاحب نمستے! آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ آریہ سنگیت رامائن ہر دو حصوں کو پڑھا جس کے
پڑھنے سے دماغ کے کواڑ کھل گئے۔ اور آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے۔ لطف تو یہ کہ اسکی نظر بھی نظم سے کسی پہلو
کم نہیں۔ کتاب ہمہ صفت موصوف ہے جس طرح ایک نغمہ کے سننے سے دماغ تر و تازہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس
کو پڑھنے سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ درحقیقت جس خوش اسلوبی اور خوبی سے محنت اٹھا کر جس پیرایہ میں آپنے
قلمبند کیا ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہے اور جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ کتاب کیا ہے گویا موتیوں کی لڑی
پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ وہ آپ کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دیویں!

شریمان بابو شیام لال جی پوری پوسٹل کلرک افریقہ

شریمان مہاشہ دیویدیال جی نمستے۔ میں نے ابھی تھوڑے دن ہوئے سردار جسونت سنگھ والی آریہ سنگیت رامائن حصہ اول و دویم کا ملاحظہ کیا۔ بیشک ہر دو حصہ قابل تعریف ہیں اور مصنف کی محنت کی جس قدر داد دی جائے تھوڑی ہے میں نے آج تک ایسی عمدہ اور دلکش کتاب کا مطالعہ نہیں کیا مصنف کی تعریف کرنے سے قلم قاصر ہے حصہ سویم اگر چھپ گیا ہے تو جلدی بھیج دیں۔

شریمان لالہ گنگا رام صاحب اپیل نویس نورپور ضلع کانگڑہ

شریمان مانیہ ور سردار جسونت سنگھ جی! دوسرا حصہ آریہ سنگیت رامائن پہنچا۔ سچ مچ جسکو امرت برشا کہا جاتا ہے۔ وہ آپ نے رامائن کے ذریعہ کردی جس وقت آپ کی رامائن ہاتھ میں ہوتی ہے تو اس قسم کی محویت ہوتی ہے کہ دیگر اطراف کا خیال بالکل عنقا ہو جاتا ہے۔ پستک کے ختم ہونے پر دل میں اس قسم کی اداہٹ ہو جاتی ہے جس کا بیان کرنے میں قلم مجبور ہے۔ متواتر حصوں کے نہ ملنے سے واقعی دل ماہی بے آب کی طرح تڑپتا ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ رامائن کا سچا فوٹو عام فہم شیریں زبان میں تصنیف فرماتے ہیں۔ میرے پاس الفاظ نہیں جو میں یہاں لکھ سکوں۔ کر دیا ہے سرب شکتیمان آپ کی ہمت میں اس سے بڑھکر برکت دیں۔ تاکہ آپ پبلک کو لابھ پہنچا دیں اور آئندہ پہنچاتے رہیں۔ ان الفاظ کے لکھنے کے لئے مجھ کو معاف فرما دیں گے۔ کہ آپ متواتر حصوں کے ارسال کرنے میں جو کوتاہی کر رہے ہیں۔ وہ ظلم کر رہے ہیں۔

شریمان مہاشہ پربھدیال جی سائنس ماسٹر سکول بھمبر ریاست جموں

آریہ سنگیت رامائن کا وی پی آج میرے بھراتا مہنت پریتم داس جی کے نام سے ملا۔ انتظار کرتے کرتے آنکھیں تھک گئی تھیں کھول کر دونوں حصوں کا ادر .... بذریعہ فوٹو کیسا دل پرسن ہوا یہ رامائن سب کی سرتاج ہے افسوس صرف یہ ہے کہ باقی حصوں کے لئے ایشور جانے کب تک انتظار کرنا پڑیگا اس وقت تک جس قدر رامائن اردو میں ہیں۔ میں نے سب پڑھی ہیں۔ مگر آپ کی رامائن کو سب پر فضیلت ہے بچوں بوڑھوں۔ نوجوانوں۔ استریوں اور پرشوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ میں ورمابجی کو بدھائی دیتا ہوں باقی حصہ تیار ہونے پر میرے بھراتا مہنت پریتم داس کے نام ارسال کریں۔

شریمان لالہ سوبھا رام جی ودیوا لچھند جی جوہر مقام ماپل ضلع شاہپور

شریمان مہاشے جسونت سنگھ جی نمستے! آریہ سنگیت رامائن دوسرا حصہ پہنچا۔ واقعی آپنے آریہ جاتی پر جو اپکار کیا ہے۔ وہ ایسا نہیں کہ اسکو فراموش کر دیا جائے۔ آپ کی رامائن کی طرز تحریر ایسی دلچسپ ہے کہ ایکبار شروع کیجے بغیر ختم کئے کتاب ہاتھ سے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ وہ آپکے ہردے میں اس سے بھی ادھک گیان پرکاشت کریں جسوقت تیسرا حصہ تیار ہو بلا طلب ہمارے نام بھیج دیں۔

رامائن اور اس کا دیباچہ

کہنے کو معمولی دو لفظ ہیں جو ہر ایک انسان بڑی آسانی سے ادا کر سکتا ہی۔ مگر میں سوچتا ہوں۔ کہ اس جگہ کیا لکھوں۔ رامائن کی ہمالوچنا کرنا میرے جیسے انسان کیلئے مشکل ہی نہیں بلکہ ایک ناممکن امر ہی۔ پس اسکے متعلق قلم اٹھانا تو درکنار خیال کرنا بھی فضول ہے کیونکہ میں اس پہلو میں اپنے آپ کو بالکل اسمرتھ دیکھتا ہوں۔ باقی رہی یہ بات کہ موجودہ زمانہ کی بہت سی مروجہ رامائنوں میں توہمات اور گڑبڑ کی اصلیت جسکو زمانہ حال کی روشنی کے تعلیم یافتہ ہی نہیں بلکہ پرانے دقیانوسی خیالات کے انسان بھی تسلیم کرتے ہوئے کتراتے ہیں۔ جسکو ظاہر کیا جاتے۔ مثلاً بالی و ہنومان وغیرہ کی خلاف فطرت پیدائش ہنومان کا سمندر کو پھاندنا۔ پہاڑ کو اٹھالانا۔ سورج کو منہ میں ڈال لینا۔ سیتا کا جلتی ہوئی چتا سے زندہ برآمد ہونا میگھ ناتھ کے کٹے ہوئے سر کا اسکی استری سے باتیں کرنا۔ ہنومان وغیرہ بانروں کی اصلیت راون کے گیارہ مختلف سروں کی حقیقت وغیرہ وغیرہ۔ سو اسکے بارے میں خامہ فرسائی کرنا محض تضیع اوقات اور پسے ہوئے کو پیسنا ہی۔ کیونکہ ان سب جھگڑوں کا فیصلہ ٹھاکر سکھرام داس جی چوہان وٹھاکر اچھر چند جی اپنی اپنی تصنیف کردہ کتاب موسومہ ”ہنومان جی کا جیون چرتر“ و ”رامائن سطر ناول“ میں بڑے اچھے اور مدلل پیرایہ میں ظاہر کر چکے ہیں۔ اگر ایسی عالمانہ بحث کو پڑھکر بھی کسی کے دل میں شک باقی رہتا ہو تو بقول شیخ سعدیؒ

لشود خشک بجز آتش راست

میری کوشش کرنی بھی لاحاصل ہے۔ البتہ ایک پوائینٹ ہے جسکو موجودہ مصنفان رامائن نے بالکل نظرانداز کردیا ہے یعنی سیتاجی کی پیدائش کے متعلق اسوقت بھی اکثر اصحاب کا یہ خیال ہے کہ ملک میں قحط پڑجانے سے راجہ جنک کو جوتشیوں نے بتلایا کہ اگر آپ اپنے ہاتھوں سے ہل چلائیں تو یہ آفت دور ہو سکتی ہے۔ چنانچہ راجہ جنک نے ایسا ہی کیا۔ اور ہل چلاتے وقت سیتا زمین سے برآمد ہوئی۔ اس بات کو پرکھنے کے لئے ہمارے سامنے دو کسوٹیاں ہیں اوّل کانشنس یا ضمیر دوم بالمیکی رامائن۔ مگر یہ دونوں ہی اسکے برخلاف شہادت دیتی ہیں۔ اوّل عقل اسبات کو تسلیم نہیں کرتی کہ کوئی انسان اس طرح زمین کے اندر لا انتہا بوجھ کے نیچے ہوا کی آمدورفت کے بغیر ایک منٹ بھی زندہ رہ سکے۔ یہ ایک مسلہ اصول ہے جسکو ایک معمولی عقل کا آدمی بھی جانتا ہے اسلئے اس پر چنداں بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں بالمیک رامائن میں سیتا اور دھرنی دو ایسے لفظ آتے ہیں۔ جنکے اصلی معنوں کو نہ جانتے ہوئے بعض لوگوں نے اپنے مطلب نکال لیا کہ سیتا زمین سے برآمد ہوئیں۔

سیتا کے معنی سنسکرت میں ہل سے ڈالی ہوئی لکیر کے بھی ہیں جسکو عام بھاشا میں کھوڈ کہتے ہیں (سیتا کے معنی نیم (اصول) میں بندھی ہوئی کے ہیں) دھرنی کے معنی زمین کے بھی ہیں۔ اور سیتا کی ماتا کا نام بھی دھرنی تھا۔ اسلئے سادھارن لوگوں نے اپنے کم علمی کوشش سے اس کا یہ مطلب نکال لیا۔ کہ سیتا کے معنی ہل کی لکیر اور دھرنی کے معنی زمین پس زمین میں ہل چلاتے ہوئے سیتا اسمیں سے برآمد ہوئی۔ ورنہ ساری بالمیک رامائن میں اس بات کا کہیں بھی ذکر نہیں کہ سیتا اس طریقہ سے زمین سے برآمد ہوئیں بلکہ برخلاف اسکے بالمیک رامائن سے جابجا اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ سیتاجی راجہ جنک کی زائیدہ پتری تھیں۔ چنانچہ جنک نے جابجا سیتا کو آتم ستا کہا ہے۔ جسکے معنی اپنی پیدا شدہ کنیا کے ہیں۔

جسوقت سیتاجی پیدا ہوئیں راجہ جنک نے کہا کہ جنکوں کے خاندان میں یہ میری سنتان[۱]

---

[۱] دیکھو بال کرنڈ سرگ پاشلوک ۳۔ کانڈ ۱۳۔ سوتر ۳۰

[۲] راجہ جنک کا خاندان جنکوں کے خاندان سے مشہور تھا۔ اور یہ ایک پدوی تھی۔ چنانچہ اسکے خاندان میں اس سے پہلے کئی جنک ہو گزرے ہیں۔

کو بڑھاوے گی۔ وہاں یہ عبارت نہیں ہے کہ یہ زمین سے پیدا شدہ لڑکی میری استایش کو بڑھاوے گی بلکہ صاف لفظوں میں سُتا اور آتم جا لکھا ہوا ہے۔
(دیکھو بالمیک رامائن۔ بال کانڈ۔ سرگ ۶۶ ۔شلوک ۲۲)
راجہ جنک سوئمبر کے وقت کہتے ہیں۔ کہ یہ میری سُتا بل سے جیتی جائے گی۔ یہ میری پرتگیا ہے۔ بالمیک رامائن۔ بال کانڈ سرگ ۶۸ ۔شلوک ۷ ۔
جسوقت انسوئیا نے سیتا جی کو بن باس کے سمے اپدیش دیا ہے تو سیتا اسکے جواب میں کہتی ہیں کہ میری جننی نے بواہ کے سمے جو اپدیش مجھے دیا تھا وہ میں نے دھارن کیا ہوا ہے جائے غور ہے کہ جننی کے معنی جلنے والی ارتھات جنم دینے والی ماتا کے ہیں نہ کہ پرورش کرنیوالی دایہ کے چونکہ متعدد اوراق ہم کو سردست اس مضمون پر کوئی طول طویل بحث کرنیکی اجازت نہیں دیتے۔ اسلئے بخوف طوالت فی الحال اسکو یہیں ختم کیا جاتا ہے۔ اگر ضرورت ہوئی تو پھر کسیوقت اسپر مفصل بحث کیجائیگی۔ اِسوقت اپنے متعلق چند باتیں ناظرین سے کرنا چاہتا ہوں
رامائن کے متعلق تھیٹریکل کمپنیوں نے مخرب الاخلاق ڈرامے وغیرہ وغیرہ ذمہ وار اشخاص کے سدھانت ورودھ گانے عام پبلک پر بڑا اثر ڈال رہے تھے اور لوگ مجبوراً انکی طرف کھچے جاتے تھے یہانتک کہ یہ مرض بڑھتے بڑھتے آریہ سماج جیسی نکتہ چین سوسائٹی میں بھی پہونچا چنانچہ ایک دو دفعہ مجکو اپنے کانوں سُننے کا بھی اتفاق ہوا۔ کہ آریہ سماج کے پلیٹ فارم پر ایک شخص راون کا وکیل بنکر سیتا کو مخاطب کرکے کہہ رہا ہے۔ اری پاگل !! تو رامچندر کا خیال اپنے دل سے نکالدے۔ راون پر اس کی تلوار کارگر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ میں نے ایک موقعہ پر اپنے گیاوسر کاٹ کر شب جی کی بھینٹ چڑھائے تھے۔ اسوقت مجھ کو یہ وردان ملا کہ جسوقت ان سروں کے ساتھ کوئی ہتھیار لگیگا تو یہ سر لوہے کے اور ہتھیار موم کا ہو جائیگا علاوہ ازیں وہ میرے کون کون سے سر کو کاٹے گا۔ ایک کاٹے گا دو کاٹیگا چار کاٹے گا آخر گیارہ میں سے کوئی نہ کوئی سر باقی رہے گا پس راون زندہ کا زندہ وغیرہ وغیرہ۔ ان حالات اور خیالات کو دیکھ دیکھ اور سُن سُن کر آریہ پبلک اس بات کو محسوس کر رہی تھی کہ ایک ایسی

منظوم رامائن

تیار کیجائے جو کہ ان مذکورۂ بالا برائیوں سے بالکل مبرّا ہو۔ چنانچہ میرے بہت سے دوستوں نے مجھے اکسایا کہ تم اس کام کو اپنے ہاتھ میں لو تو اُمید ہو کہ یہ کمی پوری ہوجائے۔ چند ایک نے قلمی امداد دینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر میں اپنی طاقت سے اچھی طرح واقف تھا اور یہ بھی اُمید تھی کہ بوقت ضرورت مجکو قلمی امداد بھی ملجائے گی۔ ساتھ ہی میں اس سے بھی بے خبر نہ تھا کہ امداد بھی اُس انسان کو فائدہ پہنچا سکتی ہے جو اپنے میں بھی کچھ طاقت رکھتا ہو۔ جو خود ہی ایک بوجھ اٹھانے کے ناقابل ہو اُس کو کسی کی امداد کیا سہارا دے سکتی ہو۔ بالفرض پانچ دس آدمیوں نے ملکر ایک ناقابل برداشت بوجھ اسکے سر پر رکھ بھی دیا تو سوائے گردن تڑوانے کے اور کیا نتیجہ ہوسکتا ہو۔ ان وجوہات سے میں تو اکثر ٹال مٹول کرتا رہا۔ مگر اپنے بھائیوں کے بڑھے ہوئے اصرار نے مجھ کو قائل کر ہی لیا آخر پرماتما کا آسرا لیکر تتھاستو کہہ دیا۔

لیکن مجھ کو اپنی کامیابی کی بہت ہی کم اُمید تھی۔ اسی خیال سے میں نے رامائن کے چند سین اپنی بنائی ہوئی بھجن پستک موسومہ "آریہ بھجن دیپکا" میں اسی غرض سے نکال دیئے کہ اس سے مجھ کو عام پبلک کی دلچسپی اور میلان طبع کا پتہ لگ جائے گا۔ اور اس بھجن پستک میں اس رامائن کا ایک نوٹس بھی نکالا چنانچہ پرماتما کی کرپا سے اس کتاب کا ایک ہزار کا ایڈیشن قریبًا دو ماہ کے عرصہ میں ختم ہوگیا اور مکمل رامائن کے متعلق کثیر تعداد میں فرمائشیں آنے لگیں۔ پبلک کی اس حوصلہ افزائی سے ہمت دوبالا ہوگئی اور میری نا اُمیدی کسیقدر اُمید میں تبدیل ہوگئی چنانچہ میں نے ایشور کا نام لیکر اس کام کو شروع کردیا۔

میرا دعویٰ

نہ کبھی تھا نہ اب ہو کہ میں بھی کوئی شاعر ہوں بلکہ سچ پوچھا جائے تو شاعروں کے نام کیساتھ مجھ کو بجائے ایک نقطہ کے استعمال کرنا بھی اس پوتر نام کی ہتک کرنا ہو۔ یہ میں کسر نفسی یا زمانہ سازی کے طور پر نہیں کہتا بلکہ اپنے دلی خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ ہاں اتنی بات

ضرور ہے کہ مجھ کو اوائل عمر سے ہی ایسی باتوں کا شوق تھا اور میری طبیعت دیگر مشاغل کی نسبت اس طرف زیادہ مائل رہتی تھی۔ شطرنج۔ چوسر۔ تاش۔ گنجفہ وغیرہ کھیلوں سے مجھ کو قدرتی دلی نفرت تھی۔ یہانتک کہ ان میں سے سوائے ایک آدہ کے باقیوں کے مجھ کو صرف نام ہی نام آتے ہیں۔ مَیں بجائے اِن کھیل کتاریوں کے اپنا بہت سا وقت مشاعرہ سُننے اور بعض وقت کرنے میں صرف کیا کرتا تھا۔ اور ایسے لوگوں کی صحبت سے مجھ کو خاص پریم تھا۔ ایسی صحبت کا پھل ہی جو آج اس طریقہ پر اپنے ناظرین سے دو چار باتیں کرنے کا موقعہ ملا قصہ کوتاہ میں نے اِس کام کو شروع کر دیا اور اپنے معاونوں کو جنہوں نے مجھے قلمی امداد دینے کا وعدہ کیا تھا زبانی و تحریری یاد دلایا کہ اپنے وعدہ کو ایفا کرو۔ چنانچہ ان کی طرف سے بڑی شردھا اور پریم سے بھرا ہوا ڈھلا ڈھلایا جواب ملا۔ کہ آج کل تو

مرنے کی فرصت نہیں

ایسا جواب سُنکر میں نے اُنکا شکریہ ادا کیا اور لکھ دیا کہ پرمیشور نہ کرے کہ آپ کو ایسے نامُراد کام کے لئے (مرنے کے لئے) فرصت ہو۔ اِس فرصت سے آپ کی عدیم الفرصتی لاکھ گنا بہتر ہے اس کام سے جس طرح ہو گا میں خود نپٹ لونگا۔ چنانچہ میں نے اپنے اِستقلال کو نہیں چھوڑا۔ اور اس کام کو برابر جاری رکھا۔

پہلے ارادہ تھا کہ رامائن کے صرف خاص خاص واقعات کو ہی بھجنوں کے سانچہ میں ڈھالا جائے۔ سلسلہ وار لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ اسلئے اِس کا نوٹس بھی آریہ رامائن بھجناولی کے نام سے نکالا تھا۔ لیکن بعد میں وہ ارادہ مُلتوی کرنا پڑا۔ کیونکہ میرے چند مقامی دوستوں نے میری اِس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور فرمایا کہ لکھتے ہو تو مُسلسل اور مفصل لکھو جس سے پڑھنے والوں کو کچھ لابھ بھی ہو ورنہ اس طرح لکھنے سے کہ ہاتھ چھوڑا ناک پکڑ لیا۔ ناک چھوڑا ٹانگ جا پکڑی۔ کچھ فائدہ نہیں۔ آخر مجھ کو اُن کی صداقت کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا اور مسلسل لکھنا شروع کیا اور بجائے آریہ رامائن بھجناولی کے اِس کا

نام

آریہ سنگیت رامائن

رکھا گیا۔ میرا ارادہ تھا اور میں نے کوشش بھی کی کہ اس عرصہ میں کم سے کم اسکے دو حصے تو ضرور تیار ہو جائینگے۔ مگر درمیان میں کئی رکاوٹیں ایسی پڑتی رہیں جن کی وجہ سے متواتر کئی کئی ماہ تک اس کام کو ہاتھ نہ لگا سکا۔ مگر اب میں یقین دلاتا ہوں کہ دوسرے حصہ کا آپ کو اسقدر انتظار نہ کرنا پڑیگا اور یہ پرماتما نے چاہا تو بہت جلد وہ آپ کے ہاتھ میں پہنچے گا کیونکہ اسکا بہت سا مسودہ میں ساتھ ساتھ تیار کر رہا ہوں۔ اسقدر گہرے سمندر میں غوطہ لگانا میرے لئے بہت مشکل تھا کسی مشہور تیراک غوطہ خور کے لئے یہ کام چاہے معمولی ہو لیکن میرے جیسے انسان کو چیونٹی کے لئے پیالہ ہی دریا ہے یہ کام بہت کٹھن تھا۔ تاہم جہانتک میرا دم تھا میں نے غوطہ لگایا اور جو کچھ موتی وغیرہ اس میں دستیاب ہوئے اُن کو کیچڑ اور مٹی سے صاف کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ان کا پرکھنا آپ کا کام ہے۔

حتی المقدور میں نے اردو الفاظ کا استعمال بہت کم کیا ہے اور ہندی بھاشا کا بہت زیادہ خیال رکھا ہے مگر جہاں دقیق اردو کو نظرانداز کیا ہے وہاں گوڑھ بھاشا سے بھی احتراز کیا ہے تاہم باوجود اسقدر پرہیز بچاؤ کے بہت سے ایسے لفظ درمیان میں آ ہی گئے مگر ناظرین کی سہولیت کیلئے انکا ساتھ ساتھ ترجمہ کر دیا تاکہ مطلب سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہو۔

آخری التماس

جو میں آپ سے کرنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ جن جن اصحاب کیخدمت میں یہ ناچیز تصنیف پہنچے وہ کرپا کر کے اپنی قیمتی رائے کا اظہار فرما کر خاکسار مصنف کو مشکور فرماویں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ آپ اسکے متعلق کوئی تعریفی ریویو لکھیں بلکہ جو کچھ آپ کی بھلی یا بُری رائے اسکے متعلق ہو اسکا اظہار باعث مشکوری ہوگا بلکہ اُن اصحاب کا میں خاص طور پر ممنون ہونگا جو کہ اس کتاب کے نقائص کو مجھ پر ظاہر فرماویں گے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اُن کو رفع کرنے کی کوشش کیجاوے۔

آپ کا شبھ چنتک

جسونت سنگھ ورما۔ ٹوہانوی

آریہ سنگیت رامائن

پہلا نظارہ

مہاراجہ دشرتھ کی خواہش اولاد میں بیقراری

گانا (راگنی کونسیہ تین تال)

پل پل ڈھل ڈھل گئی ساری دُنیا سے محروم چلے ہیں
دھن دولت اور مال خزانہ کچھ دن میں سب ہوئے بیگانہ
دو دن جگ میں جھوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
سیاہی گئی سفیدی آئی۔ کچھ اُمید نہ دیت دکھائی
جوبن کے دن گھوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
جن سوارتھ میں عمر گزاری۔ دان پُن کی ریت بساری
ہم سے تو وہی شوم بھلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل
واہ واہ تیری گتی بدھاتا۔ دسرتھ جگ سے نراش جاتا
روتے نج مقسوم چلے ہیں۔ پل پل۔ ڈھل ڈھل

(دل ہی دل میں)

ہا دیو! کیا میری قسمت میں یہی لکھا تھا کہ دُنیا سے اس طرح محروم جاؤں افسوس اکشواک بنش کے خاتمہ کے کلنک کا ٹیکہ میرے ہی منحوس ماتھے پر لگنا تھا۔ ناتھ آپ کے بھنڈار میں تو کسی چیز کی کمی نہیں۔ مگر یہ میری پراربدھ

بششٹ جی (گانا)

بتا دو مجھ کو بھی تو راجن تمھارے دل پہ ملال کیا ہے
ہوا یہ چہرہ اُداس کیوں ہے۔ کہو طبیعت کا حال کیا ہے
تمھاری یہ دیکھ کر کے حالت ہوئے ہیں چھوٹے بڑے ہراساں
تمھارے دل پہ یکایک ایسا بتاؤ آیا خیال کیا ہے
امن سے بستی ہی پرجا ساری غنیم کا کچھ نہیں ہے کھٹکا
جو آنکھ بھر کر ادھر کو دیکھے۔ بھلا کسی کی مجال کیا ہے
دیا ہے ایشور کی ہر طرح سے مگر نہیں کچھ سمجھ میں آتا
بیٹھے بٹھائے نہ جانے دل پہ بندھا بھرم کا جنجال کیا ہے
پڑی کس الجھن میں ہے طبیعت جو اتنے گھبرا رہے ہو راجن
نہیں جو جسونت سنگھ سے سلجھے بھلا وہ ایسا سوال کیا ہے

ناٹک

مہاراج! آپ کی یہ حالت دیکھکر تمام راج سبھا کے دل بیٹھے جاتے ہیں ہر ایک اپنے اپنے قیاس کے گھوڑے دوڑاتا ہے مگر یہ پہیلی کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ آج آپ کے چہرہ پر یہ غیر معمولی اُتار چڑھاؤ کیسے ہوا۔ کرپا کر کے جلدی اس معمہ کو حل کیجیے۔ تاکہ سب کے دِل کو دھیرج ہو۔

مہاراجہ دسرتھ کا گانا (بحر طویل)

کیا کہوں اے گورو جی میں اپنی بتھا مجھ کو اولاد کا غم ستاتا رہا
ہر طرح سے ہوئی ناامیدی مجھے اب زمانہ جوانی کا جاتا رہا
جو جوانی تھی ڈھل ڈھل کے جانے لگی اب اوستھا بڑھاپے کی آنے لگی
ناامیدی مجھے مُنہ دکھانے لگی یہ فکر رات دن مجھ کو کھاتا رہا

کیا کہوں اے گوروجی

ہوجاتا اگر میرے گھر میں پسر تو اُجڑتا نہ یوں میرا آباد گھر
کس طرح سے کروں زندگی کو بسر مجھے ساری عمر غم جلاتا رہا

کیا کہوں اے گوروجی ....

اب تو اخیر دن نکٹ آتا دکھے اور وسرتھ نہ تا کہلاتا دکھے
راج غیروں کے ہاتھوں میں جاتا دکھے جسپہ خون اور پسینہ بہاتا رہا

کیا کہوں اے گوروجی ....

ہائے لاولدی کا داغ لیکر چلا جو کہ ہونا تھا آخر وہ ہوکر ٹلا
رات دن اس فکر میں رہوں مبتلا نام سنسار سے میرا جاتا رہا

کیا کہوں اے گوروجی ....

کیا جگر جبکہ لختِ جگر ہی نہیں کیا نظر جبکہ نورِ نظر ہی نہیں
کیا شجر ہے وہ جس پر ثمر ہی نہیں بے پسر کا جہاں میں کیا ناتہ رہا

کیا کہوں اے گوروجی ....

یہی ٹھانی ہے دل میں کہ جوگی بنوں چھوڑکر راج اب تو فقیری کروں
کیوں نہ جیتے جی جسونت سنگھ تیاگ دوں پر تھا اس سے محبت بڑھاتا رہا

کیا کہوں اے گوروجی ....

ناٹک

منی جی! یوں تو ہر طرح سے ایشور کی کرپا ہے۔ رعیت خوش حال اور دشمن پائمال ہے مگر ایک خیال تو جو ہر وقت مجھ کو تڑپاتا رہتا ہے۔ کہ اب عمر کا اخیر حصہ بھی ختم ہوتا جاتا ہے لیکن میں آجتک اصلی دولت سے محروم ہی رہا۔ اگر ایک پتر بھی ہو جاتا تو میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا۔ یہ جاہ و حشمت اب مجھے اژدہا بن کر کاٹنے کو آتے ہیں۔ آخر کونسی اُمید پر اپنے دل کو تسلی دوں۔ کسی نے سچ کہا ہے ؎

دوہا

چاند چڑھیں۔ سورج بھویں۔ دیپک جلیں ہزار
جس گھر میں بالک نہیں وہ گھر نپٹ اندھیار

(سر آہ بھر کر) افسوس! اس طرح کے اب غیر ہی مالک ہوں گے۔ ایشور تیری لیلا!

بششٹ جی (گانا بحر طویل)

اے مہاراج غم ہی بجا آپ کا بنا دیپک مکاں میں اُجالا نہیں
گھر نہیں ہے وہ شمشان کے تلیہ ہے اگر گھر میں کوئی لڑکا بالا نہیں
کوئی پتر سا جگ میں پدارتھ نہیں　　بنا بنسیا درہتی عمارت نہیں
اندھی آنکھیں ہیں جنہیں بصارت نہیں　　آئے جگ میں مگر دیکھا بھالا نہیں

اے مہاراج غم ہے بجا..........

جس چمن میں ہمیشہ خزاں ہی رہے　　اور بادِ مخالف رواں ہی رہے
ہر گھڑی ایک جیسا سماں ہی رہے　　ایسے غنچے کا کھلنا سو کھالا نہیں

اے مہاراج غم ہی بجا.........

آہیں بھرتے ہی بھرتے گذاری عمر　　توڑ دی نا اُمیدی نے سب کی کمر
آج تک نہ ہوا ایک بھی تو کنور　　کبھی ارمان دل کا نکالا نہیں

اے مہاراج غم ہے بجا.........

مگر مایوس ہونا نہیں چاہئے　　آپ شرنگی رشی جی کو بلوائیے
یگیہ کا جلد سامان کروائیے　　کرم اس سے کوئی اور اعلیٰ نہیں

اے مہاراج غم ہے بجا.........

کیا تعجب جواب بھی بر آوے مراد　　اس بڑھاپے میں ہی وید ے ایشور اولاد
ہم کریں اس کا جسونت سنگھ دھنباد　　اُسے کس کس کو راجن سنبھالا نہیں

اے مہاراج غم ہے بجا.........

ناٹک

مہاراج! واقعی آپ کا یہ رنج و غم بجا ہے۔ وہ گھر گھر نہیں ہے بلکہ ایک طرح کا شمشان ہے جس میں کوئی بچہ کھیلتا ہوا دکھائی نہ دے۔ اولاد زندگی کا سہارا اور آنکھوں کا اُجالا ہے۔ لاولدی کا غم کوئی معمولی غم نہیں۔ آہ! اگر ایک کمزور بھی ہو جاتا تو سب کلفتیں دور ہو جاتیں دل کھولکر اپنے دل کے ارمان نکال لیتے۔ مگر اس طرح نراش نہیں ہونا چاہیئے اُس دیالو کو دیا کرتے دیر نہیں لگتی۔ کیا عجب جواب بھی من کی مُراد ملے اور دل کی کلی کھلے آپ بہت جلد شرنگی رشی کو بلوائیے۔ اور یگیہ کا سامان کروائیے اُمید ہے کہ ایشور آپ کا دامن مُراد گوہر مقصود سے بھرپور کرینگے اور سب کلیش دور کریں گے۔

تمام اہالیان دربار کا

گانا

(ریختہ بھروی دادرا)

مہاراج! آپ یگیہ کا سامان کیجئے
ناحق نہ اپنے دل کو پریشان کیجئے

شرنگی جی واقعی ہیں ایک ماہر زماں
اُن کو بُلا کر یگیہ کا پردھان کیجئے

اِن کے علاوہ اور بھی جو ہیں رشی منی
اُن کو بُلا کر اپنے گھر مہمان کیجئے

شبھ کرم دان پن سے بڑھکر نہیں کوئی
دل کھولکر دھن دیجئے اَن دان کیجئے

راجے مہاراجے ہیں جو آپ کے آدھین
اِن سب کے نام جاری یہ فرمان کیجئے

اُس سرو شکتیمان دیالو جگت پتی
پرماتما کا اپنے دل میں دھیان کیجئے

آشا ہے پورن ہوئیگی آشا جناب کی
بس آج ہی اِس بات کا اعلان کیجئے

پورن ہو یگیہ ہوویں گے ایشور دیال جب
جو دل میں ہیں وہ پورے سب ارمان کیجئے

ناٹک

مہاراج! بشسٹ جی کا فرمانا بالکل بجا ہے۔ آپ بہت جلد یگیہ کا سامان کیجئے اور ہر جگہ اس بات کا اعلان کیجئے۔ شرنگی جی واقعی وِدیا کے سورج ہیں۔ اگر وہ تشریف لے آئیں تو ممکن نہیں کہ آپ اپنی مراد کو نہ پائیں۔ اِس لئے آپ شرنگی جی کو بلوائیے اور اپنی قسمت کو آزمائیے۔ اُس پرماتما کی ذات سے کبھی نا اُمید نہ ہونا چاہیئے۔

اس کا کوئی کام مصلحت سے خالی نہیں۔ ممکن ہے کہ اس میں بھی کچھ بھید ہو۔

مہاراجہ دسرتھ کا گانا

آپ کا کہنا بھے منظور ہے ہو گیا کچھ کچھ میرا غم دُور ہے
میں نے بھی اکثر سنا ہے شرنگی جی علم و یدک مت میں بہت مشہور ہے
لے آئیں تشریف وہ اک بار اگر پھر میرا سب دُکھ درد کافور ہے
مہربانی جو کریں مجھ پر رشی دشرتھ اُن کا ہر طرح مشکور ہے
جس طرح ہو جلد اُن کو لائیے ہو رہا دشرتھ بہت مجبور ہے
منتری جی آج ہی اس کام پر کر دیا میں نے تمہیں مامور ہے
اپنی ہمت چھوڑ مت جیون سنگھ نکتہ چینی دنیا کا دستور ہے

نایک

اُن کی شہرت کا چرچا تو اکثر میں نے بھی سُنا ہے۔ آپ لوگوں کے کہنے سے اور بھی تصدیق ہو گئی۔ بہتر۔ مبارک!! شاید پرماتما کو یہی منظور ہے۔ کہ شرنگی جی کو یش ملے اور ان ہی کے طفیل میرے دل کی کلی کھلے۔ منتری جی آپ جائیے۔ اور جس طرح ہو سکے شرنگی جی کو ہمراہ لائیے۔ اُمید ہے کہ رشی جی پدھار کر ہمیشہ کے لئے مجھ کو مشکور فرماویں گے اور میرا سب کلیش دور فرماویں گے۔ اب زیادہ دیر نہ لگاؤ بس آج ہی روانہ ہو جاؤ۔

منتری

آپ کا جو ہے حکم لاؤں بجا عذر کرنے کی کسے مقدور ہے

مہاراج کا حکم بسر و چشم منظور ہے۔ آج ہی جاتا ہوں اور شرنگی جی کو ہمراہ لیکر آتا ہوں۔ آپ یگیہ کی سب سامگری تیار کرائیے۔

دوسرا نظارہ

دشرتھ کا دربار اور شرنگی جی کا انتظار

دشرتھ کا گانا

بہت دن بیت گئے لیکن نہیں کچھ خبر آئی ہے — نہ دن کو چین پڑتا ہے نہ شب کو نیند آئی ہے
ہمیشہ گھڑیاں گنتا ہوں شرنگی جی کے آنے کی — نہیں معلوم کیا کارن جو دیر اتنی لگائی ہے
بھیجے ہیں منتری بھی پھیر لینے وہاں جا کر — یہاں اس انتظاری میں بنا دشرتھ سودائی ہے
میرے انومان سے جب تھا انہیں کل آنا چاہیے تھا — مگر دن آج کا بھی خالی جاتا دکھائی ہے
نہ جانے شرنگی جی کا کچھ پتہ بھی ان کو پایا ہے — میری اس انتظاری نے بری حالت بنائی ہے
اصل میں تو یہ واجب تھا کہ میں خود ہی چلا جاتا — جو بھیجا منتری جی کو بہت ہی غلطی کھائی ہے
ادھر وہ بھٹکتے ہوں گے پتہ پایا کہ نہ پایا — ادھر میں نے بھی جان اپنی مصیبت میں پھنسائی ہے
پروہت جی تم ہی جاؤ پتہ لیکر شیگھر آؤ — مجھے پل پل ہوئی بھاری عجب مشکل بن آئی ہے
پڑی ہو کشمکش میں جان عجب جسونت سنگھ میری — مجھے اس روز کے جھگڑے سے نہ ملتی رہائی ہے

ناٹک

منتری جی کو گئے ہوئے بہت دن ہو گئے۔ مگر اب تک واپس نہیں آئے اور نہ ہی کچھ خبر دی۔ میرے حساب میں تو انہیں کل واپس آ جانا چاہیے تھا ورنہ آج آ جانے میں تو کچھ شک ہی نہ تھا۔ مگر مجھے تو آج کا دن بھی خالی جاتا نظر آتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا ماجرا ہے۔ معلوم نہیں کہ شرنگی جی ان کو ملے بھی یا نہیں۔ اگر مل گئے ہیں تو انہوں نے آنا بھی سویکار کر لیا ہے یا نہیں۔ اصل میں تو مجھے خود ہی جانا چاہیے تھا۔ میں نے غلطی کی اور سخت غلطی کی۔ جو منتری جی کو بھیجا۔ خیر اب بھی مناسب ہے کہ خود چلنے کی تیاری کروں۔ اس سے دو فائدے ہوں گے۔ ایک تو سفر میں دل انتظاری سے چھٹکارا

ہوگا۔ دوسرے شرنگی جی کو یہ شکایت نہ رہے گی کہ خود نہ آیا اور منتری جی کو بھیج دیا (کچھ سوچ کر) اگر میں اس طرف چل دیا اور وہ یہاں آ گئے تو اور بھی خرابی ہوگی۔ ایک غلطی کو تو اب تک پچھتا رہا ہوں یہ اور غلطی پر غلطی کرنے لگا ہوں ممکن ہو کہ شرنگی جی مجھ کو یہاں نہ پا کر واپس لوٹ جائیں اور سارا بنا بنایا کام بگڑ جائے۔ وہ سنیاسی ہیں کیسی انہیں پرواہ ہی کیا ہے۔ (بششٹ جی سے مخاطب ہو کر) پروہت جی! آپ ہی جائیے اور جلدی......"

دربان کا گانا

مہاراج منتری جی تشریف لا رہے ہیں
شرنگی رشی جی سنگ میں رونق بڑھا رہے ہیں

ڈیوڑھی پہ چھوڑ ان کو حاضر یہاں ہوا ہوں
جو حکم ہو تو کہہ دوں اندر بلا رہے ہیں

یا جیسی آ گیا ہووے ارشاد کیجئے بھگون
ہم خانہ زاد ہر دم خدمت بجا رہے ہیں

وہ منتظر ہیں راجن بس آپ کے حکم کے
جسونت سنگ ان کے دل کو بھلا رہے ہیں

ناٹک

پرتھوی ناتھ! منتری جی مع شرنگی جی کے تشریف لائے ہوئے ہیں اور ڈیوڑھی پر براجمان ہیں۔ مجھ کو اطلاع کے لئے بھیجا ہے۔ کیونکہ بغیر اطلاع کے دربار میں آنا آئین شہنشاہی کے بالکل خلاف ہے۔ حکم ہو تو اندر بھیج دوں یا جیسا ارشاد ہو بجا لاؤں۔

مہاراجہ دسرتھ:۔ کیا کہا۔ شرنگی جی تشریف لے آئے ہیں"

دربان:۔ ہاں مہاراج۔ ڈیوڑھی پر براجمان ہیں"

مہاراجہ دسرتھ:۔ بہت اچھا۔ میں اُن کے استقبال کو چلتا ہوں۔ پروہت جی آپ بھی چلئے"

بششٹ جی:۔ ہاں مہاراج تیار ہوں"

تمام درباری "مہاراج ہم بھی آپ کے ساتھ رشی جی کے استقبال کو چلتے ہیں"
مہاراجہ دسرتھ "ہاں ہاں بڑی خوشی سے"

(دسرتھ کا گانا)

دوہا

بہت دنوں سے رشی جی لگی ہوئی تھی آس
درشن کرکے آپکے مٹا سکل دکھ تراس

چوبولہ

دسرتھ کا گھر ہوا پوتر جب سے آپ پدھارے
مٹا سکل دکھ تراس منی جی دھن دھن بھاگ ہمارے
ہوئی بہت تکلیف آپ کو کشٹ اٹھائے سارے
دو کر جوڑ نمستے کرتا چرنوں پڑوں تمہارے
چلو دربار پدھارو سفر کی تکان اتارو وہاں پر آرام کیجئے
ہوئی ہے جو تکلیف معافی اس کی مجھ کو دیجئے

ناٹک

مہاراج! نمستے عرض کرتا ہوں۔ آپ نے بڑی دیا کی۔ جو اس استھان کو پوتر کیا
کئی روز سے آپ کے درشنوں کی ابھلاشا تھی۔ اور مجھے پورن آشا تھی۔ کہ آپ میری
پرارتھنا کو منظور فرمادیں گے اور مجھ کو ہمیشہ کے لئے مشکور فرمادیں گے۔ خود حاضر نہ ہونے
سے سخت شرمسار ہوں۔ اور اسکے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ چلئے دربار کو شوبھت
کیجئے اور جملہ اہالیانِ دربار کو درشن دیجئے۔ کچھ دیر آرام کرنے سے سفر کا تکان دور
ہوگا۔ اور آپ کے درشنوں سے ہمارا دل مسرور ہوگا۔

مصنف

چھند

من میں اپنے مگن ہو دل میں بہت ہرشا رہا
لیکر رشی کو سنگ راجن رنگ راگ منا رہا
دوار پال اور کرمچاری پیچھے پیچھے آرہے
منتری وشسٹ جی بھی ساتھ انکے جارہے

پہنچکر دربار میں سنگھاسن ایک بچھا دیا
آدر اور ستکار سے واں شرنگی جی کو بٹھایا
راجہ کے چہرے پہ چھٹ ایسی نورانی آگئی
پل میں بڑھا پا اُڑ گیا گویا جوانی آگئی
راجے مہاراجے جو راجہ کے یہاں مہمان تھے
اور رشی پنڈت برہمن جسقدر وددان تھے
خبر سنتے ہی سبھی اک دم وہاں پر آگئے
باری باری سے سبھی درشن رشی کے پاگئے
تھا اگرچہ بہت مشکل پہونچنا سرکار میں
جا ہوئے حاضر مگر جسونت سنگھ دربار میں

شرنگی جی کا (گانا)

دوہا

کیوں اتنی تکلیف کی کیا ہے اصل مُراد
کس کارن ہم کو کیا راجن تم نے یاد

چوبولہ

راجن تم نے یاد کہو کیا اُنکا کام تھارا
بیت پڑی تم پر بھاری یہ کہے قیاس ہمارا
ہم سنیاسی بن باسی کیا دیویں تمھیں سہارا
میرے لائق کام جو ہووے کیجے ذرا اشارا
پہلے وہ کام کرونگا پیچھے آرام کروں گا۔ ہن یہ لیں گینا
بچن آج جسونت سنگھ یہ میں نے تم کو دینا

ناٹک

راجن! پرسن اور آنند رہو۔ کہو کیا کارن ہے۔ جو ہم کو یاد کیا ہے۔ اپنا اصلی پریوجن[1] بتلاؤ۔ جو بات کہنی ہے۔ جلدی سُناؤ۔ ایسا کیا کام ہے۔ جو ہمارے بغیر ناتمام ہے۔ چہرے پر بہت اُداسی چھائی ہے۔ اور ہمارے انومان[2] میں بھی یہ بات آئی ہے کہ آپ پر کوئی سخت بھیڑ پڑی ہے۔ جس کو دیکھکر میری طبیعت بھی ذرا ڈری ہے مگر خیر اگر میرے سامرتھ[3] میں ہوا تو پہلے آپ کا کام کروں گا پیچھے آرام کروں گا۔ آپ جلدی بتائیے اور میرا سندیہ[4] مٹائیے۔

---

[1] مطلب [2] قیاس [3] طاقت [4] فکر۔

راجہ دشرتھ کا (گانا)

اے منی راج مہاراج آج مم کاج سنوارو جی
میری پڑی بھنور میں ناؤ دیا کر پار اُتارو جی
ہو رہا ہوں دکھیا اتی بھاری چہوں اور چھا رہی اندھیاری
میری راکھو جگ میں لاج راج کا تین بچارو جی
اے منی راج ....
چہوں اور سے نراشش ہو کر شرن پڑا ہوں اوداس ہو کر
میرا ڈوبا جات جہاز آج تم اسے ابھارو جی
اے منی راج ....
لگی جگر میں ہی چوٹ بھاری لی ہے کیول اوٹ تمھاری
ہوں دیا کا اب محتاج تاج کی اور نہارو جی
اے منی راج ....
کر کر ہارا تین بہتیرے دیا کرو اب حال پر میرے
اب آپ کے ہاتھ علاج میرا یہ کشٹ نوارو جی
اے منی راج ....

ناٹک

رشی! دشرتھ بہت دکھیا اور لاچار ہے۔ بلکہ زندگی تک سے بیزار ہے چاروں طرف سے مایوسی چھائی ہے۔ صرف آپ کے درشنوں نے کچھ دھیر بندھائی ہے گردش تقدیر کا ستایا ہوں۔ اور دکھی ہو کر آپ کے شرن آیا ہوں نہ جانے قسمت کیوں پیچھے پڑی ہے۔ جو اسقدر ستانے پر اڑی ہے۔ اگر ہو سکتا ہے تو کچھ امداد کیجئے ورنہ مجھ کو اپنے ہاتھوں سے سنیاس دیجئے۔ دشرتھ سب کچھ چھوڑنے کو تیار ہے صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

شرنگی جی

(دگانا راگنی بھیرویں)

کھوراجن کیا ہے کشٹ مجھے کچھ حال سُناؤ تو
جس کارن دکھیا ہوئے مجھے وہ بات بتاؤ تو
اُلٹے سیدھے فقرے تیرے نہیں سمجھ میں آتے میرے
جو ہے مطلب کی بات ذرا اس طرف بھی آؤ تو

کھوراجن ....

کیوں ڈوبے ہو اتنے غم میں پڑے ہوئے ہو کس ماتم میں
کچھ کرو ہوش سے بات طبیعت ذرا ٹکاؤ تو

کھوراجن ....

جن کارن سے مجھے بُلایا ۔ اب تک نہ وہ کام بتایا
کرو رنج و الم غم دور چت اس طرف لگاؤ تو

کھوراجن ....

دھیرج اپنے من میں دھارو ۔ دہرم کا پہلا انگ بچارو
کچھ تم ہی کرو بیان ادہر جیونت سنگھ آؤ تو

کھوراجن ....

ناٹک

راجن : یہ کیسی باتیں کرتے ہو ۔ تمھارے یہ اُلٹے سیدھے فقرے میری سمجھ میں نہیں آتے ۔ یہ پہیلیاں کسی اور وقت کے لئے رکھو ۔ فضول وقت کھونے سے کیا فائدہ ۔ اتنی دیر سے باتیں کر رہے ہو لیکن سچ کہتا ہوں ۔ میرے ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑا ۔ آخر بھلا اور دانا ہو ۔ ذرا طبیعت کو درست کرو اور چت کو ٹکاؤ ۔ اگرچہ آپ پر مصیبت سخت ہے مگر یہی تو امتحان کا وقت ہے جو ایسے وقت میں ڈگمگائیگا ۔ وہ دُنیا میں کبھی کامیابی نہ پائے گا ۔ اسلئے پہلے بات کو تو لو اور پھر مُنہ سے بولو ۔

راجہ دشرتھ

(دگانا بطرز بحر طویل)

اے رشی جی گئی عمر ساری گذر آج تک میرے گھر میں پسر نہوا
یہی رہتا ہے چنتا مجھے رات دن ہے جگر مگر بخت جگر نہوا

کوئی اسکے برابر بیماری نہیں — پیش چلتی مگر کچھ ہماری نہیں
ہائے بدبختی نے بگڑی سنواری نہیں — میری آہوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا

اے رشی جی ....

راج کا کوئی وارث و والی نہیں — کوئی مجھ سا زمانے میں خالی نہیں
کوئی دشرتھ سے بڑھکر سوالی نہیں — دہیان دیا لوکا لیکن ادہر نہ ہوا

اے رشی جی ....

ہر طرف سے مصیبت نے گھیرا کیا — میرے گھر میں نحوست نے ڈیرا کیا
میں نے اپنا یتن تو بہتیرا کیا — ایک دن دور میرا فکر نہ ہوا

اے رشی جی ....

یگیہ پورن رشی جی ہمارا کرو — آپ تکلیف اتنی گوارا کرو
میرے جینے کا کوئی سہارا کرو — غم مجھے آج تک اس قدر نہوا

اے رشی جی ....

یگیہ کا سارا سامان طیار ہے — آپ ہی کا حکم صرف درکار ہے
اگر ایشور ہمارا مددگار ہے — کونسا کام ہے جو کہ سر نہ ہوا

اے رشی جی ....

اس بڑھاپے کا کوئی سہارا نہیں — ایسی حالت میں جینا گوارا نہیں
بھولوں احسان ہرگز تمہارا نہیں — یوں تو منت کبھی پیشتر نہ ہوا

اے رشی جی ....

ہو رہا آج گل میرے کل کا دیا — مل گیا خاک میں سب دیا او کیا

جو کرنا تھا جسونت سنگھ نے کیا وہ بھی میرے لئے کارگر نہ ہوا

اے رشی جی...............

ناٹک

رشی جی! عمر کا بہت سا مفید حصہ گذر چکا۔ جوانی کے دن ایک ایک کر کے ختم ہو گئے بڑھاپے کے آثار نمودار ہونے لگے۔ لیکن آجتک اولاد سے محروم ہوں۔ اپنی تمام تدابیر کر چکا۔ یہانتک کہ ویدوں کی آگیا کے برخلاف یکے بعد دیگرے تین شادیاں کر کے دنیا میں انگشت نما بھی ہوا۔ لیکن سوائے نا اُمیدی اور مایوسی کے کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا افسوس رگھوکل کے خاتمہ کے دن نزدیک آرہے ہیں۔ اس ہرے بھرے گھر کی رونق اب چند روز کی مہمان ہے۔ بھاٹ لوگ جب اس خاندان کی ونشاولی[1] پڑھا کریں گے تو دشرتھ کے نام کے ساتھ لاولدی کا لفظ لگا کر مجھ بدنصیب کو ہی خاندان کا خاتمہ کرنے والا قرار دیا کریں گے۔ یہ خیالات ہیں جو ہر وقت مجھ کو ماہی بے آب کی طرح تڑپاتے رہتے ہیں۔ ایک دن دربار میں بیٹھے ان ہی خیالات نے دل سے دماغ اور دماغ سے دل پر اپنا اثر چڑھاو شروع کر کے میری حالت کو متغیر کر دیا۔ گورو بشسٹ جی قیافہ شناس تھے۔ فوراً بھانپ گئے۔ اور مجھ سے وجہ اُداسی کی دریافت کی۔ میں نے اصل حال کہہ سُنایا۔ باتوں باتوں میں آپ کا ذکر خیر بھی آگیا۔ آخر سب کی صلاح ہوئی کہ آپ کو تکلیف دیجاوے اور ایک یگیہ رچا جاوے چنانچہ میری خوش قسمتی ہے۔ کہ آپ تشریف لے آئے ہیں کرپا کر کے یگیہ کیجئے اور مجکو ہمیشہ کے لئے کرتگیہ کیجئے۔

شرنگی جی کا گانا

(بطرز بحر طویل)

یوں نہ آہیں بھرو دلمیں دھر و یگیہ پورن میں راجن تمھارا کروں
آگے جو کچھ پراربدھ ہووے تیری جو ہے اپنا مَیں آج سارا کروں
اُس دیالو کا بھنڈار بھر پور ہے اگر کرنے لگے اُس سے کیا دُور ہے

اگر ایشور کو یہ بات منظور ہے تو میں اس کام سے کیوں کنارہ کروں
یوں نہ آہیں بھرو..........
یگیہ آرمبھ جلدی سے کروائیے جو ہے سامان سارا ہی منگوائیے
اور ویدی وہاں ایسی بنوائیے وید منتر میں بیٹھا اُچارا کروں
یوں نہ آہیں بھرو..........
یگیہ میں جو ہمارے مددگار ہوں وید پاٹھی ہوں پنڈت ہوں ہشیار ہوں
وہ ودھی کرنے کے لئے تیار ہوں جیسا جیسا میں اُن سے اشارہ کروں
یوں نہ آہیں بھرو..........
اک طرف ویدبانی سے گونجے گگن اک طرف ہوہون سے شگندھت پون
یگیہ پورن ہو جس گھڑی نروگھن کچھ چلکتا کا بھی چمتکارا کروں
یوں نہ آہیں بھرو..........
ہو سکے جس قدر پُن دان کرو ودوانوں کا صرطور مان کرو
کوئی جسونت سنگھ پر احسان کرو یہی تاکید تم کو دوبارہ کروں
یوں نہ آہیں بھرو..........

ناٹک

جو کچھ برتانت آپ نے کہا۔ میں نے سُن لیا۔ اس طرح آہیں نہ بھرو بلکہ بہت جلد یگیہ کی تیاری کرو۔ اگر ایشور کو یہ بات منظور ہے تو اس کو کرنے لگے کیا دُور ہے میں ہر طرح تمہارا مددگار ہوں۔ اور جس طرح آپ کہو۔ سہائتا کرنے کو تیار ہوں اپنی طرف سے سارا زور لگاؤں گا۔ اور جو کچھ چلکتا کا بھی آزمودہ دکھاؤں گا یگیہ میں جو جو ہمارے سہایک ہوں وہ پورن وید پاٹھی اور لائق ہوں۔ میں بھی وقتاً فوقتاً اُن کے کام کو دیکھتا بھالتا رہوں گا۔ اگر کوئی نقص ہوگا تو نکالتا رہوں گا۔ علاوہ اسکے آپ کچھ دان بھی کرو۔ پرنتو پاتر اور کپاتر کی پہچان بھی کرو۔ کیونکہ جہاں پاتر کو دان دیا ہوا سکھدائی ہوتا ہے وہاں کپاتر کو اس کا ہزارواں حصہ دیا ہوا

اُس سے ہزار گنا زیادہ دکھائی ہوتا ہے۔ اگر اس طرح سے باقاعدہ کام ہوگا۔ تو آشا ہے کہ اس کا اچھا انجام ہوگا۔

راجہ دشرتھ کا گانا (لاؤنی بحر شکست)

مہاراج فقط تھی دیری ایک تمھاری
کرلی ہے میں نے یگیہ کی سب تیاری

مہاراج اور جو کچھ ہووے درکار
حکم کرو میں کردوں حاضر پل کی لگے نہ بار

ہیں ودوان پنڈت بھی سب ہی پدھارے
کئی کئی سال تک جنہوں نے وید وچارے

مہاراج اور بھی رشی منی گن وان
دور دور سے آئے ہوئے ہیں دشرتھ کے مہمان

سب راجے اور مہاراجے مترہمارے
یہ بیٹھے ہیں جو[1] سنمکھ رشی تمھارے

مہاراج ہوا جب اُن کو یہ معلوم
تشریف آپکے لانیکی مچگئی دنیا میں دھوم

اب چلو یگیہ منڈپ میں جلد پدھارو
ویدی پہ بیٹھکر منتر و بید اُچارو

مہاراج ہے لینا جس سے جو جو کام
حکم انہیں دیدو وہ فوراً دیں اُس کو انجام

جو حکم دیا میں خوشی سے سر دھرتا ہوں
تم یگیہ کرو میں دان پُن کرتا ہوں

مہاراج مجھے یہ ہے پورن وشواس[2]
کرینگے ایشور مدد میری اب ہوگی پورن آش[3]

ہیں دل میں جو ارمان وہ سب ہی نکالوں
جو ایک بار گودی میں لال کھلالوں

مہاراج سب ہی دکھ جاؤں پل میں بھول
کہنا میں جسونت سنگھ کا دل سے کروں قبول

ناٹک

یگیہ کا کل سامان پہلے ہی سے تیار تھا۔ صرف آپ کا انتظار تھا۔ بہت سے ودوان پنڈت بھی میں نے بلائے ہوئے ہیں اور یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں علاوہ ازیں اور بھی جو رشی منی مہاتما اور ودوان ہیں۔ وہ بھی اس غریب خانہ کے مہمان ہیں آپ منڈپ میں پدھار کر یگیہ آرمبھ کیجئے۔ اور جس جس سے جو جو کام لینا ہو حکم دیجئے کل کام آپ کے زیر کمان ہوگا۔ اور ہر ایک شخص آپکے تابع فرمان ہوگا آپ کی آگیا انوسار پن دان ہوگا۔ جس سے اُمید ہے کہ میرا کلیان ہوگا۔

[1] سامنے [2] یقین [3] اُمید۔

مصنف

(لاؤنی ضلع)

لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں
گورو بششٹ اور راجہ دشرتھ سنگ میں راجے سارے ہیں

منڈپ کی شوبھا جو کچھ تھی اُسکو کون بیان کرے
نظر پڑے جس چیز پہ جاکر وہ ہی عقل حیران کرے
ہر اک کی کیا طاقت جو پیدا اتنا سامان کرے
کتنا خرچ ہوا دھن دولت کون اسکی میزان کرے
جو دیکھے سو کرے اچنبھا قابل دید نظارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

دیکھ بھال منڈپ کی کرکے پنڈت سبھی بلائے ہیں
کرنی تھی جو ودھی انہیں وہ قاعدے سب بتلائے ہیں
جو جو کام ضروری تھے وہ سب انکو سمجھائے ہیں
سُتر و سمتی سے بششٹ جی بتا قرار پائے ہیں
جو جو جس کا کام تھا اس کو کر رہے نیارے نیارے ہیں
لے شرنگی سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

شرنگی جی ویدی پر بیٹھے منتر وید اُچار رہے
یگیہ کرم کی ریتی کو بھی بیٹھے وہیں نہار رہے
سماں عجب کچھ چلتا سے بھی پستک آپ پچار رہے
پڑھ پڑھ منتر ہوں کنڈ میں پنڈت آہوتی ڈال رہے
عجب طرح کا سماں بندھا تھا ہو رہے جے جے کارے ہیں
لے شرنگی سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

ہوا یگیہ نرو گھن سماپت پھر اتنا سامان کیا
ایسی وی اک اوشدھی جس میں راجہ نے اشنان کیا
وِدوان اور پنڈت جو تھے سب کا آدر مان کیا
چھوٹے بڑے جو حاضر تھے سب نے ایشور کا دھیان کیا
کرو کامنا پوری دیالو آئے تیرے دوارے ہیں
لے شرنگی سنگ سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

یگیہ کرم سے فارغ ہو کر دان کی نوبت آئی ہے
جو جو تھا جس چیز کے لائق وہی اُسے دلوائی ہے
جو معمولی جرم کے مجرم سب کو ملی رہائی ہے
کوئی سوالی گیا نہ خالی مراد من کی پائی ہے
کمی نہیں جسونت سنگھ کچھ ہو رہے وارے نیارے ہیں
لے شرنگی سب رشیوں کو منڈپ بیچ پدھارے ہیں

شرنگی جی کا گانا

(لاوُنی بحر شکست)

یہ گیہ شیش[1] محلوں میں جلد بجاؤ تھوڑا تھوڑا سب رانیوں کو پلواؤ
راجن جب ہوں گے ایشور آپ دیال کرتے دیر لگے نہ اُس کو پل میں کرے نہال
جس مطلب کی خاطر یہ یگیہ رچایا سب کشٹ سہے اور دکھ سکھ سب ہی اٹھایا
راجن رکھ اپنے دل میں اطمینان پوری ہوگی مراد من کی بالکل نشچے جان
غمگین کبھی مت ہرگز دل میں رہنا اور یہی بات سب رانیوں سے بھی کہنا
راجن جو تم نے کیا ودھی سے کام پورن آشا ہی مجھ کو ہوگا اچھا پرنیام
یہ سدا برت بھی رہیں سدا ہی جاری جہاں دین ایاہج کی ہو خاطرداری
لیکن اس بات کا رکھنا خوب خیال سدا برت میں پلیں نہ ہرگز مسٹنڈے چنڈال
نت ہون بھی گھر میں ہوتا رہے ہمیشہ بس دیتا ہوں یہ جاتی دفعہ سندیسہ
راجن نت کرنا ہرگز اس میں بھول جو جو ودھی بتائی ہے کرنا اسکے انکول
میں جاتا ہوں اب رخصت مجھ کو دیجے آشیرباد آخری ہماری لیجے
راجن جب ہوگئی پورن تیری مُراد کبھی کبھی جسونت سنگھ کو کرتے رہنا یاد

[1] ہون کے گھی اور دودھ میں کچھ دوائی ملا کر راجہ کو دی کہ رانیوں کو پلادے۔ چنانچہ اُس بے نظیر دوائی کے استعمال سے تھوڑے ہی دنوں بعد تینوں رانیاں حاملہ ہوئیں۔ ان حالات کی موجودگی میں بھی اگر کوئی شخص آنکھوں پر پتھر باندھ کر یہ کہنے کی جرأت کرے۔ کہ پراچین آریہ لوگ ہر قسم کے علوم و فنون سے محض بے بہرہ تھے۔ تو سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہو کہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ہائے بھارت ورش تیرے وہ سپوت کہاں الوپ ہوگئے۔ جن کی عدم موجودگی تیرے لئے ہر قسم کے دکھوں کا باعث ہو رہی ہو اور یہ کہاوت محض کہاوت ہی ثابت ہو رہی ہو کہ ہر کمالے را زوالے۔ ہر زوالے را کمال۔ زوال میں تو کسی قسم کی کمی نہیں رہی۔ مگر کمال کی ابتک کوئی صورت نظر نہیں آتی[2] نتیجہ۔

تیسرا نظارہ

مہاراجہ دشرتھ کا دربار۔ باندی کا آنا اور راجکماروں کے جنم کی خوش خبری سُنانا (گانا)

اے راجن آپ کو دربار شاہانہ مبارک ہو　　حکومت حکم حشمت تاجدارانہ مبارک ہو
میں لائی ہوں وہ خوشخبری تھی شائق جسکے مدت سے　　دیالوکی دیا کا آج ہو جانا مبارک ہو
کنور چار پیدا ہوئے ہیں آپکے محلوں میں اے راجن　　مبارک ہی مبارک کی صدا آنا مبارک ہو
مبارک یہ گھڑی ہے اور مبارک آج کا دن ہے　　تیرے کرموں کا مدت بعد پھل لانا مبارک ہو
منور ہو رہی ہے ساری دنیا ایک سورج سے　　تیرے محلوں میں سورج چار چڑھ جانا مبارک ہو
کیا ہی پھل پرشارتھ بھی کا آج ایشور نے　　شرنگی جی رشی کا یگیہ کروانا مبارک ہو
کرو من کی مرادیں اور دل کے چاؤ سب پورے　　تیرا بھی اِس جگہ جسونت سنگھ گانا مبارک ہو

ناٹک

مہاراج! مبارک ہو۔ لونڈی ابھی محلوں سے آئی ہے اور ایسی خوشخبری لائی ہے جسکے سُنتے ہی آپ کا دل مسرور ہوگا۔ اور سب رنج والم دُور ہوگا یعنی آپکے محلوں میں کنور پیدا ہوئے ہیں خوشی کے آثار ہویدا ہوتے ہیں۔ چندے آفتاب اور چندے ماہتاب ہیں شکل وصورت میں لاجواب ہیں۔ ایشور نے بعد مدت کے یہ دن دکھلایا ہے۔ اور آپکے دل کی کلی کو کھلایا ہے جس نے سُنا دھنباد کیا۔ اور ایشور کی قدرت کو یاد کیا۔ محلوں سے چاروں طرف سے مبارک مبارک کی صدا آرہی ہے۔ ہر ایک چھوٹی بڑی خوشی سے پھولی نہیں سما رہی ہے۔

نوٹ۔ اگرچہ چاروں راجکماروں کی پیدائش مختلف ایام اور مختلف اوقات میں ہوئی تھی جن میں صرف دنوں کا ہی فرق۔ مگر بخوف طوالت یہاں اختصار سے ہی کام لیا گیا۔ (مصنف)

دشرتھ کا گانا

(بطرز قوالی)

شکر ایشور کا ہے جسنے مجھے یہ دن دکھایا ہے
میرے اُجڑے ہوئے گھر کو نئے سر سے بسایا ہے

نہیں تھا مستحق گرچہ میں اس نعمت کا ہرگز بھی
تیرے دربار سے لیکن نہ خالی کوئی آیا ہے

نہ جانے مصلحت کیا تھی رہا محروم جو اب تک
تیری قدرت کا ایشور نا کسی نے بھید پایا ہے

نہیں تھا گرچہ دنیا میں میرا ثانی کوئی دکھیا
مگر تھوڑے دنوں میں کچھ کا کچھ نقشہ بنایا ہے

نہ طاقت ہے زباں میں جو بجا لاؤں شکر تیرا
پڑا تھا بھنور میں بیڑا کنارے پر لگایا ہے

شرنگی جی عمر بھر آپ کا احسان نہ بھولوں
تیری کرپا سے ہم نے آج سارا دکھ بھلایا ہے

ہے اپرم پار مہما پار پا سکتا نہیں کوئی
گتی جسونت سنگھ کی کیا قلم ناحق اُٹھایا ہے

ناٹک

ایشور! تم دھنیہ ہو۔ تمہاری قدرت کا کون بھید پا سکتا ہے۔ پربھو! ایسا کوئی سوالی نہیں جس نے آپ کا آسرا لیا ہو۔ اور آپ نے اس کی منگل کامناؤں کو پورا نہ کیا ہو دیا ساگر! دشرتھ کے منہ میں زبان نہیں جو آپ کا دھنباد کر سکے۔ دینا ناتھ! جو خوشی مجھ کو اسوقت حاصل ہوئی ہے اس کو ایک زبان سے تو کیا اگر میرے ایک ایک روم کی جگہ سو سو زبانیں بھی ہوں تو بھی اسکا اظہار نہیں کر سکتا۔ میں کسی حالت میں بھی اس نعمت کا مستحق نہ تھا۔ یہ سب آپ کی دیا امد کر رہا ہے۔ جو اس اُجڑے ہوئے چمن کو ایک نظر سے ہرا بھرا کر دیا۔ آج تک جو توقف ہوا اُس میں بھی نہ جانے کیا بھید تھا۔ پرماتن! تم دھنیہ ہو۔ دھنیہ ہو تمہاری مہما۔۔۔

خواصوں کا آنا

گانا

منگل گاویں شگن مناویں جگدیشور .... تم دھن دھن دھن ....
پرم سہایک منگل دایک پرمیشور .... تم دھن دھن دھن ....

جگ کے سوامی انترجامی ہے ایشور تم دھن دھن دھن ---------

ویدا بند ھوکرونا سندھو سرویشور تم دھن دھن دھن ---------

بنتی کریں تیری دن اور راتری ہم پر دیا کری ساری بپت ہری

سب پرش استری پردھان منتری ہیں آج کی گھڑی جسونت سنگھ مگن

دھن ...... دھن ..... دھن

بششٹ جی کا گانا (سوئیا)

دھنیہ دھنیہ اُس ایشور کو جن آج کا دوس ہمیں دکھلایو

کشٹ ہوئے سب نشٹ بھرشٹ سپشٹ بششٹ نے کھول سنایو

جو کلیش کشٹ ہمیش سہے سو سندیش سنا یکے دور بھگایو

مہما سنت نہ انت کوئی جسونت کسی نے بھی بھید نہ پایو

جملہ حاضرینِ دربار (گانا بطرز تھیٹر)

شادمان تورے پتر ہمیشہ رہیں شادماں

آنکھوں کے تارے ہیں۔ راج دولارے ہیں۔ پرجا کے پیارے ہیں۔ چاروں کنور

دیت بدھائی۔ لوگ لگائی۔ خوشی منائی۔ واہ۔ واہ۔ واہ

گھڑی شبھ آئی ہے سکھدائی۔ مراد پائی واہ۔ واہ۔ واہ

شادماں " "

خوشی گھر بار میں۔ شہر بازار میں۔ راج دربار میں۔ گاویں شگن ....

شبھ دن ہی شبھ گھڑی لگن ہے۔ چت مگن ہے آہا ہا

دھنیہ دھنیہ جسونت سنگھ یہ آج کا دن ہے آہا ہا

شادمان " "

بششٹ جی

گانا

(پیلو یا ضلع ٹھیکہ تال تلواڑہ)

جاؤ محلوں میں مہاراج اپنے دل کی تپش بجھالو

سُن لی ایشور نے فریاد مَن کی پوری ہوئی مُراد
کر کے پوَرن کُل مریاد دِل کے ارماں سبھی نکالو

جاؤ محلوں میں..........

دِل کے دُھل گئے سارے داغ کُل کا روشن ہوا چراغ
پل میں کِھل گیا دِل کا باغ بل بل کُل آنند منالو

جاؤ محلوں میں..........

ہو گیا رنج الم غم دور دامن مراد سے بھرپور
سب کی عرض ہوئی منظور بندن خوشی کے منگل گالو

جاؤ محلوں میں..........

کرو برخاست اب دربار جایئے محلوں میں سرکار
کر کے پُتروں کا دیدار اپنا سینہ سرد بنالو

جاؤ محلوں میں..........

پچھلے دُکھ سب جاؤ بھول آپ کی ہو گئی دُعا قبول
جوجو ودھی دیدا انکول جاکر سنسکار کروالو

جاؤ محلوں میں..........

اُس کی قدرت کے قربان کر دیئے کچھ سے کچھ سامان
ہو رہا کیوں جسونت حیران اپنی کرنی کا پھل پالو

جاؤ محلوں میں..........

ناٹک

مہاراج! مبارک ہو۔ شکر ہے جو ایشور نے یہ دن دکھایا ہے۔ اور آپ کے دِل کی کلی کو کھلایا ہے۔ آپ جلدی محلوں میں تشریف لیجائیے۔ اور اپنے لختِ جگروں کے

دیدار سے دِل کی تپش بجھائیے۔ وہاں آپ کا سخت انتظار ہوگا اور آپ کے جانے سے راجکماروں کا پہلا سنسکار ہوگا۔ اس لئے آپ کا جانا نہایت ضروری ہے کیونکہ آپ کے بغیر تمام کریا ادھوری ہے۔ علاوہ ازیں یہ وقت استریوں پر بڑا نازک ہوتا ہے۔ اور انہیں بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ممکن ہے وہاں کچھ اور صورت ہو اور کسی خاص چیز کی ضرورت ہو۔ یوں تو انتظام پہلے سے ہی معقول ہے۔ لیکن آپ کا یہاں ٹھیرنا بھی فضول ہے۔ اب دربار برخاست کیجئے اور بہت جلد محلوں کی راہ لیجئے۔ میں ہون کی سامگری تیار کرواتا ہوں اور آپ کے پیچھے ہی پیچھے محلوں میں آتا ہوں۔

دشرتھ کا گانا (بطرز ایضاً)

اب میں جاتا ہوں محلوں میں باندی آئی مجھے بُلانے

ہووے برخاست دربار	سواری ہو جلدی تیار
کرکے پتروں کا دیدار	طبیعت ہو گئی آج ٹھکانے

اب میں جاتا ہوں --------

لہ ویدوں اور شاستروں کی آگیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو اُسی وقت اس کا پتا سونے کی سلائی کو شہد میں بھر کر اسکے ساتھ بچہ کی زبان پر لفظ "اوم" لکھے۔ اور اس کے کان میں لفظ "ویدوسی" کہے اسکی مفصل ویاکھیا تو بڑی لمبی ہے جسکو بخوف طوالت اس جگہ درج نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کا نفس مضمون سے کوئی تعلق ہے۔ مختصر خلاصہ یہ کہ بالک کے پیدا ہوتے ہی پہلی آواز جو اسکے کانوں میں جاوے وہ ویدوں کے نام کی ہو یعنی تیرا تمام جیون ویدوں کے انوسار ہو۔ زبان پر لفظ اوم لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ بچے کی زبان پر جو پہلا لفظ آوے وہ پرماتما کا پوتر نام اوم ہو۔ شہد کے ساتھ لکھنے کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح شہد میٹھا ہے اسی طرح تیری زبان کے اندر مٹھاس ہو یعنی کسی سے کٹھور بچن نہ بولے۔ علاوہ ازیں زبان میں عموماً تین قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ اول ہکلاپن۔ دوم تتلاپن۔ سوم گونگاپن چنانچہ علم ویدک (طب) کی رو سے شہد ان تینوں امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نیز بچے کے پیٹ کی آلائش نکالنے کے لئے ایک بےنظیر دوائی ہے۔

جن کی خاطر تھا بے چین | تڑپتا تھا بن دن دین رین
شیتل آج ہوئے ہیں نین | بھول گیا دکھڑے سبھی پرانے

اب میں جاتا ہوں ....

مجھ پر ایشور ہوئے دیال | میں پرجا کو کروں نہال
سب کو کروں گا مالا مال | کر دوں خالی آج خزانے

اب میں جاتا ہوں ....

پورے کرونگا سب ارمان | آئی آج جان میں جان
تیرا شرنگی جی احسان | کیسے دشرتھ بھلا نہ مانے

اب میں جاتا ہوں ....

جیسے کیا مجھے آباد | ایشور دے سب کو اولاد
دے جسونت مبارکباد | یہ دن بار بار نہیں آنے

اب میں جاتا ہوں ....

ناٹک

میں محلوں میں جاتا ہوں۔ اور سب کو یہ اعلان سناتا ہوں۔ کہ اِس خوشی میں ایک ہفتہ کے لئے تمام دفاتر بند ہوں۔ گھر گھر منگلا چار اور آنند ہوں اسی وقت منادی کرادی جائے۔ کہ آج تمام شہر میں روشنی کیجائے۔ جو مستحق آئے اُس کو انعام دو۔ منتری جی یہ کام آپ انجام دو۔ جو کوئی سوالی آتے وہ ہرگز خالی نہ جاتے۔ ایک ہفتہ کے بعد دربار عظیم کروں گا۔ اور خاص انعام اُسوقت میں خود تقسیم کرونگا۔ گوروجی آپ ہون کی سامگری لیکر جلد آنا۔ زیادہ انتظار نہ دکھلانا

مہاراجہ دشرتھ کا رنواس میں آنا اور اپنے لخت جگروں کو دیکھکر ایشور کا دھنباد کرنا

گانا

(بحر قوالی)

شکر ہے آج جو اولاد کا دیدار دیکھا ہے
بہت دن بعد اپنے بخت کو بیدار دیکھا ہے

نہیں دل سیر ہوتا ہے طبیعت بھی نہیں بھرتی
اگرچہ میں نے مکھڑا انکا سو سو بار دیکھا ہے

یہی گھڑی جہاں پر بولتے تھے رات دن اُلو
تیری کرپا سے ایشور آج اُسے گلزار دیکھا ہے

پلوں میں پلٹ دی کایا میری گھر بار کی تم نے
تماشا تیری قدرت کا سر بازار دیکھا ہے

مُصیبت میں بھی راحت ہو راحت میں مُصیبت ہے
جہاں ہوتے ہیں گُل اکثر وہیں پر خار دیکھا ہے

شرنگی جی کروں کیا صفت تیری قابلیت کی
تیرا ثانی نہ دنیا میں کوئی زنہار دیکھا ہے

فرق آیا نہیں بالکل تیری پشینگوئی میں
کہا تھا جس طرح سے اُسکے ہی انوسار دیکھا ہے

وہ کیا جانے کہ دُکھ کیا ہے مصیبت کسکو کہتے ہیں
کہ جس نے کوئی دنیا میں نہیں آزار دیکھا ہے

کہاں تھے کیا شغل تھا کونسے دھندے میں اُلجھے تھے
بہت دن میں تمھیں جسونت سنگھ سردار دیکھا ہے

بششٹ جی کا ہون سے فارغ ہو کر ایشور کی استتی کرنا

گانا

(بطرز بحر طویل)

تیری قدرت کے قربان مالک میرے بھید تیرا کسی نے بھی پایا نہیں
کونسی ہے دشا کونسی ہے جگہ تیرا جلوہ جہاں نظر آیا نہیں
بھید تیرے تو ہی جانے یہ مانتا ہم منشوں سے جاتا بتایا نہیں
طاقت اتنی کہاں جو کریں ہم بیاں اور زباں سے بھی جاتا سُنایا نہیں
تیرے در کا سوالی نہ خالی رہا کوئی مایوس تم نے لوٹایا نہیں
دھیان جس نے کیا دان اُس کو دیا تم نے بھگتوں کو اپنے بھلایا نہیں

ایک رکھشک تو ہی سارے سنسار کا کشٹ کس کس کا تم نے مٹایا نہیں
جس نے کیول تمہارا سہارا لیا۔ کون ہے جس کو تم نے اٹھایا نہیں
تیرے بھنڈار میں کچھ کمی ہی نہیں کوئی ہم سے پدارتھ چھپایا نہیں
تم نے اتنا دیا ہم کو پرماتما جاتا جسونت سنگھ سے گنایا نہیں

مہاراجہ دشرتھ

گورو جی! راجکماروں کا نام کرن سنسکار[1] کیجئے

بششٹ جی (نام کرن کی ریتی کرکے) کوشلیا نندن کا نام رامچندر اور رانی سومترا کے لخت جگروں کا نام لکشمن اور شتروگھن اور رانی کیکئی کے پتر کا نام بھرت رکھا ہے۔

دوہا

مصنف　　(لاوَنی ضلع)

گھڑی گھڑی میں دن گئے۔ دن دن گذرے ماس　ماس ماس بیتے برس برس رہے نہ پاس
سات سال کی ہوئی اوستھا جس دن راجکماروں کی
وِدّیا آدھین لگی تھی ہونے انہی سروں سے چاروں کی

نوٹ [1] جہاں ویدوں میں سولہ سنسکاروں کی آگیا ہے۔ ان میں سے ایک نام کرن سنسکار بھی ہے پراچین آریہ لوگ اپنے بچوں کا نام اپنے ورن کے انوسار نہایت اوتم اور شریشٹ رکھتے تھے گویا نام سے ہی پتہ لگ جاتا تھا کہ یہ شخص کس ورن سے ہے۔ مثلاً برہمنوں کے نام گیان اور ودیا کو لئے ہوتے ہوتے تھے۔ جیسے ودیا دھر۔ دیودت۔ یگیہ دت۔ برہم دت۔ ستیہ دیو۔ دھرم دیو۔ بششٹ۔ بشوامتر وغیرہ وغیرہ مگر موجودہ زمانے کے برہمنوں کے نام جھبو۔ بدھو۔ سکھو۔ ٹنڈو۔ نکو۔ چھترو۔ سونڈو۔ کٹیرو۔ مٹھو وغیرہ کیسے واہیات گھر نت اور مہمل ہیں۔ ذرا اور آگے بڑھے اور زیادہ محبت میں آئے تو بڑے پیارے اور میٹھے نام رکھ لئے۔ مثلاً پیڑا رام۔ مصری لال۔ پدارتھ چند جس سے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ یہ انسان ہیں یا کوئی کھانے کی چیز۔ علیٰ ہذالقیاس۔ کشتریوں کے نام ہوتے تھے۔ جن سے بیش کیرتی اور ویرتا ٹپکتی تھی۔ مثلاً رامچندر۔ لکشمن۔ شتروگھن۔ بھیم۔ ارجن۔ سہدیو۔

پہلے تو مل کر سب نے اُس ایشور کا دھیان کیا ویدآنبھ کی ریتی کا پھر راجہ نے ارشاد کیا
جو جو پنڈت ودوان تھے اکدم سب کو یاد کیا جو جو تھا جس فن کا ماہر وہ اس کا اُستاد کیا
دیکھ شکل حیران عقل ہو بڑے بڑے ہوشیاروں کی
ودیا دھین لگی تھی ہونے ....
دھارمک درسنارک ودیا پنڈت لوگ پڑھاتے ہیں راج نیتی اور شستر ودیا بشسشٹ جی سکھلاتے ہیں
دن دونی اور رات چوگنی اُنتی کرتے جاتے ہیں راجہ دشرتھ خوشی کے مارے پھولے نہیں سماتے ہیں
پل پل ہو بلہار دیکھ صورت فرماں برداروں کی
ودیا دھین لگی تھی ہونے ....

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۸) ایش پال بیشں ونت بل۔ دیر دھرم دیر۔ رنجیت۔ رنبیر۔ بل بھدر۔ بلدیو۔ بلراج۔ دیربل۔ مگر آج کل کے کشتریوں کے نام اس کے بالکل برخلاف اور برعکس ہیں جیسے کا سر سنگھ۔ بچھو سنگھ بھاگ سنگھ۔ نتھو سنگھ (آدمی کے آدمی اونٹ کے اونٹ) ذرا اور تیزی میں آئے تو ظالم سنگھ اور جابر سنگھ وغیرہ بن بیٹھے۔

اب رہے ویش۔ اس قوم کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ تمام زمانے کا کوڑا کرکٹ ان کے یہاں دیکھ لو۔ یہ ایک موٹی سی پہچان ہو گئی ہے کہ جس کے نام کے ساتھ مل (گمسدگی) لگا ہوا ہے۔ سمجھ لو کہ یہ ویش ہے۔ نام چاہے کسیقدر اچھا ہی رکھ لیں۔ لیکن مل اس کے ساتھ ضرور لگانا۔ خواہ نام تین گز لمبا بھی کیوں نہ ہو جائے۔ جیسے رامچیداس مل۔ ہرکشنداس مل وغیرہ وغیرہ۔

جہاں ویشوں کے وید وکت نام دھنپت۔ دھن راج۔ دھن دیر۔ دھن دیو وغیرہ تھے وہاں اس کا الٹ دیکھ لیجئے۔ مثلاً کوڑا مل۔ دردر واس۔ منگتو مل۔ دوالیہ داس۔ ٹوٹا مل۔ گھاٹا مل ساہو مل۔ فقیر یا مل۔ بھیگوں۔ بھکاری لال وغیرہ وغیرہ۔ جب دوجوں کی یہ دشا ہے۔ تو شودر بیچاروں کا تو ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ علاوہ ازیں اگر مجموعی طور پر بھی ہندوؤں کا شجرہ نسب دیکھا جائے۔ تو نہ کوئی شہر چھوڑا نہ کوئی دریا چھوڑا۔ اور نہ کوئی پہاڑ چھوڑا۔ جن کے نام پر انہوں نے اپنے نام نہ رکھے ہوں۔ اوّل شہروں کو ہی لیجئے۔ لاہوری مل۔ ہردواری مل۔ سرہندی مل۔ سامی مل کیتھلی مل۔ امرت سریا مل کانشی رام۔ بنارسیداس۔ بٹالیہ مداس۔ ایک ایک شہر کے ہی مالک بنے تھے بعض حضرات انکے بھی استاد پہنچے

یوں تو چاروں ہر اک فن میں لاجواب لاثانی تھو   رامچندر جی میں لیکن سارے جوہر انسانی تھے
صورت سیرت او یک شاستر شستر یاودنبانی تھو   بڑے بڑے یودھا ونکے دِل ہوتے پانی پانی تھے
تھوڑے دِن میں پوری کر لی ودیا سب ہتھیاروں کی
ودیا دھین لگی تھی ہونے ....

عقل شکل میں بینظیر جو ہی وصف نرالا ہے   سیام رنگ اور سرو قد گویا سانچے میں ڈھالا ہے
دھرم دھرندر۔ دھیر دھنش دھاری دھن کا متوالا ہے   پرجا پر ٹے پران پرن پہ جا لڑانے والا ہے
یدھ بیچ جسونت سنگھ نہیں ہمت پڑے ہزاروں کی
ودیا دھین لگی تھی ہونے ....

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۹) اور کل پنجاب پر ہی قابض ہو گئے یعنی پنجاب رائے۔ یا پنجاب مل بن گئے۔ اور اکثر ان سب کے باوا پہنچے۔ اور کل ولایت کو ہی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور ولایتی رام بن بیٹھے۔ علیٰ ہٰذالقیاس۔ دریاؤں کے نام پر گنگا رام۔ جمنا داس۔ سرستی رام۔ گومتی مل۔ اور پربتوں کے نام پر لوٹا مل۔ گاگر مل اور سر دھا رام۔ کولی مل وغیرہ وغیرہ۔ غرضکہ کوئی کہاں تک گنتی کرے۔ اگر ان اوٹ پٹانگ ناموں کی محض ایک فہرست ہی لکھی جاوے تو اچھی ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

ایک سماجک مہاشہ جن سے مجھ کو ذاتی واقفیت تو نہیں مگر اخبارات میں اکثر انکے مضمون کئی بار دیکھنے میں آئے ہیں۔ آپ بڑے اچھے لیکھک ہیں لیکن آپ کا نام ہے کوڑھ مل۔ مزید بر آن آپنے اپنا تخلص بھی جیسا نام تھا گن کے مصداق "بیمار" رکھا ہے۔ مگر ایک دو دفعہ آپکے نام کے ساتھ لفظ 'بیمار' کی بجائے لفظ "آنند" بھی دیکھنے میں آیا شاید یار دوستوں نے مجبور کیا ہوگا۔ کہ اوّل تو نظر بد دُور۔ آپ کا نام ہی بہت اُتم ہے۔ اسپر تخلص لگا کر آپنے اور بھی چار چاند لگا دئے۔ اِسلئے لوگوں کے کہنے سُننے سے اُنہوں نے صرف اپنا تخلص بجائے بیمار کے برعکس نام نہند زنگی کافور کے مصداق 'آنند' مقرر کر لیا لیکن کہنے سننے والوں نے شاید اس بات کو نہیں جانا کہ اُنہوں نے اپنا تخلص بالکل مناسب و موزوں مقرر کیا ہے۔ کیونکہ کوڑھے اور مل کا لازمی نتیجہ بیماری ہے جو بغیر کسی کے کہے سُنے اپنی جگہ پا گئی۔ کوڑے اور مل کیساتھ آنند کا لفظ لگا کر اُنہوں نے اور بھی ہنسی کرا لی۔ گویا انکے خیال کے مطابق آنند صرف کوڑے اور مل میں ہی ہے۔ اور باقی آنند محض بھو کے آنند ہیں۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا خلاصہ مطلب یہ کہ آریہ جاتی کی ہر پہلو سے بھی بُری ہی درد شا ہے۔

چوتھا نظّارہ

جنگل

راکششوں کی خرمستیاں

گانا

عجیب یہ بن سہانا ہی آہاہاہا او ہو ہو ہو — یہ کیا اچھا ٹھکانا ہے آہاہاہا او ہو ہو ہو
یہاں ڈیرے لگائینگے وگلچھرّے اڑائینگے — نہ پھر یہ وقت پانا ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو
یہاں گر کر کوئی آئیگا نہ زندہ جانے پائے گا — یہی کھانا کھانا ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو
نہ راجہ کا وہ رلتے ہیں دیا اُس کا نہ کھاتے ہیں — ڈرے ہم سے زمانہ ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو
کسی میں اگر طاقت ہی بھجابل کی طاقت ہو — اُسے بھی آزمانا ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو
میں ایسا تیر مارونگا سیس دھڑ سے اتارونگا — میرا ایسا نشانہ ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو
نہ کچھ جسونت سنگھ ڈر ہی نہ کوئی خوف دلپر ہے — نہ کوئی راجہ رانا ہے آ ہا ہا ہا او ہو ہو ہو

ماریچ۔ ارے تالا لقو! کچھ آگے پیچھے کی بھی دیکھ بھال ہے۔ یا تمام دن کھیل کود کا ہی خیال ہے۔ "دیکھو سامنے سے شکار نکلا جاتا ہے۔ اور تمھیں کچھ بھی نظر نہیں آتا ہے بس شراب پی اور انڈا چت"

ایک راکشش۔ ہیں کیا کہا ش..... ر..... آ..... ب..... پیالہ آگے کرکے، پہلے تھوڑی سی ہمیں ڈالدو۔ تاکہ ذرا نشہ تیز ہو جائے۔ ان سب ابتیانو نے مجھے بالکل نہیں دی۔ ساری آپ پی گئے۔

دوسرا۔ گھونسہ لگاکر، ہات تیرا ستیاناس جائے۔ برابر سے زیادہ حصہ لیتا رہا اور پھر ہماری شکایت کرتا ہے۔

ماریچ۔ ارے تمھارا بیڑا غرق۔ کچھ میری بھی سُنتے ہو۔ یا شراب کا ہی سیاپہ

کر کے۔ ہو گئے۔

تمام راکشش۔ ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ ہاں۔ کہیئے کہیئے۔

ماریچ۔ پوچھتے ہو یا مجھے کھاتے ہو۔

راکشش۔ تو کچھ بات بھی بتاتے ہو۔

ماریچ۔ ارے اندھو۔ وہ دیکھو۔ سامنے سے شکار نکلا جاتا ہے۔

تمام راکشش (اچھل کر) ارے رے رے رے شکار۔

بس ہو جاؤ تیار سنبھالو اپنے ہتھیار

سباہو۔ مگر ایسی ہوشیاری سے حملہ کرو کہ کسی کو نکل بھاگنے کا موقعہ نہ ملے۔

ماریچ۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ پہ گھات لگائے اور موقعہ کا منتظر رہے۔

(تمام راکششوں کا جنگل میں غائب ہو جانا)

ایک مسافر۔ اوہو! کیسا گھنا جنگل ہے کہ دن میں ہی رات ہو رہی ہے۔

دوسرا مسافر۔ اگر اس جنگل سے بخیریت گذر جائیں تو اچھا ہے۔ کیونکہ بدمعاش لوگوں کے اڈے عموماً ایسے جنگلوں میں ہی ہوتے ہیں۔ اور راہزنی کی وارداتیں اکثر ایسے مقامات پہ ہی بکثرت سننے میں آتی ہیں۔

تیسرا (〃) ارے پاگل ہوا ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ یہاں راج کس کا ہے۔ یہ علاقہ مہاراجہ دشرتھ کی قلمرو میں شامل ہے جن کے نام سے ہی ایسے بدمعاش لوگ حمل ہی میں ضائع ہو جاتے ہیں۔

چوتھا مسافر۔ ہاں ہاں اگر یہ بات سچ ہے تو پھر ہمیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مہاراجہ دشرتھ کے راج میں ڈاکہ یا راہزنی تو ایک بڑی بات ہے معمولی چوری چکاری بھی آج تک سننے میں نہیں آئی۔

پانچواں (〃) بیشک انکے راج میں ایسی ویسی وارداتوں کا ہونا ناممکن ہے۔

وہی پہلا (〃) ہائے ہائے مرگیا۔ اوہو ہو ہو۔ بڑا کاری زخم لگا۔ ارے ذرا سا ...... پانی ...... ایک ...... گھونٹ

تمام مسافر (حیران ہوکر) ہیں ہیں یہ کیا ماجرا ہے۔ ارے یہ کس نے تیر مارا۔
(**جنگل سے ایک زوردار آواز**) خبردار آگے قدم نہ بڑھانا۔ ورنہ سب کا یہی حال ہوگا۔
ایک مسافر (اپنے ہمراہیوں سے مخاطب ہوکر) یہ ٹوڈاکو ہیں دیکھا آخر میرا خیال درست نکلا۔
ماریچ (ایک مسافر کی گردن پکڑ کر) رکھ دے جو کچھ تیرے پاس ہے۔
باقی راکشش (ایک ایک مسافر کی گردن پکڑ کر) اگر اپنی جان کی خیر چاہتے ہو تو کل مال و اسباب بغیر حیل و حجت کے ہمارے سپرد کردو۔
تمام مسافر۔ مہاراجہ دشرتھ تیری دوہائی ہے۔ ہائے ہم غریب تیرے راج میں اس طرح بے رحمی سے لوٹے جارہے ہیں۔
ایک راکشش۔ ارے دشرتھ کیا چیز ہوتی ہو۔ کیا کوئی کھانے کی چیز ہے۔
دوسرا (") اگر دشرتھ کوئی نمکین چیز ہے تو ضرور لے لینا۔ شراب کیساتھ اسکا خوب مزہ آئے گا۔
ماریچ۔ ارے دشرتھ وہ ہے نا ایودھیا کا رہنے والا۔ جسکو لوگ راجہ بھی کہتے ہیں۔
سباہو۔ اچھا تو یہ لوگ اُس کو اپنی امداد کے لئے پکارتے ہیں۔ جس کے منہ میں دانت نہ پیٹ میں آنت۔ وہ بڈھا خرانٹ۔ ہمارا مقابلہ کریگا۔ ایسے ایسے تربوز تو ون میں بیس بیس کھا جاتا ہوں۔ اور ڈکار بھی نہیں لیتا۔
ماریچ (مسافر کی گردن پکڑ کر) جو کچھ تمھارے پاس ہے پہلے یہاں رکھ دو پھر اپنے حمائتی کو بھی بلا لانا۔
تمام مسافر۔ پرمیشور کے واسطے ہمارے حال پر رحم کرو۔
ماریچ ہشت نامعقول۔ رحم عورتوں کے ہوتا ہے۔ کبھی آدمیوں کے بھی رحم ہوا ہے۔ خبردار جو پھر ایسی چیز کا نام لیا۔
مسافر۔ کچھ تو ترس کھاؤ۔
ماریچ۔ ہم ایسی گلی سڑی چیز نہیں کھایا کرتے۔

سبا ہو۔ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانا کرتے۔ فضول جھک جھک بک بک میں کیوں اپنا قیمتی وقت ضائع کرتے ہو۔ تم فقیر ہو جو اس طرح مانگ رہے ہو ابھی دو چار جڑ دو۔ دیکھو سب کچھ تمہارے قدموں میں رکھتے ہیں یا نہیں؟

تمام راکشش۔ ہاں ہاں۔ بالکل درست ہے (مسافر کو زدو کوب کرکے) نکالو حرام زادہ اپنی اپنی پونجی۔

مسافر (اپنا سرمایہ ان کے حوالہ کرکے) اچھا ہمارا صبر ہے۔

تمام راکشش اپنے مسکن پر پہنچکر

گانا

(راگنی پہاڑی)

ہم تو آنند اپنا منائیں گے

پئیں گے یہاں بیٹھکر پیالے شراب کے اور بھون بھون کھائینگے ٹکڑے کباب کے

سب کو چلو میں اُلو بنائیں گے

ہم تو آنند ....

جب تک کہ میرے ہاتھ میں تیر و کمان ہے سارے زمانہ کی میری مٹھی میں جان ہے

سب کو رستہ عدم کا دکھائیں گے

ہم تو آنند ....

راجہ کے راج کا نہ کچھ ہم کو خیال ہے آئے مقابلہ پہ سو کس کی مجال ہے

ٹکڑے اِک اِک کے دو دو بنائیں گے

ہم تو آنند ....

راہی مسافر اس جگہ جو کہ آئے گا بچ کے میرے چھوٹکر ہرگز نہ جائے گا

اُسے ماریں گے اور لوٹ کھائینگے

ہم تو آنند ....

دُنیا ہی ساری کانپتی میرے ہی نام سے راجہ کب بیٹھنے نہ دوں آرام سے

کل زمانہ میں ہل چل مچائیں گے

ہم تو آنند ....

روزی کما کے کھانے کی ہم کو بھی قسم ہے اول سے چلی آئی بزرگوں کی رسم ہے
اس رسم کو نہ ہرگز مٹائیں گے

ہم تو آنند ....

یہی کمائی اور یہی روزگار ہے سارے ہیں نقد دام نہ بالکل اُدھار ہے
مانگنے ہم کسی سے نہ جائیں گے

ہم تو آنند ....

جسونت سنگھ کام یہ میرا مدام ہے حلال کر کے کھانا ہمیں بھی حرام ہے
ساری دنیا کو یہ ہی سکھائینگے

ہم تو آنند ....

ماریچ۔ شاباش بہادرو خوب کام کیا۔ اب موج اڑاؤ۔ اور بےفکر ہو کر پیالے چڑھاؤ۔

ایک راکشش۔ دیکھا اُستاد جی کیسا نشانہ لگایا۔

دوسرا۔ اور میں نے کیا کم دور لگایا۔

تیسرا۔ اور میری پھرتی کیسی۔

چوتھا۔ تیری ایسی کی تیسی۔

پانچواں۔ ارے سب اپنی اپنی شیخی بگھارتے ہو۔ ذرا ادھر کی بھی سُنئیے۔ کہ جب تم لگک مار دھاڑ میں مشغول تھے۔ میں اپنی جگہ بالکل چپ چاپ بیٹھا رہا۔ جب دیکھا کہ میدان بالکل صاف ہو گیا تو بندہ دھڑم سے کودا۔ اور گھڑم سے میدان میں آ ڈٹا۔ بس پھر کس کی طاقت تھی جو اس شیر ببر کے سامنے آتا۔ واہ رے میں۔

ماریچ۔ اچھا اب فضول گفتگو کو چھوڑو۔ چلو ذرا جنگل کی سیر کرینگے۔ ممکن ہے کہ کوئی اور شکار ہاتھ لگ جائے۔

تمام راکشش واہ! نیک صلاح کا کیا پوچھنا۔ چلئے یہاں کیا دیر ہے۔

سباہو۔ واقعی یہ جنگل ہمارے بڑا مفید مطلب ہی۔ اب تک تو ہم اندھیرے ہیں ہی رہے۔

ماریچ۔ وہ سامنے سے دھواں کیسا نظر آ رہا ہے۔

سباہو۔ ہاں کچھ ہے تو سہی۔

ماریچ۔ چلو تو آج ادھر ہی موج میلا کریں گے۔

منی بسوامتر کا یگیہ کرتے نظر آنا

ایک راکشش۔ ارے یہ دیکھو نیا تماشہ۔ پاگل گھی کو آگ میں ڈال کر بر تھا کھو رہا ہے۔

دوسرا۔ درحال ہے تو کوئی دیوانہ۔

تیسرا۔ ہمیں کیا چاہیئے۔ بنی بنائی آگ مل گئی۔ مزے سے گوشت بھون بھون کر کھائیں گے۔

شراب کا دور چلنے لگا

چوتھا۔ ارے ایک پیالہ اس بڈھے کو بھی دیدو۔ بیچارہ غم غلط کرلیگا۔

پانچواں۔ لے بڈھے پی لے شراب۔

بسوامتر۔ چپ

چھٹا۔ بابا کھالے کباب۔

بسوامتر۔ چپ

ساتواں۔ ارے تیرا خانہ خراب۔ کچھ تو دے جواب۔

بسوامتر۔ چپ

آٹھواں۔ نہ بولتا ہے نہ آنکھیں کھولتا ہے۔

نواں۔ زہری سانپ کی طرح اندر ہی اندر پیش گھر بیٹھے رہے۔

دسواں۔ کوئی پرانا سازہے۔

گیارھواں۔ ہاں ہاں! بڑا دھوکہ باز ہے۔

ماریچ۔ ارے بڈھے! ہمارے سے ایسی بے رخی کیوں ہو۔ ہم تم تو بھائی بھائی ہیں تم بھی بن باسی۔ ہم بھی بن باسی۔ تم سنیاسی۔ ہم ستیاناسی۔

سباہو۔ لے اب تو پی لے شراب ذرا سی۔ ہو جائے غم سے تیری خلاصی۔

بسوامتر جی

(دگانا بحر قوالی)

ارے دشٹو یہاں تمکو تمھاری موت لائی ہو
قضا نے مار کر ٹھوکر کیا تمکو سودائی ہے

بڑے ہے ہیں حوصلے اتنے تمہارے ارے مہا دشٹو
بھری ہو چربی آنکھوں میں نہ دیتا کچھ دکھائی ہو

مثل مشہور ہو جائیں جب چیونٹی کے پر پیدا
تو نتیجہ ہی سمجھ لو کہ قضا اب اسکی آئی ہے

فقیروں کو ستا کر سکھ نہ ہرگز تم کبھی پاؤ گے
چلے جاؤ یہاں سے بس اسی میں ہی بھلائی ہو

اگر ہے یدھ کی خواہش کسی راجہ کو جا ڈھونڈو
فقیروں سے جھگڑنے میں کہاں کی وِیرتا ہو

جو دھن دولت کے لالچ سے ارادہ کرکے آئے ہو
یہاں رکھا ہی کیا ہو بستروں تک کی صفائی ہو

تمھارا کیا کسیکا بھی نہ ہم نے کچھ بگاڑا ہے
نہ جانے پھر یہاں آکر یہ کیوں آفت مچائی ہو

کریں ہم من بچن اور کرم سے اپکار دنیا کا
نتیجہ مل رہا ہو ہم کو بھلائی کا برائی سے

تمھارے دن برے آئے مجھے یہ نظر آتا ہے
جو آنی یوجہ مستی تمھارے سر پہ چھائی ہے

نہیں بگڑا ابھی کچھ بھی سنبھل جاؤ سنبھل جاؤ
کہے جسونت سنگھ تمنے عقل کیوں بیچ کھائی ہو

تاڑکا

ارے ملیچھو! ہم نے تمھارا کیا بگاڑا ہے۔ جو ہمارا بنا بنایا گیہ کا سامان اُجاڑا ہے مالس وغیرہ ذالکر یگیہ کو بھرشٹ کر دیا۔ اور ہمارا سب پرشارتھ نشٹ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہو کہ زندگی سے بیزار ہو۔ جو ہمارے درپے آزار ہو۔ سچ ہو۔ جب چیونٹی کے موت کے دن آتے ہیں تو اُسکے پر نمودار ہو جاتے ہیں۔ بزدلو! اگر لڑائی کا ارادہ ہو تو فقیروں سے جھگڑنے میں کیا فائدہ ہو۔ کسی راجہ سے ماتھا بلالو۔ اور اپنے دل کے ارمان نکالو۔

اگر دھن دولت کی چاہنا ہے۔ تو ہمارے پاس کونسا خزانہ ہے اسلیئے یہ تمہاری پرتھا کامنا ہے۔ کیونکہ یہاں خود ہی افلاس کا سامنا ہے بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اور ہم فقیروں کو زیادہ نہ ستاؤ۔ ورنہ سمجھ لو کہ تمھاری زندگی کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے اور سورج بنسی خاندان کا خنجر تیز ہو چکا ہے۔ ادھر میو! کچھ ایشور کا خوف کرو۔ اوران پاپ کرموں سے ڈرو۔ جن کے لئے یہ سب پاپڑ بیلتے ہو اور سب طرح کی مصیبتیں جھیلتے ہو۔ وہ سب بھلی بھلی کے یار ہیں۔ نہ کہ انت سمے کے مددگار ہیں۔ اسوقت نہ بھائی ہوگا نہ باپ ہوگا۔ کیول اپنا ہی پن او پاپ ہوگا۔ سنبھل جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ اِس منش جیون کو اکارتھ نہ گنواؤ۔ اوراپنی شرارتوں سے باز آؤ۔ اگر پچھلے کئے پر پشچاتاپ کروگے اور نہ آئیندہ ایسے پاپ کروگے۔ تو تمہارا آگامی جیون سپھل ہوگا۔ ورنہ پھر سنبھلنا مشکل ہوگا۔

مایچ کا گانا

(بطرز قوالی ایضاً)

ذرا چپ رہ ارے بدھو یہ کیوں بک بک لگائی ہے
ڈراتا موت سے ہم کو وہ کب سے بیچ کھائی ہے

تو جس کا زعم کرتا ہے وہ ہم بھی سمجھے بیٹھے ہیں
بھلا اس بڈھے دشرتھ کی یہاں تک کیا رسائی ہے

ہمارے سے بگڑنا کوئی خالہ جی کا باڑہ ہے
عقل کی بات کر پاگل ہوا یہ کیا سمائی ہے

نہیں و دیا رتھی ہم پاٹھ شالہ کے ارے مورکھ
جو تو داڑھی ہلا کر دے رہا ہم کو پڑھائی ہے

جٹا سر پر بڑھائی اور داڑھی کرلی لمبی
ہمیں معلوم ہے جو کچھ تمھاری پارسائی ہے

نہ جانے عمر بھر میں کِس قدر کوتک کئے ہونگے
اخیری وقت میں دھونی یہاں آکر رمائی ہے

ہمیں چیونٹی[1] بتا نا آپ ہاتھی بننا چاہتا ہے
مگر چیونٹی کی طاقت سے کہتے نا آشنائی ہے

ابھی چاہوں تو کردوں ایک سے ٹکڑے تیرے دو دو
مگر میں سوچتا ہوں کیا میری اس میں بڑائی ہے

[1] کہاوت ہے کہ چیونٹی ہاتھی کی سونڈ کے رستے اسکے مغز میں چڑھکر ایسا کاٹتی ہے کہ ہاتھی جیسا قوی ہیکل جانور چیونٹی جیسے بے بساط جانور کے ہاتھوں جسکی طاقت پر ہاتھی کی طاقت اور جسامت کے ساتھ کوئی بھی نسبت نہیں ایسا تنگ آتا ہے کہ بعض اوقات اسکو اسی وجہ سے موت کا شکار ہونا پڑتا ہے (مجموع برگردن راوی)

ہیں معلوم ہو شاید تجھے کیا نام ہے میرا
مجھے مارچ کہتے ہیں زمانہ دے دوہائی ہے
یا ہوں سپہ سالار میرا ایک لاثانی ہے
میرا یہ دایاں بازو اور یہ برادر زاد بھائی ہے
ہے باقی فوج اتنی کہ نہیں ہے انتہا جس کی
ابھی دیدوں حکم تو چیز کیا ساری خدائی ہے
میں ہے خوف کچھ جسونت سنگھ کا ہمکو ہرگز بھی
بلالا جا چلا جا دیر کیوں اتنی لگائی ہے

ناٹک

ہ رے بڈھے تیری گلفشانیاں خوب سنائیں بے تکی کہانیاں۔ تیرے جیسے
م ڈاڑھے نہ معلوم کتنے دیکھے بھالے ہیں۔ مگر تیرے شتر غمزے سب سے نرالے
ں۔ ارے بھوندو! تو کس کو پڑھا رہا ہے۔ کس پر یہ رنگ چڑھا رہا ہے۔ یہاں
پہلے ہی ہر ایک رنگ سے رنگیلے ہیں۔ نہ کہ تیری طرح ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہیں۔ موت
خریدار ہے۔ ہر طرح عاجز اور لاچار ہے۔ مگر اینٹھہ دیکھو تو چھ گھوڑوں کا سوار
ہے۔ نہ معلوم کس برتے پر اتنا اکڑتا ہے۔ اور میان سے نکل نکل پڑتا ہے ابھی
ر ہاتھ ہلا دوں تو ایک ایک کے دو دو بنا دوں۔ مگر میں کس طرح گوارا کروں کہ
نی خنجر آبدار کو تیرے جیسے بڈھوں کے خون سے ناکارہ کروں۔ ہاں جن کا تو زعم کرتا
ہے اور نام لے لے کر اچھرتا ہے۔ تیرے ان چندربنسی۔ سورج بنسی۔ تارابنسی یہ منسکی
ر وہ منسی کو بھی آزماؤں گا۔ اور ان کی ایسی بنسی بجاؤں گا کہ ان کا نس دنیا میں سے
ٹ جائے گا۔ کوئی نام لیوا اور پانی دیوا نظر نہ آئے گا۔ جتنی ہم نرمی پکڑتے گئے اتنا
ا آپ سر چڑھتے گئے۔ جا اپنے حمائتی کو بلا لا میں بھی مارچ نہیں اگر اس کا کچومر نہ نکالا۔

پانچواں نظارہ

مہاراجہ دشرتھ کا دربار

دشرتھ۔ سب اہلکار آئیں اور اپنی اپنی متعلقہ رپورٹ سُنائیں۔

منتری۔ مہاراج کے اقبال سے تمام رعیت خوشحال اور دشمن پائمال ہے۔ تمام افسران اپنا کام نہایت دیانتداری سے کرتے ہیں۔ اور مہاراج کی خیرخواہی کا دم بھرتے ہیں۔

مشیر فوج۔ مہاراج کا ایک ایک سپاہی پورا جان نثار ہے اور تخت اجودھیا کے لئے سر دینے کو تیار ہے۔

مشیر خزانہ۔ خزانہ کی حالت قابل اطمینان ہے۔ جمع خرچ کی بالکل صحیح میزان ہے تمام مُلازم اعلیٰ درجہ کے دیانتدار ہیں۔ اور اپنے کام میں خوب ہشیار ہیں۔

مشیر مال۔ تمام زمیندار خوب فارغ البال ہیں۔ ہر طرح سے مالامال ہیں۔ نہ کسی کو کسی قسم کی شکایت ہے۔ بلکہ ہر ایک کی زبان پر مہاراج کے عدل اور انصاف کی حکایت ہے۔ لگان بالکل واجبی وصول کیا جاتا ہے۔ اور مطالبہ بھی بعض اوقات ان کی مرضی کے انوکول کیا جاتا ہے۔ قحط کا کہیں نام ونشان نہیں۔ راج کیطرف سے کوئی شخص بدگمان نہیں۔ کیونکہ وقت ضرورت ان کی سہایتا کیجاتی ہے اور ہر طرح سے امداد دیجاتی ہے۔

کوتوال۔ شہر میں ہر طرح سے امن وامان رہا۔ فدوی مع عملہ ماتحت کے پرجا کا نگہبان رہا۔ تمام راج میں جرائم پیشہ اشخاص کا نام ونشان نہیں اور یہاں ان کی دال گلنی آسان نہیں۔ کیونکہ پہرے چوکی کا پورا پورا خیال ہے اور ایسے لوگوں کی خاص طور پر جانچ پڑتال ہے۔

دشرتھ۔ یوں تو مجھے اپنے مشیروں پر پورا پورا اعتماد[1] ہے۔ کیونکہ آپ لوگوں کی

[1] بھروسہ۔

حسن انتظام سے ہی یہ سلطنت آباد ہے۔ تاہم میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی خوشامد اور چاپلوسی سے تو کام نہیں لیتا اور مجھ سے ڈرتا ہوا میری کسی غلطی کا نام نہیں لیتا۔

سومتر وزیر۔ گستاخی معاف۔ مہاراج کو کس طرح ہماری نیک نیتی پر شک ہوا جس کو سُنکر میرا چہرہ بھی فق ہوا۔

دشرتھ۔ رات سے میری طبیعت پر کچھ ملال ہے۔

سومتر۔ کس بات کا خیال ہے۔

دشرتھ۔ بات بھی معمولی تھی۔ مگر میرے لئے تو رات کٹھنی سولی تھی۔

سومتر۔ مہاراج! اب زیادہ بیتاب نہ کیجئے۔ اور اس قدر عذاب نہ دیجئے ایسی کیا بات تھی جسکی وجہ سے آپ کے لئے سولی کی رات تھی۔

دشرتھ۔ کل رات کو ایک خواب پریشان دیکھا۔

سومتر۔ اس میں کیا سامان دیکھا۔

دشرتھ کا گانا

انوکھا سُپنا دیکھا رات

مجھے بھرم ہے مم پرجا پر پڑا کوئی اپپات

انوکھا سُپنا ....

لہ یہ ایک عام مشہور بات ہے کہ راجا اور پرجا کے تعلقات پتا اور پتر کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اِس صداقت کو تسلیم کرنے میں کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ اگر سچ پوچھا جائے تو ان تعلقات کا درجہ بعض بعض حالتوں میں پتا اور پتر کے تعلقات سے کئی درجہ بڑھکر مانا گیا ہے۔ اگر بجائے پتا اور پتر کے ماتا اور پتر کے تعلقات کہا جائے تو اور بھی موزوں ہے۔ کیونکہ پتر کی آتما کا بجائے پتا کے ماتا کی آتما کے ساتھ خاص تعلق ہوتا ہے جس کی بیان کرنیکی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہر ایک انسان اس راز سے بخوبی واقف ہے اگر پتر کو ذرا بھی تکلیف ہوتی ہے تو ماتا کی آتما پر فوراً ہی اس کا اثر ہوجاتا ہے۔ اور قدرت نے جو تار برقی دونوں آتماؤں کے درمیان لگائی ہوئی

ایک جگہ پر بن کے بھیتر گئوئیں چگنے جات — اُسی جگہ پر ایک سنگھ نے آن لگایا گھات[1]

انوکھا سپنا..................

جب گئوئیں اُس بن میں پہنچی بے بچھڑونکو ساتھ — سنگھ اُچھلکر ساری گئوئیں پکڑی ہاتھوں ہاتھ

انوکھا سپنا..................

گئوئیں دیت دوہائی بچھڑے الگ کھڑے کرلات[2] — لیکن پنجے سے ظالم کے نہیں رہائی پات

انوکھا سپنا..................

ایکطرف بچھڑے روتے ہیں ایکطرف کو مات — رہ گیا نہ دیکھ کے مجھ سے یوں گئوؤں کا گھات[3]

انوکھا سپنا..................

چلا چھڑانے سمجھ کے انکو دُکھیا اور اناتھ — کھل گئی آنکھ اُسی دم اتنے میں ہو گئی پربھات[4]

انوکھا سپنا..................

جب سے میں نے دیکھا ہے یہ سپنا واہیات — تب سے ہی جسونت سنگھ مم کانپت سگرا گات[5]

(بقیہ نوٹ[1] صفحہ ۶۱) ہے فوراً جنبش میں آجاتی ہے خواہ دونوں کا فاصلہ کتنی ہی دور کا کیوں نہ ہو۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ وہ حالات جو اسکے بچے کی تکلیف کا باعث ہیں۔ بجنسہ سامنے یا نہ آئیں لیکن ہمیں ذرا بھی شک نہیں کہ اسکی بے بسی اور بے کسی کا نقشہ کسی نہ کسی صورت میں ہو بہو اسکی آنکھوں کے سامنے کھچ جاتا ہے۔ چنانچہ جس روز ڈاکوؤں نے ان بیکس مسافروں کو لوٹا۔ اس ظلم اور ستم کی تصویر وشسٹھ کی آنکھوں کے سامنے مندرجہ بالا طریق پر آکھڑی ہوئی۔

ہر ایک اِنسان روزمرہ خواب دیکھتا ہے۔ ممکن نہیں کہ مہاراجہ وشسٹھ نے اس سے پہلے کبھی خواب نہ دیکھا ہو۔ مگر آج کا خواب خواب نہیں۔ بلکہ سچے واقعات کا فوٹو ہے جو ان کی طبیعت الگ کوشش و دیگر منشیوں کے سمجھانے پر بھی بجائے سنبھلنے کے الٹا پریشان ہو رہی ہے اور ان کو یہ لشچہ ہوتا جاتا ہے کہ ضرور میری پرجا پر کہیں دکھ ہیں صدمہ ہوا ہے۔ ورنہ اس سے پیشتر کیا کبھی خواب نہیں دیکھے۔

ہمارا ارادہ اس جگہ پر ان امورات پر کوئی لمبی چوڑی بحث کرنیکا نہیں اور نہ ہی ان واقعات کا ہمارے نفس مضمون سے چنداں تعلق ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہے دیتے ہیں کہ جب تک یہ پوتر تعلقات فریقین میں بنے رہتے ہیں اور دونوں جانب کی اس قدرتی تار برقی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا تو وہاں ہمیشہ سکھ اور شانتی کا راج رہتا ہے پرجا سکھی تو راجہ سکھی پرجا دکھی تو راجہ بھی دکھی۔ بقول شیخ سعدیؒ ؎ رعیت چو بیخ است و سلطان درخت درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

[1] داؤ [2] آہ و زاری [3] کل [4] صبح [5] تمام جسم ۱۲

ناٹک

منتری جی! جب سے یہ سپنا دیکھا ہے طبیعت بُری طرح بے قرار ہے دل پر عجیب قسم کے خیالات کا طومار ہے۔ ہر چند سوچتا ہوں۔ لیکن جب سمجھ میں نہیں آتا تو اپنا آپ..... نوچتا ہوں۔ اگرچہ سپنے کی باتیں جیسی کچھ ہوتی ہیں سب پر ظاہر ہے مگر نہ معلوم آج طبیعت خود بخود کیوں اختیار سے باہر ہے۔ ہر چند اُسے بہلاتا ہوں مگر تمام کوشش اس کے برخلاف پاتا ہوں۔ چنانچہ میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے یہ خواب علت سے خالی نہیں۔ اور میری پریشانی پاس پاس جانیوالی نہیں۔ اسمیں ضرور کوئی نہ کوئی بھید ہے۔ جو میری طبیعت کو اسقدر کھید ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انتظام میں ضرور کچھ نہ کچھ خرابی ہوئی ہے۔ جو میری طبیعت کو اسقدر اضطرابی ہوئی ہے۔ اسلئے میرے کہنے پر وشواس کرو۔ اور جو خرابی ہے اس کی جلدی تلاش کرو۔

منتری کا گانا

اے راجن کیا سپنے کی بات
ایسے سپنے ساری دنیا دیکھت ہے دن رات

(بقیہ نوٹ ۱ صفحہ ۶۲) اگرچہ مضبوط ہی تو درخت کو کوئی طاقت اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکتی۔ جڑ ہی کھوکھلی ہے تو معمولی سی جنبش اسکو اکھاڑ دینے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ جڑوں کی دیمک مشہور ہے۔
جس درخت کو نشٹ کرنا ہوتا ہے تو اُس کی جڑوں کو کسی نہ کسی طریقہ سے خشک کر دیا جاتا ہے اور بڑے بڑے دیو دار درخت کہ جن کی چوٹیاں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ آن کی آن میں بغیر چون وچرا کئے پیوند زمین ہو جاتے ہیں۔ پھر قیامت تک اُٹھنا ناممکن ہے۔ قصہ کوتاہ راجہ اور پرجا کے تعلقات اس وقت تک مستحکم ہیں جب تک دونوں فریق اپنے اپنے فرض کو سمجھے ہوئے ہیں۔ یعنی راجہ پرجا کی بہبودی میں اپنی بہبودی سمجھے۔ اور پرجا راجہ پر جان تک قربان کر دینے کو اپنی خوشنودی سمجھے۔ برخلاف اسکے اگر راجہ کو پرجا کی طرف سے بدگمانی ہے اور پرجا کو راجہ کی طرف سے پریشانی ہے تو وہاں سکھ اور شانتی کی تلاش کرنا محض نادانی ہے ✤

اے راجن کیا سپنے ....

سپنے میں کئی راجہ ہو گئے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ ۔ آنکھ کھلی تب وہی ادھارو سے مل مل ہاتھ

اے راجن کیا سپنے ....

راجہ کنگلا۔ کنگلا راجہ سپنے میں ہو جات ۔ سپنے میں پل میں ہو جاتے سب اُلٹے حالات

اے راجن کیا سپنے ....

سپنے میں دھن دولت پایا دیکھ دیکھ گرجائے ۔ پلے پڑی نہ پھوٹی کوڑی یونہی من بھٹکات

اے راجن کیا سپنے ....

سپنے میں انسان پہ پڑتی نئی نئی آفات ۔ پل میں روتا پل میں ہنستا یہ اسکی اوقات

اے راجن کیا سپنے ....

دلکو مت دلگیر کرو تم سنو اے پرتھوی ناتھ ۔ سپنا ہی جسونت سنگھ کل دنیا میں دکھیات

نائک

پرتھوی ناتھ ناحق مخواہ اپنے دل کو پریشان نہ کیجئے۔ اور اس معمولی سی بات پر اتنی کھینچ تان نہ کیجئے۔ اگر سپنے کی باتوں میں ذرا بھی سچائی ہو تو تمام دنیا کی ایک دم میں صفائی ہو۔ سپنے میں منش ایک پل میں امیر ہو جاتا ہے اور ایک پل کے بعد مفلس اور فقیر ہو جاتا ہے اگر تمام دنیا کا سپنے کی باتوں پر اسی طرح اعتبار ہو تو ایک دن تو کیا ایک دم گذارنا بھی سخت دشوار ہو۔ ان بے بنیاد خیالات کو دل سے نکالئے اور اپنے آپ کو سنبھالئے اگر مناسب ہو تو کچھ دان ....

دربان کا گانا (راگنی بیلو تال چپ)

منی بسوامتر جی آئے ہوئے ہیں

دوارے پہ آسن لگائے ہوئے ہیں

عدو نق ہے مکھ پہ نہ آنکھوں میں لالی ۔ وہ پژمردہ صورت بنائے ہوئے ہیں

یہ پرتیت ہوتا ہے چہرے سے انکے ۔ کہ گویا کسی کے ستائے ہوئے ہیں

منی بسوامتر جی

...ن سے میں نے کی ہے پرتیکشا · کہ دل میں بہت تلملائے ہوئے ہیں
...نے کہ کارن ہے کیا بے کلی کا · جو شدھ بدھ بھی اپنی بھلائے ہوئے ہیں

منی بسوامتر جی

...ی ہی کوشش اگرچہ انہوں نے · کہ غصے کو اپنے چھپائے ہوئے ہیں
...ی باتوں سے ہوتا ہے ظاہر · کسی بے رحم کے ڈکھائے ہوئے ہیں

منی بسوامتر جی

...دے جو کچھ بجا لائیں اُس کو · سر اپنا ہم ہر دم جھکائے ہوئے ہیں
...یے مُنی جی کا جسونت سنگھ ہم · مہاراج کے پاس لائے ہوئے ہیں

منی بسوامتر جی

ناٹک

...ن۔ راجن۔ پت سرتاج۔ رگھوکل بھوشن۔ ایودھیا پتی مہاراج کی جے ہو مُنی ...تر جی ڈیوڑھی پر براجمان ہیں۔ یہ دوار پال اسلئے حاضر ہوا ہے کہ مُنی جی کے ...رنے کی خبر مہاراج تک پہنچاؤں۔ اور جو مہاراج کا حکم ہو منی جی کو سُناؤں۔

...رتھ۔ کیا کہا مُنی بسوامتر جی تشریف لائے ہوئے ہیں

...ن۔ ہاں پرتھوی ناتھ۔

...رتھ۔ منتری جی! آپ مُنی جی کے سواگت کے لئے جائیے۔ اور ان کو آدر ستکار ...پنے سنگ لائیے۔

...ری۔ مہاراج کا حکم سر ماتھے پر۔ ابھی جاتا ہوں اور مُنی جی کو آپکا سندیسہ ...ہوں۔

منتری بسوامتر جی سے مخاطب ہو کر

گانا

(راگنی پیلو)

کہو منی کہاں سے پدھارے ہیں	کہو منی جی ....
کروں نمستے اے مورے بھگون	ہاتھ جوڑ کر پڑتا چرن
سیوک سدا تمہارے ہیں	کہو منی جی ....
ہم پہ کی اَنوگرہ اتی بھاری	کرتارتھ کی نگری ساری
وہ دن دھن بھاگ ہمارے ہیں	کہو منی جی ....
چل کر اے منی بسوامتر	راج سبھا کو کرو پوتر
ابھلاشی وہاں سارے ہیں	کہو منی جی ....
مہاراج نے سُنا ہے جب سے	درشن کو بیاکل ہیں تب سے
چرنوں پہ بلہارے ہیں	کہو منی جی ....
دیا کرو دربار پدھارو	کر بشرام تھکان اُتارو
ہم درشن کے متوارے ہیں	کہو منی جی ....

ناٹک

منی ور! نمستے عرض کرتا ہوں اور اپنا سر آپ کے چرنوں میں دہرتا ہوں۔ چلئے دربار کو شوبھت کیجئے اور سب حاضرین دربار کو درشن دیجئے۔ ہر ایک چھوٹا بڑا آپ کے درشن کے لئے بیقرار ہے اور وہاں آپ کا سخت انتظار ہے۔ مہاراج کے حکم کے مطابق آپ کے استقبال کے لئے آیا ہوں۔ اور اُن کا سندیسہ آپ تک لایا ہوں اسلئے میری پرارتھنا منظور کیجئے اور دربار میں پدھار کر شوکر کیجئے۔

بسوامتر۔ منتری جی! آنند رہو۔ یہاں تک آنے میں جو آپ کو کشٹ ہوا ہے اُسکے لئے کشما چاہتا ہوں۔ اور آپ کو اشیرباد دیتا ہوں۔ کیونکہ ہم فقیروں کے پاس سوائے اشیرباد کے اور کیا رکھا ہے۔

منتری۔ مہاراج آپ شرمندہ نہ کیجئے۔ ہماری ایسی پراربدھ کہاں۔ جو آپ اس طرف تشریف لاویں۔ نہ جانے کس طرح سے بھول کر آنا ہو گیا۔ اب زیادہ

…نہ گذاریئے۔ اور جلدی دربار میں پدھاریئے۔
متر۔ بہت اچھا چلئے (منتری جی کا مع بسوامتر کے دربار میں پہنچنا)

دشرتھ کا گانا

…جی آپ کا کس طرف آنا ہوگیا — آپ کے درشن کئے بھی اک زمانہ ہوگیا
…ے اتم بھاگ تھے جو اس طرف آپ آ گئے — جب سے آپ آئے پوتر یہ گھرانہ ہوگیا
…ہ آسن پوتر کیجئے دربار کو — کس جگہ پر آج کل کہیے ٹھکانہ ہوگیا
…منون اور مشکور ہوں رشیو نکا میں — جن کی کرپا سے یہ روشن آشیانہ ہوگیا
…ے لائق گر کوئی سیوا ہو تو فرمایئے — کس طرح سے بھول کر تشریف لانا ہوگیا
…کے کاموں میں کوئی وگھن تو پڑتا نہیں — اس طرف آنے کا کہئے کیا بہانہ ہوگیا
…ت کے دیئے درشن منی جی آپ نے — زور آور ہی اس جگہ کا آب و دانہ ہوگیا
…بنا تھا کٹھن جسونت سنگھ سے آپکی — اس کا سکن بھی مگر اب تو ٹوٹا نہ ہوگیا

ناٹک

…یرے دھن بھاگ ہیں۔ جو آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے اس استھان کو
…ادی۔ آپ کے درشنوں سے چت گدگد پرسن ہوا۔ آیئے۔ براجئے۔ آسن
…کیجئے کہیئے چت تو پرسن ہے۔ چہرہ پر کچھ اوداسی سی پرتیت ہوتی ہے۔ آنکھوں کا
…ہ پلٹا ہوا نظر آتا ہے۔ ایک ایک انگ پھر پھرا رہا ہے۔ یہ خلاف عادت تبدیلی
…کے تکان کی وجہ سے ہے۔ یا کوئی خاص کارن ہے (دل ہی دل میں) ایشور خیر کری
…کا حلیہ تو کچھ بگڑا ہوا ہی نظر آتا ہے۔

بسوامتر جی (گانا بحر طویل)

اے مہاراج دشرتھ دوہائی تیری ہم فقیروں کا یاں اب گذارا نہیں
کشٹ ملتا ہمیں رات دن اس قدر کہ ہمارے سے جاتا سہارا نہیں

کوئی اپرادھ ہم نے نہ تیرا کیا ۔ تیاگ بستی کو جنگل میں ڈیرا کیا
اک کنارے پہ جا کر بسیرا کیا ۔ رہنا واں بھی ہمارا گوارا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

ہم کسی پرانی تک کو ستاتے نہیں ۔ رہتے جنگل میں بستی میں آتے نہیں
اس جگہ بھی مگر رہنے پاتے نہیں ۔ کوئی رکھشک سوا اب ہمارا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

راکھشش آ ہمیں تنگ کرنے لگے ۔ یگیہ رشیوں کا وہ بھنگ کرنے لگے
مفت میں چھیڑ ہم سنگ کرنے لگے ۔ ہے اُن کا کبھی کچھ بگاڑا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

وید جنگل میں بیٹھے اُچارا کریں ۔ کھائیں پھل پھول اپنا گذارا نہیں
پھر بھی ناحق ہمیں وہ نشٹ مارا کریں ۔ کھیت یا واکا ان کے اُجاڑا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

چھتری ونش کا النّفس جاتا رہا ۔ اسلیے ہم کو ہر اک ستاتا رہا
آپ کو عیش و عشرت سہاتا رہا ۔ مگر کرنا تو یہ اپنا بچارا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

اس مہا نیچ مارتیچ ہو بُرا ۔ ہر طرف اسنے رکھی ہے آفت مچا
جو وہاں اس گھڑی ہو ظلم ہو رہا ۔ دیکھا جسونت سنگھ نے نظارا نہیں

اے مہاراج دشرتھ ....

نائک

غضب! غضب!! استم! استم!! اندھیر! مہا اندھیر!! پر جا پڑی لٹا کرے اور آپ کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ راجن! آپکے گنگا پار کے علاقہ میں راکشسوں نے وہ آفت مچائی ہے کہ دوہائی ہے دوہائی ہے۔ جو مسافر آتا ہے بڑی بے رحمی سے لوٹا اور قتل کیا جاتا ہے۔ ابھی کل کا ذکر ہے کہ مسافروں کا ایک گروہ وہ استری اور

[illegible]میت لٹا۔ کئی بچاروں کی جانیں گئیں۔ گیوں کا سر پھٹا۔ تمام علاقہ مایچ کے
[illegible]ں دکھی ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک چھوٹا بڑا اس کمبخت کی جان کو رو رہا ہے اب انکے حوصلے
بڑھے ہیں کہ سادھو سنیاسیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ کرنے لگ پڑے ہیں ہم
[illegible]ل میں بیٹھے ایشور کا بھجن کرتے ہیں اور کند مول کھا کر اپنا پیٹ بھرتے ہیں۔
[illegible]ستاتے ہیں نہ کسی سے کچھ مانگنے جاتے ہیں۔ صرف اپنی تپسیا سے
[illegible]رہے۔ مگر ان پاپیوں کو یہ بھی ناگوار ہے۔ چنانچہ ہم نے ایک یگیہ رچایا تھا
[illegible]ل تمام اُسے ہر طرح کی آفات سے بچایا تھا۔ لیکن نہ معلوم وہ بے ایمان
[illegible] سے آمرے کہ ہمارا سب کرا کرایا پرشارتھ نشٹ کر دیا۔ اور تمام یگیہ کو بھرشٹ
[illegible] وہاں آکر آفت مچانے لگے۔ یہاں تک کہ ہون کنڈ میں ہی مانس آدی
[illegible] بھون کر کھانے لگے۔ جب ہم فقیروں کے ساتھ یہ بداعتدالی ہے تو
[illegible]روں کا تو پرمیشور ہی والی ہے۔

دشرتھ

(دگانا بحر طویل)

اے مُنی جی سُنائی یہ کیا داستان راکشوں کو رہا بے ہمارا نہیں
چھتری ونش کا انش جاتا رہا لفظ جاتا یہ مجھ سے سہارا نہیں

خون سنتے ہی میرا اُبلنے لگا | اور کلیجہ بھی ہاتھوں اُچھلنے لگا
ہاتھ رشیوں یہ دشٹوں کا چلنے لگا | راج کا بھے ذرا بھی بچارا نہیں

اے منی جی ---------

میری پرجا پہ وہ ستم رانی کریں | یوں کہو کہ ہماری ہی ہانی کریں
خاک ہم پھر یہاں حکمرانی کریں | سیس دھڑ سے جو اُن کا اتارا نہیں

اے منی جی ---------

[illegible]گ گئے کرنے اتنی زبردستیاں | لوٹنے لگ گئے جنگل و بستیاں
ہیں اُسی وقت تک انکی مستیاں | جب تلک میرا دیکھا دو دھارا نہیں

اے منی جی

میں نے دیکھا تھا سپنا وہ سچا ہوا | راکشوں سے دکھی بچہ بچہ ہوا
آ گئے منی جی یہ بھی اچھا ہوا | اُن کو خود ہی انہوں نے سنوارا نہیں

اے منی جی..................

دیر کیا ہو یہاں بس چڑھائی کروں | پاپیوں کی پلک میں صفائی کروں
بے ایمانوں کی ایسی منجائی کروں | نام لیں گے اِدہر کا دوبارا نہیں

اے منی جی..................

میری پرجا کا ہے میرا جان و جسم | ہے رگھو بنش کی آدلے سے یہ رسم
مجھے بھجونت سنگھ تیرے سر کی قسم | میں نے چُن چُن کے اُنکو جو مارا نہیں

اے منی جی..................

ناٹک

ہیں !ہیں !! میرے راج میں یہ اندھیر؟ چوری نہیں بلکہ سینہ زوری۔ جب میری پرجا کو اس قدر آزار ہے تو میرے راج کرنے پر بھی دھکار ہے۔ ابھی چڑھائی کرتا ہوں اور آپ کے دیکھتے دیکھتے ایک ایک کی صفائی کرتا ہوں۔ یقین جانئے کہ ان کی موت قریب آئی ہے۔ جوان کے دل میں یہ شرارت سمائی ہے۔ کہ سادھو سنیاسیوں کو بھی بلا وجہ ستانے لگے ہیں۔ اور خواہ مخواہ اُن کے سنہ آنے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کل سے میرا دِل غمگین تھا۔ اور ہم کو یہ پورا یقین تھا کہ ضرور کچھ نہ کچھ خرابی ہوئی ہے جو میری طبیعت کو اس قدر اضطرابی ہوئی ہے۔

(منتری سے مخاطب ہوکر) منتری جی اب بھی آپ کو میرے سُپنے کی صداقت میں بھرم ہے۔ جبکہ اس قدر ظلم اور ستم کا بازار گرم ہے۔

(شمشیر فوج سے مخاطب ہوکر) ابھی وقت فوج تیار کرو۔ اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔ جب تک ان موذیوں کا کام تمام نہ کروں گا اس وقت تک آرام نہ کروں گا۔

لے شروع۔

بسوامتر جی (گانا بحر طویل)

اس اوستھا میں راجن مجھے آپ کو کوئی تکلیف دینی گوارا نہیں
رام لچھمن ہی کافی ہیں ان کے لئے فوج لشکر کا چاہیئے سہارا نہیں
آپ بیٹھے رہو بے فکر اس جگہ وقت لڑنے کا اب یہ تمہارا نہیں
تیرے دونوں کنور اب جواں ہو گئے کس لئے کرتے ان کو اشارا نہیں

اس اوستھا میں ....

رام نے رخ کیا اس طرف تو انہیں بھاگنے کے سوا کوئی چارا نہیں
یا تو پیچھے ہٹے یا وہیں پر کٹے اور سوجھے گا ان کو کنارا نہیں

اس اوستھا میں ....

تیرے دونوں دلاور جواں مرد ہیں ان کے بل کا کوئی وار پار نہیں
اگر ایسی ہی صورت ہوئی اس جگہ تو کوئی میں بھی مردہ ناکارا نہیں

اس اوستھا میں ....

ساتھ کر دو میرے آپ جلدی انہیں اور کہنا ادھک کچھ ہمارا نہیں
مان لوگے تو ہے کیرتی آپ کی ورنہ جسونت سنگھ کا اجارا نہیں

ناٹک

راجن! آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور نہ ہی وہاں کچھ ایسی خطرناک صورت ہے۔ آپ کیول رام اور لچھمن کو میرے ساتھ کیجئے۔ اور میرے ہاتھ میں ان کا ہاتھ دیجئے۔ میں اس اوستھا میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ اور فوج لشکر بھی آپ سے لینا نہیں چاہتا۔ ایشور کی کرپا سے آپ کے دونوں کنور جوان ہیں اور ہر ایک ودیا میں پورن وِدوان ہیں۔ راکششوں کا ملیامیٹ کرنا ان کے لئے معمولی بات ہے اور نشچے ہی ان کی موت رام و لچھمن کے ہاتھ ہے۔ اول تو امید نہیں کہ وہ مقابلہ پر آئیں۔ اور ان کی شکل دیکھتے ہی پیٹھ دکھائیں۔ اگر مقابلہ کریں گے تو بلا شک و شبہ

کتوں کی موت مریں گے۔ آپ راجکماروں کا بالکل خیال نہ کریں۔ اور ان کے بھیجنے میں ہرگز لیت و لعل نہ کریں۔ ایشور نے چاہا تو بہت جلد بخیریت آپ کے پاس پہنچ جائینگے اور آپ کے خاندان کی لیش اور کیرتی کو چار چاند لگائیں گے۔

دشرتھ کا گانا (بحر قوالی)

مُنی جی آپ کو اس ضد سے فائدہ ہو نہیں سکتا
یہ ناممکن امر ہے مجھ سے وعدہ ہو نہیں سکتا

میں خود چلنے کو حاضر ہوں تو پھر اصرار ناحق ہے
کیوں الٹی بات کرتے ہو قاعدہ ہو نہیں سکتا

رہوں میں گھر میں بیٹھا بالکو یدھ میں بھیجوں
منی جی مجھ سے جیتے جی تو ایسا ہو نہیں سکتا

جو اپنی آنکھ سے اولاد اپنی کو دُکھی دیکھے
کسی ماں باپ کا ایسا کلیجہ ہو نہیں سکتا

اسی اولاد کی خاطر بھٹکتی پھرتی ہے دُنیا
رتن یہ وہ ہے جو ہر وقت پیدا ہو نہیں سکتا

یہ بچے ہیں بھلا کیا جانتے ہیں یُدھ میں لڑنا
میرے بچوں میں تو اچھا نتیجہ ہو نہیں سکتا

طریق جنگ کا ان کو تجربہ ہی ابھی کیا ہے
وہ جیتیں راکششوں کو مجھ کو نشچے ہو نہیں سکتا

مجھے معلوم ہے اچھی طرح ماریچ کی خصلت
بنا مارے بیر ہے بدذات سیدھا ہو نہیں سکتا

تمھیں مطلب ہے کیوں راکششوں کو ڈنڈ دینے سے
سو یہ مطلب تمھارا اُن سے پورا ہو نہیں سکتا

نہ دلمیں سمجھ لینا کہ میں ٹال مٹول کرتا ہوں
میرے کہنے کا ہرگز بھی یہ مدعا ہو نہیں سکتا

جو چھتری ہو بھلا وہ یُدھ کو سنکر کے گھبرائے
کبھی جسونت سنگھ کا یہ عقیدہ ہو نہیں سکتا

ناٹک

آپ کا کہنا مجھے سر طرح قبول ہے۔ مگر یہ ہٹھ آپ کی بالکل فضول ہے۔ بھلا میں کس طرح گوارا کروں کہ بچوں کو تو یُدھ میں بھیجوں۔ اور میں یہاں موجیں مارا کروں کچھ تو بہ میٹھر لگتی کہو۔ یوں ہی ضد نہ کرتے رہو۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن یہ بیچارے ابھی طریق جنگ کو کیا جانیں۔ راکششوں سے مقابلہ کرنا کوئی کھیل تماشہ ہے؟ اور ماریچ ایسا کہاں کا بتاشہ ہے جو جاتے ہی اس کو منہ میں ڈالیں گے اور ایک دم

چالیں گے۔ آخر وہ بھی انسان ہے۔ اگر سچ پوچھو تو پرلے سرے کا چالباز اور بےایمان ہے اس سے مقابلہ کرنا معمولی بات نہیں پھر ان بچّوں کی تو کچھ بھی بساط نہیں جو زمانہ کی چالبازیوں سے بالکل بےخبر ہیں۔ اپنے گھر میں چاہے کتنے ہی شیر ببر ہیں گھر کے یودھا اور رن کے یودھا میں بڑا فرق ہے۔ جسکا گواہ تاریخ کا ایک ایک ورق ہے آپ ان تمام واقعات کو مدنظر رکھکر ہر ایک پہلو کو وچاریں اور اسکے نشیب و فراز پر اچھی طرح نظر ماریں

بسومتر جی

(راگنا پیلو۔ یا ضلع تال ٹھیکہ)

راجن مجھے تیری باتوں سے کائر پن کی بو آتی ہے

تم کو پڑی ہے کیا سرکار موج سے لوٹو عیش بہار
کرتے ہوئے صاف انکار تیری زبان تتلاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ....

ہو رہے عجب تیرے حالات مانچے توڑ بھی کر دئے مات
پر جا لٹا کرے دن رات تم کو عیش خوب بھاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ....

چھتری پن کا تجو گھمنڈ دیکھا تیرا تیج پرچنڈ
کیا تم دوگے ان کو ڈنڈ مجھ کو سمجھ نہیں آتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ....

ہو کر دلیپ کی اولاد چھوڑی کُل کی سب مریاد
سُنکر پرجا کی فریاد تیری پھٹے نہیں چھاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ....

ڈبویا رگھو بنش کا نام جن کو رہے صبح اور شام
اپنی عیش و عشرت سے کام رعیت بندن دُکھ پاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ....

پیدا ہوئے ہیں راج کے لال ۔ کینی پرجا کی پرتپال
کل کا کل کر دیا نہال ۔ دنیا تیرے یش گاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔۔۔۔۔۔

ان کو لوڈ بیہ میں ڈال ۔ رکھنا اچھی طرح سنبھال
تا کہ لے نہ کوئی نکال ۔ دنیا پھرتی سنڈلاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔۔۔۔۔۔

لیکن سمجھ لو اے مہاراج ۔ ہے یہ چند روز کا راج
میں یہ کہہ جاتا ہوں آج ۔ تیری نیت بتلاتی ہے

راجن مجھے تیری باتوں ۔۔۔۔۔۔

سکھ سے رہو تیری سنتان ۔ ہم تو آ کر ہوئے حیران
سارے خاندان کی آن ۔ آج جونت سنگھ جاتی ہے

راجن مجھے تیری ۔۔۔۔۔۔

ناٹک

آشچریہ ہے۔ کہ رگھوکل میں ایسے کاتر کہاں سے پیدا ہوئے اور تیرے جیسوں کے پاس آکر ہم حیران علیحدہ ہوئے۔ تیرے بزرگوں میں سے آجتک کسی نے رشیوں کی امداد سے انکار نہیں کیا۔ اور اپنی پرجا کی رکھشا کے لئے کیا کچھ نثار نہیں کیا۔ ان کا قول سر کے ساتھ تھا۔ اسلئے ان کے سر پر ہر وقت پرمیشور کا ہاتھ تھا۔ جو بچن زبان سے نکالا۔ اسکو پورا کرنے کیلئے اپنی جان تک کو خطرے میں ڈالا۔ کیا رہتاس ہرشچندر کا پتر نہیں تھا؟ اور اگر وہ تیری طرح ٹالمٹول کرنا چاہتا تو کیا اسکے پاس کوئی عذر نہیں تھا؟ تمنے تو راجہ دلیپ کی عزت اور نام کو بھی خاک میں ملا دیا۔ جنہوں نے بھوکے جانوروں کو اپنے بدن کا ماس کاٹ کر کھلا دیا۔ راجہ رگھو کی یش اور کیرتی کا بھی آج خاتمہ ہو گیا۔ جبکہ اس کی اولاد کا ایسا ملین آتما ہو گیا۔ ہائے ہائے۔ راجہ اج اگر آج زندہ ہوتا تو ایسی اولاد کی صورت دیکھکر سخت شرمندہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ پرماتما کو

یہ راج زیادہ عرصہ تک رکھنا منظور نہیں۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ دسرتھ کے ماتھے پر یہ کلنک کا ٹیکہ ہوگا۔ اسوقت آپ کا تمام مزاج پھیکا ہوگا بہت اچھا آرام کیجئے اور میرا آخری پرنام لیجئے۔ نہ مجھے آپ کی فوج درکار ہے۔ نہ آپ سے اور آپکے بیٹوں سے سروکار ہے۔ جیسے بنے گی بناؤں گا۔ پرنتو! تیرے جیسے بزدلوں کے پاس سہاتیا کے لئے ہرگز نہ آوں گا۔

بششٹ جی کا گانا

ہائے میں کیا کروں۔ ادہر سنیاسی ادہر ہے راجہ دونوں کے ہٹھ سے ڈروں

ہائے میں کیا کروں ....

کسے مناؤں کسے ہٹاؤں وہ ضدی وہ روٹھے　　یہ بھی سچا وہ بھی سچا کس کو کہدوں جھوٹا ہی

دوش میں کس پہ دہروں ....

ہائے میں کیا کروں ....

ایکطرف ہی ہٹھ راجہ کا ایک طرف سنیاسی کا　　بات بات میں بنا بتنگڑ یونہی بات ذراسی کا

میں کس کنوئیں میں پڑوں ....

ہائے میں کیا کروں ....

ان دونوں کی ہٹھ دہرمی سے سارے کل کی آن گئی　　کسکو کہدوں ہٹجا ہٹھ سے کچھ نہیں تیری شان گئی

کیسے یہ چنتا ہروں ....

ہائے میں کیا کروں ....

لوگ کہینگے راج سبھا میں کوئی بھی انسان نہیں　　اس الجھن کا کھلنا بھی جسونت سنگھ آسان نہیں

میں اسی فکر میں مروں ....

ہائے میں کیا کروں ....

ناٹک

(دل ہی دل میں) میں کیا کروں کس کنوئیں میں پڑوں یہ دونوں بری طرح اپنی ضد پر اڑے

ہیں۔ اور دونوں کے ایک دوسرے کے خلاف تیور چڑھے ہیں۔ ادھر یہ رامچندر اور لکشمن کو بھیجنے پر رضامند نہیں۔ اُدھر اُنہیں خالی جانا پسند نہیں۔ کیا بتاؤں کس کو سمجھاؤں۔ ادھر یہ محبت پدری سے مجبور ہے۔ اُدھر اُس کا سینہ راکششوں کی سینہ زوری سے چور ہے۔ اگرچہ راجکماروں کے چلے جانے سے راجہ کو بے آرامی ہوگی لیکن بسوامتر خالی چلے گئے تو سخت بدنامی ہوگی۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو بسوامتر کی کوئی زبردستی بھی نہیں۔ اور راجکماروں کے مقابلہ میں راکششوں کی کچھ ہستی بھی نہیں۔ کیونکہ اب وہ پورے جوان ہیں۔ اور پھر بسوامتر جی ان کے ہر طرح نگہبان ہیں۔ یوں تو یہ خود بھی پورے جری سپہ سالار ہیں۔ مگر اپنے سنیاس دھرم سے مجبور اور لاچار ہے ورنہ پل میں ان کی ہوا بگاڑ دے۔ اور دم کے دم میں اُنکا گلشن ہستی بگاڑ دے (کچھ سوچکر) ہاں ہاں یہی درست ہے۔ راجہ کو سمجھاتا ہوں۔ اور جس طرح ہو اُسے راہ راست پر لاتا ہوں۔

بششٹ جی کا گانا (دشرتھ سے مخاطب ہوکر)

بطرز قوالی

اے راجن آپکا اس بات میں اصرار ناحق ہے
منی جی راستی پر ہیں تیرا انکار ناحق ہے

ہو خود ہی آپ دانشمند سب باتوں سے واقف ہو
کسیکا کہنا سُننا آپ کو ہر بار ناحق ہے

کنور دونوں جواں ہیں جنگ کے ہر فن سے ماہر ہیں
سمایا وہم کیا دل میں فکر انکار ناحق ہے

اگرچہ آپکو اُن کی محبت تنگ کرتی ہے
مگر یہ آپ کا سوقت بیجا پیار ناحق ہے

نہیں منظور ہے انکی اگر یہ بات تھوڑی سی
تو پھر انسے زبانی آپ کا ستکار ناحق ہے

سمجھ لو سوچ لو اچھی طرح ہر ایک پہلو کو
اگر پچھتاؤ پیچھے سے تو وہ اظہار ناحق ہے

مناسب تو یہی ہے بھیجدو دونو کماروں کو
نہیں تو آپ کی مرضی میری گفتار ناحق ہے

سرا کہ نیکی بدی کے خود وہ ذمہ وار بنتے ہیں
تمھارا پھر فکر کرنا اجی سرکار ناحق ہے

اگر تم کو نہیں منظور ہے تو صاف ہی کہدو
تو پھر جسونت سنگھ کا آپ سے تکرار ناحق ہے

ناٹک

مہاراج! آپ اصرار نہ کیجئے۔ اور راجکماروں کے بھیجنے سے انکار نہ کیجئے۔ آپ خود عقلمند اور سمجھدار ہیں۔ ہر ایک راز سے اچھی طرح واقفکار ہیں۔ اگر منی جی خالی گئے تو بہت رسوائی ہوگی اور تمام دنیا میں مفت کی ہنسائی ہوگی۔ اگر آپ کا ایسا ہی حال ہوگا۔ تو لوگوں کا تخت اجودھیا کے متعلق کیا خیال ہوگا۔ آپکا اب زمانہ پیری ہے۔ اور آپ کی یہ اوستھا اخیری ہے۔ آخر ایک دن مرنا ہے۔ پھر راج تو اُنھوں نے ہی کرنا ہے۔ آپ کب تک انھیں چھپا کر رکھیں گے۔ آخر ایک دن تو لڑائی کا مزہ چکھیں گے۔ بہتر ہے کہ آپ کی موجودگی میں سب کام سنبھال لیں۔ اور آپ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ بھال لیں میں نے جو کچھ سکھایا ہے اسکا بھی امتحان ہو جائیگا اور آپ کا اطمینان ہو جائیگا ورنہ میری بھی آپ بدنامی ہے۔ لوگ کہیں گے کہ یہ بششٹ کی تعلیم کی خامی ہے۔ علاوہ اسکے بسوامتر بھی کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں اور لڑائی کے فن میں ایسا کچا نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو وہ ہاتھ دکھائے گا کہ راکششوں کو چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ اسلیئے آپ انکے بھیجنے میں ہرگز کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ اور اسی معمولی سی بات کے لئے بسوامتر جی کو ناراض نہ کریں۔

مہاراجہ دشرتھ
(گانا۔ بطرز تھیٹر تال دادرا)

کیسا غضب ہے ضد بے سبب ہے آفت میں آئی ہے جان
باتیں تمھاری بیڈھب ہیں ساری کانپے زمین آسمان
یا میں ہی پاگل ہوا یا سب پی گئے بھنگ بھلا یہ بچے کس طرح کرینگے اُنسے جنگ
کیا یہ عمر ہے کیسا جبر ہے عقل ہے میری حیران
کیسا غضب ہے ....
بھلا گورو جی کس طرح آوے مجھے یقین یوں مرضی ہے آپ کی لو میرا سکھ چھین
ہوگا یہ کل کو میری عقل کو روئے گا سارا جہان
کیسا غضب ہے ....

میں بالکل نردوش ہوں بگڑ گئی جو بات منی جی اپنے ہاتھ میں پکڑو ان کا ہاتھ
دل کے دُلارے آنکھوں کے تارے کُل کا سکل کا نشاں
کیا غضب ہے ....
جیسے بنے بنائیے ہے تم کو اختیار ساتھ تمھارے کردیتے دونوں راجکمار
اور جو چاہیئے جلدی بتائیے وہ بھی لیجائیے سامان
کیا غضب ہے ....
کام بنے جب آپ کا دیکھو جلد لوٹا جیسے ان کو لیجلے دیکھو یہاں پہنچا
جسونت سنگھ کا ایک ایک دن کا کٹنا نہیں آسان
کیا غضب ہے ....

ناٹک

ہاں دُرست ہے۔ آپ تو انہی کی طرفداری کرینگے۔ انہی کی حمایت کا دم بھرینگے۔ ہمارا کہنا سُننا فضول۔ انکی ہر ایک بات مناسب اور معقول۔ ان کو اپنی ضد چھوڑنے پر کیوں مائل کروگے آپ تو مجھے ہی ہر طرح قائل کروگے۔ پرمیشور نہ کرے اگر لڑائی میں کچھ اُلٹ پلٹ پالا ہو گیا تو میرا تو مُنہ کالا ہو گیا۔ لوگ کیا کہیں گے۔ کہ لڑائی کے خوف سے اپنا آپا تو بچالیا۔ اور ان بچوں کو ناحق مروا دیا۔ جو بولیگا وہی میری جان پر پتھر تولیگا۔ کس کا منہ پکڑونگا کس کس کی زبان جکڑونگا دنیا کی زبان لاکھ تیر کمان۔ اور ہر دنیا میری عقل پر ہنسے گی۔ اُدھر میری جان طرح طرح کے جھمیلوں میں پھنسے گی۔ سچ تو یہ ہے کہ میری پراربدھ میں اولاد کا سُکھ نہیں۔ اور اس کے برابر کوئی مہان دُکھ نہیں۔ جب نہیں تھی تو ویسے بیقرار رہے اگر ہوئی تو آپ درپے آزار ہوئے خیر جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ اور جس نے کہنا ہے وہ ضرور کہیگا۔ اگر آپ سب کے نزدیک اسی میں بہتری کی صورت ہے تو مجھ کو انکار کرنے کی کیا ضرورت ہے جائیے لیجائیے اور اپنا کام بنائیے۔ مگر اتنی مہربانی فرمانا کہ جب آپکا کام بنجائے تو انہیں جلدی واپس لوٹانا۔ کیونکہ مجھ کو ان کا سخت انتظار رہیگا۔ اور جب تک ان کی شکل نہ دیکھ لونگا دل بے قرار رہے گا +

سلہ بے قصور

چھٹا نظارہ
راکشسوں کا قتل

رامچندر جی۔ منی جی! یہ کونسا مقام ہے؟
بسوامتر جی۔ ماریچ اور سباہو کی والدہ۔ تاڑکا کا اسی جنگل میں قیام ہے۔
رامچندر جی۔ کیا وہ بھی اپنے بیٹوں کی طرح بدکار ہے۔
بسوامتر جی۔ اعلیٰ درجہ کی ظالم اور جفا کار ہے۔
رامچندر جی۔ چلو تو آگے قدم بڑھاؤ۔
بسوامتر جی۔ پہلے اس کی مٹی ٹھکانے لگاؤ۔
رامچندر جی۔ عورت پر ہاتھ اُٹھانا مہا پاپ ہے۔
بسوامتر جی۔ یہ آپ کا بڑھا پشچاتاپ ہے۔
رامچندر جی۔ اور خاصکر کشتری دہرم کے تو بالکل برخلاف ہے۔
بسوامتر جی۔ نہیں نہیں۔ پاپی کو ڈنڈ دینا عین انصاف ہے۔
رامچندر جی۔ خیر پہلے
بسوامتر جی۔ وہ دیکھو بدکار کیسے بے تحاشا بھاگی ہوئی آرہی ہے۔
لچھمن جی۔ تو اس کی موت ہی اس کو ہمارے سامنے لا رہی ہے۔
تاڑکا۔ اوں...... ہاوں...... ہپ...... ہپ
رامچندر جی۔ آدمیوں کی طرح بات کر۔ اگر ہمت ہے تو دو ہاتھ کر۔
تاڑکا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہو۔ اسلئے اتنے تیز طرار ہو
رامچندر جی۔ او بدکار ہوشیار ہو۔ اور مرنے کے لئے تیار ہو (تیر چھوڑ کر)
تاڑکا۔ ہائے رے میں مرگئی۔

لچھمن جی۔ بس ایک ہی وار میں ہلی پڑ گئی۔
تاڑکا۔ ہائے درد کی شدت سے میرا دم نکل رہا ہے۔
رامچندر جی۔ تجھ کو اپنی کرنی کا پھل مل رہا ہے۔
تاڑکا۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میرے بیٹے ضرور تمھیں خاک میں ملائیں گے
رامچندر جی۔ اگر مل گئے تو انہیں بھی تیرے ساتھ زمین پر سُلائیں گے
تاڑکا۔ ارے کوئی...... پا...... نی...... (روح پرواز کر گئی)
بسوامتر جی۔ شگون تو تسلی بخش ہوا
رامچندر جی۔ مگر کشتری دھرم کے تو برعکس ہوا۔
بسوامتر جی۔ یہ تمھارے دل کا بھرم ہے۔ ہر ایک پاپی کو ڈنڈ دینا کشتری کا دھرم ہے۔
لچھمن جی۔ گورو جی! یہ بن تو بڑا سہانا ہے۔
بسوامتر جی۔ ہاں مگر آج کل تو راکشوں کا ٹھکانا ہے۔
لچھمن جی۔ کیا ماریچ کی بھی اسی جگہ بود و باش ہے؟
بسوامتر جی۔ ہاں یہ تمام جنگل اسی کی میراث ہے۔
لچھمن جی۔ آخر کوئی خاص مقام؟
بسوامتر جی۔ جہاں مل جائے مال حرام۔
رامچندر جی۔ یوں تو اس کا پتہ کس طرح پائے گا۔
بسوامتر جی۔ وہ خود ہی بھاگا بھاگا آئے گا۔
رامچندر جی۔ بہت مغرور ہے۔
بسوامتر جی۔ یہ تو ساری دنیا میں مشہور ہے۔
رامچندر جی۔ اچھا تو تھوڑی دیر آرام کر لیں۔
بسوامتر جی۔ کیا ہرج ہے۔ ہم بھی اشرام میں۔
(انگلی سے اشارہ کرکے) لو سنبھل جاؤ۔ وہ دیکھو بے ایمان سامنے سے ہنسہ

آندھی کی طرح آرہا ہے۔ گویا زمین و آسمان سر پر اٹھا رہا ہے۔
رامچندر جی۔ جبھی سامنے گرد و غبار چھا رہا ہے۔
لچھمن جی۔ بھراتا جی! تیر و کمان سنبھال لو۔
رامچندر۔ ہاں تم بھی اپنے شستر نکال لو۔

ماریچ

گانا

(چوبولہ)

ایک عورت کو قتل کر اچھل رہا ہی تیچ
بچکر جائیگا کہاں آپہنچا ماریچ

آپہنچا ماریچ سنبھل کر آگے قدم بڑھاتا خبر نہیں ہی شاید تجھ کو جانے مجھے زمانہ
ناممکن ہے آج تمہارا یانسے زندہ جانا رل کر جل لو جس سے ملنا کھالو جو کچھ کھانا

دوڑ

قضا ہے سر پر چھائی۔ حماقت تب ہی سمائی۔ جہنم تمہیں پہنچاؤں
لوں بدلہ جسونت سنگھ میں تب ماریچ کہاؤں

رامچندر جی کا گانا

دوھا

کیوں زیادہ بک بک کرے زباں کو بند
ماں تو تیر چلا چکی اب آئے فرزند

چوبولہ

اب آئے فرزند بہت کچھ شیخی جتلاتا ہے بے ایمان بدزبان کیوں سر پر چڑھتا آتا ہے
ہٹ پیچھے مردود مفت کیوں بدبو پھیلاتا ہے اب بھی آجا باز جان کی خیر اگر چاہتا ہے
زمانہ بھر کے گندے چلا جا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے آجا گر بدلہ لینا

کل کو بھر جسونت سنگھ کو ناحق دوش نہ دینا
ناٹک

رامچندر جی۔ کیوں میان سے نکلا پڑتا ہے۔
مارِیچ۔ عورت کو مار کر اتنا اکڑتا ہے۔
رامچندر جی۔ اس نے اپنی کرنی کا پھل پالیا۔
مارِیچ۔ تو بھی ماں کے پاس زندہ جالیا۔
رامچندر جی۔ ارے بدکار! کیوں اتنا منہ پھاڑ پھاڑ کر چلاتا ہے۔ اور ہمیں ناحق غصہ دلاتا ہے۔
سباہو۔ ذرا زبان کی لپالپی چھوڑ دے
لچھمن جی۔ اگر جان کی خیر چاہتا ہے تو اب بھی ہاتھ جوڑ دے۔
سباہو۔ چپ رہو شیطان۔
لچھمن جی۔ پیچھے ہٹ بے ایمان۔
سباہو۔ تیرے سر پر قضا سوار ہے۔
لچھمن جی۔ تو خود موت کا طلبگار ہے۔

سباہو دگانا۔ (بطرز۔ ہو گا کیسا یار مار ہے)

تیرے سر پر قضا ہی سوار ہے — خیر چاہتا ہے تو پیٹھ جلدی دکھا
گردن مروڑوں انگ انگ توڑوں — پل میں رُلا دوں بھلا دوں ہوا
تیرے دل میں سمایا تکبر یہ کیا — ارے او بدزبان ابھی کھینچوں کمان

تیری روح اس جسم سے فرار ہے
تیرے سر پہ قضا ہی سوار ہے

لچھمن جی کا دگانا۔

تو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے　　کیوں بناتا ہے باتیں ارے بھیا
تو تو جینے سے ــــــــــ

ایسا پچھاڑوں زندہ نہ چھوڑوں　　ڈھونڈے نہ پائے گا تیرا پتہ
ابھی کردوں گا سارا مزا کرکرا　　باز آجا شیطان کھینچ لونگا زبان
کیوں قضا کا ہوا طلبگار ہے ــــــــــ

سبا ہو (گانا بطرز۔ بیوفا)

تیرے سر پر قضا ہی سوار ہے　　خیر چاہتا ہے تو پیٹھ جلدی دکھا
تیرے سر پر قضا ــــــــــ

پل میں تمہاری مائیں بچاری　　روئینگی دونوں کی لاشوں پہ آ
کوئی دے گا نہ اُن کو دلاسا ذرا　　کون پوچھے مرم۔ پھوٹے اُنکے کرم
یہ بڈھا اپنے مطلب کا یار ہے　　تیرے سر پر قضا ہی سوار ہے

لچھمن جی

تو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے　　کیوں بناتا ہی باتیں ارے بھیا
تو تو جینے سے

ماتا تمہاری رُلیں بچاری　　اس کی تو مٹی ٹھکانے لگا
بھیا تو ہوا نا خلف کیوں ہوا　　ارے او بیشرم کیا یہی تھا دھرم
تیری میا کتوں کا شکار ہے　　تو تو جینے سے دکھتا بیزار ہے

ناٹک

سبا ہو۔ منہ سے کچی بات نہ نکال۔

لچھمن جی۔ تو بھی زبان کو سنبھال۔

سبا ہو۔ ارے کمبخت! ابھی تو تیرے منہ سے دودھ کی بو آرہی ہے۔

لچھمن جی۔ تیار ہو جا۔ تیری قضا تجھ کو بلا رہی ہے۔

سباہو۔ ابھی تو تیرے دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے۔ بھاگ جا۔ ورنہ نیمبو کی طرح نچوڑ دوں گا۔

لچھمن جی۔ میرے دانت تو نہیں ٹوٹے۔ لیکن تیرے ضرور توڑ دوں گا۔

سباہو۔ شرارت سے باز نہیں آتا۔ اُلو۔۔

لچھمن جی کا (گانا)

دوہا

بس بس۔ میں سن چکا بہت تیری بکواس
اب زیادہ بولا اگر لوں گا زباں تراش

چوبولہ

لونگا زباں تراش اگر کچھ منہ سے نکالی بات بے ایمان بدکار بھلا تو اکبے دے تو گالی
خبردار ہو وار ہمارا نہ جاوے گا خالی یوں نہ کہنا وہ کیسے لچھمن نے جان نکالی

دوڑ

پھسرے ہے بہت اکڑتا۔ گیا زیادہ سر چڑھتا کسر نہیں شیطانی میں
جانتا ہے جسونت سنگھ تو ہے کتنے پانی میں

مصنف

دوہا

چلہ چڑھا کمان پہ مار کس کر بان تجے سباہو نے وہیں تڑپ تڑپ کر پران

چھند

تجکر پران اک آن میں شیطان ٹھنڈا ہو گیا تیر کھا کر ایک ہی بس چت انڈا ہو گیا
جو سہایک تھے نالایق لنکے پایک ہو رہے ہو گئے سارے ختم نہ اک رہا نہ دو رہے
پاپی پاپی پیچ رن کے بیچ اکیلا رہ گیا ہائے میری جان پر سارا جھمیلا رہ گیا
اب بڑی مشکل پڑی کون اس گھڑی میں ساتھ دے کون اب باقی ہے جو مرتے ہوئے کو ہاتھ دے

ہ مرتا بیر کو بے پیر بھاگا توڑک دم نہ غم کیا نہ دم لیا بس رکھ لئے سر پہ قدم
تت کال بان سنبھال لچھمن کال کال پکارتا
پیچھے پیچھے ہولیا جسونت سنگھ للکارتا

لچھمن

دگانا۔ چوبولا

دوہا

او کایر اب بھاگ کر نہیں بچے گی جان
اب جانے دونگا نہیں بزدل بے ایمان

چوبولا

دل بے ایمان کہاں جائیگا جان بچاکر چھپ جا کہاں چھپے گا میں بھی آیا تیر اُٹھاکر
نت ہی جیتا تیرا بھائی کو قتل کراکر ارے بیچ ملیچ ٹھیر جا جانا ہاتھ دکھاکر

دوڑ

پہلے مروائی سیا قتل کروایا بھیا۔ ناک ڈبو کر مرجا
ٹھیر ٹھیر جسونت سنگھ سے دو باتیں تو کرجا

رامچندر جی کا گانا

دوہا

بھاگے تیچھے بھاگنا نامردوں کا کام
بھاگ گیا جو یُدھ سے مر گیا موت حرام

چوبولا

گیا موت حرام یُدھ سے جسنے پیٹھ دکھائی ایسے کایر کو مارا تو اس میں کون بڑائی
تو اتنا اُچھلے تھا یا بھاگتے ہی بن آئی کیا مارو گے مرے ہوئے کو لچھمن کرو سمائی

دوڑ

پیٹھ دکھلا گیا دشمن آفرین تجھ کو لچھمن کھول دو شستر بھائی
کیونکہ وہ جسونت سنگھ کی دے گیا دوہائی

ناٹک

بسوامتر جی (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش بہادرو! خوب کام کیا۔ جوانِ یلچھول کا کام تمام کیا۔

رامچندر جی۔ یہ سب آپ کا آشیرباد ہے۔ ورنہ ہماری کیا بنیاد ہے۔

بسوامتر جی (چھاتی سے لگا کر) نہیں نہیں۔ تم سورج ونش کے چراغ ہو۔ چاند میں داغ ہیں لیکن تم بے داغ ہو۔

رامچندر جی۔ (ہاتھ جوڑ کر) گورو جی! آپ بڑے عالی دماغ ہیں۔

لچھمن جی۔ گورو جی! آپ دھنیہ ہیں۔

بسوامتر جی۔ بیٹا! ہم تمہیں دیکھ کر بڑے پرسن ہیں۔

رامچندر جی۔ اور کچھ ارشاد کیجئے۔

بسوامتر جی۔ اس آشرم میں کچھ دن ٹھیر کر سیر اول شاد کیجئے۔

رامچندر جی (گردن جھکا کر) جیسے آپ کی آگیا ہو۔

بسوامتر جی۔ اس بن کا بھرمن .. ..

ایک اجنبی۔ کیا منی بسوامتر کا یہی مقام ہے؟

بسوامتر جی۔ کہئے آپ کو کیا کام ہے۔؟

وہی اجنبی۔ ان کے نام ایک پیغام ہے۔

بسوامتر جی۔ ہاں میرا اسی جگہ قیام ہے۔

اجنبی۔ کیا آپ ہی کا نام بسوامتر ہے؟

بسوامتر جی۔ ہاں لایئے وہ کونسا پتر ہے۔

اجنبی۔ (خط آگے کر کے) لیجے مہاراج! میں نے اور بھی بہت سی جگہ جانا ہے اور یہ پیغام پہنچانا ہے۔

بسوامتر۔ (خط پڑھ کر) واہ واہ یہ پتر بھی خوب موقعہ پر آیا۔

رامچندرجی۔ گوروجی! یہ پتر کہاں سے آیا ہے؟

بسوامترجی۔ بیٹا! متھلاپوری کے راجہ جنک نے اپنی پتری سیتا کا سوئمبر رچایا ہے اور ہمیں اُس میں شامل ہونے کے لئے بلایا ہے۔ اور کئی دُور دُور سے راجکمار آئینگے اور اپنی اپنی دھنش وِدیا کے جوہر دکھائیں گے۔ راجہ کے ہاں ایک بڑی بھاری کمان ہے اور یہ اُس کا پرن ہے۔ کہ جو چھتری اِس دھنش کا چلّہ چڑھائے گا وہی سیتا کا پتی کہلائے گا۔

رامچندرجی۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو ہمیں بھی ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

بسوامترجی ہاں! ہاں!! بڑی خوشی سے تیاری کیجئے۔ آپ ہی لوگوں کے لئے تو سوئمبر رچایا ہے ہمیں تو کیول دیکھنے کے لئے بلایا ہے +

ساتواں نظارہ

متھلا پوری

(۱) دربار

راجہ جنک۔ (منتری سے مخاطب ہوکر) دیکھو! جو مہمان آئیں۔ ان کے آرام و آسایش کا کافی انتظام کیا جائے۔ کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہ دیا جائے۔

منتری۔ مہاراج کے اقبال سے سب انتظام معقول ہے۔ اسکے متعلق آپکا فکر کرنا فضول ہے۔

جنک۔ کیا سب مہمان آگئے۔ یا ابھی آرہے ہیں؟

منتری۔ ہاں بہت سے تو آگئے باقی بھی وقتاً فوقتاً تشریف لا رہے ہیں۔

جنک۔ تاریخ سوئمبر میں تو کل ہی کا روز......

داروغہ کیمپ۔ مہاراج! ایودھیا کے راجکمار شری رامچندر جی و لکشمن جی مع منی بسوامتر کے تشریف لائے ہیں۔

جنک۔ بہت مبارک۔ کون سے کیمپ میں ٹھیرائے ہیں۔

داروغہ۔ ان کی رہائش کا خاطر خواہ انتظام کردیا ہے۔ اور کیمپ نمبر ۲ میں انہوں نے قیام کردیا ہے۔

جنک۔ اگرچہ ہر ایک کی خاطر مدارات کے لئے مختلف اہلکاروں کی ماموری ہے تاہم میرا ان کی ملاقات کے لئے جانا ضروری ہے۔

منتری۔ بیشک! یہ آپکی دانشمندی ہے۔ اور نہ جانے میں ایک طرح کی خود پسندی ہے۔

جنک - میں جاتا ہوں - اور مزاج پرسی کے بعد ابھی واپس آتا ہوں

جنک

گانا

(لاؤنی بھاگ ٹھیکہ تلواڑہ)

ہیں دھنیہ بھاگ اس متھلا پوری نگر کے
جو آپ پدھارے یہاں پہ کرپا کر کے
میرے غریب خانہ کو کیا پوتر　　یہ اور خوشی کے ساتھ آئے بسوامتر
جن آنکھوں میں کھچ گیا تمہارا چتر[1]　　ہیں دھنیہ دھنیہ شری وشرتھ جی کے نیتر[2]
ہم کو بھی درشن ہو گئے نور نظر کے
جو آپ پدھارے..........

بسوامتر جی

اے راجن یہ سب تیری مہربانی ہے　　ان کی تم نے اتنی عزت مانی ہے
اخلاق آپ کا واقعی لاثانی ہے　　اس اودھینتا[3] سے لیکن حیرانی ہے
جیسے دشرتھ کے ویسے آپ کے لڑکے
جو آپ پدھارے..........

رامچندر جی

مہاراج مجھے کیوں شرمسار کرتے ہو　　کیوں ایسی گفتگو بار بار کرتے ہو
بیٹوں کے ساتھ یہ کیا بیوہار کرتے ہو　　کیوں نہیں بزرگوں والا پیار کرتے ہو
ہیں بڑے ہی اُتم بھاگ رامچندر کے
جو آپ پدھارے..........

[1] تصویر　[2] آنکھیں　[3] انکساری۔

لکشمن جی

کر جوڑ کے دونوں کروں نمستے بھگوں اشیرباد کا ابھلاشی ہے لچھمن
ہوگیا اچانک اتفاق اے راجن آ گئے ادھر ہم کرتے کرتے بھرمن
مہمان ہوئے جسونت سنگھ اس گھر کے
جو آپ پدھارے

ناٹک

جنک۔ آپ کو یہاں تک آنے میں جو تکلیف ہوئی اُس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

رامچندر جی۔ میں آپ کا ایک ناچیز فرماں بردار ہوں۔ اور اس ذرہ نوازی کیلئے آپ کے احسان کا زیربار ہوں۔

لچھمن جی آپ کی اس مسافر نوازی کی داد دیتا ہوں۔

جنک (گلے لگاکر) بنا خوش رہو میں تمہیں اشیرباد دیتا ہوں۔

بسوامتر جی۔ مہانوں کی آمد کی وجہ سے آپ نے ابھی بہت کام کرنا ہوگا۔

جنک۔ ہاں مجھے اجازت دیجئے۔ کیونکہ آپ نے بھی آرام کرنا ہوگا۔

راجہ جنک کا واپس چلا جانا

لچھمن جی (کچھ دیر آرام کرکے) بھراتا جی متھلاپوری بھی ایک مشہور مقام ہے۔

رامچندر۔ ہاں۔ مگر تمہارا اس سے کیا پرنیام ہے

لچھمن جی۔ یہی کہ آج اس نگری کی سیر سے ہی دل بہلائیں۔

رامچندر۔ بہت اچھا۔ چلو۔ تو آج تمہیں متھلاپوری دکھلا لائیں۔

(۲) دربار

اہل شہر کا گانا

(راگنی جھنجھوٹی)

بطرز:- بے وفا تو کیا یار مار ہے

واہ واہ کیا خوب صورت جوان ہیں

ایسی صورت بھی دیکھی ہے پہلے بھلا

کیا سوہنی صورت۔ کیا موہنی مورت۔ ہر اک کی آنکھوں کو لیتی لبھا

دھن ماتا وہ جس نے جنم ہے دیا۔ کیسے ہیں خوش کلام نہ تکبر کا نام

یوں بھی آتے نظر وِدوان ہیں

واہ واہ کیا خوب صورت ....

ایک شخص دوسرے سے مخاطب ہو کر گانا

(بطرز ایضاً)

اے بھائی جانا۔ بلا کے لانا۔ پوچھیں گے ان کا مفصل پتہ

ہمیں اُمید ہے۔ کہ یہ دیں گے بتا۔ ذرا پوچھو تو نام۔ کہاں ان کا مقام

کسی اوتم ہی کل کی سنتان ہیں

واہ واہ کیا خوبصورت ....

دوسرا

(بطرز ایضاً)

اے راج کمارو۔ ادھر پدھارو۔ ہمکو بھی دے جاؤ درشن ذرا

ساری نگری کی ہے۔ اس طرف ہی نگاہ۔ کھڑے ہیں خاص و عام بڑے چھوٹے تمام

آپ کے منتظر مہربان ہیں

واہ واہ کیا ....

رامچندرجی

ایودھیا باشی۔ آئے یہاں سی۔ دشرتھ ہمارے وان کے پتا
آج نگری تمہاری میں پہنچے ہیں آ۔ ان کا لچھمن ہے نام مجھے کہتے ہیں رام
آئے راجہ جنک کے مہمان ہیں
واہ واہ کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اہل شہر کا گانا

اب سمجھ آئی ۔ یہ دونوں بھائی۔ آئے سوئمبر کا کرکے مثال
رام جیتیں گے جسونت سنگھ بے شبہ جاؤ کرو آرام لو ہمارا پرنام
رام چندر سوئمبر کی جان ہیں
واہ واہ کیا خوبصورت جوان ہیں

ناٹک

ایک شخص۔ واہ واہ! کیسے بانکے جوان ہیں۔
دوسرا۔ کسی اوتم کل کی سنتان ہیں۔
تیسرا۔ شکل و صورت میں بھی لاجواب ہیں۔
چوتھا۔ سچ پوچھو تو سارے زمانہ کا انتخاب ہیں۔
پانچواں۔ ان کا حسب ونسب تو دریافت کرنا چاہیئے۔
چھٹا۔ تو آپ ہی مہربانی کرکے یہاں بلا لیجئے۔
ساتواں۔ ہاں! ہاں! مجھے کب انکار ہے۔
آٹھواں۔ جاؤ۔ تو پھر کس بات کا انتظار ہے۔
وہی پہلا شخص (نزدیک جاکر) کنور جی! تمام نگری آپ کے درشن کی ابھلاشی ہے۔
رامچندر جی۔ یہ آپ کی قدر شناسی ہے۔
وہی شخص۔ وہ دیکھئے تمام شہر آپ کا منتظر کھڑا ہے۔
رامچندر جی۔ آپ صاحبان نے ایک ایک قدم ہمارے سر پر دھرا ہے

وہی شخص۔ یہ آپ کا حسن اخلاق ہے۔
رامچندر جی۔ مجھے آپ لوگوں سے ملنے کا بڑا اشتیاق ہے (اہل شہر کے نزدیک جا کر کہتے کیا ارشاد ہے)
تمام لوگ۔ آپ کا اتی انت دھنیا واد ہے۔
ایک شخص۔ کنور جی! آپ کہاں سے پدھارے ہیں؟
رامچندر جی۔ ایودھیا کے باشی اور مہاراجہ دشرتھ کے دُلارے ہیں۔
وہی شخص۔ آپ کا شبھ نام کیا اُچارتے ہیں؟
رامچندر جی۔ ان کا نام لکشمن اور مجکو رامچندر کے نام سے پکارتے ہیں۔
وہی شخص۔ یہاں کس جگہ براجمان ہیں؟
رامچندر جی۔ مہاراجہ جنک کے مہمان ہیں۔
وہی شخص۔ آہا... یوں کہو تو سوئمبر میں شامل ہونے کے لئے تشریف لاتے ہیں۔
رامچندر جی۔ ہاں صرف دیکھنے کے ارادے سے آئے ہیں۔
تمام اہل شہر۔ بہت اچھا آرام کیجئے۔
رامچندر جی۔ ہمارا پرنام لیجئے۔

رامچندر جی کا مع لکشمن جی کے تشریف لیجانا

ایک شخص۔ (دوسرے شخص سے مخاطب ہو کر) آپ کا ان کی نسبت کیا قیاس ہے۔
دوسرا۔ مجھے رامچندر جی کی کامیابی کا وشواس ہے۔
پہلا۔ اُمید تو مجھے بھی پوری ہے۔
دوسرا۔ نہیں۔ ان کی فتح ضروری ہے۔
تیسرا۔ ارے بھئی وہ دھنش بھی بڑا بھاری ہے۔
وہی پہلا شخص۔ کیا ہوا۔ رامچندر بھی تو پورن برہم چاری ہے۔
تمام اہل شہر۔ آؤ۔ ان کی کامیابی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

گانا

ہے ایشور دیجئے سامرتھ اتنی رامچندر کو
ہماری یہ دعا ہے رام جیتیں اس سوئمبر کو
کرو پوری ہماری آرزو ہے جگت کے سوامی
ہمیشہ کیلئے دیں رام رونق جنک کے گھر کو
ادھر ہیں رام لائق اس طرف سیتا بھی لاثانی
ملا دے آج ہیرے کی کنی سے سنگ مرمر کو
مہاراجہ جنک کی بھی دلی خواہش یہی ہوگی
کرو مشکور اب اپنی دیا سے کل شہر بھر کو
اگرچہ کٹھن ہی جو شرط راجہ نے لگائی ہے
وہ لے مشکل نہیں ہی کچھ بھی جو ہی منظور ایشور کو
اگر منظور ہو جائے ہماری التجا اتنی
مبارکباد دیں جسونت سنگھ ہم اس پہ یہ ور کو

(۳) باغ

لچھمن۔ بھائی صاحب! یہ سامنے باغ نظر آتا ہے۔
رامچندر۔ ہاں اس کے دیکھنے کو تو میرا بھی دل چاہتا ہے۔
لچھمن۔ واقعی باغ تو بے نظیر ہے۔
رامچندر۔ اس کی بناوٹ بہت دلپذیر ہے۔
لچھمن۔ راجہ جنک نے بڑے ہی شوق سے لگوایا ہے۔
رامچندر۔ سچ پوچھو تو سیر کا آنند ہی اب آیا ہی۔
لچھمن۔ باغ بھی تو دنیا کی عجائبات کا ایک نمونہ ہی۔
رامچندر۔ بیشک ایسا باغ زمانہ کی نظروں.........
لچھمن۔ (بات کاٹ کر) وہ دیکھئے گلاب اور سیوتی کی کیاریاں کیسی لہلہا رہی ہیں اور ان پر بلبلیں کیسی مست ہو ہو کر چہچہا رہی ہیں۔
رامچندر۔ اوہو۔ یہ تو غالباً راج کماری مع اپنی سہیلیوں کے باغ کی سیر کو آ رہی ہیں۔
لچھمن۔ اب ہمارا یہاں ٹھیرنا نامناسب ہی۔
رامچندر۔ ہاں اب ہمیں یہاں سے کنارہ کرنا ہی واجب ہے۔ کیونکہ ہماری موجودگی ان کی آزادی میں خلل انداز ہوگی۔ جس سے ان کی طبیعت ناراض

ہوگی۔ آؤ ہم تم اس مولسری کے درخت کے نیچے قیام کریں گے۔ اور وہیں تھوڑی دیر آرام کریں گے۔

سیتا کا مع اپنی سہیلیوں کے باغ میں داخل ہونا

ایک سہیلی۔ آہا! آج تو باغ پر بھی عجب رنگت آرہی ہے۔
دوسری۔ ہاں بہن! موسم اپنا جوبن دکھا رہی ہے۔
تیسری۔ ہر ایک ٹہنی کس انداز سے لہلہا رہی ہے۔
چوتھی۔ وہ دیکھو قمری کیسی مست ہو کر گا رہی ہے۔
پانچویں۔ اپنی اپنی موسم میں ہر ایک چیز پر جوبن آتا ہے۔
چھٹی۔ ہاں بہن! سچ ہے۔ لیکن چاتر اس کی قدر کرتا ہے اور مورکھ اس کو بیتھا ہی گنواتا ہے۔
ساتویں۔ اس گیان گودڑی کو تھوڑی دیر کے لئے بند کرو۔
وہی پہلی۔ اچھا جو تم پسند کرو۔
ساتویں۔ آؤ! کوئی جھولا گائیں۔ اور اپنا دل بہلائیں۔

سب سکھیوں کا ملکر گانا

جھولا

بطرز:۔ میکو سانورے نے گالی دئی

پھول رہی پھلوار سکھی آؤ رل مل کھیلیں

پھول رہی ہے کیا ہریالی جھولا جھولیں آمو ری آلی

گائیں کی میگھ ملھار

سکھی آؤ رل مل ----------

پنچھی گن بھی ہو متوارے کھیل رہے ہیں پنکھ پسارے

کوئل کرت پکار
سکھی آؤ رل مل.......

پھر یہاں کس کا آنا ہوگا اپنا اپنا ٹھکانہ ہوگا
ہوگا نیا گھر بار
سکھی آؤ رل مل.......

پل میں ہونگے اپنے بیگانے کیا کیا سہنے ہونگے طعنے
کون کرے گا پیار
سکھی آؤ رل مل.......

ہوگا پتا نہ ہوگی ماتا ساتھ چھوڑ دے سگا بھراتا
چھوڑ دیں ان کا دوار
سکھی آؤ رل مل.......

ساس بیگانی نند بیگانی کون سنے گا اپنی کہانی
روئیں گی ہاتھ پسار
سکھی آؤ رل مل.......

کون سنے گا بارتا غم کی بات بات پر ملے گی دھمکی
طعنے ملیں گے ہزار
سکھی آؤ رل مل.......

یاد آئینگے جیسدم گھر کے روئیں گی آنسو بھر بھر کے
اور نہ کچھ اختیار
سکھی آؤ رل مل.......

کس نے آنا کس نے بلانا کون دکھاوے ہیں ٹوہانہ
لاکھ کریں تکرار
سکھی آؤ رل مل.......

ناٹک

ایک سہیلی۔ پیاری! شادی بھی لڑکیوں کی زندگی میں ایک بڑا بھاری انقلاب ہے۔

دوسری۔ ہاں بہن سچ ہے۔ اگر پتی اچھا مل گیا تو خیر ورنہ ساری عمر کے لئے مٹی خراب ہے۔

تیسری۔ یہ تمہاری یک طرفہ بات ہے۔ ورنہ بہت سا دُکھ سُکھ ہمارے اپنے ہاتھ ہے۔

چوتھی۔ ہاں۔ ہم ہی سب قصور کرتی ہیں۔

تیسری۔ بیشک بعض نادان لڑکیاں اپنی ضد سے پتی کو بہت مجبور کرتی ہیں۔

چوتھی (چٹکی بھر کر) تم تو مجبور نہ کرو گی؟

تیسری (دھپا لگا کر) ہٹ مسخری کہیں کی۔ . . .

سیتا۔ تمہاری اس چھیڑ چھاڑ سے کیا فائدہ ہے۔

ایک سہیلی۔ ہاں سچ ہے۔ اسوقت یہ گفتگو بالکل بے قاعدہ ہے۔

دوسری۔ کوئی ایسی بات کرو جو سیتا کو پسند ہو۔

تیسری۔ ہاں نئی بات سنو۔ کل کو سیتا کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ لو اب تو آنند ہو؟

سیتا۔ سیدھی طرح بات کرتے تو تمہارے منہ ٹوٹتے ہیں۔

چوتھی۔ منہ سے کچھ ہی کہو۔ دل میں تو تمہارے بھی لڈو پھوٹتے ہیں۔

پانچویں۔ لڈو پھوٹے گا تو ہمارا بھی منہ میٹھا کراؤ گی۔

سیتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم مار کھاؤ گی۔

پانچویں۔ خیر کچھ تو کھائیں گی۔ لڈو نہ سہی مار ہی سہی۔

چھٹی۔ کیوں مار کھائیں گی۔ مٹھائی کھائیں گی مٹھائی۔

ساتویں۔ منہ بھی دُھو آئی۔

سیتا۔ ہمیں یہاں آئے بہت دیر ہو گئی۔ اب واپس چلنا چاہیئے۔

سہیلی - نہیں - ابھی بہت وقت ہے - کچھ دیر تو اور دل بہلائیے -

سیتا - اچھا تو آؤ تھوڑی دیر اور سیر کریں -

سہیلی - اور کیا آج تو اچھی طرح دل بھر لیں -

سیتا - آہا - ان مولسری کے درختوں پر کیسی بہار ہے -

سہیلی - آج تو باغ کے ایک ایک پتے پر ....

دوسری سہیلی (دوڑ کر) پیاری سیتا - ذرا ادھر میرے ساتھ آؤ -

سیتا - کچھ بات بھی بتاؤ -

سہیلی - ذرا جلدی سے قدم اٹھاؤ -

سیتا - تیری تو وہی مسخری کی عادت ہے -

سہیلی - نہیں نہیں - آنکھوں دیکھے کی تو شہادت ہے ؟

سیتا (ساتھ جاکر) کہو کیا ہے -

سہیلی (انگلی کا اشارہ کرکے) وہ دیکھو درختوں میں کون چھپا ہے ؟

سیتا - تو بڑی چالاک ہے -

دوسری (مسخرے سے) بہن چالاک نہیں بلکہ بیباک ہے -

تیسری (غور سے دیکھکر) آہا ! یہ تو وہی اودھیا لکمار ہیں -

چوتھی - او ہو - نیند میں کیسے سرشار ہیں -

پانچویں - شکل صورت تو ان کے ہی حصہ میں آئی ہے -

چھٹی - گویا پرمیشور نے فرصت کے وقت بنائی ہے -

ساتویں (سیتا کے گلے میں ہاتھ ڈالکر) پرمیشور کرے پیاری سیتا ان کے گلے میں جے مال پہنائے -

آٹھویں - ہاں - ہماری آرزو تو تب ہی بر آئے -

سیتا - تم مجھے زیادہ تنگ نہ کرو -

وہی سہیلی - ہاں سچ تو کہتی ہیں - تم ہر وقت ان کے سنگ میں بھنگ نہ کرو -

سیتا۔ جلدی سکھ پال منگواؤ (اُٹھ کر بیٹھ گئی) او ہو میرے سر میں چکر آ گیا۔
سہیلی۔ بس ایک ہی چکر میں دماغ چکر کھا گیا۔
سیتا۔ آج تو تم میرے نام پا ادھار کھائے بیٹھی ہو۔
دوسری سہیلی۔ (طنزاً) چلو تو پھر کیوں یہاں دھونی رمائے بیٹھی ہو۔
تیسری (آنکھوں میں آنسو بھر کر) لو بہن یہ آخری دفعہ کا ملاپ تھا۔
پھر نہ آئیں گی اکٹھی ہم کبھی اس باغ میں
ہم سنا و چھوڑا لکھ دیا ہائے ہمارے بھاگ میں

(۴) سوئمبر

راجہ جنک ہمارا اعلان سب کو بآواز بلند سنا دیا جائے۔

بھاٹ کا گانا کبت

آئے ہیں انوپ دیش دیش ہی کے بھوپ + دھار دھار کے سروپ آج یہاں پہ پدھارے ہیں
یودھا بلکاری دیر پرش دھنش دھاری آئے کر کے تیاری راجہ جنک کے دوارے ہیں
پڑی ہے کمان جیسے ہووے ابھیمان۔ اُٹھو چھتری جوان بل دیکھنے تمہارے ہیں
سیتا کو بیاہے آج آئے وہ میدان بیچ جو جو جسونت سنگھ چھتری دولارے ہیں

نائک

اے راج سبھا میں پدھارے ہوئے چھتری ویرو! آج آپ کے بل اور پراکرم کے امتحان کا وقت ہے جس کسی کو اپنی ویرتا پر بھروسہ ہو وہ میدان میں آئے۔ اور اس دھنش کا چلہ چڑھاوے۔ جو چھتری ویر اس دھنش کا چلہ چڑھائے گا وہی سیتا کا پتی کہلائے گا اسلیئے آؤ اور اپنی اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ۔

ایک راجکمار

بوڑھی پرانی دھنش پہ اتنا گمان ہے بھاری ہے تو کیا ہو گیا آخر کمان ہے

چاہوں تو ایک ہاتھ سے ہی توڑ دوں اسے کس بات پر اُٹھایا سر پہ آسمان ہے
(دھنش کو چھو کر) ارے باپ رے۔ یہ کمان ہے۔ یا غریب گھر کا شہتیر

دوسرا

چلہ چڑھا دوں ایکدم ہی پانچ سات کا کرتب ہے یہ تو میرے ایک بائیں ہاتھ کا
مشکل ہی کیا ہے کام یہ حیرانی ہے مجھے لکڑی کا ہے یہ نہ کہ کسی اور دھات کا
(ہاتھ سے ٹٹول کر) اوں ہوں۔ یہ کوئی دھوکہ ہے۔ درصل کمان تو ہے ہی نہیں۔

تیسرا

بس بس جناب سب کی ہی طاقت ختم ہوئی بیٹھے ہو سر جھکائے شجاعت ختم ہوئی
اب دیکھئے کہ چڑھتا ہی چلہ کمان کا لو دیکھ لو کہ سب کی حماقت ختم ہوئی
(شرمندہ ہو کر) نہیں نہیں۔ میں تو صرف اس کو دیکھتا تھا۔ چلہ چڑھانے کا تو ارادہ ہی نہیں تھا۔

چوتھا

سب نے لگایا زور پر لاچار ہو گئے نہ اُٹھ سکی کمان شرمسار ہو گئے
اُٹھنے کی میری دیر ہے بس ایک آن میں دیکھو گے اسکے ٹکڑے تین چار ہو گئے
(پسینہ سے تر بہ تر ہو کر) اسے دھنش کہتا کون بیوقوف ہے۔ یہ تو جنک نے ہمارے ساتھ مخول کرنے کا ایک ذریعہ بنایا ہے۔

راون

(موچھوں پر تاؤ دیکر)

کر لیں گے اگر چھو کرے ہر ایک کام کو دنیا میں کون جانیگا راون کے نام کو
میرے بنا یہ کام کر سکتا نہیں کوئی دل سے نکالدیجئے خیال خام کو
(مایوس ہو کر دل ہی دل میں) تو نے سخت غلطی کی جو اپنی جگہ سے اُٹھا۔ اور اپنا بنا بنایا بھرم کھو بیٹھا (جلدی سے) اوہو۔ . . . . مجھے تو ایک ضروری کام یاد آ گیا اسلیئے وہاں جاتا ہوں۔ (راون کا رفوچکر ہو جانا)

راجہ جنک کا گانا

(بحر طویل)

ہائے افسوس دنیا میں کوئی بشر اب بہادر مجھے نظر آتا نہیں
ہوتا معلوم پہلے سے مجھ کو اگر میں کبھی بھی سوئمبر رچاتا نہیں

چھتری ونش کا ہو گیا خاتمہ ۔۔۔ نہ تو یودھا رہے اور نہ دھرماتما
لاج رکھے گا تو ہی اے پرماتما ۔۔۔ اور بگڑی کو کوئی بناتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

رہ گئے ہیں بہادر فقط نام کے ۔۔۔ دیکھنے کے مگر نہ کسی کام کے
ہیں یہ دنیا میں زندہ صبح و شام کے ۔۔۔ میرا انجھو کبھی خالی جاتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

میں نے یونہی کیا اتنا دھن صرف ۔۔۔ ہے ندامت اگر ہو جاؤں منحرف
ارے چلہ چڑھانا رہا اک طرف ۔۔۔ کوئی اس کو جگہ سے ہلاتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

شوک سیتا عمر بھر کنواری رہی ۔۔۔ آرزو دل کی دل میں ہماری رہی
بات بیشک بگڑ آج ساری گئی ۔۔۔ مگر بٹہ زباں کو لگاتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

جو کیا تھا پرن اب نبھانا پڑا ۔۔۔ ساتھ افسوس کے یہ بتانا پڑا
مجھے سیتا کو گھر ہی بٹھانا پڑا ۔۔۔ ان گنواروں سے میں بیاہتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

جاؤ گھر میں ہی زور آزمائی کرو ۔۔۔ یونہی جسونت سنگھ سے لڑائی کرو
ہیجڑوں پر تو بیشک چڑھائی کرو ۔۔۔ مرد تو تم کو خاطر میں لاتا نہیں

ہائے افسوس ۔۔۔۔۔۔

ناٹک

افسوس دنیا بہادروں سے خالی ہوگئی۔ چھتری ونش کا قریباً خاتمہ ہوگیا ورنہ یہ معمولی سی کمان ہی جسکے لئے سارا چھتری منڈل حیران ہے۔ اب تو چھتری صرف اس لائق رہ گئے ہیں کہ ان کو کسی نمایش میں محض دکھاوے کے طور پر بٹھایا جاوے اور اپنی جگہ سے نہ ہلایا جاوے۔ ان سے بہادری کی اُمید رکھنا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ ان سے بل اور ویرتا ہی نابود ہے۔ اگر میں پہلے سے ان کی کرتوت کو جانتا تو ہرگز سوئمبر کا ارادہ نہ ٹھانتا۔ مگر اب کیا ہو سکتا ہے۔ جو پرن کر چکا اس کو نبھانا پڑا گویا سیتا تمام عمر گھر میں ہی بٹھانا پڑا۔ ان کائروں کے گلے منڈھنے سے تو اس کا کنواری رہنا ہی بہتر ہے۔ سوئمبر برخاست۔ مہربانی کر کے اپنے اپنے گھروں کو تشریف لیجائیے۔ اور عورتوں میں بیٹھکر اپنی شیخی جتائیے۔

لچھمن

(رگانا بطرز ایضاً)

کچھ کرو ہوش سے بات راجہ جنک ایسی باتیں بنانا مناسب نہیں
اس طرح سے ہتک کرنی ہر ایک کی سب کو کائر بتانا مناسب نہیں
چھتری ونش کا ہو گیا خاتمہ۔ یہ زباں پر ہی لانا مناسب نہیں
کرلیا فیصلہ گھر میں ہی بیٹھکر۔ ایسی شیخی جتانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ان سے نہیں اُٹھ سکا یہ دھنش ایسی آفت مچانا مناسب نہیں
ایک لکڑی سے ہانکو ہو سب کو تمہیں ایسی تیوری چڑھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوں بُلا کر کے گھر پر کسی شخص کو ہتک اس کی کرانا مناسب نہیں
بند رکھو زباں اب ذرا مہرباں اور زیادہ چلانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں بہا دیتا ندیاں ابھی خون کی زیادہ غصہ دلانا مناسب نہیں

کیا کروں بڑے بھائی کی آگیا۔ بنا ہاتھ مجھ کو اُٹھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش۔۔۔۔۔۔۔

چیز کیا ہے یہ بودا پرانا دھنش اس قدر تن تنانا مناسب نہیں
توڑوں جب تک نہ جسونت سنگھ میں اسے منہ کسیکو دکھانا مناسب نہیں
کچھ کرو ہوش۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

اَے راجہ زبان کو سنبھال۔ اور ایسے ناشائستہ کلمات مُنہ سے نہ نکال۔ یوں گھر پر بُلا کر کسی کی ہتک کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ بلکہ اعلیٰ درجہ کی خود پسندی ہے سب کو ایک لکڑی سے ہانکنا سخت نادانی ہے۔ اور یہ تمہاری عجیب ہمہ دانی ہے کہ اگر باقی راجاؤں نے دھنش کا چلّہ نہیں چڑھایا۔ تو آپ نے سب کو ہی کا ٹھیرایا۔ نہ کچھ سوچتے ہو نہ بچارتے ہو۔ جو کچھ دل میں آتا ہے وہ منہ سے نکالتے ہو۔ اس بدزبانی کا مزا تو اُسی وقت چکھا دیتا۔ اور ایک پل میں خون کی ندیاں بہا دیتا۔ مگر کیا کروں بڑے بھائی کا حکم نہ ملنے سے لچھمن مجبور ہے۔ ورنہ تمہارا کیا مقدور ہے جو ایسے الفاظ زبان سے نکالتے۔ اور ہر ایک کو اس طرح مُنہ میں ڈالتے۔ جبتک سورج بنسی خاندان کا ایک بچہ بھی دنیا میں بحال ہے کشتری ونش پر دھبّہ لگانے کی کس کی مجال ہے۔ خیر جو کہا سو کہا۔ آیندہ کے لئے زبان کو لگام دیجئے۔ اور ذرا مُنہ سنبھال کر کلام کیجئے۔ ورنہ گھڑی میں گھڑیال ہو جائے گا۔ اور یہ سوئمبر کا میدان بہادروں کے خون سے لال ہو جائے گا۔

بسوامترجی

گانا (بحر طویل۔ تال چنچل)

بیٹا لچھمن تمھیں تھوڑی سی بات پر ایسی تیزی میں آنا مناسب نہیں
رامچندر کی موجودگی میں تمھیں اس قدر جوش لانا مناسب نہیں

کچھ تحمل سے بھی کام لو سر جگہ یہ لڑکپن دکھانا مناسب نہیں
تم بہادر ہو بے شک مگر اس وقت ہاتھ ہرگز اٹھانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمہیں -------
دیکھنے سوئمبر تم آئے ہوئے یہاں لڑنا لڑانا مناسب نہیں
ہے یہ موقعہ خوشی کا جنک کے لئے تمہیں جھگڑا بڑھانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں -------
جنک نے تو تمھیں کچھ کہا ہی نہیں یونہی کرنا بہانہ مناسب نہیں
خیر کہہ بھی دیا تو بھی کیا ہو گیا۔ ان کے کہنے پہ جانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں -------
وہ تمھارے بزرگوں کی مانند ہیں سامنے آنکھ اٹھانا مناسب نہیں
اس وقت تو وہ خود ہی دکھی ہو رہے اور زیادہ ستانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں -------
کام ایسا کرو جس تمھارا بڑھے گورب اپنا گھٹانا مناسب نہیں
کہنا جسونت سنگھ کا ہے آخر یہی شور ناحق مچانا مناسب نہیں
بیٹا لچھمن تمھیں -------

ناٹک

بیٹا! ذرا دھیرج سے کام لو۔ اور تھوڑی دیر کے لئے غصہ کو تھام لو اس وقت تمہارا تیزی میں آنا مصلحت نہیں۔ اور یہ لڑنے بھڑنے کا وقت نہیں۔ جنک نے سوئمبر کا سامان کیا ہے۔ نہ کہ جنگ کا اعلان کیا ہے۔ اسوقت تو وہ بیچارہ خود ہی نراش ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کی سب کامناؤں کا ناش ہو رہا ہے۔ اسپر تمہاری بے موقعہ تیزی نہ معلوم کب کا انتقام لے رہی ہے۔ اور اسکے زخمی دل پہ نمک کا کام دے رہی ہے۔ اگرچہ تمہاری بہادری میں کوئی شک نہیں۔ مگر رامچندر کی موجودگی میں تمہیں بولنے کا کوئی حق نہیں۔ ان کا ادب کرنا تمہارا پہلا فرض ہے اور

تمھیں بھی ان جھمیلوں میں پڑنے کی کیا غرض ہے۔ وہ خود سمجھدار ہیں۔ ہر طرح سے مالک و مختار ہیں۔ اس لئے تم کو تو ان کے حکم کی تعمیل کرنی مناسب ہے۔ اور جو کچھ وہ کہیں وہی کرنا واجب ہے۔

لچھمن جی رامچندر جی سے مخاطب ہو کر

گانا

(بحر طویل۔ تال چنچل)

دیجئے اب حکم اسے بھرا تا مجھے زیادہ سننے سنانے کی طاقت نہیں
جس دھنش کا یہ بھائی اِتنا ہے۔ کیا مجھ میں چلہ چڑھانے کی طاقت نہیں

جا رہی چھتری ونش کی آن ہے ہو رہا سارا منڈل ہی بیجان ہے
سر جھکائے ہوئے ہر اک حیران ہے تک زباں تک ہلانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ......

لفظ راجہ جنک کے غضب ڈھا رہے چھتری بیٹھے خونِ جگر کھا رہے
واقعی یہ کسی کام کے نا رہے گویا اُٹھ کر بھی جانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ......

بیٹھے مُردوں کی صورت بنائے ہوئے ساری عزت و حرمت گنوائے ہوئے
آن اور شان اپنی مٹائے ہوئے جان تک بھی بچانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ......

بن رہے تیر راجہ جنک کے بچن کس طرح سے سہوں میں بھلا یہ سخن
آج ہوگا ضروری یہاں پر دھن اب طبیعت ٹکانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ......

یاں ندی خون کی آتی بہتی نظر خوف ہوتا نہ مجھ کو تمھارا اگر
جان دیدوں گا جسونت سنگھ میں مگر ایسے نخرے اٹھانے کی طاقت نہیں
دیجئے اب حکم ......

نانک

بھراتا! دیکھتے ہو؟ کس طرح قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے۔ اور ہر ایک کی عزت و حرمت کو خاک میں ملا رہا ہے۔ مگر یہ سب کے سب ایسے لا کلام ہیں گویا اسکے زرخرید غلام ہیں نہ زبان ہلانے کی طاقت ہے نہ بات کرنے کی لیاقت ہے۔ ہائے ہائے قومی آن پر مر جانے والے۔ اور آن کے بدلے جان گنوانے والے کس بیحیائی سے چھتری کُل کو دھبّہ لگا رہے ہیں۔ اور شرم کے بدلے سر نیچا کئے گالیاں کھا رہے ہیں۔ جنک کی بدزبانی بہت بڑھتی جا رہی ہے یہ سمجھو کہ قضا اس کے سر پر چھا رہی ہے سورج بنسی تلوار اب ضرور میدان میں آئیگی اور اس کو بدزبانی کا مزا چکھائے گی لچھمن میں اب بالکل برداشت نہیں۔ اور ایسے الفاظ سننے کی طاقت نہیں۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔ پھر جنک کا سر ہے اور میری تلوار ہے۔ پہلے اس بوسیدہ کمان کو ریزہ ریزہ کروں گا پھر جنک کا سر دھڑ سے دُور کروں گا۔

رامچندر جی

گانا (طرز۔ دیئے دُکھ فلک نے یہ سارے)

لڑنا اچھا نہیں بھائی	ٹک لچھمن کرو سمائی
بے موقعہ تیزی کرنا	اور بنا بات ہی لڑنا
نہیں اسمیں کوئی بڑائی	ٹک لچھمن ....
جو کروگے تم نادانی	تو ہوگی کُل کی ہانی
دُنیا میں بہت ہنسائی	ٹک لچھمن ....
جس بات کو منہ سے بولو	پہلے منہ میں ہی تولو
ہے اس میں ہی دانائی	ٹک لچھمن ....
گر پتا جی سُن پاویں گے	ہم تم کو دھمکاویں گے
دونوں کی ہو رسوائی	ٹک لچھمن ....

تم کچھ تو سوچو پھر لچھمن نہیں جنک ہمارا دشمن
کیوں اس سے کریں لڑائی ٹک لچھمن ....
کائر اُن کو بتلایا جن چلہ نہیں چڑھایا
کر چکے زور آزمائی ٹک لچھمن ....
جو کائر تمھیں بتاوے پھر رام چُپ رہ جاوے
میں خود ہی کروں صفائی ٹک لچھمن ....
نہیں خوشی سی ہم آئے ہیں لبوا مستر لائے ہیں
رہوان کے ہی انویائی ٹک لچھمن ....
تم کرلو یہ پرتگیا جو گورو جی دیویں آ گیا
ہے کام وہی سکھدائی ٹک لچھمن ....
وہ کام کرو اے بھراتا جسونت رہے یش گاتا
اچھی نہیں مورکھتائی ٹک لچھمن ....

ناٹک

میرے بہادر بھائی! یہ تمھارا محض خیال ہے۔ ورنہ تمھیں کائر یا بزدل کہنے کی کس کی مجال ہو۔ کوئی شخص تمہیں ایسے الفاظ کہے۔ اور رامچندر چپکا سُنتا رہے۔ جب تم نے دھنش کو ہاتھ تک نہیں لگایا تو تمہاری بہادری میں فرق کیسے آیا۔ البتہ جو اپنا زور لگا چکے ہیں اور باوجود تمام کوشش کے دھنش جگہ سے نہیں ہلا سکے ہیں۔ وہ اس زمرہ میں آسکتے ہیں۔ اور کائر کہلا سکتے ہیں۔ اس لئے تم کو ہرگز کوئی خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اپنے دل پر کسی قسم کا ملال نہیں کرنا چاہیئے۔ اس وقت تمہارا جھگڑا کرنا محض نادانی ہے اور ہمارے کل کی سخت ہانی ہے۔ اگر پتا جی سُن لیں گے۔ تو دونوں کو سخت سزا دیں گے علاوہ اس کے ہم اپنی مرضی سے نہیں آئے ہیں بلکہ منی بسوامتر جی لائے ہیں

اس میں انکی بھی بدنامی ہے۔ کیونکہ وہ ہم دونوں کا سوامی ہے۔ جو کچھ وہ حکم دیں وہی کرنا چاہئے
اور اُن کی آگیا سے باہر قدم نہیں دھرنا چاہیئے۔

بسوامتر جی۔ (دل ہی دل میں) تمام راجے اپنا اپنا زور لگا چکے۔ اور اپنی طاقت آزما چکے
مگر کوئی بھی اس دھنش کا چلہ نہ چڑھا سکا۔ یہاں تک کہ اس کو جگہ سے نہ ہلا سکا۔ ادہر
جنک نا اُمید ہوتا جاتا ہے اور اس کا چہرہ دمبدم سفید ہوتا جاتا ہے۔ ادھر
لچھمن کا غصہ دمبدم بڑھتا جاتا ہے اور اُسے چھتری پن کا جوش چڑھتا جاتا ہے۔
ایسا نہ ہو کہ شتابی کر بیٹھے۔ اور جوش غضب میں کچھ خرابی کر بیٹھے۔ پھر اسکا سنبھالنا
دشوار ہو جائیگا۔ اور باتوں باتوں میں بگاڑ ہو جائے گا بگڑے پیچھے اسکے سامنے
جانے کی کس کی مجال ہے۔ یہ تو مجسم کال ہے پل میں خون کے دریا بہا دے گا اور
اس یگیہ منڈپ کو یدھ بھومی بنا دے گا۔ اس لئے اب سوئمبر کا فیصلہ کر دینا ہی
دانائی ہے۔ اور اسی میں طرفین کی بھلائی ہے۔

بسوامتر جی

گانا

(دادرا لنگڑہ)

رام آٹھو مت دیر کرو تم ہی یہ دھنش اٹھاؤ گے
اور کسی کی نہیں ہے طاقت چلہ تم ہی چڑھاؤ گے
سب زور لگا کر ہارے ہیں بیٹھے من مار بچارے ہیں
اس انتظار میں سارے ہیں کچھ تم ہی بل دکھلاؤ گے

رام اٹھو مت ....

یہ دھنش اگرچہ بھاری ہے پر تم کو کیا دشواری ہے
لچھمی وجے تمہاری ہے۔ تم سیتا کو پہناؤ گے

رام اٹھو مت ....

لہ میدان جنگ ۔ لہ فتح ۔ لہ بیاہ لوگے۔

اب اُٹھو نہ زیادہ شام کرو اس کام کو تم انجام کرو
رگھو کل کا روشن نام کرو۔ دسرتھ کا یش پھیلاؤ گے

رام اُٹھو مت..................................

ان سے تو بل ناپید ہوا سب کا ہی خون سفید ہوا
اب جنک بھی نااُمید ہوا۔ تم اس کی دھیر بندھاؤ گے

رام اُٹھو مت..................................

ساری نگری حیران ہوئی یہ کمان آفت جان ہوئی
سب کی جسونت پہچان ہوئی۔ اب زیادہ کیا آزماؤ گے

ناٹک

رگھوکل بھوشن اُٹھو اب کس بات کا انتظار ہے۔ اور تو سب اپنا زور لگا چکے اب آخری تمہارا وار ہے۔ اگرچہ یہ کمان بڑی سخت ہے۔ مگر تمہاری پرکشا کا بھی یہی وقت ہے۔ جاؤ اپنی دیوتا کے جوہر دکھاؤ۔ بس سندریہ تمہاری جے ہوگی اور سوئمبر کی شرط تمہارے نام پر طے ہوگی۔

رامچندر جی

گانا

حکم گورو جی آپ کا سر وچشم منظور اب تک جو چپ کار ہا تھا میں بھی مجبور
آشیرباد سے آپ کا اگر رام کے ساتھ مشکل یہ کچھ بھی نہیں ہے معمولی بات
لیکر تیر آسطرا چلا یہ کرنے کاج ہے ایشور رگھیو میری آج سبھا میں لاج

رامچندر جی۔ (کمان کو ایک ہاتھ سے کھڑی کرکے) کیا یہ وہی کمان ہے جسکے ستے اتنی دیر سے کھینچ تان ہے۔ کیا یہ وہی کمان ہے۔ جس کے متعلق راجہ جنک کو اتنا ابھمان ہے۔ جس کو ہاتھ لگاتے ہوئے ہر ایک شخص ڈرتا ہے۔ دیکھئے اس کمان کا اب چلہ چڑھتا ہے۔

ایک پُر زور آواز

تالیاں تالیاں تالیاں تالیاں

تمام حاضرین جے ہو جے ہو شری وشرتھ کمار کی جے ہو۔

سیتا جی کا رامچندر جی کے گلے میں مالا ڈالکر ایک طرف بیٹھ جانا

رامچندر۔ (بسوامتر جی کے چرن چھوکر) گوروجی! اب تو آپ کے دل کی مراد بر آئی۔
بسوامتر۔ (گلے لگاکر) بیٹا! تم نے چھتری ونش کی لاج رکھ دکھائی۔

راجہ جنک

گانا

(دادرہ تین تال)

آج مگن ہوا من میرا۔ بھو ساگر میں پڑی تھی نیا پار ہوا اب بیڑا

بندھن تھی یہ چنتا مجھ کو ستا رہا یہ رنج تھا مجھکو
برس برس کا دن تھا مجھ کو تھا یہ فکر گھنیرا
آج مگن ہوا.......................

پورن ہوگئی آشا ساری رہ گئی کل کی لاج ہماری
دشرتھ سے کر اسنہ داری ہوگیا جنک اوچیہ تیرا
آج مگن ہوا.......................

پورے سب ارمان کروں گا شادی کا سامان کروں گا
بہ جا کو دھن دان کروں گا دوں گا دان بسیرا

آج گمن ہوا ....

دھنیہ پربھو تیری پربھوتائی　　کٹھن سمے میں ہوئے سہائی
مجھ نربل کی دھیر بندھائی　　ہوں چرنن کا چیرا

آج گمن ہو امن میرا ....

ناٹک

پرماتن تیرا شکر ہے۔ جو تم نے میرا اودھار کیا۔ اور مجھ کو اس منجدھار سے پار کیا۔ یہ فکر مجھ کو دمبدم ستا رہا تھا۔ کیونکہ ان راجاؤں کا طرز عمل صاف بتا رہا تھا۔ کہ ان کو ہرگز اس دھنش کا چلہ چڑھانے میں کامیابی نہ ہوگی۔ اس صورت میں میرے لئے کیا کچھ خرابی نہ ہوگی۔ ایک طرف اپنی زبان کا خیال تھا دوسری طرف اس کا پورا ہونا سخت محال تھا۔ اگر اپنی پرتگیا کو توڑتا ہوں تو ہمیشہ کے لئے اس بدنامی کی زیرباری رہی۔ اگر اس کا پالن کرتا ہوں تو سیتا تمام عمر کے لئے کنواری رہی۔ لیکن ایشور نے جہاں میری تمام مشکلوں کو حل کر دیا۔ وہاں میری پرتگیا کو بھی اٹل کر دیا۔ پربھو آپ دھنیہ ہیں۔ دھنیہ ہیں (منتری سے مخاطب ہوکر) ابھی وقت ایلچی کو ایودھیا کی طرف روانہ کر دیا جائے۔ تاکہ مہاراجہ دشرتھ کو یہ خوشخبری سنائے۔

منتری۔ بہت اچھا مہاراج۔

جنک (حاضرین جلسہ سے مخاطب ہوکر) سوئمبر کی شرط پوری ہوگئی اب آپ لوگ اپنے اپنے گھروں کو تشریف لیجائیں۔

تمام حاضرین بآواز بلند

بولو سیتاپتی رامچندر کی جے

لہ کٹھن سلہ پیان قسم۔　　سکہ نہ ٹلنے والی مضبوط۔

آٹھواں نظارہ
ایودھیا پوری
دا، رنواس
کوشلیا کا گانا

ہوگئی مدت خبر کچھ رام کی آئی نہیں — ہے تعجب آپنے بھی خبر منگوائی نہیں
کر گئے تھے وعدہ کے روز کا وہ آپسے — کیا منی جی نے کوئی تاریخ بتلائی نہیں
سوامی جی ان کا فکر رہتا ہے مجکو رات دن — قسم ہے دو روز سے روٹی تلک بھائی نہیں
چین ہے دن کو نہ مجکو رات کو آرام ہے — اسقدر تکلیف میں نے تو کبھی پائی نہیں
کیا عجب اس رنج و غم میں ہی نکلجائیں پران — کچھ دنوں تک جو اُنھوں نے شکل دکھلائی نہیں
کیا خبر کس حال میں ہیں وہ میرے لخت جگر — کوئی دکھ سکھ کی خبر تک بھی تو پہنچائی نہیں
ہائے پرمیشور مجھے اولاد کا سکھ کیوں نہیں — آپ کے دربار میں کیا میری شنوائی نہیں

ناٹک

سوامی جی! رامچندر اور لکشمن کو گئے ہوئے اِتنے دِن ہو گئے۔ نہ معلوم کہاں جاکر سو گئے۔ مجھے پل پل بھاری ہو رہی ہے۔ اور دو روز سے تو سخت لاچاری ہو رہی ہے۔ نہ دِن کو چین ہے نہ رات کو آرام ہے۔ یہانتک کہ کھانا پینا بھی حرام ہے۔ جب آپنے اِن کے بھیجنے کا وچار کیا تھا تو منی جی نے کتنے دِن کا اِقرار کیا تھا۔ اوّل تو آپ نے اِنکے بھیجنے میں ہی غلطی کھائی ہے۔ خیر اگر بھیج بھی دیا تھا تو یہ عجب لاپرواہی ہے کہ اتنے دِن گذر جانے پر بھی کچھ فکر ہی نہیں۔ گویا وہ آپکے لخت جگر ہی نہیں۔ پرمیشور جانے میرے بچّوں کا کیا حال ہے۔ میرا تو آٹھوں

پھر ادھر ہی خیال ہو۔ آپ کو ایسی لا پرواہی نہیں چاہیئے۔ بلکہ جلد کسی قاصد کو بھیجکر خبر منگوایئے (آبدیدہ ہوکر) پرمیشور میرے بچے بالکل نادان ہیں۔ اس حالت میں آپ ہی اُن کے نگہبان ہیں۔

دشرتھ کا گانا

پر یہ جی یہ ہر گھڑی کا رنج واہیات ہے
آجائینگے جلد ہی دو چار دن کی بات ہے

چھتری کی ہو سُتا کچھ حوصلہ بھی چاہیئے
کر دیا تمنے تو لیکن شودروں کو مات ہے

کس طرح سے یہ ندامت میں گوارا کر سکوں
لوگ یوں کل کو کہیں دشرتھ بڑا کل گھات[1] ہے

جو ہوا اچھا ہوا اب رنج و غم بیسود ہے
نہ میرے ختیار ہے اور نہ تمہارے ہاتھ ہے

ہاں مگر اس بات کا پر اب مجھے وسواس ہے
لیگیا ہے ساتھ جو وہ بھی جگت وکھیات[2] ہے

بسوامتر پہ بھروسہ ہے مجھے ہر طور سے
پھر تمہاری آہ و زاری کس لیئے دن رات ہے

وہ میرے دونوں دلاور بھی کسی سے کم نہیں
کیا ہوا گر اس طرف اک راکشش بدذات ہے

بد شگونی ہر گھڑی کی آپ کی اچھی نہیں
کیا فکر ہے آپکو جسونت سنگھ جب ساتھ ہے

ناٹک

پر یہ جی! تمھارا یہ ہر وقت کا رنج و غم اچھا نہیں۔ رامچندر کوئی دودھ پیتا بچہ نہیں ایشور کی کرپا سے وہ ہر طرح لائق ہیں۔ پھر منی بسوامتر جی انکے سہایک ہیں مانا کہ راکششوں کی کثیر تعداد ہے۔ مگر رام اور لکشمن کے سامنے ان کی کیا بنیاد ہے مجھے ان کی طرف کا اس لئے غم نہیں۔ کہ میرے دلاور کسی پہلو میں بھی لانے کم نہیں۔ اگرچہ وہ رفتار زمانہ سے ابھی بے خبر ہیں۔ لیکن پھر بھی شیروں کے شیر بلکہ شیر ببر ہیں۔ یدھ تو کشتری کا سنگار ہے۔ مگر معلوم نہیں تمھارے سر پہ

---

[1] بیٹی (?)

[2] کل کا نام مٹانے والا

[3] مشہور عالم

کیا وہم سوا ہے۔ جو اس قسم کی باتیں کرتی ہو۔ اور ہر وقت ٹھنڈے سانس بھرتی ہو
کھشتر انی ہو کر ایسی بزدلی۔ نہ معلوم تم کو کس کے ورغلہ سے ملی ذرا اپنا آپ سنبھالو
اور یہ نکمے خیالات دل سے نکالو۔ میرے کل بھوشن عنقریب بخیریت آئیں گے
اور اپنی بہادری کا ڈنکہ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔ ۔۔

باندی۔ مہاراج! منتری جی۔ حاضر خدمت ہونا چاہتے ہیں۔

وشٹرتھ۔ ہاں بلاؤ۔

باندی (منتری سے مخاطب ہوکر) مہاراج نے آپ کو یاد کیا ہے۔ اور وہیں حاضر ہونے کے لئے ارشاد کیا ہے۔

منتری (دشرتھ سے) مہاراج! متھلا پوری سے ایک سفیر آیا ہے۔

دشرتھ۔ کیا کام ہے؟

منتری۔ کوئی خاص پیغام ہے۔ اور مہاراج کے ہی نام ہے۔

دشرتھ۔ چلو دریافت کریں۔ کہ کیا معاملہ ہے۔

نقیب۔ راج سبھا کے کرمچاری ساودھان ہو جائیں۔ شری مہاراج تشریف لا رہے ہیں۔

دشرتھ (سنگھاسن پر بیٹھ کر) متھلا پوری سے کون سفیر آیا ہے۔

سفیر۔ یہ چرن سیوک مہاراج کے نام ایک پیغام لایا ہے۔

دشرتھ۔ مہاراج جنک تو آنند ہیں؟

سفیر۔ مہاراج کی کرپا سے ہر طرح خورسند ہیں۔

دشرتھ۔ دکھلاؤ وہ کونسا خط ہے۔

سفیر (خط پیش کر کے) لیجئے مہاراج۔

دشرتھ۔ منتری جی یہ خط پڑھ کر ہمیں سناؤ۔

منتری کا پڑھ کر سُنانا

مضمون خط

مہاراج دشرتھ شاہنشاہ عالی رگھوکل شرومن ایودھیا کے والی
میری آن جاتی تھی تم نے بچالی تیرے لال نے میری رکھ لی ہے لالی
ہوا بہت مشکل سے اُدھار میرا
پڑا تھا بھنور میں کیا پار بیڑا

دشرتھ۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ یہ خط ہے یا گورکھ دھندہ۔

منتری۔ ہاں مہاراج ابھی تک تو کچھ پتہ نہیں چلا۔ شاید آگے چلکر کچھ مطلب حل ہو۔

میرے گھر میں تھا اک دھنش بہت بھاری جسے دیکھ ڈرتے سبھی ہلش دھاری
ہوئی بہت یودھاؤں کو شرمساری رہا میں بھی اس کا عمر بھر پجاری
مگر مجھ کو اس بات کی تھی حیرانی
اُٹھا لیتی سیتا اُسے باآسانی
اُسی روز پڑ تکیا اپنی منادی کری جا بجا اس امر کی منادی
کہ جیں چھتری نے دھنش یہ اُٹھا دی کروں گا اسی سے میں سیتا کی شادی
اسی واسطے اک سوئمبر رچایا
لکھے جا بجا خط سبھی کو بُلایا
کیا مجھ پہ احسان سارے پدھارے لگا زور اپنا وہ ہارے بچارے
بہت کچھ دکھلائے طرارے شرارے رہے دیکھتے منہ پسارے نکارے
سبھی نے بہت رونا اپنا لگایا

کسی نے جگ سے نہ اس کو ہلایا

ہوئی تھی مجھے ہر طرح نا امیدی   میرے منہ پہ چھائی ہوئی تھی سفیدی
جو دیکھی وہاں ویرتا کی ناپیدی   سبھا میں اسی وقت یہ بات کہدی

ہوئی چھتری ونش کی اب صفائی
جو اتنی بھی جرأت کسی میں نہ پائی

مگر اک جوان نے کہا منہ سنبھالو   زباں سے نہ ایسے بچن تم نکالو
نہ سوچو بچارو نہ دیکھو نہ بھالو   کرو ہوش منہ میں نہ ہر اک کو ڈالو

یہ تھے بھاگ اچھے ہمارے تمہارے
او بستھ وہیں تھے دولارے تمہارے[1]

نظر جونہی میں نے ادہر کو اٹھائی   کہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں دونوں بھائی
میرے دل میں کچھ کچھ تسلی سی آئی   کریں میری شاید یہ مشکل کشائی

منی بسوامتر کا پاکر اشارہ
اٹھا رامچندر دولارا ہمارا

وہ اک ہاتھ سے اس دہنش کو اٹھاکر   جو بیٹھے ہوئے تھے سبھی کو دکھاکر
بہ آواز سب کو کہا یہ سناکر   جسے ہو بھرم دیکھ لیوے وہ آکر

پکڑ کر وہ چلہ برابر جو لایا
اسی دم ہوا اس دہنش کا صفایا

ہوئی میرے من کی مراد آج پوری   بنا آج سے ہی میں سیوک حضوری
ہے تشریف لانا تمہارا ضروری[2]   کہ بن آپ کے ہے یہ کریا ادہوری

ملے جس گھڑی خط اسی وقت آنا
مگر ساتھ جسونت سنگھ کو بھی لانا

حاضرین دربار۔ مہاراج! مبارک ہو۔ مبارک ہو۔

دشرتھ۔ آہا! پرمیشور نے مجھ کو ایک فرض سے اور سبکدوش کردیا۔ سچ ہے

[1] ... [2] تشریف فرمانا۔ رسوم شادی

ع ہوتا ہے دیال جب دیتا ہی بلائے گے ؛ پرماتما تیرا شکر ہے (منتری سے مخاطب ہوکر)
سفیر کو خاطر خواہ انعام دیکر رخصت کیا جائے۔

بششٹ جی۔ محلوں میں بھی یہ خوشخبری پہنچا دیجئے۔ اور جلد برات کی تیاری کیجئے

دشرتھ۔ (بھرت اور ششتروگھن سے مخاطب ہوکر) بیٹا! جاؤ اپنی ماتاؤں کو یہ خوش خبری سناؤ۔

بھرت اور ششتروگھن کا بھاگ جانا

کوشلیا۔ (سومترا سے مخاطب ہوکر) متھلا پوری سے ایک سفیر آیا ہے نہ معلوم کیا پیغام لایا ہے۔

سومترا۔ تم کو کیسے معلوم ہوا۔

کوشلیا۔ ابھی منتری جی سوامی جی کو بلانے آئے تھے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا تھا۔ شاید رامچندر اور لچھمن کی کچھ خبر لایا ہو۔

سومترا۔ باؤلی ہوئی ہے۔ راج کاج کے متعلق کوئی بات ہوگی۔ ان کا متھلا پوری میں کیا کام؟

کوشلیا۔ مجھے تو رات دن ان ہی کے سپنے آتے ہیں۔

سومترا۔ ہاں! سچ ہے۔ مگر۔ ---------------

بھرت اور ششتروگھن۔ ماتاجی! بدھائی۔

کوشلیا۔ ارے کیسی بدھائی؟

بھرت۔ گھر میں ایک بہو آئی۔

کوشلیا۔ ہٹ سودائی۔ نہ منگنی نہ سگائی۔ بہو پہلے ہی گھر آئی مسخری کرنے کو بھی ہم ہی پائی۔

ششتروگھن۔ مٹھائی کھلاؤ مٹھائی۔

سومترا (پیار سے دھپا لگاکر) ارے تم نے بڑی جان کھائی۔

شترو گھن۔ واہ! اچھی خوش خبری سنانے آئے۔ مٹھائی کے بدلے اُلٹا تھپڑ کھائے آجا بھائی بھرت۔ تو بھی حصہ لے لے۔

بھرت۔ ماتا جی! آپ نے ہماری بات کو مخول جانا ہو۔

سومترا۔ تمہاری باتوں کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ ایک بات سناتے ہوئیں چھلانگیں لگاتے ہو۔ ہمیں تو کھانا پینا حرام ہے۔ تمھیں اپنی دنگہ مستی سے کام ہو جاؤ بیٹا باہر جا کر کھیلو۔

بھرت۔ (کوشلیا سے) ماتا جی! آپ ساوہان ہو کر میری بات سنو۔

کوشلیا۔ ہاں سناؤ کیا سناتے ہو۔

بھرت۔ صبح پتا جی کو آپ نے یہاں بلایا تھا؟

کوشلیا۔ ہاں بلایا تھا۔

بھرت۔ آپ نے اُن سے بھائی رامچندر اور لکشمن جی کی بابت دریافت کیا تھا؟

کوشلیا۔ ہاں کیا تھا۔

بھرت۔ اُسی وقت منتری جی آئے تھے۔

کوشلیا۔ ہاں آئے تھے۔

بھرت۔ اُنہوں نے کیا کہا تھا؟

کوشلیا۔ یہی کہ متھلا پوری سے ایک سفیر آیا تھا۔

بھرت۔ بس وہی سفیر یہ خوش خبری لایا ہے۔

کوشلیا۔ اب تو مجھے بھی کچھ یقین آیا ہے۔ ہاں بیٹا اُسنے کیا حال سنایا ہے۔

بھرت۔ متھلا پوری کے راجہ جنک نے اپنی پتری سیتا کا سوئمبر رچایا تھا اور دور دور سے مہاجکماروں کو بلایا تھا۔ چنانچہ اس میں بھائی رامچندر کی جے ہوئی اور سوئمبر کی شرط ان کے نام پڑے ہوئی۔ راجہ جنک کا ہی پیغام آیا ہے اور پتا جی کو برات سمیت بلایا ہے۔

سومترا۔ بہن! یہ تو ان کا کہنا سچ نکلا۔ ہم تو اب تک مخول ہی سمجھی تھیں۔

کوشلیا۔ (دونوں کا ہاتھ پکڑ کر) آؤ بیٹا تمہیں مٹھائی کھلاؤں۔
بھرت اور شترگھن۔ ہاں۔ اب مٹھائی کھلانے لگی ہو (منہ بنا کر) پہلے مار مار کر منہ لال کر دیا۔ اب تو ہم جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں بارات کی تیاری ہو رہی ہو۔

(۲) متھلا پوری

اہل شہر کا گانا (کافی بھیرویں)

چلو دیکھیں چل کے بارات مہاراج دسرتھ آ رہے
کیا ٹھاٹھ باٹھ بنا ہوا۔ کیا شان اپنی دکھا رہے

کہیں ہاتھیوں کی قطار ہے نہیں جن کا کوئی شمار ہے
پیدل کوئی اسوار ہے رنگ اپنا اپنا جما رہے

چلو دیکھیں چل کے

کہیں رتھ ہیں کہیں جھولیاں کہیں پالکی کہیں ڈولیاں
کہیں بالکوں کی ٹولیاں وہ دھوم الگ مچا رہے

چلو دیکھیں

کہیں راگ ہے کہیں رنگ ہے باجوں کی الگ ترنگ ہے
سب کے دلوں میں اُمنگ ہو کیا مست ہو کر گا رہے

چلو دیکھیں۔

گھوڑے سجے ہیں ساز سے سرشار فخر و ناز سے
چلتے ہیں کس انداز سے گن گن کے قدم اٹھا رہے

چلو دیکھیں

اوہ کس قدر ہجوم ہے ہر طرف مچ رہی دھوم ہے
تعداد کیا معلوم ہے فوجوں کے بادل چھا رہے

چلو دیکھیں

اک دوسرے سے مل رہے — ارمان دل کے نکل رہے
کس طرز سے سر مل رہے — کس طور ہاتھ ملا رہے

چلو دیکھیں

راجہ جنک بھی آن کر — ملتے بھجائیں تان کر
جسونت سنگھ بھی جان کر — اُن ہی کی جانب جا رہے

پہلا حصہ ختم ہوا

آریہ سنگیت رامائن

حصہ دوم

بقیہ از آٹھواں نظارہ

سلسلہ کے لئے دیکھو حصہ اول

بسوامتر۔ (رامچندر اور لچھمن کو آگے کرکے) راجن! لیجئے آپ کے دونوں نور نظر حاضر ہیں۔ ان کو گلے لگائیے۔ شادی کا سامان کیجئے۔ اور مجھے اب اجازت دیجئے۔

دسرتھ۔ واہ وا۔ خوب یہ موقعہ بھی آپ نے جانے کے لئے خوب چھانٹ کر نکالا ہے ابھی تک تو میں نے اپنی امانت کو بھی نہیں سنبھالا ہے۔ اگر آپ نے یونہی جانا تھا تو مجھ کو یہاں کاہے کو بلانا تھا۔ اس یگیہ کے آپ ہی ذمہ وار ہیں۔ ہم تو محض پہرہ دار ہیں۔

بسوامتر۔ خیر آپ کا کہنا سویکار کرتا ہوں اور تا اختتام شادی اور ٹھیرنیکا اقرار کرتا ہوں۔

رامچندر اور لچھمن۔ (ہاتھ جوڑ کر) پتا جی نمستے!

دسرتھ۔ (دونوں کو گلے لگا کر) بیٹا چرنجیور ہو۔

رامچندر۔ پتاجی آپ کو سفر کی تکلیف تو ضرور ہوئی۔

دسرتھ۔ بیٹا! تمہیں دیکھتے ہی سب تکان دور ہوئی۔

رامچندر۔ ہماری ماتاؤں کا کیا حال ہی؟

دسرتھ۔ ویسے تو آنند ہیں۔ مگر تمہاری طرف اُن کا ہر وقت خیال ہے۔

راجہ جنک کا مع پنڈت سیتانند و دیگر اہالیان کے پیشوائی کو جانا

جنک۔ (مہاراجہ دسرتھ سے بغلگیر ہو کر) میرے دھنیہ بھاگ ہیں جو آپ نے میرے غریبخانہ کو اپنے چرنوں سے سشوبھت کیا۔

دسرتھ۔ آپ کی اس مسافرنوازی نے میرے دل کو موہت کیا۔

جنک۔ پرمیشور کی بڑی کرپا ہوئی جو میرا آپ کے چرنوں میں نواس ہوا۔

دسرتھ۔ آپ کی ذرہ نوازی ہی بلکہ دسرتھ آج سے آپ کا داس ہوا۔

جنک۔ مہاراج! آپ مجھے ناحق شرمندہ کرتے ہیں۔ آپ کے مقابلہ میں میری کیا ہستی ہی!

دسرتھ۔ میں آپ کو شرمندہ نہیں کرتا بلکہ یہ آپ کی زبردستی ہی۔

پنڈت سیتانند۔ تمام براتی سفر کی تکان سے چور ہو رہے ہیں۔ لیکن آپ اپنی باتوں میں مشغول ہو رہے ہیں۔ اس گفتگو کو بند کیجئے اور بارات کو روانگی کا حکم دیجئے۔

دسرتھ۔ منتری جی۔ سب باراتیوں سے کہدو کہ تیار ہو جائیں اور اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو جائیں۔

منتری۔ ہر ایک باراتی بالکل تیار ہے۔ صرف مہاراج کے حکم کا انتظار ہے۔

دسرتھ۔ نقارچی کو حکم دو کہ نقارے پر چوب لگائے۔

نقارچی۔ کرڑدھم... کرڑدھم... کرڑکڑکڑکڑ... کرڑدھم... کرڑدھم... کرڑدھم

بارات کا متھلا پوری کے بازاروں اور کوچوں سے گذرنا اور شہر کی مستورات کا گانا

گانا۔ بطرز۔ بے وفا تو کیسا یار ہے

آہا شادی کی کیا دھوم دھام ہے　　کیسے جھنڈے رہے ہر طرف لہلہا

آہا شادی ......

بارات آئی۔ سارے براتی۔ کیسے خوشی سے رہے چہچہا۔ سارے پوشاک پہنے ہوئے

بے بہا۔ کیسا اعلیٰ جلوس۔ گویا جلتے فانوس۔ شان وشوکت میں کس کو کلام ہے

آہا شادی ......

دوسری

باجے بجاتے۔ گھوڑے نچاتے۔ ہاتھی پہ آتا ہے کوئی چڑھا۔ کوئی پیچھے ہٹا۔ کوئی

آگے بڑھا۔ کوئی کھینچے لگام۔ رہا گھوڑے کو تھام۔ کوئی آتا چلا گام گام ہے

آہا شادی ......

تیسری۔ کیسا سلیقہ۔ کیسا طریقہ۔ فوجوں کا آتا ہے تانتا بندھا۔ ایکا ایکی تو ہوتا ہے

یہی شبہ مانو بادل چڑھے۔ آرہے ہیں بڑھے۔ صبح سے ہوگئی گویا شام ہے

آہا شادی ......

چوتھی

خوشی کا دن ہے۔ ہر ایک مگن ہے۔ راجہ جنک بھی مگن ہو رہا۔ نہیں اُسکی خوشی کی

کوئی انتہا۔ دئے ہاتھوں میں ہاتھ۔ بیٹا وسرتھ کے ساتھ۔ آہا کیسا خوشی کا مقام ہے

آہا شادی ......

پانچویں

قطار باندھے۔ بلائے کاندھے۔ گھوڑوں کو رکھا ہے کیسا [illegible] نہیں ہوتا ہے

اک دوسرے سے جدا۔ ایک جیسی چال۔ ہر طرف دیکھ بھال۔ کیسا جسونت سنگھ انتظام ہے

آہا شادی کی کیا دھوم دھام ہے

نوان نظارہ

شادی

خواصون کا گانا مع نرت تین تال

بطرز تھیٹر (اگر ساتھ ڈنڈوں کا کھیل بھی کیا جائے تو بہت موزوں ہوگا)

گاؤ گاؤ مبارک بدھائی بہن — خوشی کا دن ہے ہر اک مگن ہے
آؤ ری ساری لوگائی بہن
گاؤ گاؤ ....

دھنیہ دھنیہ دن آج کا گھر گھر ہوا آنند — ور سیتا کے واسطے مل گیا حسب پسند
جائے ایشور کی مہمان نہ گاتی بہن
گاؤ گاؤ ....

پڑھ پڑھ منتر وید کے کیا یگیہ ارنبھ — بیٹھ گئے آن کر دونوں دھرم استمبھ
آہا آہا کیا دیدی سجائی بہن
گاؤ گاؤ ....

پنڈت بیٹھے بھون میں پڑھ رہے منگلاچار — سیتا اور شری رام کے ہوئے ہے قول قرار
دیکھو دیکھو وہ رانی بھی آئی بہن!
گاؤ گاؤ ....

سکل بھائے دونوں کو دیئے اشیرباد — خوشی رہو پھولو پھلو رہو سدا آباد
باری جسونت سنگھ کی بھی آئی بہن - گاؤ گاؤ ...

پنڈت سیتا نند۔ مہاراج! کنیادان کا سمے آگیا ہے آپ یہاں تشریف لے آئیے

جنک۔ اے دسرتھ کمار! میں اپنی کنیا تمہیں دیتا ہوا پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ تم دونوں نیم انوسار گرہست کے سکھوں کو بھوگتے ہوئے سنسار کے اندر پھلو پھولو اور کبھی ایک دوسرے کو نہ بھولو۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ جو پرن تم دونوں نے اس سبھا میں کئے ہیں اور ایک دوسرے سے قول وقرار دیئے ہیں۔ انھیں کبھی نہ بھلاؤ گے۔ اور اپنے اپنے پرن کا پالن کرتے ہوئے سنسار کے اندر اپنے کل کا کیش اور کیرتی پھیلاؤ گے

پنڈت سیتا نند۔ تمام حاضرین اس مہا یگیہ کی سپھلتا اور اس مبارک جوڑے کی درازیٔ عمر کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

تمام حاضرین۔ ہے سچدانند سروپ پرماتمن! ہم سب بڑی نمرتا سے آپ کے چرنوں میں پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ یہ جوڑا چرآیو ہو۔ سب سکھوں سے بھرپور رہیں۔ اور اپنے دھرم پر سدا آروڑھ رہیں ؁

(۲) روانگی

سیتاجی کی ماتا۔ گانا (لاؤنی بحر شکست)

اے بیٹی ہو گی جدا آج تو ہم سے	پھٹ رہی ہے سیتا چھاتی میری غم سے
میری بیٹی ہے یہ دنیا کا دستور	پیش نہیں کچھ چلتی میری ہوں میں بھی مجبور
تھا جس کو خونِ جگر پلا کر پالا	اب دیدے دھکے گھر سے باہر نکالا
میری بیٹی کنیا جیون بڑا محال	سچ کہا ہے کسی نے لڑکی ہے بیگانہ مال
جس گھر میں بیٹی اتنی عمر گذاری	اک پل میں ہوگئی ختم محبت ساری
میری بیٹی اب تو گھنٹوں کی مہمان	سہونگی کیسے جدائی [illegible] نکل جائینگے پران
جب یاد تیری آ مجھ کو کلپاوے گی	تو میری آتما کیسے کل پاوے گی
میری بیٹی یہ گھر دیکھے گا سنسان	تیرے ساتھ ہی وداع ہوگئے خوشی کے سامان

جب ہوا مجھے کوئی بھی رنج ذرا سا ۔۔۔ تو دیتی تھی جھٹ آکر مجھے دلاسا
میری بیٹی میری کون بندھاوے دھیر ۔۔۔ وداع ہو چلی آج میرے سے میری خاص مشیر
دیتی ہوں تجھ کو جاتی دفعہ سندیسہ ۔۔۔ یہ میری باتیں رکھنا یاد ہمیشہ
میری بیٹی تیرے ہاتھ ہماری لاج ۔۔۔ روز روز نہ کہنا میں نے کہدیتی ہوں آج
نج ساس سسر کو مستک رہ نوانا ۔۔۔ تن من سے تو نے ان کا حکم بجانا
میری بیٹی ایسا تیرتھ اور نہ مول ۔۔۔ ساس سسر جو رہیں دکھی اُسکے جیون پر ڈہول
تم سایہ بن کے ساتھ پتی کے رہنا ۔۔۔ اے بیٹی سب سے اوتم ہے یہ گہنا
میری بیٹی تو ہے جسم پتی ہے جان ۔۔۔ بنا جان کے جسم ناکارہ مٹی ڈہول سمان
مت کبھی سامنے اُن کے آنکھ اُٹھانا ۔۔۔ ہوں غصے بھی تو دل پر میل نہ لانا
میری بیٹی رہنا دکھ سکھ میں تم ساتھ ۔۔۔ کرنا تم بشرام وہیں پر جہاں یہ ہوں رگھوناتھ
ہوں دیور جیٹھ اور جتنی نند جٹھانی ۔۔۔ ان سب کا کرنا آدر میری سیانی
میری بیٹی گھر میں جتنے بال جوان ۔۔۔ میٹھے بول بولو بچن سبھی کو سمجھو ایک سمان
جو لونڈی باندی خدمتگار تمھاری ۔۔۔ ان کی بھی رکھنا خوب طرح دلداری
میری بیٹی ان سے ہووے کوئی قصور ۔۔۔ چھما کرو تم ایکا ایکی مت کرنا مجبور
جو پاس پڑوسن تم سے ملنے آوے ۔۔۔ نہ تیری شکایت کبھی زبان پہ لاوے
میری بیٹی کرنا اُن کا بھی ستکار ۔۔۔ اسی لئے یہ کہا استری ہے کل کا سنگار
مت کرنا ایسا کام اے میری بیٹی ۔۔۔ ہو جس سے سارے خاندان کی ہیٹی
میری بیٹی رکھنا ان باتوں کا دھیان ۔۔۔ اور کہوں کیا زیادہ تجھ کو تو خود بدھیمان
اے بیٹی اب تو آنسو مت بہاوے ۔۔۔ بس کر سیتا مت زیادہ مجھے رلاوے

۱؎ اسی سمے لچھمن جی کی شادی راجہ جنک کی چھوٹی لڑکی اُرملا سے ۔ اور بھرت و شترگھن کی شادی جنک کے بھائی کوشدھج کی کنیاؤں مانڈوی اور شرت کیرتی سے ہوگئی مگر ان واقعات کو غیر متعلقہ سمجھ کر بخوف طوالت نظر انداز کر دیا گیا (مصنف)

میری بیٹی لے اب میرا اشیرباد　　کبھی کبھی اپنی ماتا کو کرتی رہنا یاد

سیتاجی

گانا (لاؤنی بطرز ایضاً)

لے ماتا مجھ کو ابھی سے لگی بھلانے　　کیوں ایسی باتیں ابھی سے لگی سنانے
میری مات میں ہوں کیوں گھنٹوں کی مہمان　　سن سن تیری باتیں میرے نکسے جات پران
کیا اس گھر میں اب نا رہنے پاؤں گی　　میں چھوڑ تجھے نا کسی جگہ جاؤں گی
میری مات میرے سے ہو گیا کون قصور　　جو تم مجھ کو آنکھوں سے یوں لگی ہو کرنے دور
کیا تم نے مجھ کو اسی لئے پالا تھا　　اپنے کو سو سو بپتا میں ڈالا تھا
میری مات کرو تو تم اس دن کو یاد　　اے جننی کیا سیتا تیری نہیں رہی اولاد
جس پریم بھری بانی سے مجھے بلاتی　　بیٹی کہہ کر تم مجھ کو گلے لگاتی!
میری مات پیار سے لیتی تھی مکھ چوم　　لوگ دکھاوا کرتی تھی اب ہوا مجھے معلوم
اب مجھ کو گھر سے کرنے لگی روانہ　　میری نظروں میں ہوا اندھیر زمانہ
میری مات ساتھ نہ کوئی محرم کار　　پیدا ہوتے ہی تم نے کیوں نہ دیا مجھ کو مار
نہ ساتھ میرے اب کوئی سنگ سہیلی　　روتی دھوتی اس گھر سے چلی اکیلی!
میری مات کروں میں اب کس سے فریاد　　وہی بنے دشمن سیتا کے تھی جن کی اولاد
اے جننی سیتا ہو گئی آج بے گانی　　اس گھر سے میرا اٹھ گیا دانہ پانی
میری مات بھول گئی پچھلے سبھی آنند　　کر دو نہ مجھ کو دور نظر سے تمہیں میری سوگند
دیکھے ہے ساری دنیا کھڑی تماشہ　　نہیں کسی کو بھی تو آتا رحم ذرا سا
میری مات تجھے جب ترس نہ آیا مول　　اور کسی سے شکوہ میرا کرنا محض فضول
اچھا ماتا نہ کوئی زور ہمارا　　اب برتھا ہی ہے کرنا شور ہمارا
میری مات ہوئی میں جس دن ذرا اداس　　بھیجو گی جسونت سنگھ کو فوراً تیرے پاس

ناٹک

ماتاجی! کیا سیتا کا اب آپ کے ساتھ کوئی سمبندھ نہیں رہا۔ یا آپ کے گھر میں میرے رہنے کا کوئی پربندھ نہیں رہا۔ میں نے ایسا کونسا قصور کردیا۔ جو آپ نے مجھ کو اپنی آنکھوں سے دُور کردیا۔ ہائے ہائے آپ کا ایسا کٹھور آتما ہوگیا اور ایک دم ہی ساری محبت کا خاتمہ ہوگیا آجتک جو پیار آپ مجھ سے کرتی تھیں۔ اور میری محبت کا دم بھرتی تھیں۔ وہ ایک چھلاوا تھا اور محض لوگ دکھلاوہ تھا۔ ماتاجی کیا میں سچ مچ یقین کرلوں۔ کہ آپ کی محبت میرے ساتھ فرضی تھی۔ اور اس میں آپکی کوئی خود غرضی تھی۔ نہیں نہیں ایسا کہنا ہی مہاپاپ ہے۔ اور اس کے لئے مجھے سخت پشچاتاپ ہے اے زبان تو جل جا۔ جو میری ماتا کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کررہی ہے اے ناپاک روح تو نکل جا۔ جو اس قسم کا نکما خیال کررہی ہو۔ ماتاجی پرمیشور کے واسطے مجھ کو ہرگز اپنی آنکھوں سے دور نہ کیجیو۔ اور نہ کسی جگہ جانے کے لئے مجبور نہ کیجیو۔ آپ کا دیوگ میں ہرگز نہ سہہ سکونگی۔ اور بغیر آپ کے ایک دم بھی زندہ نہ رہ سکوں گی۔ اس غم و غصہ کی حالت میں اگر کوئی ایسا ویسا لفظ میرے مُنہ سے نکل گیا ہو تو اس کے لئے سخت شرمسار ہوں اور آپ کے چرنوں میں پڑکر معافی کی خواستگار ہوں۔

سیتا کی ماتا

گانا بحر طویل

میری بیٹی نہ زیادہ رُلا اب مجھے میری آنکھوں کا پانی ختم ہوگیا
تیرا سن کے رودن اے میری لاڈلی آج میرا کلیجہ بھسم ہوگیا

کیا کروں میری بیٹی میں لاچار ہوں ہر طرح سے میں تجھ سے شرمسار ہوں
ہوگئی آج تیری گنہگار ہوں ہائے تجھ کو بھی ایسا بھرم ہوگیا

میری بیٹی......

کس طرح چیر کر دل دکھاؤں تجھے | کس طرح حال اپنا جتاؤں تجھے
میری بیٹی میں نشچے دلاؤں تجھے | آج آرام مجھ پہ قسم ہو گیا

میری بیٹی..........

میری آنکھوں کا سیتا تو ہی نور ہے | کب جُدائی مجھے تیری منظور ہے
کیا کروں ساری دنیا کا دستور ہے | کیا میرے سے انوکھا ستم ہو گیا

میری بیٹی..........

آج گھر بار کھانے کو آتا ہے مجھے | بولنا نہ کسی کا سہانا ہے مجھے
آج کچھ بھی نہیں نظر آتا ہے مجھے | میری آنکھوں اندھیر ایک دم ہو گیا

میری بیٹی..........

دُکھ سکھ اپنا کسے اب سناؤں گی میں | بیٹی کہہ کر کسے اب بلاؤں گی میں
راز دل کا کسے اب بتاؤں گی میں | ایک ہاتھ آج میرا قلم ہو گیا

میری بیٹی..........

رکھ تسلی نہ زیادہ مجھے اب رُلا! | میں تجھے بہت جلدی ہی لوں گی بلا
دیکھ کر رنج و غم میں تجھے مبتلا | مجھے مشکل اُٹھانا قدم ہو گیا

میری بیٹی..........

ناٹک

بیٹی! بس کر۔ اب تو مجھ میں رونے کی بھی طاقت نہیں رہی۔ تیرا رودن سنکر میرا دل پگھلا جاتا ہے۔ اور کلیجہ سینے سے نکلا جاتا ہے۔ مگر کیا کروں۔ شاستروں کی آگیا اور دنیا کا دستور ہی جس کی وجہ سے تیری ماتا سخت مجبور ہے۔ ورنہ تیری جُدائی میرے لئے کیا کم عذاب ہے؟ دراصل تو میری ہی مٹی خراب ہے۔ کیونکہ تجھ کو تو کوشلیا جیسی سوشیل اور دھرماتما ساس مل جائے گی۔ اور تو اس کے ساتھ ایسی ہل جائے گی۔ کہ اُسی کی محبت

کا دم بھرے گی۔ اور مجھے بھولے سے بھی یاد نہ کرے گی۔ لیکن میں تجھ سی لایق بیٹی کہاں سے پاؤں گی اور کس سے اپنا دل بہلاؤں گی۔ میری اچھی بیٹی! ارونا تو میرے بتے پڑگیا جس کا سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ اچھا اپنی جان پر جبر کروں گی۔ اور جس طرح ہو گا صبر کروں گی۔

(سیتا) جنک کے گلے لگ کر

گانا (طرز طویل)

اے پتا جی تمھاری دلاری سُتا آج رو رو کے تم سے جُدا ہو رہی
آؤ مل لو لے میرے پیاری پتا آج سیتا یہاں سے وداع ہو رہی

اس جگہ چند گھنٹوں کی مہمان ہوں ہر طرف تکتی ہوں پریشان ہوں
پیش چلتی نہیں کوئی حیران ہوں آج قسمت کو اپنی کھڑی رو رہی

اے پتا جی............

آج سب نے ہی دل سے بسارا مجھے کوئی آتا نظر نہ سہارا مجھے
بے گناہ کس لئے آج مارا مجھے جان رو رو کے بیٹی تیری کھو رہی

اے پتا جی............

ہر طرح جس کی دلجوئی منظور تھی! تیری آنکھوں کا جو اے پتا نور تھی!
جو نظر سے نہ ہوتی کبھی دور تھی آج تم نہ اس کی ذرا موہ رہی!

اے پتا جی............

ہائے یہ گھر مجھے اب بے گانہ ہوا آب و دانہ یہاں سے روانہ ہوا
بیری جسونت سنگھ سب زمانہ ہوا میری قسمت نہ جانے کہاں سو رہی

اے پتا جی............

نائک

پتا جی! ہائے آپ نے بھی مجھ کو بسار دیا۔ اور ایک دم دل سے اتار دیا۔ ہائے

ہائے آج میں سب کی آنکھوں میں خار ہوگئی۔ اور تمام دنیا میری صورت سے بیزار ہوگئی افسوس جس گھر میں اتنے عرصہ تک پرورش پائی۔ آج اُس کو کس حسرت کے ساتھ چھوڑ رہی ہوں۔ اور اسی کی دیواروں سے اپنا سر پھوڑ رہی ہوں۔ آہ! آج میرے لئے ہر ایک بیگانہ ہوگیا۔ اور یہاں سے ہمیشہ کے لئے میرا آب ودانہ روانہ ہوگیا۔ پتا جی! کیا وہ آج کا ہی منحوس دن تھا جسکا ذکر آپ بار بار کرتے تھے۔ اور بڑی بے صبری سے انتظار کرتے تھے۔ اگر شبھ دن اسی کا نام ہے۔ تو میرا تو اسے دور ہی سے پرنام ہے کیا کروں دھرم مجھ کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ آپ کے برخلاف زبان کھولوں۔ یا منہ سے کچھ بولوں ورنہ جو کچھ اس وقت میرے ساتھ گذر رہی ہے۔ اُس کو نہ کیول میرا دل جانتا ہی بلکہ ایک کٹھور سے کٹھور ہردہ بھی اس بات کو مانتا ہے کہ یہ سلوک نہ صرف بعید از انصاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی سراسر خلاف ہی۔ لیکن زبردست کے لئے سب کچھ معاف ہے اچھا پتا جی! اگر پرمیشور کو اسی طرح منظور ہے تو اس میں کسی کا کیا قصور ہے۔

جنک

گانا (چھند)

بیٹی میری رکھ دھیرج مت دلگیر ہو دل میں ذرا
سیتا تیرے اس رودن سے جاتا میرا ہردہ پھٹا

دل جانتے دھیہ پران سی تیری یہ جاں نثار ہوں
سنسار کے بیوہار سے بیٹی مگر لاچار ہوں

اے میری نور نظر لخت جگر رووے مت
مجھ کو رُلاوے مفت اپنی جان تو کھووے مت

مت ہو نراس داس تجھ کو دیکھکر حیران ہوں
سنکر رودن بیٹی تیرا میں ہو رہا بیجان ہوں

کوشلیا تیری ماتا بیٹی بات اُس کی ماننا
دسرتھ تمھارے ہیں پتا تم جنک ان کو جاننا

تم ہر طرح مختار یہ گھر بار ہے کس کا بھلا
مت اس طرح گفتگو کرکے میری چھاتی جلا

مجھ کو ہی خود مشکل کہ میں دل کس طرح بہلاؤں گا
بیٹی تسلی رکھ تجھے میں جلدی ہی بلواؤں گا

ناٹک۔ سیتا! میں سچ کہتا ہوں کہ بھاری سے بھاری لڑائیوں میں جہاں لا انتہا خون

میری آنکھوں کے سامنے ہوگئے۔ اور ہزاروں یودھا میرے دیکھتے ہی بستر مرگ پر سو گئے۔ میرا دل کبھی نہ گھبرایا تھا اور نام ماتر میں بھی من پر نہ لایا تھا۔ لیکن تیرے رودن نے میرا کلیجہ ہلا دیا۔ اور سب استقلال خاک میں ملا دیا۔ دل خود بخود دھڑک رہا ہے۔ گویا باہر نکلنے کے لئے پھڑک رہا ہے۔ جگر پھٹا جاتا ہے۔ دم دمبدم گھٹا جاتا ہے حالانکہ میں بخوبی جانتا ہوں۔ اور اس بات کو مانتا ہوں۔ کہ بوقت روانگی لڑکیوں کے رونے دھونے کا اکثر عام قاعدہ ہے۔ جسکے لئے تیرا اسقدر رنج کرنا بیفائدہ ہے۔ مگر معلوم پرمیشور نے تیری زبان میں کیا جادو بھر دیا ہے کہ مجھ کو پاگل کر دیا ہے۔ سچ ہے باہر کی چوٹ تو بہت سہتے ہیں۔ مگر جگر کی لگی اسکو کہتے ہیں بیٹی! پرمیشور کے واسطے میرے حال پر رحم کر۔ نشچہ جان کہ تیرا رودن کلیجے میں ناسور ڈال رہا ہے۔ اور میرے خون کو بری طرح ابال رہا ہے جان نکلنے کو تیار ہے جسکا سنبھالنا تیرے اختیار ہے (گلے لگاکر) پتری! تسلی رکھ میں زیادہ دن نہیں لگاؤں گا۔ اور بہت جلد تجھے واپس بلاؤں گا۔

(سیتا سہیلیوں سے گلے لگ کر)

گانا (ٹوڈی تال دادرا)

بطرز (رکھتے کیتا دل جانیاں ڈیرا)

میری سیتو میں ہوئی پرائی ۔ میرا وس نہ چلدا کائی

ہے دور میتوں سارے چھڈ کے ۔ گل پچھدا نہ کوئی سد کے

مینوں کلی نوں پیلے کڈھ کے ۔ میرے بابلا تیری دوہائی

میری سیتو..........

ہوئی کملی میں سارے سنسار دی ۔ کوئی سنے نہ پئی پکار دی

نہیں خبر سی ایس ہو نہار دی ۔ نی میں چلی آں بابل جائی

میری سیتو..........

رونی رونی میں کملی ہوئی ۔ میری ڈولی نہ رکھدا کوئی

مینوں وینداں نہ بابل ڈھوئی   گل پچھداں نہ کوئی بھائی

میری سیتو............

ماتا پتا نے پھڑکے باہوں   مینوں کیتا ہی دور نگاہوں
چھڈ رونڈی نوں ٹر گئے راہوں   اج ساریاں مینوں بھلائی

میری سیتو............

چھڈ چلیاں ساری سہیلیاں   نال رہندیاں ہنسیاں کھیلیاں
سانبھ بابلا تیری حویلیاں   لیتھے رہن دی آس مکائی

میری سیتو............

میرے بابلا کیہڑے قصور تے   مینوں سٹ دتا اینی دور تے
اگ لگے نی ایس دستور تے   اک رات وی رہن نہ پائی

میری سیتو............

میری ہتیاں پیاریاں ماہول   نہیں دتا دلاسا بھراواں!
وانگ کونجاں دے کوکدی جاواں   کیہڑی کیتی ہی کھوٹی کمائی

میری سیتو............

جانجی چل پئے جنج سنگارکے   دیکھا مڑکے تے کوکاں مارکے
چپ ہوئی جسونت سنگھ ہار کے   ہور کائی نہ پار بسائی

میری سیتو............

ناٹک

پیاری سہیلیو! آج تمہاری سیتا کو مجبور کیا جاتا ہے۔ اور زبردستی تمہاری نظروں سے دور کیا جاتا ہے۔ افسوس سب کے سب اس بات پر اڑے ہیں اور مجھ کو روانہ کرنے کے لئے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ بس سسند ہے اب جدائی کی گھڑی ہے جو موت کی طرح میرے سر

سر پر کھڑی ہے اب مجھے ایسی جگہ جانا ہوگا جہاں اپنا ہوگا نہ بیگانہ ہوگا کسے اپنا دکھ سکھ سناؤنگی کس سے اپنا دل بہلاؤں گی۔ آہ آج تم نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اور میری طرف سے منہ موڑ لیا۔ جب ماں باپ کے نزدیک ہی میرا یہاں رہنا نہ مول ہے تو تمھارے پر تو میرا افسوس کرنا فضول ہے۔ ہائے کس طرح اپنے آپ کو سنبھالوں۔ اور کس کس کی یاد دل سے نکالوں آہ جنکے پسینے کے بدلے اپنا خون بہاتی تھی جن کو ذرا سا دکھی دیکھکر تمام رات نیند نہ آتی تھی۔ آج ان سب کے سامنے اپنی قسمت کو رو رہی ہوں اور اپنی جان کو کھو رہی ہوں مگر کیا مجال کہ کسی کا دل پگھلے۔ یا کسی کے منہ سے کوئی ہمدردی کا لفظ نکلے۔ بلکہ ہر ایک اس بات کا منتظر ہے کہ یہ کب یہاں سے ہلے تاکہ ہمیں اپنے اپنے گھروں کو جانا ملے۔ اچھا بہن رخصت الوداع جاؤ آرام کرو۔ اور اپنا کام کرو میرا کہا سنا معاف کرنا۔ نہ معلوم دوبارہ ملنا نصیب ہوگا یا نہیں۔

تمام سہیلیاں

گانا (راگنی سوہنی بطرز پنجابی)

کیہنوں خبر سی نی تیرے وچھڑن دی ساڈی ڈار چوں مرگ وچھوڑ لتا
بیٹھے سُتیاں نوں وچ آں ہی ساڈا کالجا وچوں مروڑ لتا!!
ایک پل سی سارے پینگھاں وا اوہی آن کے ظالمان نے توڑ لتا
پھوک رہ گیا نی ایس ہنڈری دا جھڑا رنگ سی وچوں نچوڑ لتا
نال جنہا دے ہسدی کھیڈدی سی آج اونہاں دلوں مکھ موڑ لتا
ساتوں چھڈکے گڈھ کے چند ساڈی نال کنہاں دے واسطہ جوڑ لتا
چھڈ ساری سہیلیاں روندیاں نوں تیں نے اپنا آپ سنگوڑ لتا
جیون کی ہے جسونت سنگھ لڑکیاں دا باہوں پھڑ یاتے اگے نوں تور لتا

نانک۔ پیاری بہن! لڑکیوں کا جیون درحقیقت ایک سپنے کی تلیہ ہے جس طرح منش

سپنے میں دھن دولت پاکر بڑا سکھی ہوتا ہے اور تھوڑی دیر میں اس سے زیادہ دکھی ہوتا ہے
کیونکہ چند منٹ پہلے خوب فارغ البالی جہاں آنکھ کھلی۔ وہی کنگالی کی کنگالی بیچارا ہاتھ
مل مل کے روتا ہے اور بر تھا اپنی جان کھوتا ہے۔ لڑکیوں کی زندگی بعین اسی مثل کی مانند
ہے اور ان کا آنند محض عارضی آنند ہے۔ یہ بیچاریاں ہر طرح ماں باپ کی خیر خواہی کا دم
بھرتی ہیں۔ اور اپنا سر وستیہ انپر نچھاور[1] کرتی ہیں اُن کی خوشی دیکھکر خوشی مناتی ہیں۔
جہاں ان کو ذرا رنجیدہ دیکھا تو پھول کی طرح کملا جاتی ہیں۔ تمام گھر کی دیکھ بھال کرتی
ہیں۔ اور ہر طرح کے نفع ونقصان کا پورا پورا خیال رکھتی ہیں ماں باپ کچھ عرصہ تو ان سے
محبت کا اظہار کرتے ہیں اور بڑی اچھی طرح پیار کرتے ہیں۔ مگر جب ہی پتہ لگتا ہے
کہ جب گھی کی مکھی کی طرح باہر نکالدیتے ہیں اور فوراً دوسروں کو سنبھال دیتے ہیں
چلتی دفعہ سر پر ہاتھ رکھکر کہدیتے ہیں کہ بیٹی اس میں میرا کیا قصور ہے کیونکہ کل زمانہ کا
ایسا ہی دستور ہے بس اتنا فرض پورا کیا۔ اور اپنے گھر کا رستہ لیا ادھر چلو چلو کی دھوم
ہے اُدھر جو اس بیچاری کے دل پر گذرتی ہے۔ اُسے ہی معلوم ہے۔ مگر قدرت نے
اُن کے منہ پر ایسی مہر لگائی کہ آج تک کوئی لڑکی بھی ماں باپ کی شکایت زبان پر
نہیں لائی ہے پیاری تیری جُدائی کا صدمہ ہمارے لئے موت سے کم نہیں سچ پوچھو
تو دم میں دم نہیں۔ آہ سیتا سی سہیلی ہم کو ملے گی۔ نہ ہماری طبیعت کھلے گی ہنسی خوشی
تو ہم سے اسی وقت وداع ہو گئی جب تم ہم سے جُدا ہو گئی۔ اچھا بہن بسوائے آنسو
بہانے کے ہمارے اور کیا اختیار ہے کیونکہ ہمارے سروں پر بھی یہ گھڑی سوار ہے یہ
سفر سب کو پیش آتا ہے اور باری باری سب نے اسی راستے جانا ہے۔ پھر ہمیں بولنے
کا کیا مجاز ہے۔ ہماری بکواس محض نقار خانہ میں طوطی کی آواز ہے۔ کبھی کبھی اپنی سوچنا
دیتی رہنا اور ہماری بھی خبر لیتی رہنا۔

پنڈت سیتانند (جنک سے مخاطب ہوکر) راجن! اب بہت دیر ہو رہی ہے ادھر

[1] سب کچھ[2] قربان

سیتا بھی آپ کو دیکھ دیکھ کر رو رہی ہے۔ اس لئے اب زیادہ دیر نہ لگائیے اور بارات کو آگے بڑھائیے۔

جنک (دسرتھ کے آگے ہاتھ جوڑ کر بھرائی آواز سے) مہاراج! سیتا بالکل نادان ہے اگر کوئی کام آپ کی خلاف شان کر بیٹھے۔ تو معاف فرمانا۔ اور کسی قسم کا خیال دل میں نہ لانا۔ آخر بچہ ہے۔ سمجھتے سمجھتے سمجھ جائے گی۔

دسرتھ (جنک کا ہاتھ پکڑ کر) سیتا کے متعلق آپ کسی قسم کا خیال نہ کریں اور دل پر کوئی ملال نہ کریں۔ جہاں رام دل کا سرور ہے۔ وہاں سیتا آنکھوں کا نور ہے سیتا پہلے اور رام پیچھے۔

سین ۳ جنگل

پرسرام سے مٹھ بھیڑ

ایک اجنبی (گرج کر) میرے گورو کا دھنش کس نے توڑا ہے۔ جلدی اسکو میرے سامنے لاؤ۔ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ ورنہ سب کو جان سے ماروں گا۔ اور ایک ایک کو موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ شاید پرسرام کو بھول گئے اور اسی لئے اتنے پھول گئے۔

تمام براتی (سہم کر) ارے یہ کمبخت کہاں سے آمرا۔

رامچندر جی (سامنے جاکر) مجھ سے یہ قصور ہوا ہے۔ اور میرے ہی ہاتھ سے وہ بوسیدہ دھنش چکنا چور ہوا ہے۔

پرسرام۔ کیا تمہیں موت کی پرواہ نہیں تھی۔ یا زندگی کی چاہ نہیں تھی؟

رامچندر جی۔ بیشک خطاوار ہوں۔ اور جو سزا دو۔ اس کا سزاوار ہوں۔

پرسرام (پرسا دکھا کر) اچھا ابھی بتاتا ہوں۔ اور اس حماقت کا مزا چکھاتا ہوں۔

لچھمن جی۔ اجی مہاراج! کیوں گیند کی طرح اچھل رہے ہو اور بلا بات میان سے نکل رہے ہو۔ وہ کمان بالکل گلی سڑی تھی۔ نہ معلوم کب سے بیکار پڑی تھی جس کے لئے

آپ اتنا تلملا رہے اور قینچی کی طرح زبان چلا رہے ہیں۔ کبھی پرسا سنبھالتے ہو۔ کبھی آنکھیں نکالتے ہو۔ اگر کچھ مطلب ہی تو بتا دیجئے ورنہ چپکے سے اپنی راہ لیجئے۔

پرسرام (جھنجھلا کر) او شوخ چشم گستاخ۔ کیوں چرچر کرتا ہے۔ شاید تو میرے قہر غضب سے نہیں ڈرتا ہے۔ کیوں مجھے ناحق غصہ دلا رہا ہے۔ اور اپنی موت کو بلا رہا ہے۔ بڑے بڑے بہادر میرے نام کی دوہائی دیتے ہیں۔ اور سامنے سے بھاگتے دکھائی دیتے ہیں تجھے معصوم جان کر ترس کھاتا ہوں۔ اس لئے ششتر نہیں چلاتا ہوں مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ آخر تیری جان میرے ہاتھ سے جائے گی۔

رامچندر جی

گانا

کیوں بچے سے ناحق لڑائی کرو — برہمن ہو کچھ تو سمائی کرو

پرسرام

یہ تم نہیں زہر کی بیل ہے — سمجھ رکھا اسنے مجھے کھیل ہے

رامچندر جی

کیا ہے گناہ میں گنہگار ہوں — سزا دو مجھے میں سزاوار ہوں

لچھمن جی

کیوں مکھ سے پڑھو اسقدر میان ہے — میں ہوں خوب واقف تیری شان ہے

پرسرام

یہ کرتا ہے خود موت کی جستجو — ذرا کر تو اس کو میرے روبرو

لچھمن جی

تو لچھمن بھی کوئی تماشہ نہیں — جو ڈالوگے منہ میں بتاشہ نہیں

پرسرام

ذرا ٹھہر تجھ کو بتاتا ہوں میں
مزہ سرکشی کا چکھاتا ہوں میں

لچھمن جی

یہ گیدڑ سی بھبکی دکھا اور کو
یہ پھیکے مزے ہیں چکھا اور کو

پرسرام

شرارت تیری صاف بتلا رہی
تیری موت سر پر ہے منڈلا رہی

رامچندر جی

مہاراج لچھمن تو نادان ہے
تمہیں بھی ہوا مفت خفقان ہے

پرسرام

وہ دیکھو مجھے دانت دکھلا رہا
شرارت سے اب بھی پیش آرہا

رامچندر جی

وہ کہنے سے میرے نرم ہو گیا
تمہیں اس پہ ناحق بھرم ہو گیا

ناٹک

پرسرام۔ خوب! اسی کا نام نرمی ہے۔ وہ مجھے باتوں باتوں میں اُڑا رہا ہے۔ اور میری نقلیں کر کے مجھے اور بھی چڑا رہا ہے۔

لچھمن جی۔ (رامچندر جی سے آنکھیں چرا کر) سامنے سے چلا جا۔ ورنہ (اپنا ہاتھ دانتوں میں دبا کر) کچے کو چبا جاؤں گا۔

پرسرام (رامچندر جی سے مخاطب ہو کر) تم اس کو میری آنکھوں کے سامنے سے دُور لیجاؤ ورنہ بُری دُرگت بناؤں گا۔

لچھمن جی۔ (مستغرق سخن ہو کر) تم اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں تمہیں خود ہی نظر نہ آؤں گا۔

پرسرام۔ تو بھی مجھے مت دکھائی دے۔ بلکہ بہتری اسی میں ہے کہ تیری آواز بھی مجھے نہ سُنائی دے۔

لچھمن جی۔ اس کا علاج تو بالکل آسان ہو۔ کانوں میں انگلیاں دے لو۔ بس تمہارے لئے چاروں طرف سے سنسان ہے ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند　　گر تو بینی لچھمن را بر من بخند

پرسرام۔ تو بڑا شریر ہے۔

لچھمن جی۔ آدمیوں کی طرح بات کر۔ ورنہ ادھر میرے ہاتھ میں بھی تیر ہے۔

پرسرام (کلہاڑا اٹھا کر) او بدزبان بیباک شیطان۔ ابھی دیکھتا ہوں تیرا تیر و کمان۔

رامچندر جی۔ مہاراج اسکی باتوں پہ نہ جائیے۔ ذرا غصے کو ضبط فرمائیے۔

لچھمن جی۔ بس بھائی صاحب اب برداشت کی حد ہو چکی۔ لچھمن کے کان ایسی باتیں سُننے کے عادی نہیں۔ آپ نے ناحق مہاراج مہاراج کہہ کر اس کا دماغ آسمان پر چڑھا دیا۔ اور آپ کی نرمی نے اس کا اس قدر حوصلہ بڑھا دیا۔ اب مجھ کو ضرور تلوار سنبھالنی پڑے گی۔ اور اس کی یہ ہوا دماغ سے نکالنی پڑے گی (پرسرام سے مخاطب ہوکر) آپ بڑی خوشی سے شستر سنبھال لیئے اور اپنے دل کے ارمان نکال لیئے۔

پرسرام

گانا (بحر طویل)

تیری باتو نسے ہوتا ہی ظاہر مجھے کہ تیری موت میں کچھ کسر ہی نہیں
کیوں اُچھلتا ہوا اتنا میرے سامنے میری طاقت کی تجکو خبر ہی نہیں
آج تک تو کوئی پرتھوی پر مجھے ایسا آیا بہادر نظر ہی نہیں
ایک دفعہ جو میرے سامنے آگیا ہو سکا وہ کبھی جانبر ہی نہیں

تیری باتوں سے ....

رحم کرتا ہوں بچہ سمجھ کر تجھے ہوا تیرے پہ مطلق اثر ہی نہیں
ہیں اسی وقت تک تیری خر مستیاں جب تلک میں اُٹھا تا تبر ہی نہیں

تیری باتوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جا چلا اسی میں تیری بہتری ورنہ گردن پہ ہوگا یہ سر ہی نہیں
جس گھڑی میں نے پرسا ہلا بھی دیا یہ رہے گی تیری کر و فر ہی نہیں

تیری باتوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں قضا کو بلاتا ارے چھوکرے ابھی لڑنے کی تیری عمر ہی نہیں
تیری پہلی خطا معاف کردی۔ مگر اب کرونگا کبھی درگذر ہی نہیں

تیری باتوں سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

پرسرام۔ ارے کمبخت۔ تیرے سر میں یہ کیا ہوا سمائی ہے معلوم ہوتا ہے کہ تیری موت ہی تجھ کو میرے سامنے لائی ہے بڑے بڑے شور بیر میری بہادری کا سکہ مانتے ہیں اور میری طاقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ بیشمار چھتری میرے ہاتھ سے مارے گئے اور موت کے گھاٹ اتارے گئے جو سامنے آیا وہ ہرگز زندہ نہ جانے پایا جب ایسے ایسے یودھا میرے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے۔ اور میرے سامنے گردن نہ ہلا سکے تو تیرے جیسے بچوں کچوں کی تو کیا بساط ہے۔ بلکہ یہ تو میرے لئے معمولی سی بات ہے ابھی ذرا سا پرسا ہلا دوں۔ تو تیرے جیسے ہزاروں کو زمین پر سلا دوں۔ مگر چونکہ تیرا کوئی قصور نہیں اسلیئے مجھے تیری جان لینا منظور نہیں۔ جس نے میرے گورو کا دھنش توڑا ہے اُسے ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔ بلکہ اس دھنش کی طرح اُسے بھی بیچ میں سے توڑ ڈونگا ہاں اگر تو اب بھی شرارت سے باز نہ آئیگا۔ تو تو بھی ہرگز زندہ نہ جانے پائے گا۔

گانا **لچھمن جی** (بحر طویل)

ایسی گیدڑ سی بھبکی دکھا اور کو تیری دبکی کا لچھمن کو ڈر ہی نہیں
لاکھ شیخی جتا لاکھ باتیں بنا خوف کا میرے دِل میں گذر ہی نہیں

اور ہوں گے جنہوں نے تیرے سامنے خوف کھایا اُٹھایا تھا سر ہی نہیں
تجھے بزدل ہی ملتے رہے آج تک کوئی آیا بہادر نظر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

چاہے کم عمر ہوں کم سن ہوں کمزور ہوں ایسی باتوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں
بھاگ جاں تیرے سامنے سے اگر تو میں دشرتھ پتا کا پسر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

آزماؤں نہ جب تک کہ طاقت تیری مجھے آئے گا ہرگز صبر ہی نہیں
آج یا تو نہیں او سیا میں نہیں ایک کی موت میں کچھ کسر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

میری موجودگی میں شری رام کو پہنچ سکتا کوئی بھی ضرر ہی نہیں
ایسی مُنہ سے نکالی اگر بات پھر تو سمجھ تیری باقی عمر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

چھوڑ دے اب زبانی جمع خرچ کو کس لئے تو اُٹھاتا تبر ہی نہیں
تو بہادر بنا پھر چاہے جسقدر مگر لچھمن کو مطلق فکر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

رام نرمی سے تجھ کو بہت کہہ رہے ہوا تجھ پہ ذرا بھی اثر ہی نہیں
سچ کہا تھا جسونت سنگھ بے شبہ تو ہے حیوان مطلق بشر ہی نہیں
ایسی گیدڑ سی............

ناٹک

یہ گیدڑ بھبکیاں کسی اور کو دکھاؤ۔ اور کسی بزدل کے سامنے اپنی شیخی جتاؤ۔ میرے آگے تمہاری شیخی نہ چلے گی۔ اور اس پانی میں تمہاری دال نہ گلے گی۔ در اصل آج تک تمہیں

کسی سے واسطہ نہیں پڑا۔ اور کوئی ایسا ہی بزدل ہوگا جو تمہارے سامنے نہیں ٹھہرا اسی
لئے تمہارا حوصلہ اتنا بڑھ گیا اور یہ معمولی سا دماغ آسمان پر چڑھ گیا ہے چو ما دیگرے نیست
کی ہوا سما گئی۔ اور آنکھوں میں حماقت کی چربی چھا گئی۔ اس پر بھائی صاحب کی نرمی
نے اور بھی کام بگاڑ دیا۔ اور فضول تعریف کرکے تمہیں پھاڑ دیا۔ ورنہ اگر پہلے ہی مناسب
برتاؤ کرتے۔ اور بھاؤ گیہ آدر بھاؤ کرتے تو آپ ساری چرب زبانی بھول جاتے اور آپکے
ہاتھ پاؤں اسیوقت بھول جاتے۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ آج آپکو اپنی طاقت آزمانے کا
موقع ملجائیگا۔ ادھر میرا بھی مدت کا ارمان نکل جائیگا۔ مگر پہلے وار کرنے سے لچھمن لاچار
ہے۔ اسلئے نہیں کہ تو برہمن کمار ہے۔ کیونکہ بلحاظ گُن کرم سبھاؤ تیرے برہمن ہونے سے
مجھے قطعی انکار ہے بلکہ اسلئے کہ تو ہمارے گورو بسوامتر جی کا قریبی رشتہ دار ہے۔

پرسرام۔ (دانت پیس کر) ارے او ہورت۔ مجسم شرارت کی مورت۔ اب تو اتنی زبان چلانے لگا
کہ میری عزت بھی خاک میں ملانے لگا۔ اور مجھے تو تو کہہ کر بلانے لگا۔ وہی بات ہوئی کہ ؎

رنج کی جب گفتگو ہونے لگی آپ سے تم۔ تم سے تو ہونے لگی

(پرسا اٹھاکر) خبردار۔ ہوشیار ہو جا۔ اور مرنیکے لئے تیار ہو جا۔ تیرے مرنے میں اب بالکل
کلام نہیں۔ اگر ایک ہی وار سے تیری ہڈیاں سرمہ نہ بنادوں تو میں بھی پرسرام نہیں۔

رامچندر جی۔ (دونوں کے درمیان بڑھ کر) جب آپ کو اس کے قصوروار ہونے سے
خود انکار ہے۔ تو اس سے آپ کی فضول تکرار ہے۔

پرسرام۔ میرے کیا اختیار ہے۔ یہ خود موت کا طلبگار ہے۔

رامچندر جی۔ لچھمن! تم انہیں نہ ستاؤ۔ ذرا ادھر آجاؤ (پرسرام سے مخاطب ہوکر) ذرا غصے
کو تھام لیجئے۔ اور میرے ساتھ کلام کیجئے۔

پرسرام۔ پہلے اس کو میری آنکھوں سے دُور کردو۔ اور فوراً یہاں سے کافور کردو۔

لچھمن جی (معترض سخن ہوکر) اس کا علاج تو میں پہلے بتا چکا ہوں۔

پرسرام۔ وہ دیکھو پھر بولتا ہے اور ناحق زہر میں زہر گھولتا ہے۔

رامچندرجی۔ (لچھمن جی کو ایک طرف ہٹا کر) اب یہ ہرگز نہیں بولیگا۔ کہئے کیا ارشاد ہے۔

پرسرام۔ کیا داشتو[1] میں یہ تمہارا ہی قصور ہے ؟

رامچندرجی۔ بیشک جو سزا آپ دیں۔ مجھے منظور ہے۔

پرسرام۔ مجھے سندیہہ ہے کہ تم نے وہ دھنش اُٹھایا ہے ؟

رامچندرجی۔ تو آپ نے میری طاقت کو کب آزمایا ہے ؟

پرسرام۔ (دھنش آگے کرکے) لیجئے اس دھنش کا چلہ چڑھا کر کمان کیجئے اور میرا اطمینان کیجئے

رامچندرجی۔ (چلہ کھینچکر اور تیر چڑھا کر) لیجئے مہاراج چڑھ گیا۔

پرسرام (سہم کر) بس اُتار لیجئے۔ میرا اطمینان ہو گیا۔

رامچندرجی۔ مگر میرا تو اطمینان نہیں ہوا۔

پرسرام۔ تمہارا اطمینان کیسا ؟

رامچندرجی۔ ہمارا اطمینان ایسا۔ کہ میرا تیر جب کمان پر چڑھ جاتا ہے تو بغیر کسی کی جان لئے واپس نہیں آتا ہے۔

پرسرام۔ تو یہ کس کی جان لیگا ؟

رامچندرجی۔ تمہاری لیگا اور کس کی ؟

پرسرام۔ (کانپ کر) نا مہاراج ایسا نہ کرنا میں مرجاؤں گا۔

رامچندرجی۔ یہ تیر تو آپ کو سہنا پڑیگا مگر گھبراؤ نہیں۔ دوسرا ہرگز نہیں چلاؤں گا۔

پرسرام۔ مگر دوسرے کی تو نوبت ہی نہیں آئے گی۔

رامچندرجی۔ کیا ایک ہی تیر میں جان نکل جائے گی۔ ؟

پرسرام۔ واہ جان نکلنے کی آپنے اچھی کہی۔ آدھی جان تو میری میں اب بھی نہیں ہے۔

لچھمن جی۔ (طنزاً) بس مشر جی ہو چکے۔ ذرا پہرسے کو اٹھاؤ اور کچھہ تو اپنی بہادری کے جوہر دکھاؤ ؟

[1] دراصل ... ۱۲

پرسرام (گڑگڑا کر) لچھمن جی۔ کسی طرح مجھے معافی دلاؤ۔ اور میری جان بچاؤ۔
لچھمن جی۔ تم تو اتنا اچھلتے تھے؟
پرسرام۔ بیوقوفی سے میری زبان سے ایسے الفاظ نکلتے تھے۔
لچھمن جی۔ (لاپرواہی سے) مجھے کیا کہتے ہو۔ میں تو تمہاری نظر سے دُور ہوں اسلئے کسی قسم کی سفارش کرنیسے مجبور ہوں۔ میرا جو کچھ بولنا ہے۔ وہ تمہارے نزدیک زہر میں دہر گھولنا ہے۔ رامچندر جی سے آپ کی بات ہے۔ اور اب معاملہ انہی کے ہاتھ ہے اسلئے میرا بیچ میں بولنا واہیات ہے (رامچندر جی کو چپکے سے اشارہ کرکے) اب دیکھئے کیا ہو چھوڑ دو تیر۔
پرسرام۔ (رامچندر جی سے ہاتھ جوڑکر) میں آپ کا بھکھاری ہوں مجھے جیون دان دیجئے اور مجھ پر اتنا احسان کیجئے۔
رامچندر جی۔ تم کو تو اپنی بات کی شرم نہیں۔ مگر پناہ میں آئے ہوئے دشمن پر وار کرنا چھتری کا دہرم نہیں۔ مگر اس شرط پر چھوڑتا ہوں کہ آیندہ کبھی ہتھیار نہ اُٹھانا اور کسی چھتری کے مقابلہ پر نہ آنا۔
پرسرام (خوش ہوکر) آپ کا حکم سویکار کرتا ہوں۔ اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ آیندہ کبھی شستر کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔ اور اسی جگہ سے بندھیاچل پربت کو چلا جاؤنگا۔ آج سے اپنی زندگی ایشور کی یاد میں گذارا کرونگا۔ اور سابقہ گناہوں کا کفارہ کروں گا۔
رامچندر جی۔ اچھا جایئے کرپاندھان!
پرسرام۔ (جلدی سے قدم اُٹھاکر) سکھی رہو جہان!
لچھمن جی (تمسخر سے) مشر جی! بھوجن پاکر جانا۔ ایسی کیا جلدی ہے۔ کبھی تو ہمارا بھوجن بھی پالیا کرو۔
رامچندر جی۔ (مسکراتے ہوئے لچھمن کا ہاتھ پکڑکر) کہیں تو اس چنچلتا کو چھپالیا کرو۔
پرسرام (بھاگتے ہوئے اشارہ کرکے) بس مہربانی رکھو۔ یہی غنیمت ہے کہ جان بچی ابھی

تو پہلی روٹی بھی نہیں پچی۔ اب بس آ گیا۔ تو ایسے پھلکے کھاؤنگا۔ کہ اپنی جان بھی دے جاؤنگا۔

(۴) ایودھیا میں واپسی

(رنواس)

ایک باندی (ہانپتی ہوئی) رانی جی بارات آ رہی ہے!

کوشلیا۔ کیوں فضول باتیں بنا رہی ہے؟

باندی۔ میں نے ابھی چھت پر سے دیکھا ہے۔ سامنے بڑی گرد چھا رہی ہے۔

کوشلیا۔ بس گرد کو دیکھ کر ہی قیاس کر لیا۔ اور یونہی بھاگ کر اپنا ستیاناس کر لیا۔

باندی۔ میرا قیاس بالکل درست ہے معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی تکان کی وجہ سے انکی رفتار کچھ سست ہے۔ ورنہ ہرگز اتنی دیر نہ لگاتے۔ اور اب تک تو کبھی کے شہر میں داخل ہو جاتے (جلدی سے) وہ دیکھئے نقارے کی آواز آئی۔

کوشلیا۔ بیشک تیرا قیاس بالکل ٹھیک ہے۔ اور یہ آواز تو بہت ہی نزدیک ہے۔ جا ذرا کیکئی اور سمترا کو بھی بلا لا۔ اور اپنے ساتھ ہی لوالا۔

باندی۔ جاتی ہوں اور ابھی (اشارہ کرکے) اے لو وہ آپ ہی آ رہی ہیں۔ اور خود بخود مسکرا رہی ہیں۔

رامچندر جی اور لچھمن (باری باری سب ماتاؤں کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی نمستے!

کوشلیا۔ (دونوں کو چھاتی سے لگا کر چر نجیو ہو میرے لال۔ میری آنکھوں کے تارے دل کے دلارے۔ میرے بڑھاپے کے سہارے۔ بیٹا! تمہارے انتظار میں تو آنکھیں بھی پک گئیں۔

سومترا۔ بیٹا! ذرا ادھر بھی آؤ۔ اور مجھے بھی اپنا چاند سا مکھڑا دکھاؤ؟

دونوں (ہاتھ جوڑ کر) ماتا جی آپ کے چرن سیوک حاضر ہیں۔

سومترا (ماتھا چوم کر) آ گئی میری پھلواری میرے گھر کی باغ و بہاری۔ ہیں تم پہ بلہاری

کیکئی۔ بس اب زیادہ پیار کو جانے دو۔ ذرا میری طرف بھی آنے دو۔ اور مجھے بھی اپنی پیاس بجھانے دو۔

دونوں (گود میں بیٹھ کر) ماتاجی! کہیئے چت تو پرسن ہے؟

کیکئی (بلائیں لیکر) میری آنکھوں کے نور۔ میرے دل کے سرور۔ میری قسمت کے ظہور۔ چشم بد دور۔ تمہیں دیکھ کر سب دُکھ بھول گئی ہے

تم چاروں کا گھر میرے جس دن ہوا ظہور
دُکھڑے میرے ہو گئے جنم جنم کے دُور

بیٹا! اگر کہیں جایا کرو۔ تو اتنی انتظار نہ دکھایا کرو۔

رامچندر۔ ہاں ماتاجی! کچھ اتفاق ہی ایسا ہو گیا جسکی وجہ سے اتنے دن لگ گئے پہلے تاڑکا سے چھیڑ چھاڑ ہو گئی۔ اس سے چھٹکارا ہوا تو ماریچ وغیرہ راکششوں سے یدھ چھڑ گیا۔ اُس کا فیصلہ ہوا۔ تو منی بسوامترجی آج کل کرتے رہے۔ چنانچہ تیار ہی تھے کہ مہاراجہ جنک کا سوئمبر کا ...... (شرم سے آنکھیں نیچی کرلیں)

سومترا (راجہ کے اشارے سے سر کو اوپر اُٹھاکر) ہاں بیٹا تو پھر سوئمبر کا منتر ان آگیا۔ پھر کیا ہوا۔ ذرا مفصل سُناؤ۔

رامچندر (جھککر) بس ماتاجی! پھر کچھ نہیں ہوا۔

سومترا (فرط انبساط سے گلے لگا کر اور ماتھا چوم کر) ارے میرے شرمانے والے میں تجھ پر صدقے جاؤں۔

دشرتھ۔ تم عجیب عقل کی مالک ہو۔ اپنے لاڈ پیار میں ہی مست ہو گئیں کسی نے اُس بچاری کی خبر بھی لی۔ اِن باتوں کے لئے بہتیرا وقت ہے۔ پہلے اُسکو نہیں سے اُتارو۔

کوشلیا۔ سوامی جی مجھے خود خیال ہے۔ اتنی دیر غفلت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ مجھے سامگری کا انتظار ہے۔ لیجئے وہ آگئی۔

ل سیتا۔

کوشلیا کا مع دوسری رانیوں کے سیتا کو پینس سے اُتارنے کے لئے جانا۔ اور ایشور کا دھنباد کرنا۔

گانا (دادرا بھیروی۔ بطرز تھیٹر)

ایشور تمھارا دھنباد بار بار ہے

آئے ہمارے پیارے دُلارے دوارے نقارے بجیں۔ تم دھنّیہ ہو تم دھنّیہ ہو

رَنج لاڈلوں کا آج جو دیکھا دیدار ہے

ایشور تمھارا دھنباد بار بار ہے

سارے ہی گھر میں۔ شہر میں۔ نگر میں۔ مبارک مبارک کی دہوم چھوٹی بڑی ساری کھڑی

ہر ایک کو بہو دیکھنے کا اِنتظار ہے

ایشور تمھارا دھنباد بار بار ہے

جنک کی دُلاری۔ ہماری پیاری۔ پدھاری ہمارے دوار۔ شُبھ کی گھڑی۔ کیسی چڑھی۔

میری خوشی کا آج نا کوئی شمار ہے

ایشور تمھارا دھنباد بار بار ہے

دینے بدھائی۔ لوگائی بھی آئی۔ منائی سبھی نے خوشی۔ دل کی کلی۔ سب کی کھلی۔

جسونت سنگھ بھی آج تو گاتا ملہار ہے

ایشور تمھارا دھنباد بار بار ہے

دسواں نظارہ

(۱) مہاراجہ دشرتھ کا دربار اور اپنے دلی منشاء کا اظہار

گانا (بطرز قوالی)

مجھے اب راج سے کرنا کنارہ ہی مناسب ہے
جو ہے ارشاد ویدوں کا وچارا ہی مناسب ہے

رہوں میں یاد ایشور میں بھی ویدونکی آگیا ہے
یہ باقی زندگی اب یوں گذارا ہی مناسب ہے

عمر کے چار حصّوں میں قدم چوتھے میں ہے میرا
مجھے اب ان جھمیلوں کو بسارا ہی مناسب ہے

گو چاروں جواں ہیں ہر طرح لائق وفائق ہیں
یہ سارا بوجھ انکے سر پہ ڈارا ہی مناسب ہے

مگر میری سمجھ میں رامچندر کو فضیلت ہے
یہ شاہی تاج انکے سر پہ دھارا ہی مناسب ہے

وہ چاروں میں بڑا ہے اسلئے بھی حق ہے اُس کا
جو ہو حقدار حق اُس کا نہ مارا ہی مناسب ہے

اور تو سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا ہوں میں
مگر یہ فرض بھی سر سے اتارا ہی مناسب ہے

کہو میرے وزیرو کیا تمہاری رائے ہے اس میں
تمہیں بھی تو زباں سے کچھ اُچارا ہی مناسب ہے

بلا لا رامچندر کو ذرا تو پاس اب میرے
وہاں جسونت سنگھ جانا تمہارا ہی مناسب ہے

ناٹک

اے حاضرین دربار! جس مطلب کے لئے یہ دربار منعقد فرمایا ہے۔ اور آپ لوگونکو خاص طور پر بلایا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کا اظہار کر دوں۔ اور اپنے دلی منشاء کو آشکارا کر دوں۔ میں اپنی عمر کا مفید سے مفید حصّہ رعایا کی فارغ البالی اور آپ لوگونکی خوشحالی میں خرچ کرتا رہا۔ اور ہر طرح سے آپ کی بہتری اور بہبودی کا دم بھرتا رہا۔ جو کچھ میں نے کیا اور کر رہا ہوں۔ وہ میرا فرض ہے نہ کہ کسی قسم کا احسان جتانے کی غرض ہے خیر یہ سب پرماتما کی مہربانی ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی فضول شیخی جتانی ہے +

آمدم بر سر مطلب

آپ دیکھتے ہیں کہ یہ میری اخیر اوستھا ہی۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہی کہ ویدوں اور شاستروں کی اسکے متعلق کیا ویوستھا ہے۔ لاکھ برس جئیں۔ آخر ایک دن مرنا ہے اور نس سندیہ اس دنیا سے کوچ کرنا ہے۔ خواہشات کو نہ کسی نے پورا کیا ہی نہ کریگا۔ اور نہیں ساتھ ہی لیکر مریگا۔ مگر میں ایسا کرتگھن نہیں ہوں۔ کہ اُس پرماتما کے اُپکاروں کو یاد نہ کروں اور صدق دل سے اُس کا دھنباد نہ کروں۔ مجھے اس دیالو کی دیا سے نہ صرف ہر قسم کی خواہشات سے ہی سنتوش ہوگیا۔ بلکہ میں اپنے تمام فرائض سے بھی سبکدوش ہوگیا۔ مگر ایک خواہش ہی۔ جسکو پورا کیا چاہتا ہوں۔ یعنی اب راج بھی اپنے ولیعہد کو دیا چاہتا ہوں بہتر ہی کہ وہ ہماری زندگی میں سب کام سنبھال لیں۔ اور ہم بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ بھال لیں۔ باقی رہی یہ بات کہ ولیعہد کس کو کیا جائے اور راج تلک کس کو دیا جائے۔ سو ہماری رائے میں رامچندر کو یوراج بنایا جائے اور یہ سورج بنسی تاج اسی کو پہنایا جائے۔ وہ چاروں میں ہر طرح لائق و ہوشیار بھی ہی۔ چونکہ عمر میں سب سے بڑا ہی اسلئے حقدار بھی ہی ہم نے اپنی رائے کا اظہار کردیا۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ اس معاملے میں پورا پورا انصاف ہو اس لئے اگر کسی کو میری رائے سے اختلاف ہو۔ تو وہ بلا خوف اعتراض کرے نہ اپنی ضمیر کا خون کرے۔ نہ ہمارا لحاظ کرے۔

حاضرین دربار

گانا (بطرز ایضاً)

مہاراج آپ کا ارشاد فرمانا مبارک ہے	بلا شک آپ کی تجویز شاہانہ مبارک ہے
کسے ہو اختلاف ایسا کیا انصاف ای راجن	طبیعت میں خیال ایسا بزرگانہ مبارک ہے
مہاراج آپ نے یہ انتخاب ایسا کیا اعلیٰ	ہمارے رام کا یوراج ہو جانا مبارک ہے
اگرچہ ہی یہ خواہش آپ ہی قائم رہیں دائم	سروں پر سایہ رعیت کے یہ پدرانہ مبارک ہے

مگر یہ بھی ضروری ہے انہیں بھی کچھ تجربہ ہو — دل اندر اس قسم کے بھاؤ کا آنا مبارک ہے
مقرر کیجئے تاریخ نشچے ایک دن کر کے — سر دربار ہی اعلان ہو جانا مبارک ہے
مبارک آپکو ہوں رام ایودھیا رام چندر کو — مگر جسونت سنگھ کو تو یہ تو تانہ مبارک ہے

ناٹک

مہاراج آپ کا خیال واقعی مبارک خیال ہے۔ اور آپکی تجویز بھی بنیظیر و بیمثال ہے آپنے جو انتخاب کیا ہے وہ بلاشک و شبہ لاجواب کیا ہے۔ تمام خیر خواہان تخت ایودھیا کا آپ کی رائے سے بالکل اتفاق ہے۔ اور یہ آپ کا حسن اخلاق ہے بلکہ ہم لوگونکی عزت افزائی ہے۔ جو مہاراج نے ہماری رائے بھی طلب فرمائی ہے۔ چنانچہ ہم سب یک زبان ہو کر اس امر کا اعتراف کرتے ہیں۔ کہ مہاراج اس معاملہ میں بالکل انصاف کرتے ہیں۔ یوں تو چاروں راجکماروں میں ہر ایک وصف میں ایک دوسرے سے اعلیٰ ہے۔ مگر شری رام چندر جی کو تو پرمیشور نے تمام خوبیوں کے سانچے میں ڈھالا ہے۔ رعایا کا پورا جان نثار ہے۔ راج نیتی کے ہر ایک کام سے اچھی طرح واقف کار ہے۔ جھوٹ کا دشمن اور سچائی کا طرفدار ہے دل کی صفائی اور ہاتھ کی فیاضی میں داتار ہے۔ گھوڑے کی سواری میں دیکھو تو پورا شہسوار ہے۔ میدان جنگ میں دشمن کا سر اور اس کی تلوار ہے۔ غرضیکہ ہر ایک پہلو سے پورا ہونہار ہے۔ علاوہ ازیں سب بھائیوں میں بڑا ہونے کی وجہ سے بھی حقدار ہے اسلیئے ہماری رائے میں تو یہ انتخاب نہایت موزوں ہے۔ آئندہ مہاراج کو اختیار ہے۔

دشرتھ۔ دیکھو ہماری ہاں میں ہاں نہ ملائی جائے۔ جس کو ذرا بھی اختلاف ہو۔ وہ فوراً اپنی آواز اٹھائے۔ رائے طلب کرنیکے یہ معنی نہیں۔ کہ جس طرف ہماری زبان ہلجائے آپکے منہ سے بھی بیساختہ ہاں جی ہاں جی نکلجائے۔ ہر ایک کو اپنی آزاد رائے کا استعمال کرنا چاہیئے۔ جہاں آپ نے رامچندر کے اوصاف کی تعریف کی ہے وہاں اس کے اوگنوں کو بھی (اگر کوئی ہوں) خیال کرنا چاہیئے وہی بات نہ ہو کہ اگر ہم دن کو رات

بتائیں۔ تو آپ لوگ بھی ہماری سُر میں سُر ملائیں۔ اور انگلیوں کے اشارے کر کے چاند اور ستارے دکھائیں۔ اس لئے آپ کو خوب سوچ سمجھ کر جواب دینا چاہیئے اور بغیر سوچے بچارے ہمارا کہنا نہیں لینا چاہیئے۔

حاضرین۔ مہاراج ہم نے اچھی طرح سوچ سمجھ کر جواب دیا ہے نہ کہ آپکا فضول وقت خراب کیا ہے۔ ہمارے خیال میں رامچندر کو ولیعہد بنائے جانے میں بالکل شک نہیں اور ان کی موجودگی میں کسی دوسرے کا مطلق حق نہیں۔ آپ جلدی کوئی تاریخ مقرر کیجئے اور بڑی خوشی سے رامچندر جی کو اپنے دست مبارک سے راج تلک دیجئے۔ لے لو شری رامچندر بھی عین موقع پر تشریف لے آئے ہیں۔

دشرتھ۔ بہت مبارک اس وقت ساری راج سبھا بھرپور ہے۔ اور اگر آپکو یہ انتخاب منظور ہے۔ تو کل راج تلک کی رسم ادا کیجاوے گی۔ اور ہر ایک کی نذر وغیرہ بھی اُسی وقت لیجائے گی۔

رامچندر (ہاتھ جوڑ کر) پتاجی! آپ کا سیوک بموجب ارشاد حاضر ہے۔

دشرتھ۔ بیٹا! راج سبھا کی سمتی[1] انوسار کل تم کو راج تلک دیا جائیگا اور ایودھیا کا راج تمہارے سپرد کیا جائیگا۔ یہ ایک امانت ہے۔ جو تمکو بطور ایک امین کے دیجاتی ہے اور نسلاً بعد نسلاً ہمارے خاندان میں اسی طرح چلی آتی ہے۔ مجھے نہ کیول[2] آشا بلکہ پورن بشواش[3] ہے کہ جب تم اپنے سر پر شاہی تاج رکھو گے۔ تو رگھوکل کی مرجاد لاج رکھو گے راج کو پاکر کسی قسم کا ابھمان کرنا اوچھے پن کی نشانی ہے بلکہ جو ہمیشہ ایک رس رہتا ہے وہی منش لاثانی ہے۔ مجھے زیادہ کہنے کی اسلئے ضرورت نہیں۔ کہ تم راج نیتی کے ہر ایک راز کو بخوبی جانتے ہو اور اپنا نیک و بد خود پہچانتے ہو۔ کل کام ایسی خوش اسلوبی سے کیا جائے کہ کسی شخص کو کسی طرح بھی انگشت نمائی کا موقع نہ دیا جائے۔

رامچندر۔ (سر جھکا کر) آپ کا فرمانا مجھے کسی طرح بھی خدائی حکم سے کم نہیں اور آپکی

[1] رائے کے مطابق [2] صرف [3] امید [3] یقین ۱۲

موجودگی میں مجھے کچھ بھی غم نہیں۔ پرماتما آپکو ہمارے سروں پر سلامت باکرامت تاقیامت رکھے۔
دشرتھ۔ اس وقت دربار برخاست کیا جاتا ہے۔ اور راج تلک کے لئے کل دس ۱۰ بجے کا ٹائم مقرر کیا جاتا ہے۔

(۲) رنگ میں بھنگ

منتھرا (کیکئی کی باندی کا نام) رانی جی! کیا بنا رہی ہو؟
کیکئی۔ منتھرا! آج تو خلاف معمول بہت دیر سے آئی۔ کیا راستے میں کوئی سہیلی مل گئی۔
منتھرا۔ (منہ بنا کر) اجی کیا بتاؤں۔ آج تو دھاتری نے ایک ایسی بات سنائی جسے سنکر میرے تو پاؤں تلے کی مٹی نکل گئی۔
کیکئی۔ ذرا ہمیں بھی سنا۔ وہ ایسی کیا بات سنائی۔
منتھرا۔ اجی کیا بات سنائی گئی بس ہماری تمہاری شامت آگئی۔
کیکئی۔ (سہم کر) اری کمبخت تیری جل جائے زبان۔ کہیں کچھ نشہ تو نہیں کھا گئی؟
منتھرا۔ میں نے تو نشہ وشہ کوئی نہیں کھایا۔ مگر آپکے یہ سب نشے ہرن ہوا چاہتے ہیں۔
کیکئی۔ آج تو عجیب قسم کی گفتگو کر رہی ہے۔ گویا اپنی موت کی جستجو کر رہی ہے جو بات ہے جلد بیان کر۔ اور مجھے ناحق نہ پریشان کر۔

منتھرا

گانا (چوبولہ)

رانی جی میں کیا کہوں بڑے غضب کی بات
جب سے میں نے یہ سنا تھر تھر کانپے گات
تھر تھر کانپے گات۔ بات کیا کہوں بہت کٹھنائی　　راج سہانے آج میٹھ من مانی بات بنائی
رام بنائے ولیعہد نا کسی نے زبان ہلائی!　　راج تلک کی راجہ نے کل کی تاریخ ٹھیرائی
غضب یہ ہوگیا۔ بات کری من مانی۔ بُری تقدیر ہماری

ملا رام کو راج بھرت کو ملی گئی تابعداری

ناٹک

رانی جی! آج مہاراج نے ایک عام دربار کیا۔ اور اپنی منشار کا یوں اظہار کیا کہ ہم رامچندر کو اپنا ولیعہد بنانا چاہتے ہیں۔ اور ان کے سر پر ہی یہ رگھو ونشی تاج پہنانا چاہتے ہیں۔ ان کے کہنے کی دیر تھی کہ سب وزیروں مشیروں نے بھی ہاں میں ہاں ملادی اور ہر ایک نے یہی صلاح دی۔ کہ رامچندر ہی سب میں لائق ہے۔ اور اسی کا حق سب پر فائق ہے۔ بھلا کسی کی کیا مجال تھی کہ مہاراج کے برخلاف آواز اٹھاتا۔ اور خواہ مخواہ اپنی جان آفت میں پھنساتا۔ جو کچھ ان کی طرف سے فرمان ہوا۔ وہی سب کے لئے پرمان ہوا۔ راج تلک کے لئے بھی ایسی جلدی۔ کہ چٹ روٹی اور پٹ دال رے بیٹا راج سنبھال یعنی کل دس بجے سب کام ہو جائیگا۔ اور چاروں طرف رام ہی رام ہو جائیگا آپ یا تو محلوں کے کوّے اُڑانا۔ یا کوشلیا کے پاؤں دبانا۔ ادھر بھرت بچارے کی قسمت پھوٹ گئی۔ اور ساری سکھ سمپتی اسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ یا تو تمام عمر رامچندر کی خدمتگذاری کریگا۔ یا کسی اور کی تابعداری کریگا۔ ہائے ہائے ایک بیٹا تو راج کرے اور ایک بیٹا دربدر مارا پھرے۔ سچ ہے دُنیا کی دورنگی اس کو کہتے ہیں۔

کیکئی

گانا (چوبولہ)

اسی بات پر ہو رہی تھی اتنی حیران — تو نے تو یونہی میرے کر دیئے خشک پران
کر دیئے خشک پران جان میں جان ذرا اب آئی — سوجھی تجھے شرارت کیا کچھ دکھیٔ موت دکھائی
تجھے یہ چاہیئے تھا کہ آکر دیتی مجھے بدھائی — نہ کہ اُلٹا مُردوں کی سی اپنی شکل بنائی
چنچل چنچل متواری۔ بڑی تو مورکھ ناری۔ کھڑی کیا شکل بنائے
باتوں باتوں میں ہی تو نے میرے ہوش اُڑائے

ناٹک

بس یہی بات تھی جسکے لئے اتنی دیر سے ست پٹا رہی تھی۔ اور یوں ہی ناک بھوں چڑھا رہی تھی۔ کمبخت تو نے تو اس قسم کے لفظ استعمال کئے۔ کہ یونہی میرے پران نکال لئے میں ڈر گئی۔ کہ پرمیشر خیر کرے۔ نہ معلوم ایسی کیا منحوس خبر سن آئی۔ مگر جب اصل بات سُنی تو ذرا جان میں جان آئی۔ ات تیرا ستیا ناس ہو جائے۔ آئے ہائے۔ ابتک دل دھڑک رہا ہے اور کلیجہ پھڑک رہا ہے۔ اری نالائق! تجھے تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ اچھلتی کودتی آتی۔ مجھے مبارکباد سناتی اور منہ مانگا انعام پاتی نہ کہ ایسی منحوس شکل بناتی اور ایسی زبان چلاتی کہ میری ابتک عقل ٹھکانے نہیں آئی۔ اگر رامچندر کو راج ملتا ہی تو تیرے گھر سے کیا نکلتا ہی رامچندر بڑا ہونہار ہے۔ اور کوشلیا سے بڑھ کر میرا فرمانبردار ہے۔

منتھرا

گانا

کل کو ہو جائے گا معلوم آج کی رات گذر جانے دے

رانی تو ہی بھولی بھالی اپنے سنگار پہ متوالی تو تو رہ گئی بالکل خالی

سو رہو باہیں سرہانے دے

کل کو ہو جائے گا ....

تیرا ہو رہا گھر برباد سو جھے تجھے مبارکباد روئے گی کر کر کے یاد

اب تو لاکھ مجھے طعنے دے

کل کو ہو جائے گا..........

بیشک تیرا دل ہے پاک اپنا سمجھ اسے تو لاکھ میری کٹوا دیجو ناک

تجھ کو پاس اگر آنے دے

کل کو ہو جائے گا..........

جب تک نہیں تھا کچھ اختیار تب تک تھا فرماں بردار جس دن ہو گیا خود مختار
تمہیں جو روٹی کھانے دے
کل کو ہو جائے گا..........

اُڑا نا تم محلوں سے کاگ پھوٹے اُدھر پھرتے کے بھاگ اب بھی اپنی ضد کو تیاگ
اس کو مت پر پھیلانے دے
کل کو ہو جائے گا..........

رانی نہیں بات یہ فرضی میری آہیں کیا خود غرضی اب بھی مان لے میری عرضی
اپنی ہٹھ دھرمی جانے دے
کل کو ہو جائے گا..........

اب بھی کرے کوئی علاج لیکن مت جانے دے راج کچھ ضد کریں اگر مہاراج
بیشک مریں تو مر جانے دے
کل کو ہو جائے گا..........

ناٹک

رانی جی۔ یوں تو آپ چاہیں جو کچھ کہیں۔ کیونکہ آپ زبردست ہیں۔ لیکن اگر سچ پوچھو تو اپنے بناؤ سنگار میں ہی مست ہیں۔ صرف اپنے جسم کی ہی دیکھ بھال ہے یا آیندہ زندگی کا بھی کچھ خیال ہے۔ بیشک اسوقت میرا کہنا آپ کے نزدیک بالکل لچر اور واہیات ہے۔ مگر اس میں آپ کا بھی قصور نہیں۔ کیونکہ "وناش کالے بپریت بدھی" ایک پرسدھ بات ہے یعنی جب کسی منش کے ناش ہونیکی گھڑی آتی ہے۔ تو اُس کی عقل خودبخود اُلٹی ہو جاتی ہے۔ بعینہ یہی آپ کا حال ہے۔ اور اس وقت آپ کا بالکل اُلٹا خیال ہے بھولی رانی آپ ہر ایک کا دِل اپنے جیسا جانتی ہو۔ اور اسی لئے تم رامچندر کو اپنا فرمانبردار مانتی ہو۔ مگر یہ تو سوچا ہوتا۔ کہ اس وقت تک اُسکے اختیار ہی کیا ہے جو

تم کو کچھ نقصان پہنچاتا۔ یا کسی طرح نیچا دکھاتا۔ ذرا آج کی رات گذر جانے دے۔ اور اس کو راج نظر آنے دے۔ پھر دیکھنا کہ کیسے گل کھلتے ہیں۔ اور کیا کیا نتیجے نکلتے ہیں۔ روؤگی پچھتاؤگی۔ اور اپنے ہاتھ ملتی رہ جاؤگی۔ جب پیٹ سے بھی فاقے مروگی۔ اُس وقت میری نصیحت یاد کروگی۔ جبوقت یہ سب آفتیں اپنی جان پر سہوگی۔ اُسوقت اپنی ہی زبان سے کہوگی۔ کہ منتھرا میری پوری خیر خواہ تھی۔ اور اس کی صلاح میرے لئے بالکل نیک صلاح تھی۔ مگر "پھر پچھتائے کیا بنے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت" ذرا سوچ تو سہی۔ کہ اگر بھرت راجہ بن گئے۔ تو میں کونسی رانی بن جاؤں گی۔ یا رامچندر کو راج ملنے سے پٹ رانی کہلاؤں گی۔ بندی تو ہر ایک کی خدمتگار ہے۔ جہاں جس کی خدمت کرونگی۔ وہیں اپنا پیٹ بھرلونگی۔ پھر بتاؤ کہ اس میں میری کونسی غرض ہے۔ مگر چونکہ تیرا نمک کھایا ہے۔ اس لئے تیری خیر خواہی میرا فرض ہے۔ تمام نشیب و فراز تم کو بتا دیا اسلئے اب بھی وقت ہے۔ اگر کچھ بنتا ہی بنالے۔ اور جس طرح ہوسکے مہاراج کو منالے ورنہ کل کو یہ نہ کہنا کہ میری تمام باندیاں نمک حرام نکلیں۔

کیکئی (دل ہی دل میں) اگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو منتھرا کا کہنا حرف بحرف ٹھیک ہے۔ اور وہ میری سچی غمخوار اور رفیق ہے۔ بیشک اگر رامچندر کو راج تلک مل گیا تو بھرت تو اجودھیا سے نکل گیا۔ یا تو دربدر پھرتا ہوا ہمارے کل کی بدنامی کرے گا۔ یا ساری عمر رام کی غلامی کریگا۔ اور یہ بھی عجب نہیں۔ کہ وہ بھرت کو ہمیشہ کے لئے گمنام کردے۔ اور ویسے ہی بچارے کا کام تمام کردے۔ مثل مشہور ہے کہ "سوکن جایا کس کو بھایا" اس کو تو بھرت کی زندگی ہی عار معلوم دیگی۔ اور اس کی موجودگی آنکھوں میں خار معلوم دیگی۔ ادھر کوشلیا میرے ساتھ کونسا اچھا سلوک کریگی۔ وہ فوراً ہی دوٹوک کرے گی سوکن تو خاوند کے راج میں بھی سو سو کواس بکتی ہے۔ حالانکہ وہ بھی برابر کا حق رکھتی ہے۔ سوکن سیاپا تو دنیا میں مشہور ہے۔ تو اس کو کب بھائیگی۔ وہ تو

تجھے یہاں سے نکالکر روٹی کھائیگی۔ بھلا ہو بچاری منتھرا کا اُسنے مجھے بتادیا۔ ورنہ تیرے برباد ہونے میں تو صرف گھنٹے رہ گئے تھے۔ اور تیری جان کو ساری عمر کے ٹنٹے رہ گئے تھے۔ اب تو ہرگز کسی کے دم میں نہ آؤنگی۔ چاہے ادہر کی دنیا اُدہر ہوجائے لیکن راج بھرت ہی کو دلواؤں گی۔ مگر ایک مشکل ہی۔ کہ مہاراج کو کس طرح سمجھاؤں اور کیا بہانہ بناؤں جو وہ میری بات ماننے پر مجبور ہوں۔ اور رامچندر اُنکی آنکھوں سے دُور ہوں (کچھ سوچکر) ہاں یہی ٹھیک ہی۔ منتھرا سے پوچھتی ہوں۔ وہی کوئی تدبیر بتائیگی۔ اور میرا کام بنائے گی۔ کیونکہ وہی میری ہمراز ہی۔ اور ویسے بھی پوری زمانہ ساز ہے۔

کیکئی

گانا

باندی بتا کوئی تدبیر اب میں کیسے تین[1] بتاؤں

مجھ کو نہیں تھا بالکل خیال بیشک ہوجاتی پائمال تو نے کردیا نمک حلال

تیرا نہیں احسان بھلاؤں

باندی بتا کوئی تدبیر..........

گر تو نہیں کراتی یاد میں تو ہوجاتی برباد تیری ہمدردی کی داد

دیتی ہوں سدا گن گاؤں

باندی بتا کوئی تدبیر..........

ہوتی ساری عمر خراب ہوگیا تھا برباد شباب کیا کیا سہتی کشٹ عذاب

اب بھی سنبھلی شکر مناؤں

باندی بتا کوئی تدبیر..........

یہ بھی خیر ہوئی اے پیاری ہوگئی خبر وقت پہ ساری تم نے خوب کری ہوشیاری

لے یہ ہار تجھے پہناؤں باندی بتا کوئی تدبیر..........

[1] المعروف جتن

لیکن اتنا اور بتا دے کرنا بہانہ کچھہ سکھلا دے ایسی کوئی نیک صلاح دے
جس سے کامیاب ہو جاؤں
باندی بتا کوئی تدبیر.........

گر یہ بن گیا میرا کام تم کو دوں گی خوب انعام بیٹھی پلنگ پہ کر آرام
تم سے کچھ نہ کام کراؤں
باندی بتا کوئی تدبیر.........

میری سچی جان نثار جس دن ہوا بھرت مختیار سب کی کروں تجھی سردار
بھرت کے سر کی سوگند کھاؤں
باندی بتا کوئی تدبیر.........

منتھرا

گانا (بطرز ایضاً)

اس کا فکر کرو نہ مول + ایسی جگتی بتلا دونگی

جب تک زندہ تابعدار تم کیوں فکر کرو سرکار تم پر کر دوں جان نثار
ایسے پھندے پھیلا دوں گی
اس کا فکر کرو نہ.........

رہتا کام یہی دن رات یہ تو معمولی سی بات دیکھ اب بندی کی بھی ہاتھ
سب کچھ کرنا سکھلا دوں گی
اس کا فکر کرو نہ.........

ایسا آ گیا یاد بہانہ کچھ بھی پڑے نہ زور لگانا جو کچھ کہوں سو کرتی جانا
بلکہ کر کے دکھلا دوں گی
اس کا فکر کرو نہ.........

ے اب ادہر کو کرے دہیان سُن ے بات کھولکر کان کرے بس اتنا سامان

باقی میں خود جتلا دوں گی

اس کا فکر کرو نہ ....

راجہ دیکھ تیرا یہ حال مجھ سے پوچھیں گے تتکال پھر میں لونگی آپ سنبھال

باتوں میں ہی پھسلا دوں گی

اس کا فکر کرو نہ ....

ناٹک

رانی جی میری موجودگی میں آپ کو فکر ہی کیا ہے۔ اور ایسی باتوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پرمیشر نہ کرے۔ اگر کوئی بھاری معاملہ آپڑے تو منٹوں میں سُلجھا دوں اور اگر کسی بات کو بگاڑنا چاہوں۔ تو دو باتوں میں ہی اُلجھا دوں۔ جب میرے سر پر آپ کا ہاتھ ہے۔ پھر تو ساری خدائی میرے ساتھ ہے۔ ے اب ترکیب بتاتی ہوں ذرا ادھر کو دہیان کر۔ اور میری طرف کان کر (چپکے سے کان میں کہہ کر) بس اتنا کام کرو۔ باقی میں خود سنبھال لوں گی۔

کیکئی۔ واہ۔ واہ۔ خوب بتایا۔ اور عین وقت پر یاد کرایا۔ دیکھ اب تریا چرتر دکھاتی ہوں۔ اور ہتھیلی پر سرسوں جماتی ہوں۔

(۳) کیکئی کا محل

مہاراجہ دشرتھ۔ (حیران ہوکر) ہیں ہیں یہ کیا معاملہ ہے کہ آج بجائے جشن کے رنج و غم کے آثار ہویدا ہو رہے ہیں۔ تمام کام اُلٹے اور بے قاعدہ ہو رہے ہیں پیاری کیوں اس طرح فرش زمین ہو رہی ہو۔ جاگتی ہو یا سو رہی ہو؟

کیکئی۔ نہ جاگتی ہوں نہ سو رہی ہوں۔ بلکہ اپنی قسمت کو رو رہی ہوں۔

دشرتھ۔ پیاری ذرا آنکھیں کھولو۔ کچھ منہ سے بولو۔ کس نے ستایا۔ کس نے دکھایا

کوئی بات تو بتاؤ۔ کچھ حال تو سناؤ۔ کچھ طبیعت ہی ناساز ہو گئی۔ یا ہم سے ہی ناراض ہو گئی۔

کیکئی۔ چپ۔

دشرتھ (شانہ ہلاکر) ذرا بتا تو سہی۔ کس بات سے مجھ سے رنجیدہ ہو گئیں۔ اور کیوں اس قدر دل کشیدہ ہو گئیں۔

کیکئی۔ چپ۔

دشرتھ۔ منتھرا تمہیں کچھ حال معلوم ہے۔ کہ آج رانی کیوں اسقدر مغموم ہے سچ سچ بتا کہ کیا اسرار ہے۔ ورنہ سمجھ لے کہ تیری گردن ہے اور میری تلوار ہے۔

منتھرا۔ مہاراج آج صبح سے ان کا یہی حال ہے نہ معلوم طبیعت پر کیا ملال ہے میں نے ہر چند سمجھایا۔ اور اپنا سارا زور لگایا۔ مگر کیا مجال کہ منہ سے بولی ہو۔ یا ذرا آنکھ بھی کھولی ہو۔ صرف ایک دفعہ سرد آہ بھر کر اتنا کہا تھا۔ کہ میری قسمت پھوٹ گئی نہ معلوم ایسی کیا بات ہے۔ جسے بتانے سے گریز کرتی ہیں۔ اور کیوں اسقدر پرہیز کرتی ہیں۔ جب آپ کے بلائے نہیں بولتی تو میری کیا طاقت ہے جو زیادہ منہ سے کھولتی۔ زیادہ زبان چلاتی۔ تو کوڑوں سے اپنی کھال اترواتی۔

مہاراجہ دشرتھ

گانا۔ (بطرز قوالی)

یہ کیا کارن کہ محلوں میں بچھا ہے فرش ماتم کا
میری پیاری بتاؤ تو ہے کیا باعث تیرے غم کا

پڑی منہ لپیٹے لے رہی ہو سانس کیوں ٹھنڈی
پتہ لگتا نہیں مجھکو تیرے اس چشم پرنم کا

تیری حالت دگرگوں دیکھکر ہوں میں تعجب میں
بتا جلدی نہیں تو ہوں مسافر ایک دو دم کا

ستایا جس کسی نے نام اس کا تو بتا مجھ کو
میرا خنجر بتا تو آج کس کمبخت پر چمکا

کسی نے بات کوئی نامناسب ہو کہی تمکو
کروں تن سے جدا سر آج ہی میں ایسے ظالم کا

اشارہ تم کرو مجھ کو بشر تو چیز ہی کیا ہے
ابھی جسونت سنگھ تختہ پلٹ دوں کل عالم کا

کیکئی

گانا (بطرز ایضاً)

گئی ہی پھوٹ قسمت آج مجھ کرمونکی ماری کی — بتاؤں کیا وجہ تم کو میں اپنی بیقراری کی
خود ہی برباد کرتے ہو مجھے پھر پوچھتے آکر — بتاؤ کیا وجہ ہے اس تمہاری آہ وزاری کی
چھپائی بغل میں چھریاں قتل کرتے ہو دہو کے سے — میں ساری سمجھ بیٹھی ہوں جو تم نے ہوشیاری کی
یہی اُمید تھی تم سے یونہی برباد کرنا تھا — ملی ہی داد مجھ کو خوب ہی خدمتگذاری کی
بلا سے آپکی چاہے مروں جیوں چاہے اُجڑوں — مگر سننے لگے کیوں آپ مجھ دکھیا بچاری کی
میری قسمت میں تو یونہی لکھا برباد ہونا تھا — ہوئی ہی دیر جاؤ لو خبر اپنی پیاری کی
پھلو پھولو ہنسو کھیلو مبارک ہوں جشن تم کو — مگر جسونت سنگھ میں نے عدم کی بس تیاری کی

مہاراجہ دشرتھ

گانا (بطرز:۔ ہائے سیاں پڑوں میں تورے پیاں)

میری پیاری یہ کیوں ہے آہ وزاری بتاری مجھے تو ذرا

بولو بولو تو منہ سے اے پیاری — کاہے کرتی ہو تم آہ وزاری

زاری میری پیاری + یہ کیوں ہی بیقراری
میں واری بلہاری + اب ساری بتلاری
پیاری یہ کیوں ہے ....

سچی بتلادے مجھ کو کیسی دشا ہے یہ ہورہا حال بے حال

ایسا کیا ہوا آزار + جو ہو جینے سے بیزار
کیا آزار۔ کر اظہار + میں ہر بار۔ ہوں بلہار
پیاری یہ کیوں ہے .. ..

کیکئی

گانا (بطرز ایضاً)

اجی جاؤ میرے کو نہ ستاؤ بناؤ نہ باتیں جی

جاؤ جاؤ تم جیتے میں تو ہاری جو کہ کرنی تھی کرلی آج ساری

اُجاڑی پھلواڑی + کٹاری سینے ماری

بن جوگن۔ پھرن بن۔ کرہر من پالوں تن

اجی جاؤ..........

کرموں کی ماری میں تو رودن کروں ہوں جی۔ کاہے دُکھ پاؤ بھلا آپ

کاہے کرتے ہو تکرار + بنکر آئے ہو غمخوار

اجی جاؤ۔ نہ ستاؤ۔ ہٹ جاؤ کیوں جلاؤ

اجی جاؤ..........

دشرتھ

گانا (بطرز:۔ توری چھل بل ہے نیاری)

تیری باتیں ہیں نرالی مجھے گھایل کرنیوالی۔ کیسی صورت بنالی مورکھ نادان

آؤ آؤ پیاری جان۔ میرا یہ کہا مان۔ کرتی ہو ناحق مجھے کیوں حیران

دیکھ تیرا یہ حال۔ ہوا جاتا نڈھال۔ کرو کچھ تو خیال

اری سن سن سن۔ سن سن سن۔ سن سن سن

تیری باتیں ہیں نرالی..........

کیکئی

گانا (بطرز ایضاً)

ہاتھ جوڑوں پیا۔ نہ جلاؤ جیا۔ میرا کانپے ہیا۔ نہ ستاؤ جان

جاؤ جاؤ مہربان۔ ناحق کیوں کھائی جان۔ پیچھا بھی چھوڑو۔ کرکے ویران

خوب ملی ہے داد۔ سدا رکھونگی یاد۔ ایسا کیا برباد

اجی بس بس بس بس بس بس بس بس بس بس
ہاتھ جوڑوں پیا

دشرتھ

گانا (بحر طویل)

کیا مصیبت پڑی تم پہ اے پریہ جی حال کیا ہے مجھے کچھ سُنا تو سہی
میں سرہانے کھڑا ہوں بڑی دیر سے ذرا گردن کو اُوپر اُٹھا تو سہی
میری پیاری تمھاری دشا کیا ہوئی ہوش اپنے ٹھکانے پہ لا تو سہی
چھوڑ کر عرش کو کیوں پڑی فرش پہ پاس میرے اے پیاری تو آ تو سہی
کیا مصیبت پڑی ....
کیا ستایا دکھایا کسی نے تجھے نام اُس کا مجھے بھی بتا تو سہی
کروں ٹکڑے ابھی چین آئے جبھی تُو زبان کو ذرا سا ہلا تو سہی
کیا مصیبت پڑی ....
ہو گیا آن کی آن میں مرض کیا نبض اپنی مجھے تُو دکھا تو سہی
آ اُٹھاؤں پلنگ پر بٹھاؤں تمہیں ہاتھ اپنا اِدھر کو بڑھا تو سہی
کیا مصیبت پڑی ....
ہو گئی مجھ سے ناراض کیوں اسقدر ذرا منہ پر سے آنچل ہٹا تو سہی
جو کہو سو کروں تیری بپتا ہروں بات کو پر ٹھکانے لگا تو سہی
کیا مصیبت پڑی ....
روگ ہو تو بلاؤں ابھی وید کو کوئی نسخہ مجھے بھی دلا تو سہی
بھیج دیتا ہوں جسونت سنگھ کو ابھی ٹک طبیعت کو اپنی ٹکا تو سہی
کیا مصیبت پڑی ....

کیکئی

گانا (بحر طویل)

مجھ نصیبوں جلی کی نہ پوچھو بتھا جاؤ آنند اپنا منا ؤ بلم
ناجیوں نا مروں یونہی آہیں بھروں دوش کس پہ دھروں میرے پھوٹے کرم
کردیا مجھ کو برباد بس آپ نے میرے جینے کا نہ کچھ رہا ہے دہرم
آج رانی سے باندی ہوئی کیکئی کون پوچھے بھلا میرے دل کا مرم
مجھ نصیبوں جلی..........

دے دیا رام کو راج آج آپ نے بھرت کو کردیا مینوا ایک دم
کیا نہیں بھرت بیٹا رہا آپ کا ایسا کرتے ہوئے بھی نہ آئی شرم
مجھ نصیبوں جلی..........

میری موجودگی میں میرے بھرت کا کردیا بے خطا آپ نے سر قلم
وہ بھی آخر کسی کا ہے لختِ جگر ہائے ایسا ظلم ہائے ایسا ظلم
مجھ نصیبوں جلی..........

وہ بچن دونوں پورے کرو اب میرے آپ نے جو کہ کھائی ہوئی ہو قسم
رام چودہ برس سیر بن کی کرے بھرت کو راج کی ہو مبارک رسم
مجھ نصیبوں جلی..........

جو نہیں ہے یہ منظور بات آپ کو صاف کہدو نہ رکھو ذرا بھی بھرم
فیصلہ ہو ہمارا تمہارا ابھی یا ادہر ہو قدم یا ادہر ہو قدم
مجھ نصیبوں جلی..........

بھرت مارا پھرے دربدر اس طرح رام چندر بنے راج کا منتظم
کس طرح سے یہ دیکھوں میں جسونت سنگھ ہا ستم ہا ستم ہا ستم ہا ستم

دشرتھ

گانا (بحر طویل)

ہوش سے بات کر آج تیری عقل مجھے آتی ٹھکانے نظر ہی نہیں
تیرا بالکل دماغ آج قائم نہیں تجھے اپنے بدن کی خبر ہی نہیں
تجھے ناحق ہی ایسا بھرم ہوگیا رام چندر کیا تیرا پسر ہی نہیں
تیری اُلٹی سمجھ آج کیوں ہوگئی میرے کہنے کا ہوتا اثر ہی نہیں
ہوش سے بات کر..................

تو نے خود ہی میرے سے کہا بارہا رام کی لائقی میں کسر ہی نہیں
وہ میری سب سے زیادہ اطاعت کرے اور کوشلیا کی اسکو خبر ہی نہیں
ہوش سے بات کر..................

آج کس منہ سے کہتی ہو ایسے بچن تیرے دلمیں دیا کا گذر ہی نہیں
بیگناہ رامچندر کو بن باس ہو تجھے پرلوک کا بھی تو ڈر ہی نہیں
ہوش سے بات کر..................

اس بڑھاپے میں مجھ کو نہ یہ دُکھ دکھا کشٹ سہنے کی میری عمر ہی نہیں
اور جو کچھ کہو سو خوشی سے کروں ہوگا مجھ کو ذرا بھی عذر ہی نہیں
ہوش سے بات کر..................

چھوڑ ضد کو نہ برباد کر ونش کو ایسی باتوں کا کر تو ذکر ہی نہیں
یہی غم ہے کہ کل نشٹ ہو جائیگا اور جسونت سنگھ کچھ فکر ہی نہیں
ہوش سے بات کر..................

کیکئی

گانا (بحر طویل)

میں تو پاگل دیوانی سودائی سہی ایسی باتوں کا تو کچھ ذکر ہی نہیں
کیوں ستاتے ہو پھر تم مجھے بے وجہ کچھ تمہیں تو پہنچایا ضرر ہی نہیں
جاؤ جاؤ ستاؤ نہ ناحق ہمیں کچھ ہمارا کسی پہ جبر ہی نہیں
یا کہ رونے کی بھی ہے مناہی ہمیں اور تو کوئی چھوڑی کسر ہی نہیں
میں تو پاگل ....

ہائے ہائے نہ اتنا ظلم تو کرو تمہیں پرماتما کا بھی ڈر ہی نہیں
جو زبردست ہی چاہے جو کچھ کرے ہم غریبوں کا تو کچھ عذر ہی نہیں
میں تو پاگل ....

جان دینے کو تیار بیٹھی ہوں میں موت کا مجھی بالکل خطر ہی نہیں
بات جب تک کہ پوری نہ ہوگی میری مجھی آئیگا ہرگز صبر ہی نہیں
میں تو پاگل ....

تم بہانے بناؤ چاہے جسقدر ہوگا میرے پہ ان کا اثر ہی نہیں
آج یا تو میری بات پوری ہوئی ورنہ گردن پہ ہوگا یہ سر ہی نہیں
میں تو پاگل ....

دشرتھ

گانا (کافی بھیرویں تال چھپٹ)

بطرز:- مجھے دھرم ویدسے اے پتا سدا اس طرح کا پیار ہے

اری بیوفا مجھے سچ بتا تجھے رام سے کیا بیر ہے
کیا بھرت بیٹا بہت ہے اور رامچندر غیر ہے

جہاں رام دل کا سرور ہے وہاں بھرت آنکھ کا نور ہے
ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ وہ مستحق بالغیر ہے

اری بیوفا............

مجھے دونوں ایک سمان ہیں   دشرتھ کے دونوں پران ہیں
میں جسم ہوں وہ جان ہیں   نہیں چین ان کے بغیر ہے

اری بیوفا............

کیوں غم کے آنسو بہا رہی   کیوں مُفت جی کو جلا رہی
کیوں ایسی باتیں بنا رہی   کوئی سر نہ جس کا پیر ہے

اری بیوفا............

دے کر دغا مت پران لے   میری اس طرح مت جان لے
ہٹھ چھوڑ کہنا مان لے   اسمیں ہی سب کی خیر ہے

اری بیوفا............

کُل نشٹ سب ہو جائیگا   کیا ہاتھ تیرے آئے گا؟
تجھے خود نہ جینا بھائے گا   کیوں کھا رہی خود زہر ہے

اری بیوفا............

ناٹک

پیاری! ذرا عقل سے بات کر۔ آج تیرے دلمیں یہ کیا وہم سما گیا۔ جو بیٹھے بٹھائے اس قسم کا نکما خیال طبیعت میں آگیا۔ ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو۔ اور ایسی واہیات باتیں مُنہ سے نہ نکالو۔ میرے لئے دونوں آنکھیں برابر ہیں۔ نہ رامچندر کوئی غیر ہے نہ بھرت سے کچھ بیر ہے۔ اور نہ ہی اپنی مرضی سے میں نے یہ کام کیا ہے۔ بلکہ تمام رشیوں اور راج سبھا کے کرمچاریوں نے یہ مشورہ دیا ہے نہ کسی نے کسی قسم کا انکار کیا۔ بلکہ ہر ایک نے اس انتخاب پر خوشی کا اظہار کیا۔ شاید تجھ کو یہ وہم ہو گیا ہے۔ کہ رامچندر کو راج ملنے سے کوشلیا کی عزت بڑھ جائے گی۔ اور ہر طرح اسی کی بازی چڑھ جائے گی وہ

اپنی ماں ہی کو چاہے گا۔ اور مجھے کچھ نقصان پہنچائیگا۔ مگر یہ تیرا خیال محض بودا خیال ہے اور رامچندر سے ایسی اُمید رکھنا بالکل محال ہے۔ وہ کوشلیا کی نسبت تیرا زیادہ فرمانبردار ہے اور جہاں تمہارا پسینہ گرے وہاں اپنا خون بہانے کو تیار ہے۔ ایک تمہارے پر ہی کیا انحصار ہے۔ بلکہ وہ تو سب کا یکساں خدمتگار ہے۔ علاوہ ازیں جسکے لئے تم اتنی کوشش کر رہی ہو۔ اور خواہ مخواہ ٹھنڈے سانس بھر رہی ہو۔ وہ خود تمہارے گلے کا ہار ہوگا اور تیری صورت سے بیزار ہوگا۔ بھرت کو چاہے کوئی لاکھ مجبور کرے مگر ممکن نہیں کہ وہ رامچندر کی موجودگی میں کسی حالت میں بھی راج منظور کرے۔ اور پھر ایسے طریقے پر جیسے کہ تم دلانا چاہتی ہو۔ اور ہمیشہ کے لئے اُسکے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگانا چاہتی ہو تمہاری اس ضد کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ تمام کُل ناش ہو جائے گا۔ اِدہر رامچندر میری آنکھوں سے دُور ہوا۔ اُدھر میرا سر گباش ہو جائیگا۔ بھرت بھی اس صدمہ کو نہیں سہ سکے گا۔ اور وہ ہرگز زندہ نہ رہ سکیگا۔ لچھمن ویسے ہی اُنکی جان جیتا ہے اور بغیر رامچندر کے پل پانی نہیں پیتا ہے وہ یا تو اسکے ساتھ جائیگا۔ یا اسکے جانے سے پہلے اپنی جان گنوائیگا کوشلیا یہ سنتے ہی پرلوک سدھاریگی۔ ادہر سیتا دیواروں سے ٹکریں ماریگی شترگھن کا ان صدمات سے ویسے ہی دم نکل جائیگا۔ اور یہ خاندان دیکھتے ہی دیکھتے خاک میں مل جائیگا بس تم اکیلی یہاں پاؤں پھیلانا۔ اور اپنے من مانے منگل گانا۔ پرمیشور کے واسطے ذرا اپنی طبیعت کو بحال کر اور نہیں تو میرے بڑھاپے کی طرف ہی خیال کر۔

کیکئی

گانا (بطرز ایضاً)

کیوں مُفت مغز کھپا رہے مجھ کو نہ یہ منظور ہے

اپنی قسم کو توڑ دو کس نے کیا مجبور ہے

کیا مجھ کو آپ بنا رہے　　کیا سبز باغ دِکھا رہے

کیوں جان میری کھا رہے — سینہ تو کر دیا چور ہے

کیوں مفت..........

کل مرتے آج مریں سبھی — دُنیا سے کوچ کریں سبھی

بیشک کنوئیں میں پڑیں سبھی — کیا میرا اس میں قصور ہے

کیوں مفت..........

سورج ادھر سے اُدھر چڑھے — چولھے میں تیرا گل پڑے

پر کیکئی نہ کبھی مُڑے — تریا کا ہٹ مشہور ہے

کیوں مُفت..........

مجھ کو نہ جب کچھ سُکھ رہا — تیرے گل سے کیا مطلب رہا

انصاف کیا ہے واہ وا — یہ بھی کوئی دستور ہے

کیوں مُفت..........

یاں سے بھرت کو ٹال کر — کرکے بہانہ نکال کر

اُس کو وداع ننہال کیا — آنکھوں سے کر دیا دُور ہے

کیوں..........

ناٹک

آپ کیوں خواہ مخواہ میری جان کھا رہے ہیں۔ اور کیوں بیفائدہ حیلے بہانے بنا رہے ہیں۔ تمہاری نیت میں تو پہلے ہی خلل تھا۔ اسی لئے بھرت کو ٹال دیا۔ اور ننہال کا بہانہ کرکے یہاں سے نکال دیا۔ اس بچارے کو کیا معلوم۔ کہ تجھ کو امرت کے دھوکے سے زہر پلایا جا رہا ہے۔ اور تیری جڑوں پر اس طرح کلہاڑا چلایا جا رہا ہے جب آپ کو ہی اس کا برباد کرنا منظور تھا۔ تو راج سبھا کا کیا مقدور تھا کہ آپ کے برخلاف آواز اُٹھاتے۔ اور آپ کی ہاں میں ہاں نہ ملاتے۔ بیچارا جو تھا پرجا۔ اُنکی شامت آئی

تھی۔ جو آپ کی بات پر نکتہ چینی یا اعتراض کرتے اور خواہ مخواہ آپ کو ناراض کرتے۔ اگر کرتے تو آپ ان کا بھی بھرت سا حال کرتے اور ایک ایک کو پائمال کرتے۔ خیر مجھے اس سے کیا چولھے میں پڑے تمھاری راج سبھا۔ یہاں تو دو حرفی بات ہے۔ اور زیادہ جھک جھک کرنا واہیات ہے۔ بس یا تو اپنے قول کو نبھاؤ یا صاف انکار کر جاؤ۔ پھر اگر بولوں تو قصور وار نہ کچھ جھگڑا نہ تکرار۔ باقی رہے یہ ڈراوے کہ کل ناش ہو جائے گا۔ سو ان باتوں کی مجھی بالکل پرواہ نہیں۔ تمھاری اور تمھارے کل کی تو کیا مجھے خود اپنی زندگی کی چاہ نہیں جب میں ہی مصیبت کے دن کاٹوں گی۔ تو تمھارے کل کو کیا شہد لگا کر چاٹوں گی۔ پھر جس کل میں آپ جیسے وعدہ خلاف ہوں۔ بہتر ہے کہ وہ دنیا سے جلدی صاف ہوں وہی کل پھلتے پھولتے ہیں۔ جو اپنے قول و قرار نہیں بھولتے ہیں نہ کہ آپ جیسے احسان فراموش جنہیں زبان کا پاس نہ دھرم کا ہوش۔ شاستروں میں کرتگھنتا[1] سے بڑھکر کوئی پاپ نہیں۔ اور اسکے لئے کوئی بھی پرائشچت[2] یا پشچاتاپ نہیں۔ خیر اس بحث سے کچھ فائدہ نہیں۔ آپ صرف اتنا کہدیجے کہ میرا تیرے ساتھ کوئی وعدہ نہیں۔ ورنہ اگر اپنی زبان کا کچھ پاس ہے۔ تو بھرت کو راج تلک اور رامچندر کو بن باس ہے۔ دونوں میں سے جو پسند ہو منظور کیجئے۔ اور اس جھگڑے کو دور کیجئے۔

دشرتھ

گانا۔ (راگنی مال کونس تال تین)

عقل تیری بالکل ہی ماری گئی ہے — نہ نیکی بدی کچھ بچاری گئی ہے

بڑھاپے کو میرے نہ برباد کر تو نہ مجھ سے بپت یہ سہاری گئی ہے

اری بیوفا مجھ کو دھوکے میں دیکر میری جان بپتا میں ڈارگئی ہے

عقل تیری ....

ڈسا سانپ بنکر مجھے تو نے ظالم رگھوبنس کی پت اُتاری گئی ہے

[1] احسان فراموشی [2] کفارہ۔ گناہ کا بدلہ۔

نہ عزت رہی اور نہ حرمت رہی ہی حیا اور شرم آج ساری گئی ہے
عقل تیری..........

دکھاؤں گا دنیا میں کیا منہ کسی کو بگڑ بات ساری ہماری گئی ہی
ہے جھونت سنگھ میرے کرموں کا چکر نہ بگڑی کسی سے سنواری گئی ہی
عقل تیری..........

ناٹک

او بے وفا! میں نے تجھ سے اسلئے قول و قرار نہیں کیا تہا۔ اور نہ اسلئے اپنا دل تجھ کو دیا تھا۔ کہ تو اس کا ناجائز استعمال کرے اور خاصکر مجھ کو ہی پائمال کرے۔ سچ ہی ہر ایک چیز مناسب ہاتھوں میں ہی قدر پاتی ہی اور مورکھوں کے ہاتھوں میں پھنس کر اسکی الٹی تاثیر ہو جاتی ہی۔ افسوس میری کج فہمی اور سادہ لوحی نے نہ صرف میرا ہی کام تمام کردیا بلکہ سارے خاندان کو ہمیشہ کے لئے گمنام کردیا۔ آہ! اگر میں پہلے سے تیرے ان تریا چرتروں کو جانتا تو تیرا کہنا ہرگز نہ مانتا۔ نہ تیرے اس دام فریب میں آتا۔ نہ اپنا نام و نشان دنیا سے مٹاتا۔ میں تو یہ جانتا تھا۔ کہ تو میرے دلمیں اسکی محافظ ہو کر بسے گی۔ نہ کہ الٹا ہی مار آستین بن کر ڈسے گی۔ او ظالم۔ تو آجتک مجھ کو امرت کے دھوکے میں زہر پلاتی رہی ہی۔ اور اسی دن کیلئے اپنی عیاری اور مکاری کے جال مجھ پر پھیلاتی رہی ہائے ہائے رامچندر جیسے لایق اور فرمانبردار بیٹے کو بغیر کسی قصور کے کس طرح گھر سے نکال دوں اور بلا وجہ اس بچارے کی جان مصیبت میں ڈالدوں۔ او بیرحم! میں پرمیشور کو کیا منہ دکھاؤنگا۔ اور اس پاپ کرم کو کہاں کہاں چھپاؤنگا۔ اے موت تو ہی آ۔ کیونکہ میں اسوقت بہت دکھ بھر رہا ہوں۔ اور بڑی بے صبری سے تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ مجھ کو اب زندگی کی ضرورت نہیں۔ اور سوائے تیرے اس مصیبت سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ اگرچہ ہر ایک شخص تیرے نام سے ڈرتا ہی لیکن

بدبخت دشرتھ بڑی خوشی سے تیرا استقبال کرتا ہے مگر نہیں معلوم آج تجھے بھی یہاں تک آتے ہوئے کیوں موت پڑتی ہے اور تو بھی اُلٹا میری شکل سے ڈرتی ہے۔ سرِشام سے تیرا انتظار کرتے کرتے صبح ہونے کو آئی۔ مگر تو نے اسوقت تک اپنی شکل نہیں دکھائی۔ اے زمین تو پھٹ جا۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ جا۔ پرمیشور کیواسطے تو ہی مجھ کو تھوڑی سی جگہ خیرات دے۔ اور مجھ کو اس مصیبت سے نجات دے۔ اے آسمان کے ستارو! تم تمام رات میری رفاقت کا دم بھرتے رہے۔ اور میرے زخمی دل کی مرہم پٹی کرتے رہے۔ مگر افسوس تم بھی اس بدنصیب کا ساتھ چھوڑے جاتے ہو۔ اور میری طرف سے مُنہ موڑے جاتے ہو۔ سچ ہے کہ ؎

سیاہ بختی میں کب کوئی کسیکا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا انسان سے رہتا ہے

اے پرمیشور سوائے تیرے دنیا میں نہ کوئی میرا سہایک رہا۔ اور نہ ہی میں کسی کو مُنہ دکھانے کے لایق رہا۔ اب تو جلدی مجھ کو اس دُنیا سے اُٹھالے۔ اور اپنی آنند مے گود میں بٹھالے۔ اے موت! میری پیاری موت!! اب زیادہ دیر نہ لگا۔ ہاں ہاں میں نے دیکھ لیا۔ کہ تو آگئی۔ لے میں تیرے استقبال کو آتا......

(مہاراجہ دشرتھ کا بیہوش ہو کر زمین پر گرجانا)

باندی۔ منتری جی حاضر ہونا چاہتے ہیں۔
کیکئی۔ ہاں انہیں کہدو کہ آپ کو اندر بلاتے ہیں۔
منتری۔ مہاراج۔ راج تلک کا سب سامان تیار ہو رہا ہے اور وہاں آپ کا سخت انتظار ہو رہا ہے۔
کیکئی۔ مہاراج راج تلک کے انتظام میں ادھر اُدھر بھاگتے رہے۔ جس کی وجہ سے تمام رات جاگتے رہے۔ اگرچہ یہ سونے کا وقت نہیں۔ مگر اسوقت جگانا بھی مصلحت نہیں آپ اتنا کام کیجئے۔ کہ رامچندر کو یہیں بھیج دیجئے۔

منتری - بہت اچھا ابھی جاتا ہوں - اور رامچندر جی کو آپ کا سندیسہ سناتا ہوں -
رامچندر - پتا جی! آپ کا سیوک حاضر ہے کہیئے کیا ارشاد ہے ؟
دسرتھ (ذرا آنکھیں کھولکر) بیٹا! صرف تمہاری دیکھنے کی آرزو تھی اور یہ ہمارا آخری اشیرباد ہے -
رامچندر - پتا جی! خیر تو ہے - طبیعت پر کیسی بیقراری ہے ؟
دسرتھ (آبدیدہ ہوکر) بیٹا آؤ ذرا گلے لگالوں - کیونکہ اب ہماری آخری سفر کی تیاری ہے -

(مہاراجہ دسرتھ کا رامچندر کی طرف ہاتھ بڑھانا مگر پھر بیہوش ہوجانا)

رامچندر جی
گانا (بحر طویل)

کیا حکم ہے مجھے آپ آگیا کرو ہاتھ باندھے کھڑا تابعدار اے پتا
میرے جیتے جی ہو کوئی کشٹ آپ کو میرے جینے پہ دھکار ہے اے پتا
آپ کو دیکھ اس دشا میں میرا ہو رہا آج سینہ فگار اے پتا
کچھ وجہ بیکلی کی بتاؤ مجھے پوچھتا آپ سے بار بار اے پتا
کیا حکم ہے ....

کیا میرے سے ہی کوئی خطا ہوگئی آپکو جس سے پہنچا آزار اے پتا
میرے پیارے بتادو مجھے بھی بتا رو رہا میں کھڑا زار زار اے پتا
کیا حکم ہے ....

جان میری نکلنے کو تیار ہے - نظر آتے ہیں کھوٹے آثار اے پتا
کوئی دکھ سکھ کا ساتھی نہ بن آپکے کون مجھ کو کریگا پیار اے پتا
کیا حکم ہے ....

آپ کو اس طرح کشٹ میں دیکھکر میں نہیں سکتا ہرگز سہار اے پتا
کوئی اپرادھ[1] ہو تو چھما کیجیئے میں معافی کا ہوں طلبگار اے پتا

[1] قصور -

کیا حکم ہے ....

کوئی مُنہ سے تو اپنے اشارہ کرو۔ کیا رہا نہ میرا اعتبار اے پتا
جو کہو سوئی کرنے کو تیار ہوں۔ جان کر دونگا اپنی نثار اے پتا
کیا حکم ہے ....

ناٹک

پتاجی! آپ کی یہ حالت دیکھ کر کلیجہ مُنہ کو آرہا ہے۔ اور آنکھوں میں اندھیرا چھا رہا ہے۔ ہائے یہ کیا غضب ہوا۔ اور آپکے اسقدر پریشان ہونے کا کیا سبب ہوا۔ ایک رات میں ہی اسقدر تبدیلی ہوگئی۔ کہ آپ کے چہرے کی رنگت بالکل پیلی[1] ہوگئی ہے آنکھیں بالکل پتھرا رہی ہیں۔ اور اندر کو گھسی جا رہی ہیں۔ آخر کوئی وجہ تو بتاؤ۔ کہ آپ کو کیا ملال ہوا جو اتنی جلدی آپ کا یہ حال ہوا۔ ہائے ہائے پتاجی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی بہ رہی ہے۔ نہ معلوم آپ کی آتما کیا کیا کشٹ سہ رہی ہے۔ اگر میری زندگی میں آپ کو اسقدر آزار ہے۔ تو میرے جینے پر دھکار ہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ آپکی زبان کچھ ہلے۔ تو روگ کا پتہ ملے۔

(کیکئی سے مخاطب ہوکر) ماتاجی! اگر کچھ معلوم ہو تو آپ ہی بتائیے کہ یہ کیا بات ہے؟

کیکئی۔ ہاں معلوم تو ہے مگر اس کا علاج تمہارے ہاتھ ہے۔

رامچندر۔ ماتاجی! جلدی بتائیے اور میرا سندیہ مٹائیے۔

کیکئی۔ بات تو معمولی ہے اگر پوری کرو تو بتاؤں۔ ورنہ کیوں خواہمخواہ سر کھپاؤں۔

رامچندر۔ ماتاجی! تعجب ہے کہ آج آپ کس قسم کی گفتگو کر رہی ہیں اور اصل حال ظاہر کرنے سے کیوں ڈر رہی ہیں۔ گویا آپ کو اس بات کا شک ہے کہ میرا رامچندر پر

---
[1] زرد

کیا حق ہے۔ اسی لئے آپ ایسا خیال کر رہی ہیں۔ اور بار بار "اگر" کا لفظ استعمال کر رہی ہیں "اگر" کے کیا معنے۔ آپ یوں کہیں کہ میں تم کو حکم دیتی ہوں۔ ماتا جی! اگر رامچندر پر آپ کو اتنا بھی اعتبار نہیں۔ تو میں کسی حالت میں بھی آپ کا پتر کہلانے کا حقدار نہیں رامچندر جیسا پتا جی کا تابعدار ہے ویسا ہی آپ کا بھی فرمانبردار ہے۔ اور آپ کے حکم سے جلتی آگ میں کودنے کو تیار ہے۔ آپ کا اور پتا جی کا حکم میرے لئے ایک سمان ہے۔ اور میری جان ہر وقت آپ کے قدموں پر قربان ہے۔ آپ "اگر" کا لفظ کہہ کر مجھ کو داغ نہ لگائیے۔ اور جو کچھ حکم ہو جلدی فرمائیے۔

کیکئی۔ بیٹا! مہاراج نے مجھ سے خود اصرار کیا تھا۔ تمہارے لئے چودہ سال کا بن باس اور بھرت کے لئے راج تلک کا اقرار کیا تھا۔ مگر اب اپنے قول کو پورا ہوتے نہ دیکھ کر مجھے ابھار رہے ہیں۔ اور اسی لئے اتنے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔

رامچندر۔ واہ اسی لئے اتنے حیران ہو رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ یہ تو بالکل معمولی سا کام ہے۔ جب تک اس حکم کی تعمیل نہ کر لوں۔ ایودھیا میں تو کیا کسی بستی میں بھی قدم رکھنا میرے لئے حرام ہے۔

کیکئی۔ (مُنہ بنا کر) ہاں! بیٹا بات تو کچھ بھی نہیں۔ دن گذرتے کیا دیر لگتی ہے۔ جب ان گنت صدیاں گذر گئیں۔ تو یہ دس اور چار چودہ برس تو یونہی گذر جائیں گے۔ آخر یہ گھٹیں گے ہی بڑھنے سے تو رہے۔ پرمیشور خیر کرے۔ ایک دن تو کل کو ہی کم ہو جائے گا۔ اور میں نے تو یہاں تک بھی کہہ دیا تھا۔ کہ میرے لئے بھرت اور رامچندر برابر ہیں۔ بھرت نے راج کیا تو کیا۔ اور رامچندر نے کیا تو کیا۔ مگر یہ کہنے لگے۔ کہ اس میں ہمارے کُل کی آن جاتی ہے۔

رامچندر۔ ماتا جی! یہ تو معمولی سی بات ہے۔ پرمیشور نہ کرے۔ اگر کوئی کٹھن کام بھی آ پڑے رگھوکُل کی آن تب بھی جان کے ساتھ ہے۔

کیکئی (سر ہاتھ پھیر کر) ہاں بیٹا بالکل ٹھیک ہے۔ میرے لال ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔ کیونکہ تمہیں دیکھکر مہاراج کو کلیش ہوتا ہے۔ اور اُنکا دکھ اور بھی دشیش ہوتا ہے۔

مہاراجہ دشرتھ

گانا (بحر طویل)

ہائے میرے جگر بند کو بیوفا تو نے ناحق میرے سے جُدا کر دیا
پاپ تو تو کرے دوش مجھ پر دھرے تُو نے یوں ہی مجھے رُوسیاہ کر دیا
خوف ایشور کا تجھ کو نہ بالکل رہا سب دھرم اور شرم کو وداع کر دیا
نیک و بد کی تجھے کچھ خبر نہ رہی پاپ نے تیرا سینہ سیاہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ......

جو اصل بات ہے تُو چھپا کر اُسے ثابت اپنے تئیں بے گناہ کر دیا
ہائے تیرا بُرا ہو اری بے حیا تو نے سارے ہی کُل کو تباہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ......

تو اصل رُوپ میں آج ظاہر ہوئی حق سارا پتی کا ادا کر دیا
تو نے اپنی شرم تو اتاری ہی تھی ساتھ مجھ کو مگر بیحیا کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ......

جھوٹ بکتے ہوئے بھی نہ آئی شرم ہائے ایسا ظلم برملا کر دیا
خود ہی مُدعی خود ہی مدعا علیہ جج بن کر خود ہی فیصلہ کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ......

تو میری اردھنگی تھی بیشک مگر تو نے سارا جسم ہی صفا کر دیا
نہ صرف یہ جسم ہی صفا کر دیا بلکہ ساری ایودھیا کو وداع کر دیا
ہائے میرے جگر بند کو ......

ل‍ے زیادہ ۱۲

توجو اتنے مجھے کشٹ پہنچاری کونسا میں نے ایسا گناہ کردیا
دوش جسونت سنگھ کیسی کا نہیں میری کرموں نے مجھ کو فنا کردیا
ہائے میرے جگر بند کو.........

ناٹک

او بے حیا! پاپی تو تونے مجھ کو جلاکر خاک سیاہ کردیا لیکن اب سچائی کو بھی بالائے طاق کردیا۔ ہائے۔ ہائے ایسا ظلم۔ کہ پاپ تو خود کرتی ہے۔ اور الزام میرے سر دھرتی ہے۔ او ظالم! کچھ پرمیشور کا خوف کر۔ اور ایسی تہمت تو میرے ذمہ نہ دھر۔ میرے لئے ایک ہی دُکھ موت کا پیغام ہے۔ مگر تجھے کیا۔ تجھ کو تو اپنی مطلب براری سے کام ہے۔ اے پرمیشور! میں نے ایسا کونسا قصور کردیا۔ جو آپنے بھی مجھ کو نظر سے دُور کردیا۔ اے جیو آتما! تو نکل نکل کر واپس آرہی ہے۔ اور خواہ مخواہ مجھ کو اس قسم کی صلواتیں سُنوا رہی ہے۔ اے موت آج تو بھی میرے ساتھ یا تو دل لگی کررہی ہے یا میرے جیسے پاپی کے پاس آنے سے ڈر رہی ہے۔ تو آتی ہے اور اپنی شکل دکھاکر پھر بھاگ جاتی ہے۔ مگر یاد رکھ کہ مصیبت زدوں کے ساتھ مخول کرنا تیرے لئے مناسب نہیں۔ اور کسی زخم خوردہ دل پر نمک چھڑکنا واجب نہیں میری حالت اِس وقت قابل رحم ہے۔ مگر تجھ کو نہ معلوم کس بات کا وہم ہے پرمیشور کے واسطے جلدی...... میرا...... کام...... تمام......

(مہاراجہ دسرتھ کا پھر بیہوش ہوجانا)

گیارھواں نظارہ
جلاوطنی
کوشلیا کا محل

رامچندر (ہاتھ جوڑکر) ماتا جی نمستے!

کوشلیا (ماتھا چوم کر) چرنجیو رہو میرے نونہال (آسن کی طرف اشارہ کرکے) یہاں بیٹھو میرے لال۔ میں ابھی آتی ہوں۔ اور تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔

رامچندر بس ماتا جی! اب کھانے پینے کو معاف کیجئے۔ اور جلدی اجازت دیجئے۔

کوشلیا۔ نا بیٹا! میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گی۔ مگر تھوڑا سا ناشتہ ضرور کراؤنگی کیونکہ آج تمھیں راج تلک کی مبارک رسم ہونی ہے۔ اسلئے وہاں نہار[1] جانا ایک طرح کی بدشگونی ہے۔

رامچندر۔ ماتا جی! راج تلک کے لئے جو بچن نکلنا تھا کبھی کا نکل گیا۔ اور مجھ کو بجائے ایودھیا کے جنگل راج مل گیا۔

کوشلیا۔ بیٹا یہ کیسے منحوس لفظ زبان سے نکالتے ہو اور خواہ مخواہ میری جان کو فکر میں ڈالتے ہو۔

رامچندر۔ ماتا جی! جو بات میں نے کہی ہے۔ وہ حرف بحرف صحیح ہے۔

کوشلیا (سہم کر) آخر کیا معاملہ ہے۔ ذرا مجھے تو بتاؤ اور مفصل حال سناؤ۔

[1] خالی شکم

رامچندر۔ گانا (دلاوُنی ضلع)

راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا
کھڑا منتظر اے ماتا میں تیرے حکم آخیری کا

دیا بھرت کو راج پتا نے مجھے حکم بن جانیکا　　چودہ سال رہو نمیں بن میں حکم نہیں یہاں آنیکا
حکم نہیں اب رامجھو اس گھر کا کھانا کھانیکا　　نہیں کسی کا دوش اے ماتا بدلا رنگ زمانے کا

راج پاٹ کا غم نہیں مجھ کو نہ کچھ فکر امیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا

کوشلیا گانا (بطرز الیفا)

بیٹھی تھی میں خوشی میں ان باتوں کا فاں گماں نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

تو نے کی تیاری بن کی کوشلیا کی خیر نہیں　　پران تیاگ دوں ابھی رہونگی زندہ تیرے بغیر نہیں
دیدیں راج خوشی سے اسکو مجھ کو ہے کچھ ویر نہیں　　وہ بھی بیٹا تو بھی بیٹا بھرت مجھے کچھ غیر نہیں

بنا راج کے بیٹا میری گھٹتی کوئی شان نہیں
سنکر تیری باتیں میرے رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

حکم پتا کا ساتھ جان کے جب تک دم میں دم ماتا　　ٹھاٹھ باٹھ اور راج تاج کا مجھ کو کچھ نہیں غم ماتا
بچن پتا کا پورا کروں دیجے آپ حکم ماتا　　رگھو ونش کی آن نہ جائے سر ہو چاہے قلم ماتا

اور نہیں کچھ فکر۔ فکر ہے فقط پتا کی پیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا

کوشلیا

بلا بھرت کو راج مجھے اس کا مطلق نہیں غم بیٹا　　میرے واسطے بھرت رام دونوں ہی ہیں اک سم بیٹا

نہیں سیکا کچھ بھی بگڑا چھوٹے میری کرم بیٹا جانے سے پہلے تو کر جا سر کو میرے قلم بیٹا

تجھ بن میرے لال پیارا زندہ رہنا آسان نہیں

سنکر تیری باتیں میری رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

چند روز کی بات ہے گھٹتے دن تک کر و صبر ماتا رونے دھونے کا نہیں موقع دل پر کر دھیر ماتا
پرلبدھ کے چکر میں سب ہوتے زیر و زبر ماتا کیا جانے کیا ہوگا کل کو پل کی کسے خبر ماتا

نہیں کسی پہ گلہ فیصلہ ہوا امر تقدیری کا

راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا

کوشلیا

میری دل کی میں ہی جانوں اور کو نہیں خبر بیٹا تجھ کو کر کے دور نظر سے کیسے کروں صبر بیٹا
بیشک دیدیا راج بھرت کو میرا نہیں جبر بیٹا ماں بیٹا اک جگہ بیٹھ کر لینگے یونہی گذر بیٹا

تو ہو پاس میری مجھکو کچھ چاہیئے اور سامان نہیں

سنکر تیری باتیں میری رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

چودہ سال زمانہ کیا ہی جلد ختم ہو جائے گا ایک ایک دن گھٹتے گھٹتے آخر کم ہو جائیگا
ایشور آگیا کے آگے سب کا سر خم ہو جائیگا ایک روز سب ادنیٰ اعلیٰ ایک ہی سم ہو جائیگا

نہیں رہیگا امتیاز کچھ شاہی اور وزیری کا

راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا

کوشلیا

چودہ سال صدیکا حصہ کہنے کو معمولی ہے لیکن مجھ کو تو اے بیٹا ایک ایک دن سولی ہے
تم تو خود ہو دانا کچھ بات نہ تم سے بھولی ہے حکم پتا کا مانو گے تو میری حکم عدولی ہے

میرا حق ان سے زیادہ کیا تو میری سنتان نہیں
سنکر تیری باتیں میری رہی بدن میں جان نہیں

رامچندر

ایسے موقعے زندگیوں میں بار بار نہیں آتے ہیں — دُکھ سکھ میں جو رہیں ایک سے وہی منش کہلاتے ہیں
رنج مصیبت گردش غم انسانوں پر ہی آتے ہیں — وقت مصیبت دھیرج نہیں چھوڑ قدم ہٹاتے ہیں

نہیں مجھے افسوس ذرا نہیں کارن کچھ دلگیری کا
راج کے بدلے ماتا مجھ کو ہو گیا حکم فقیری کا

کوشلیا

اے بیٹا! کیا مینے تجھ کو اسی لئے ہی پالا تھا — یہی کشٹ دکھلانے کو کیا تو نے ہوش سنبھالا تھا
اسی لئے کیا اپنے کو سو مصیبتا میں ڈالا تھا — خوب بڑھاپے میں کی خدمت کرنا یہی اُجالا تھا

کیا سمجھاؤں زیادہ تجھ کو تو کوئی نادان نہیں
سنکر تیری باتیں میری رہی بدن میں جان نہیں

ناٹک

کوشلیا۔ یہ تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ سنتان پر پتا کی نسبت ماتا کا زیادہ حق ہے۔

رامچندر۔ بیشک اس میں کیا شک ہے۔

کوشلیا۔ تو سوامی جی کی نسبت تم پر میرا حق زیادہ ہے۔

رامچندر۔ جب میں مان چکا۔ تو اس کا بار بار دُہرانا بیفائدہ ہے۔

کوشلیا۔ زبان سے یا دل سے؟

رامچندر۔ دل سے نہیں بلکہ صدق دل سے۔

کوشلیا (دل ہی دل میں خوش ہو کر۔ اب آ گئے قابو میں) اچھا تو میرا حکم ہے کہ تم بن میں نہ جاؤ۔

رامچندر۔ مگر کوئی وجہ بتاؤ؟

کوشلیا۔ پھر وہی "اگر" "مگر" کا سوال ہے؟
رامچندر۔ ماتاجی! میں نے آپکے دلی منشا کو سمجھ لیا۔ مگر یہ آپ کا بالکل اُلٹا خیال ہے۔
کوشلیا۔ وہ کس طرح؟
رامچندر۔ وہ اس طرح۔ کہ پتاجی ہم دونوں کا سوامی ہے اور ان کے حکم کی تعمیل نہ کرنا تمہارے لئے بھی سخت بدنامی ہے چونکہ وہ آپ کا پتی اور میرا باپ ہے اسلئے ان کی آگیا کے ورودھ چلنا دونوں کے لئے مہاں پاپ ہے۔ دھرم شاستر کی رو سے پتی کے برخلاف آپ کو کوئی حکم دینے کا اختیار نہیں۔ اسلئے میں آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار نہیں۔

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

نکلے جس گھڑی تو نے ایودھیا سے قدم بیٹا
نکل جائیگا فوراً ہی تیری ماتا کا دم بیٹا
بھلا کس کے سہارے زندگی کے دن گذاروں گی
نہ یوں برباد کر مجھ کو تجھے میری قسم بیٹا
کیا تھا پرورش تجھ کو کہ دیگا سکھ بڑھاپے میں
نہ کر خنجر جدائی سے میرے سر کو قلم بیٹا
سہوں میں کس طرح صدمہ بھلا تیری جدائی کا
کروں کیسے صبر ہائے ستم بیٹا ستم بیٹا
صفائی ہو گئی بس ایکدم ساری محبت کی
ہوا کیوں سنگدل ایسا کرو کچھ تو رحم بیٹا
عمر بھر کی کمائی لٹ گئی جس پہ تھا تکیہ میری
پڑی تقدیر چکر میں ہماری ایکدم بیٹا

رامچندر

گانا (بطرز ایضاً)

اجازت دو مجھے میں چوم تا تیرے قدم ماتا
مجھے مشکل یہاں پر ٹھیرنا اب ایکدم بیٹا
جدائی آپ کی مجھ کو اگرچہ سخت مشکل ہے
مگر مجبور کرتا ہے مجھے میرا دھرم ماتا
بلا سے جان بھی جائے مجھے پرواہ نہیں مطلق
چلی آئی شروع سے یہ رگھوکل کی رسم ماتا
نہ خدمت کر سکا میں آپ کی افسوس اتنا ہے
سہے میری بدولت آپنے بھی رنج و غم ماتا

پتا کا دوش ہے کچھ اور نہ ماتا پہ گلہ میرا　　ہمارے واسطے یونہی تھا ایشور کا حکم ماتا
خوشی میں رنج میں غم میں مصیبت اور راحت میں　　رہے ایشور کی آگیا میں سر تسلیم خم ماتا
کھڑا ہی منتظر جسونت سنگھ بھی ساتھ جانیکو　　خوشی سے دو اجازت آپ کرو قصہ ختم ماتا

ناٹک

رامچندر۔ ماتا! آپ دھیرج سے کام لو۔

کوشلیا۔ بیٹا! کس کے آسرے کوئی سہارا بھی ہو؟

رامچندر۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ جب وہ دن نہ رہے تو یہ بھی نہ رہیں گے۔

کوشلیا۔ اچھا بیٹا! جس طرح ہوگا۔ اپنی جان پر جبر سہیں گے۔

رامچندر۔ ہے ماتا پھر آپ کے جلدی درشن کرائیں گے۔

کوشلیا۔ مگر اس پرائی بیٹی کو کیا کہہ کر سمجھائینگے (باندی کو اشارہ کرکے) جا ذرا سیتا کو میرے پاس بلا لا۔

سیتا۔ (ہاتھ جوڑکر) ماتا جی کہئے کیا حکم ہے؟

کوشلیا (آنکھوں میں آنسو بھرکر) بیٹی کیا بتاؤں اور کیونکر سناؤں۔ ایسا پتھر کا دل کہاں سے لاؤں۔ یہ خود ہی بتا دینگے اور کل حال جتا دینگے۔

سیتا۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہوکر) پران ناتھ! ماتا جی یہ کیا فرما رہی ہیں۔ اور کیوں اس قدر آنسو بہا رہی ہیں کیا داسی کی نسبت کوئی شکایت ہے جو ماتا جی کا رنج بدرجہ غایت ہے۔

رامچندر۔ نہیں پریہ جی۔ تم پر تو ان کی ہمیشہ نظر عنایت ہے اور ہر وقت انکی زبان پر تمہاری فرمانبرداری کی حکایت ہے۔

سیتا۔ تو پھر اسقدر رنج کا کیا کارن ہے۔

رامچندر۔ خواہ مخواہ رنج کرتی ہیں۔ ورنہ بات تو بالکل سادھارن ہے۔

سیتا۔ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو مجھے بھی بتا دیجئے؟

رامچندر

گانا (پیلو یا ضلع ٹھیکہ تال تلواڑہ)

میں تو حکم پتا کا مان آج ہی جاتا ہوں جنگل کو

چودہ سال کا ہے بن باس آؤں کاٹ تمھارے پاس + تم نے ہونا نہیں اُداس
رونق دینا اسی محل کو
میں تو حکم..........

کیکئی سمجھو مات سمان + اُن کا مت کرنا اپمان + یہی دھرماتما کی پہچان
رکھنا قائم ذرا عقل کو
مَیں تو حکم..........

رکھنا اپنے من میں دھیر ہونا مت دل میں دلگیر + ایسی قائم کرو نظیر
دنیا درے نہ ٹھٹنے کل کو
مَیں تو حکم..........

اس میں کسی کا نہیں قصور + یہی تھا ایشور کو منظور + کس کی طاقت کرے غرور
روکے اسکے حکم اٹل کو
مَیں تو حکم..........

دینا نہیں بھرت کو دوش + وہ تو بالکل ہے نردوش + رہنا تم بالکل خاموش
دلاسا دینا اس بیاکل کو
مَیں تو حکم..........

رخصت کرو نہ کرو کہرام رونے دھونے کا نہیں کام + لے جسونت ایشور کا نام
کاٹوں میں اپنی منزل کو
مَیں تو حکم..........

ناٹک

رامچندر۔ پریہ جی پتا کے حکم سے چودہ سال کے لئے بن میں جاتا ہوں۔ اور تو سب نے اجازت دیدی۔ اب تم سے رخصت چاہتا ہوں۔ اِس میں نہ پتا جی کا دوش ہو۔ او رنہ ماتا کیکئی کا قصور ہے۔ بلکہ ایشور کو یہی طرح منظور ہے۔ مجھے یقین ہو کہ تم میری عدم موجودگی میں نہ صرف خود ہی دھیرج سے کام لوگی۔ بلکہ میرے ماتا پتا کو بھی مجھ سے بڑھ کر آرام دوگی۔ بھرت۔ شترگھن اور لچھمن کو ہرگز اداس نہ ہونے دینا ان کی ہر طرح تسلی اور دلجوئی کرتی رہنا۔ چودہ سال ختم ہوتے ہی فوراً آؤں گا۔ اور ایک پل کی دیر نہیں لگاؤں گا۔

سیتا جی

گانا

رہنا نہیں یہاں منظور آپ کے ساتھ چلونگی بن میں

سُکھ میں رہی آپ کے ساتھ + دُکھ میں کہاں اکیلے جات + کیسے جیونگی تم بن ناتھ
تیاگ دوں پران یہیں اک چھن میں

رہنا نہیں یہاں ....

ایودھیا وہیں جہاں پر رام + یہاں رہنے کا کیا پر نیام + کرو جو تم بن میں بشرام
کام کیا ہے میرا محلن میں

رہنا نہیں یہاں ....

ہوگیا مجھ سے کیا اپرادھ + کرو نہ یوں مجھکو برباد + لندن رہے آپ کی یاد
بھر بھر آئے نیر نینن میں

رہنا نہیں یہاں ....

کیا تھا ماتا نے اُپدیش + چاہے دُکھ ہو چاہے کلیش + ہووے گھر چاہے پردیس

رہنا سوامی کے چرنن میں

رہنا نہیں یہاں ....

چلوگے جس مارگ سے آپ + کرتی چلوں گی رستہ صاف + تمہارے چرنوں کے پرتاپ

رہوں گی مگن میں اپنے من میں

رہنا نہیں منظور ....

نہیں کرو ناتھ منظور کرو نہ نج چرنوں سے دور + میرا کیا جسونت قصور

آ نہیں سکتا فرق پرن میں

رہنا نہیں یہاں ....

ناٹک

پران ناتھ۔ جو کچھ پتاجی کا حکم ہے۔ اس کے متعلق مجھ کو نہ کوئی اعتراض ہے اور نہ مجھ کو ان کے کسی کام میں دخل دینے کا مجاز ہے۔ وہ ہر طرح سے مالک و مختار ہیں۔ ہم تو ان کے حکم کے تابعدار ہیں۔ آپ بڑی خوشی سے ان کے حکم کی تعمیل کیجئے۔ مگر اپنی داسی کو ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔ جب آپ کا جنگل میں قیام ہو تو میرا ایودھیا میں کیا کام ہے۔ اگر آپ کو بن باس ہو تو مجھے بھی بن باس ہو۔ میرے لئے وہیں ایودھیا ہے۔ جہاں آپ کا نواس ہے۔

رامچندر۔ پریہ جی تم جنگل کی تکالیف برداشت نہ کرسکو گی وہاں بہت کشٹ ہونگے۔

سیتا۔ آپکے چرنوں میں رہ کر میرے تمام دکھ نشٹ ہونگے۔

رامچندر۔ وہاں جنگلی جانور تم کو ستائیں گے۔

سیتا۔ ہم ان سے اپنا دل بہلائیں گے۔

رامچندر۔ تم مصیبت کیوقت میری سہائتا کرو۔ جو کہ آج استریوں کا کام ہے۔

سیتا۔ میرا ساتھ جانے کا یہی تو یہی پیغام ہے۔

رامچندر۔ تم تو منطق لڑا رہی ہو۔ اور بات کو کہیں سے کہیں لے جا رہی ہو۔

سیتا۔ (ہاتھ جوڑکر) میری آپ کے سامنے منطق لڑانے کی ہرگز طاقت نہیں اور بلکہ سچ پوچھو تو بات کرنے کی بھی لیاقت نہیں۔

رامچندر۔ پتاجی کے حکم کی تعمیل ہم دونوں کے لئے نہایت ضروری ہے +

سیتا جی

گانا (بحر طویل)

جو پتا کا حکم ہے خوشی سے کرو۔ دوں گی ہرگز میں اسمیں دخل ہی نہیں
ساتھ جاؤنگی میں بھی مگر آپ کے اس جگہ اب رہوں ایک پل ہی نہیں

سایہ بنکر رہوں گی میں سنگ آپکے ۔۔۔ نہ سسر گھر رہوں نہ رہوں باپ کے
کشٹ دیتے ہو بدلے میں کس پاپ کے ۔۔۔ دیکھنا چاہئے میری شکل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ....

کس لئے ناتھ دل سے بسارا مجھے ۔۔۔ بے خطا کس لئے آج مارا مجھے
اور سوجھے نہ کوئی سہارا مجھے ۔۔۔ میری بالکل ٹھکانے عقل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ....

بن تمھارے ایودھیا بیابان ہے ۔۔۔ کیا کرے گا جسم جب نہیں جان ہے
آپ کے ساتھ بن ہی گلستان ہے ۔۔۔ مجھے بھائینگے ہرگز محل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ....

تم پتا کا بچن تو نبھانے لگے ۔۔۔ قول اپنا مگر کیوں بھلانے لگے
مجھے الٹی عقل کیوں سکھانے لگے ۔۔۔ میں کروں اس پہ ہرگز عمل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ....

کام میرا یو دھیا میں کیا اب رہا! جائے گا مجھ سے ہرگز نہ یہ دُکھ سہا
دو اجازت مجھے بھی یہ مانو کہا ورنہ سیتا کی سمجھو کُشل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ......

خوف تکلیف کا کیا دکھاتے مجھے راستے پر زک کے چلاتے مجھے
ایسی کمزور بزدل بتاتے مجھے گویا میں چھتری کی نسل ہی نہیں

جو پتا کا حکم ......

ناٹک

سوامی جی! مجھے آپ کا حکم ہر طرح سے سویکار ہے۔ مگر اپنے پتی برت دھرم سے سیتا لاچار ہے۔ گویا آپ اپنے کو کلنک سے بچاتے ہو۔ مگر وہی کلنک مجھ پر لگانا چاہتے ہو۔ آخر اصلوں کی اصل ہوں۔ اور چھتری ونش کی نسل ہوں مرتے مرتے مر جاؤں گی۔ مگر پتا جنک اور ماتا دھرنی کے نام کو بٹہ نہ لگاؤں گی۔ اگر آپ اکیلے بن کو جائیں گے۔ تو یہ نشچہ رکھئے کہ سیتا کو ہرگز زندہ نہ پائیں گے۔

رامچندر۔ تم بن میں کس لئے جاتی ہو؟

سیتا جی۔ آپ کس لئے جاتے ہیں۔

رامچندر۔ مجھ کو پتا کا حکم ہے۔

سیتا جی۔ مجھ کو میری ماتا کا حکم ہے۔

رامچندر۔ تمہاری ماتا کا کیا حکم ہے؟

سیتا جی۔ آپ کے پتا کا کیا حکم ہے؟

رامچندر۔ میرے پتا کا یہ حکم ہے کہ تم بن میں جاؤ۔

سیتا جی۔ میری ماتا کا یہ حکم ہے کہ جہاں تمہارے پتی جائیں وہاں تم جاؤ۔

رامچندر۔ تمہارا منطق تو واقعی لاجواب ہے۔ مگر تمہارا ساتھ جانا میرے

لئے باعث عذاب ہو۔

سیتاجی۔ (لیٹے ہوئے رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) پران پت اگر آپ کو یہ نشچہ ہو کہ چودہ سال کے بعد آپ سیتا کو زندہ دیکھ سکیں گے۔ تو خوشی سے چھوڑ جائیے۔

رامچندر۔ اچھا پریہ جی! اب مجھے یقین ہو گیا۔ کہ تم اپنی ضد سے نہیں ٹلو گی۔ اور ضرور ساتھ چلو گی۔ تتھا استو چلئے۔ ماتاؤں کو نمسکار کیجئے۔ اور ان سے اشیرباد لیجئے۔

سیتا (کوشلیا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی آپ کے پاؤں پڑتی ہوں۔ اور اجازت کے لئے پرارتھنا کرتی ہوں۔

کوشلیا (بھر بھراتی ہوئی آواز سے) بیٹی کیا کہوں۔ روتے روتے آنکھوں کا پانی ختم ہو گیا۔ آہیں بھرتے بھرتے کلیجہ بھسم ہو گیا۔ نہ معلوم میں نے ایسا کونسا پاپ کیا ہے۔ جو تم نے مجھ کو اس قدر سنتاپ دیا ہے۔ ابھی اپنی قسمت کو رو رہی تھی اور اس پہلے زخم سے ہی نڈھال ہو رہی تھی کہ تم بھی ساتھ چھوڑنے کو تیار ہو۔ گویا دونوں ہی میری صورت سے بیزار ہو ؎

کچھے ہیں خم سبو چہ کچھ ظروف جرجرے
رونا یہیں ہے ایک کا آوا بگڑ گیا

اچھا بیٹی! کسی پر کیا گلہ ہے۔ اپنے کرموں کا پھل ملا ہے۔ اس بڑھاپے نے یونہی برباد ہونا تھا۔ اور ہم نے تمام عمر اپنی قسمت کو رونا تھا ؎

کیا کہوں بیٹی مجھو گھر گھاٹ سے تم کھو چلے
ایک کو روتی تھی پہلے اب تو لیکن دو چلے

(کوشلیا کا بیہوش ہو کر گر جانا)

لچھمن (طیش میں آکر) اب تک بہت خون جگر پیا اور اپنے آپ کو بہت ضبط کیا مگر ماتا جی کی حالت دیکھ کر سینہ چاک ہو گیا۔ اور کلیجہ جل کر خاک ہو گیا۔ میری موجودگی

میں ماتا جی کو اس قدر آزار۔ میری زندگی پر لاکھ لعنت دھتکار۔ دھکار۔ دھکار۔ (ہاتھ کے اشارے سے کوشلیا کے سر کو اُٹھا کر) ماتا جی ذرا آنکھیں کھولو۔ تمہارا پیارا لچھمن آپ کے قدموں پر نثار ہے۔ اگر نہیں بولتیں۔ تو لیجئے (خنجر نکال کر) لچھمن تم سے پہلے مرنے کو تیار ہے۔

رامچندر (جلدی سے ہاتھ پکڑ کر) ہیں ہیں لچھمن ذرا ہوش کرو۔ اس لڑکپن کے کیا معنے؟

کوشلیا (لچھمن کو چھاتی سے لگا کر) نہیں بیٹا میں اچھی ہوں یونہی چکر سا آگیا تھا۔

لچھمن عجب اندھیر ہے کہ جب رام ہر طرح سے راج کا حقدار ہے تو کسی دوسرے کا اس پر کیا ادھکار ہے۔ رونے اور گڑگڑانے سے راج نہیں مل سکتا۔ اور کسی کے کہنے سننے سے رام گھر سے نہیں نکل سکتا۔ ہاں اگر کسی میں ہمت ہے تو مقابلہ پر آئے۔ ہمارے دو ہاتھ دیکھے اور اپنے دکھائے۔ تاکہ راج کرنے کا کچھ مزہ بھی آجائے ورنہ میں ہرگز ایسی بے ایمانی اور چالاکی نہیں چلنے دونگا۔ اور جب تک دم میں دم ہے کسی کی دال نہ گلنے دوں گا۔

رامچندر۔ پیارے لچھمن اب مجھے سخت افسوس ہے کہ تمہاری طبیعت میں کیوں اسقدر جوش ہے۔ ذرا سوچو تو کس کے ہاتھ دیکھوگے۔ کس کو دکھاؤگے۔ کس سے لڑوگے اور کس کے برخلاف تلوار اُٹھاؤگے۔ بغیر سوچے سمجھے منہ سے بات نکالتے ہو۔ اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو پاپوں میں ڈالتے ہو معلوم نہیں تم کیا خیال کر رہے ہو۔ اور کس کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہو۔ ذرا اپنے آپ کو سنبھالو۔ اور اس فضول جوش کو دل سے نکالو۔

لچھمن۔ تمام کل کا ناش ہو رہا ہے جسے دیکھ کر میرا کلیجہ پاش پاش ہو رہا ہے۔ اُدھر پتا جی کی حالت بد سے بدتر ہو رہی ہے۔ اِدھر ماتا جی اپنی جان کھو رہی ہے۔ سیتا بچاری الگ زمین پر پڑی رو رہی ہے۔ آپ کو نہ معلوم کونسا چاؤ چڑھ رہا ہے۔ اُلٹا مجھے

کہہ رہے ہیں۔ کہ تمہارا غصہ بیفائدہ بڑھ رہا ہے۔ اچھا اگر یوں ہی تو یونہی سہی اس طرح سارے خاندان کا ملیا میٹ کر کے بھرت ضرور راج کریگا۔ اور سورج ونشی ٹکٹ ضرور اپنے سر پر ...... دھر لیگا۔ اگر دھرم اسی کا نام ہے تو میں بھی گر ایک ایک کو راج کا مزہ نہ چکھا دوں۔ تو ماتا سمترا کا دودھ ایک دفعہ نہیں بلکہ لاکھ دفعہ حرام ہے۔

رامچندر۔ بھائی جان! ذرا غصے کو دل سے نکالو۔ اور بات کے ہر ایک پہلو پر اچھی طرح نظر ڈالو۔ اس میں بھرت کا کیا قصور ہے۔ وہ بچارا تو یہاں سے کالے کوسوں دور ہے۔ تم بار بار اس کا کیوں نام لیتے ہو۔ اور خواہ مخواہ اس کو الزام دیتے ہو۔ ماتا کیکئی کا بھی یونہی بہانہ ہے۔ ورنہ درصل تو ہماری آزمایش کا زمانہ ہے مگر افسوس کہ تم معمولی سی آزمایش میں ہی ڈگمگا گئے۔ اور تھوڑی سی بات پر ہی اسقدر گھبرا گئے ایسے الفاظ منہ سے نکالکر دنیا کو سنا رہے ہو۔ اور اپنے آپ کو پاپوں کے پھندے میں پھنسا رہے ہو۔ کرودھ کی وجہ سے تمھاری طبیعت بالکل بحال نہیں۔ اور رگھوکل کی آن کا تم کو مطلق خیال نہیں۔

لچھمن۔ بہت اچھا۔ اگر رگھوکل کی یہی رسم ہے تو ایودھیا میں رہنا میرے لئے بھی قسم ہے جیتے جی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ اور کسی حالت میں بھی آپکی رفاقت سے منہ نہیں موڑ سکتا۔

رامچندر۔ اگر تم بھی ساتھ جاؤ گے تو بھرت کا کیا حال؟

لچھمن۔ لچھمن سے یہ کیسا سوال۔

رامچندر۔ اس حالت میں اس کا زندہ رہنا سخت دشوار ہے۔

لچھمن۔ لچھمن اس سے پہلے جان دینے کو تیار ہے۔

رامچندر۔ تمھاری اس ضد سے سارا خاندان بے چراغ ہو جائے گا۔

لچھمن گاتا (بطرز قوالی)

قسم کھائی ہے مینے بس تمہارے ساتھ جانیکی
ہٹا سکتی نہیں مجھ کو کوئی طاقت زمانے کی

مبارک ہو بھرت کو راجدھانی اس ایودھیا کی
یہاں تو دھن لگی ہو اب نئی بستی بسانے کی

دیا وہ راج ایشور نے نہیں تشبیہ کوئی جس کی
حکومت ہاتھ آئی آج قسمت سے زمانے کی

ہماری راجدھانی میں خلل کوئی نہ آئے گا!
نہ آئیگی کبھی نوبت کسی کا دل دکھانے کی

پکھیرو جنگلوں کے رام کی پرجا کہلائینگی
پڑیگی کان میں آواز ہر دم چہچہانے کی

شری رگھوبیر کی سیوا ملے تو اور کیا چاہیئے
نہیں ولیں ہوس بالکل رہی راجہ کہلانیکی

اگر ہوں کشٹ بھی بن میں مجھے پرواہ نہیں مطلق
مگر طاقت نہیں صدمہ جُدائی کا اُٹھانے کی

تمہارے شاہی مینے یہاں کا ان جل چھوڑا
قسم ہو آپکے بن جو شکل دیکھوں ٹوٹانے کی

ناٹک

بھرا تا جی آپ کا حکم بسر و چشم منظور ہے۔ مگر اب ایودھیا میں رہنے سے لچھمن مجبور ہے۔ میں کسی حالت میں بھی اس جگہ نہیں رہ سکتا۔ اور ہرگز آپ کی جُدائی کا صدمہ نہیں سہ سکتا۔ اگر آپ مجھ کو یہاں چھوڑ جائیں گے۔ تو جسم تو یہاں ضرور رہ جائے گا۔ مگر پران آپ کے ساتھ جائیں گے۔

سُمترا۔ شاباش بیٹا! شاباش۔ آج تو نے میرے دُودھ کا حق دے دیا میرے کُل بھوشن! اگرچہ تیرا ویوگ میرے لئے مہان کشٹ ہے۔ پرنتو۔ اس حالت میں بھی میری آتما سنتشٹ ہے۔ اگر ضرورت پڑے۔ تو اپنی جان پر کھیل جانا۔ مگر بڑے بھائی کی سیوا سے جی نہ چُرانا۔

رامچندر۔ مناسب تو یہی تھا۔ کہ تم یہیں ٹھیر جاتے۔ اور راج کے کاموں میں بھرت کا ہاتھ بٹاتے۔ پھر اگر چلنے کا ہی ارادہ ہے۔ تو اب دیر کرنی بیفائدہ ہے ماتاؤں کو آخری نمستے کرو۔ اور جنگل کے رستے پڑو۔

(۲) رامچندر لچھمن اور سیتا کا کوشلیا سُمترا اور کیکئی سے وداع ہونا اور اُنکا اپدیش

کوشلیا رامچندر سے

گانا (بحر طویل)
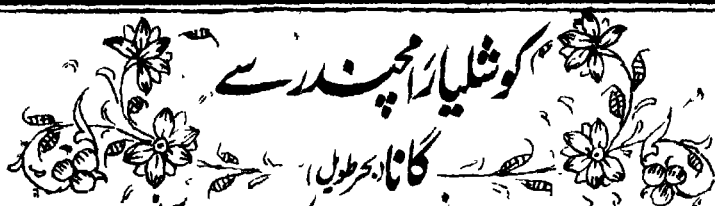
میرے بیٹا یہ سُن لے نصیحت میری تو اکیلا ایودھیا میں آنا نہیں
پیٹھ دیکھی ہے تینوں کی جاتی دفعہ تو اکیلا مجھے منہ دکھانا نہیں
میرے بیٹا ....

کر رہا مجھ کو مجبور میرا دھرم ورنہ کرتی یہاں سے روانہ نہیں
کوئی لچھمن کو نیکی بدی ہو گئی تو سمجھ لے میرا کچھ ٹھکانا نہیں
میرے بیٹا ....

ہر طرح خیال رکھنا میرے لال کا کوئی تکلیف اسکو پہنچانا نہیں
میرا ننھا سا بچہ ہے کومل بدن رامچندر اسے تم رُلانا نہیں
میرے بیٹا ....

جانکی جان کے ساتھ ہر دم رہے دُکھ اُٹھانیکا اسکا زمانہ نہیں
کوئی اپرادھ ہو جائے اس سے اگر خیال اس کا طبیعت پہ لانا نہیں
میرے بیٹا ....

جو کرو کام تینوں صلاح سے کرو بھید جسونت سنگھ سے چھپانا نہیں
بھول جانا کوشلیا کو بیشک مگر یہ نصیحت میری تم بھلانا نہیں
میرے بیٹا ....

ناٹک

پُتر! دل تو نہیں چاہتا کہ تم کو یہاں سے وداع کروں۔ اور ایک پل کیلئے بھی اپنے سے جُدا کروں۔ مگر کیا کروں۔ دھرم کی زنجیروں نے مجھ کو چاروں طرف سے

بجر درکھا ہے۔ اور میری زبان کو بُری طرح پکڑ رکھا ہے چھاتی پر پتھر رکھکر آنکھوں سے دُور کرتی ہوں۔ مگر اتنی نصیحت ضرور کرتی ہوں۔ کہ جس طرح جاتے ہوئے تینوں نے پیٹھ دکھائی ہے۔ اسی طرح تینوں ہی آکر اپنی شکل دکھانا۔ اگر میرے لچھمن اور سیتا کو کچھ ہو گیا تو تو بھی ہرگز اجودھیا میں نہ آنا۔ کیونکہ اس حالت میں تجھے میرے سامنے آنے کا کوئی ادھکار نہیں اور کوشلیا ہرگز تیری صورت دیکھنے کی روادار نہیں۔

سُمترا لچھمن سے

گانا (طرز ایضاً)

لال میرے کروں کیا نصیحت تجھے تو تو خود ہی میرے سے بھی دانا پُتر
جس جگہ پر پسینہ گرے رام کا خون اپنا وہاں تم بہانا پُتر
لال میرے ......

رامچندر کو تکلیف ہو کچھ اگر جان اپنی وہاں تم لڑانا پُتر
میں نے تم کو بچا اور کیا رام پر فرض اپنا مگر تم نبھانا پُتر
لال میرے ......

رام تم پر خفا بھی اگر ہوں کبھی میل دل پر ذرا بھی نہ لانا پُتر
ہو نہ ان کے حکم سے نہ باہر کبھی رنج ان کو نہ کوئی پہنچانا پُتر
لال میرے ......

جانکی کو بجائے میرے جاننا ہر طرح حکم اس کا بجانا پُتر
بھید اس میں و مجھ میں نہ کچھ سمجھنا سیس چرنوں میں اسکے جھکانا پُتر
لال میرے ......

لاج رکھیو میرے دُودھ کی لکشمن کبھی طعنہ نہ مجھ کو دلانا پُتر

رامچندر کو بن میں جو کچھ ہو گیا تم بھی ہرگز یہاں پر نہ آنا بہتر

ناٹک

کیکئی۔ بیٹا! یہ قیمتی بستراب تمھارے بدن پر شوبھا نہیں دیتے۔ انہیں اُتار دو (بھگوے بستر آگے کرکے) یہ گیروے کپڑے پہن کر بن کی راہ لو۔

رامچندر۔ لائیے ماتاجی۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح۔ کہیئے اور تو کوئی کسر نہیں رہی۔

کیکئی۔ (سیتا سے مخاطب ہوکر) سیتا تو میری طرف آ۔ تاکہ میں تجھے اپنے ہاتھوں سے یہ بستر پہنا دوں۔

رامچندر۔ ماتاجی! آجتک آپنے ہر طرح سے ہماری ناز برداری کی۔ اور حد سے زیادہ خاطر داری کی۔ کھلایا۔ پلایا۔ پہنایا۔ اُٹھایا۔ مگراب انہیں بھی کچھ سُدھ بُدھ آنے دو۔ اور خود بھی ذرا ہاتھ پاؤں ہلانے دو۔

دشرتھ۔ او بیرحم! ابھی تک تیرا کلیجہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ اب بھی تو اپنی شرارت سے باز نہیں آتی ہے۔ اور نشتر پر نشتر چبھوئے جاتی ہو۔ او ظالم تو کون سے جنم کے اُتارے اتار رہی ہے۔ اور ناحق مرے ہوؤں کو مار رہی ہے۔

رامچندر۔ پتاجی ذرا استقلال کیجیے۔ اور اپنی طبیعت کو بحال کیجیے۔ مانا کہ آپ کو ماتاجی کی رائے سے اختلاف ہی تاہم انکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرنا آپکی شان کے سراسر خلاف ہی۔ اب زیادہ دیر نہ کیجیئے۔ اور خوشی سے رخصت کرکے اشیرباد دیجیے

دشرتھ۔ (آبدیدہ ہوکر) اچھا بیٹا! ایشور تمھارا نگہبان ہی۔ مگر دشرتھ اب کوئی دم کا مہمان ہے۔ (سومنتر کو آہستہ سے سمجھاکر) تم ان کے ہمراہ جانا۔ اور جس طرح ہو سکے دم دلاسا دیکر واپس لانا۔

رامچندر۔ (ماتاؤں کے پاؤں پکڑکر) میرے پوجنیہ پتا! اتھا ماتا و۔ رامچندر اب یہاں سے وداع ہوتا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے لئے آپ کے چرنوں سے جدا ہوتا

ہے۔ جب آپ کا آشیرباد میرے ساتھ ہے۔ تو چودہ سال میرے لئے بالکل معمولی بات ہے۔ پرماتما بل دیں۔ کہ ہم تینوں اپنے دھرم کا پالن کرتے ہوئے پھر اپنی جنم بھومی میں آئیں۔ اور اپنا سر آپ کے چرنوں میں جھکائیں (کوشلیا سے مخاطب ہو کر) ماتاجی اب صبر سے کام لینے میں ہی دانائی ہے۔ اور اسی میں سارے کل کی بھلائی ہے ؎

نگری میرے پتا کی سکھ سے بسو مدام ہم جنگل کو چلدیئے کر تجھ کو پرنام

کوشلیا

گانا (بطرز قوالی)

خود ہی آجائے گا بیٹا صبر آہستہ آہستہ سہوں گی جان پر سارے جبر آہستہ آہستہ
نہ جانے اور کیا کیا رنج و غم سہنے ابھی ہونگے چھٹے شاید ہمارے سے یہ گھر آہستہ آہستہ
اگر جانے سے پہلے فیصلہ میرا ابھی کر دیتے نکل جاتی جو باقی تھی کسر آہستہ آہستہ
میرے بیٹا نہیں اب زندگی کی چاہ رہی مطلق قتل کر شوق سے مجھ کو مگر آہستہ آہستہ
مرادیں کیکئی کی آج پوری ہوگئیں ساری پھیلائے سوت نے آخر کو پر آہستہ آہستہ
نہیں معلوم کب سے بس بھری بیٹھی تھی ناگن ہوا ظاہر زہر کا اب اثر آہستہ آہستہ
بلاشک ایک دو دن تو ایودھیا تلملائیگی خودی مٹ جائیگا یہ شور و شر آہستہ آہستہ

ہائے رے اس بڑھاپے کا سہارا نہ رہا کوئی
ہوئے جسونت سنگھ سب منتشر آہستہ آہستہ

بارھواں نظّارہ

جنگل کی تیاری اور اہل شہر کی آہ وزاری

گانا۔ بطرز:- دئے دُکھ یہ فلک نے سارے

ہائے دسرتھ کی پھلواری ظالم کیکئی اُجاڑی
واہ تیری گتی بدھاتا کوئی بھید نہ تیرا پایا جی
تیری قدرت سب سے نیاری ظالم کیکئی ......
جو تاج تخت کا والی جاتا ہاتھوں سے خالی
راجہ سے بنا بھکاری ظالم کیکئی ......
سب تج کر مال خزانہ لے لیا فقیری بانا جی
چھوڑے سب محل اٹاری ظالم کیکئی ......
دھن دھن لچھمن سے بھراتا ہے دھنیہ تمہاری ماتا جی
دھن دھن تو جنک دُلاری ظالم کیکئی ......
چھوڑی تم نے یہ نگری روتی ہے پرجا سگری جی
کیا پرش اور کیا ناری ظالم کیکئی ......
تم بن کو رام پدھارے رہا سر پر کون ہمارے جی
پھوٹی تقدیر ہماری ظالم کیکئی ......
تم کو تو کچھ نہیں مشکل ہے بھاری ہم کو پل پل
ہم چرنوں پہ بلہاری ظالم کیکئی ......

ناٹک

سومتر۔ آپ کے لئے یہ رتھ حاضر ہے۔ اس میں سوار ہو جایئے۔
رامچندر۔ یہ فضول جھمیلے ہمارے ساتھ نہ لگایئے مہربانی کرکے اسے واپس لیجایئے
سومتر۔ آپ کا اس میں کیا نقصان ہے؟
رامچندر۔ فقیروں کے لئے یہ بکھیڑا وبال جان ہے۔
سومتر۔ آپ یہ کس قسم کے الفاظ منہ سے نکال رہے ہیں اور خواہ مخواہ میرے کلیجے میں ناسور ڈال رہے ہیں یہ آپ کا بالکل غلط خیال ہے۔ آپ کو فقیر کہنے کی کس کی مجال ہے۔ اگر دوبارہ ایسے لفظ منہ سے نکالوگے تو فوراً اپنے تئیں ہلاک کردوں گا اور آپ کے سامنے اس جسم کو جلا کر خاک کردوں گا۔
رامچندر۔ منتری جی اگر میرے ان شبدوں سے آپ کو کلیش ہوا تو معاف فرمایئے
سومتر۔ آپ زیادہ تامل نہ فرمایئے۔ اور رتھ میں سوار ہو جایئے۔
رامچندر۔ ضرورت تو نہیں تھی مگر میں آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا (اہل شہر سے مخاطب ہوکر) آپ اپنے گھروں میں جاکر آرام کیجئے۔ اور ہمارا پرنام لیجئے۔ آپ کی ہمدردی کا مشکور ہوں۔ مگر کیا کروں اسوقت تو میں خود مجبور ہوں۔
اہل شہر۔ مہاراج ہم آپ کے ساتھ جائینگے۔ اور اپنی نئی ایودھیا بسائیں گے۔
پیارے وطن سے ہم گئے ہم سے وطن گیا　نقشہ ہمارے رہنے کا جنگل میں بن گیا

(۲) ہمسانذی

رامچندر جی کا اہل ایودھیا کو سوتے ہوئے چھوڑ کر آگے کو چل دینا اور ایودھیا باشیوں کا رامچندر جی کو وہاں نہ پاکر پریشان ہونا

گانا (بھیرویں ٹھیکہ تلواڑہ) **بطرز**:- مت چھوڑو ویدک دھرم۔

اے رام جدائی تیری مار کر گئی چکنا چور
چلدیے اکیلے آپ نیند میں دیکھ ہیں مخمور

کیا دل میں رام وچاری ۔ کی راتوں رات تیاری
کیا دیکھی خطا ہماری ۔ کیا کیوں تج چرنوں سے دور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

گر یہی متا ٹھانا تھا ۔ دھوکر دے کر جانا تھا
ہمیں پہلے بتلانا تھا ۔ آپ کو یہی تھا جو منظور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

کہیں کھوج بھی تو نہیں پاتا ۔ کوئی ملے نہ آتا جاتا
کیا یتن کریں لے بھراتا ۔ ہوئے ہم سبھی طرح مجبور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

نا ہیں ایودھیا بھاوے ۔ نا پتا تمھارا پاوے
بن بھی کھانے کو آوے ۔ جگر میں ڈال رہا ناسور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

اب کچھ نہ رہا ٹھکانا ۔ مشکل ہوا واپس جانا
کل دنیا دے گی طعنہ ۔ ہم کو ہائے بلا قصور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

کوئی ہم کو آن بتاوے ۔ شری رام کا اگر پتہ دے
وہ رستہ ہمیں جتاوے ۔ عمر بھر ہوں اُسکے مشکور

اے رام جدائی تیری۔۔۔۔۔۔۔

(۳) راجہ گوہ نکھاد سے ملاقات

گوہ۔ میرے دھنیہ بھاگ ہیں جو آپ نے اپنے پوتر چرنوں سے اس بھومی کو پوتر کیا غریب خانہ پر چلکر کچھ جل پان کیجئے۔ اور مجھ کو اپنا ممنون احسان کیجئے۔

رامچندر۔ اس مسافر نوازی کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ مگر بستی میں قدم رکھنے سے مجبور ہوں۔

گوہ۔ مجھے خود ہی حیرانی ہی کہ آپ نے ایسا بھیس کیوں بنایا ہے۔

رامچندر۔ پتاجی نے چودہ سال تک اسی بھیس میں رہنے کے لئے فرمایا ہے۔

گوہ۔ آخر کوئی تصور؟

رامچندر۔ قصور ہو یا نہ ہو۔ پتا کا حکم ہر حالت میں منظور۔

گوہ۔ بھگوان! آپ دھنیہ ہیں جو اس حالت میں بھی ہر طرح پرسنیہ ہیں۔ بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ اور اسی جگہ آپ کے لئے بھوجن پہنچاتا ہوں۔

[illegible]ندر۔ پیارے متر۔ اگر یہ بھوجن ہم کو بھاتے۔ تو گھر سے چلکر ہی کاہے کو [illegible]سے کچھ کند مول چن کر کھالینگے۔ اور پیٹ کی اگنی کو بجھا لینگے۔ آپ کو [illegible] دیر ہوگئی۔ اب آرام کیجئے اور ہمارا پرنام لیجئے۔

گوہ۔ (اپ[illegible]یوں سے مخاطب ہوکر) تم اسی جگہ پہرے پر تعینات رہو۔ اور رامچندر جی کی خدمت میں ہی تمام رات رہو۔

رامچندر۔ (سومترا سے مخاطب ہوکر) منتری جی! آپ واپس لوٹ جائیں اور پتاجی کی دھیر بندھائیں۔ ایودھیا سے آپ کی زیادہ غیر حاضری نامناسب ہے۔ اور آپ کا واپس چلا جانا ہی واجب ہی۔

سومتر۔ میں آپ سے ایک عرض کرنی چاہتا ہوں۔ اُمید ہی کہ آپ منظور فرمائینگے۔

رامچندر۔ آپ بزرگ ہیں۔ امید ہے کہ کوئی نیک نصیحت کرکے مشکور فرمائیں گے۔

سومنتر۔ مہاراج کے حکم کی تعمیل تو آپ نے کردی اب واپس چلنا چاہیئے۔

رامچندر۔ وہ کس طرح؟ ذرا مفصل فرمایئے۔

سومنتر۔ آپ اُن کی آگیا انوسار جنگل میں آگئے۔

رامچندر۔ اور چودہ سال کے عرصہ کو بیچ میں سے آپ کھا گئے۔

سومنتر۔ اگر چودہ سال پورے نہوئے۔ تو بھی میرے خیال میں کچھ ہرج نہیں ہے۔

رامچندر۔ آپ کو کچھ وہم تو مرض نہیں ہے؟

سومنتر۔ آپ کو اب زیادہ ہٹھ نہیں کرنی چاہیئے۔

رامچندر۔ منتری جی! اگر یہی شبد کسی سادھارن پرش کے منہ سے نکلتے تو شاید مجھ کو اتنا افسوس نہوتا۔ اور غالباً میری طبیعت پر بھی اتنا جوش نہوتا۔ پرنتو آپ جیسے مدبّر اور دھرماتما کے مُنہ سے ایسے لفظ سُنکر میری ساری خوشی رنج سے تبدیل ہوگئی۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ بس مہاراج کے حکم کی تعمیل ہوگیا۔ گویا آپ مجھ کو پاپ مارگ پر چلانا چاہتے ہیں۔ اور سچائی کے اوپر چھل اور کپٹ کا غلاف چڑھانا چاہتے ہیں۔ آپ کی یہ کوشش بالکل بیہودہ ہے۔ اگر فرض کرنا ہی سہ[illegible] آپ بھی فرض کر لیجئے۔ کہ رامچندر ایودھیا میں موجود ہے۔ ورنہ جب [illegible] ہے۔ بغیر چودہ سال ختم کئے ایودھیا میں قدم رکھنا میرے [illegible]

سومنتر۔ تو میرے لئے کوئی اپائے بتایئے۔

رامچندر۔ آپ بڑی خوشی سے ایودھیا تشریف لیجایئے۔

سومنتر۔ مگر مہاراج کا تو یہ حکم تھا۔ کہ ان کو ساتھ لیکر آنا۔

رامچندر۔ آپ خود عقلمند اور سمجھدار ہیں ہر طرح سے اُن کی دھیر بندھانا۔ اور ہر ایک کام کاج کو بڑی خوش اسلوبی سے نباہنا۔

سومتر۔ اس وقت تو انہیں کچھ اُمید بھی ہے۔ مگر میرے جانے سے اُن کا دُکھ اور بھی بشیش ہوگا۔
رامچندر۔ نہیں بلکہ آپ کے نہ جانے سے اُن کو کلیش ہوگا۔

(۴) مہاراجہ دشرتھ زمین پر لیٹے ہوئے ہیں اور کوشلیا جی سرہانے بیٹھی ہوئی مگس رانی کر رہی ہیں

مہاراجہ دشرتھ

گانا (توڈی اساوری تال دھمار)

میرے نکسے جات پران + انت سمے اب آگیا میرا بالکل نشچہ جان

میرے نکسے ....

اے پیاری میں نے تجھ کو بھی ناحق کیا ویران مجھ پاپی کو بخش دو لیکن نربل دُکھیا جان

میرے نکسے ....

اس دُنیا میں سمجھ مجھے اب منٹوں کا مہمان وقت اخیری مجھ دکھیا پر کر اتنا احسان

میرے نکسے ....

کیسی وہ منحوس گھڑی تھی دی جب تجھے زبان اے ظالم کیکئی مٹا یا تو نے میرا نشان

میرے نکسے ....

پیارے رام اب تیرا ملنا مجکو کٹھن مہان مجھ پاپی کو ملنے میں بھی بٹیا تیری ہان

میرے نکسے ....

دنیا میں ہوگا نہیں مجھ سا گنہگار انسان ہے ایشور مجھ اپرادھی کا ہو کیسے کلیان

میرے نکسے ....

ناٹک

پربیہ جی! اب میرا انت سمے نزدیک آرہا ہے۔ اور درد و غم سے میرا دم گھٹا جارہا ہی
سن سندیہہ اب کال میرے سر پر سوار ہو رہا ہے اور مجھے ایک لفظ بولنا بھی سخت
دشوار ہو رہا ہے۔ نہ معلوم کس وقت کوچ کر جاؤں۔ اور تم سے کچھ کہنے نہ پاؤں۔
پیاری! میں نے اپنی بیوقوفی سے نہ صرف اپنا ہی ستیاناش کیا بلکہ تمھارے
نازک دل کو بھی پاش پاش کیا۔ تمام عمر اس ظالم کی محبت کا دم بھرتا رہا اور تمھاری
طرف سے ہمیشہ لاپرواہی کرتا رہا۔ چنانچہ میں نے اپنی نفس پرستی کا پھل پایا۔ اور
اپنی جڑوں پر آپ کلہاڑا چلایا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ صدمہ تمھارے لئے بہت
سخت ہی مگر میرا بھی اب اخیری وقت ہی۔ اسلئے میں ہاتھ جوڑتا ہوں کہ میرے اپرادھ
معاف کردو اور میرا عاقبت کا رستہ صاف کردو۔ شاید اسی وجہ سے میری جان نہیں
نکلتی۔ کہ مجھ کو اس پاپ کرم کی معافی نہیں ملتی (چلا کر) اے پرمیشور تیری دوہائی ہے۔
اب جان نکالنے میں بھی کیوں دیر لگائی ہے۔

کوشلیا

گانا (ریختہ بھیروی تال دادرا)

سوامی! یہ مجھ سے کشٹ اُٹھایا نہیں جاتا — جو آپ کا احسان ہے بُھلایا نہیں جاتا
داسی ہوں ناتھ آپکے چرنوں کی دُھول ہوں — پر کیا کروں یہ کشٹ بٹایا نہیں جاتا
میں دیکھکر اس حال میں تم کو پران ناتھ — سہتی ہوں جو کلیش بتایا نہیں جاتا
ساگر میں پاپ کے ہو کیوں دھکیلتے مجھے — سوامی یہ مجھ سے پاپ چھپایا نہیں جاتا
ناچیز ہوں میں آپ کی داسی پران پت — پاپوں کا بوجھ مجھ سے [illegible]یا نہیں جاتا
مجھ کو جدائی رام کی سہنی آسان ہے — بے حرمتی کا داغ لگایا نہیں جاتا

میرا نشان مٹ گیا سنسار سے مگر ماتا پتا کا نام مٹایا نہیں جاتا

ناٹک

بھرت: ماتا آپ یہ کیسے شبد منہ سے نکال رہے ہیں۔ اور مجھ کو کیوں پاپوں کے گڑھے میں ڈال رہے ہیں۔ آپ کا درجہ میرے لئے پرمیشور کے سمان ہے۔ اور یہ داسی ہر وقت اور ہر حالت میں آپ کے تابع فرمان ہے۔ آپ میرے آگے ہاتھ جوڑ کر میرے پاپوں کو اور بھی بھاری کر رہے ہیں۔ اور مجھے نرک میں دھکیلنے کی تیاری کر رہے ہیں پچھلے پاپوں کا تو یہ پھل ملگیا کہ پالا پوسا لال گود سے نکل گیا۔ اس پر آپ کی یہ انوچت کارروائی نہ معلوم کیا غضب ڈھائیگی۔ اور کن کن مصیبتوں کا سامنا کرائیگی۔ پران پت مجھ پاپن نربھاگن کے پاپوں کی وجہ سے آپ جیسے پرتاپی اور دھرماتما کو بھی اسقدر کشٹ ہوا۔ اور مجھ بدنصیب کی بدولت آپ کا سب پن پرتاپ نشٹ ہوا۔ میں نے جو کچھ سکھ بھوگا۔ وہ کیول آپ کا ہی پرتاپ ہے۔ مگر افسوس کہ میری وجہ سے آپ جیسے پوترآتما کو اس قدر سنتاپ ہے خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ اب طبیعت کو سنبھالئے اور ایسے انوچت شبد منہ سے نہ نکالئے۔ ایک آریہ استری کے لئے یہ ڈوب مرنیکا مقام ہے وہ پتی کی داسی ہے نہ کہ پتی اس کا غلام ہے اگرچہ میں پتی برتا دیویوں کے چرنوں کی دھول بھی نہیں ہوں مگر ایسی گئی گذری اور نامعقول بھی نہیں ہوں۔ آخر چھترانی کا دودھ پیا ہے۔ اور جس ماتا پتا نے جنم دیا ہے۔ انکے نام کو ہرگز بٹہ نہ لگاؤنگی۔ اور جب تک دم میں دم ہے۔ ہر طرح سے اپنے کل کی لاج نبھاؤں گی۔

مہاراجہ دسرتھ

گانا (مالکوس تین تال دھیما)

سہاگ میرا اس سمے ایک تجھ سے
گئی ہر طرح سے میری آبرو ہے

نہیں زندگی کی رہی کوئی خواہش مجھے موت کی آج خود جستجو ہے
اُٹھاؤ مجھے ناتھ جلدی یہاں سے تیرے چرن سیوک کی یہ آرزو ہے

سہاگ میرا............

اگرچہ نہیں منہ دکھانے کے قابل میرا پاپ ہر دم میرے روبرو ہے
مگر آپ اپنی دیا سے چھپالو یہی بنتی میری شام و صبوح ہے

سہاگ میرا............

نہ غمخوار دنیا میں کوئی ہے میرا نہ میری کسی سے رہی گفتگو ہے
میرے پاپ کرموں کا چرچا جہاں میں ہوا ہر جگہ جابجا کو بکو ہے

سہاگ میرا............

نہ جانے کہاں کہاں جان میری ہوئی آج مجھ سے یہ کیوں دو بدو ہے
گلہ ہے نہ جسونت سنگھ کچھ کسی پر نہ سر ہے اپنا نہ کوئی عدو ہے

سہاگ میرا............

ناٹک

ہے ناتھ! مانا کہ میں آپکی دیا کا مستحق نہیں ہوں مگر کیا موت کا دروازہ بھی میرے لئے بند ہے۔ پرماتمن! دیا کرو۔ اب مجھ میں کشٹ سہنے کی طاقت نہیں۔ پربھو اب مجھے زیادہ نہ ستاؤ اور جلدی اس پاپ بھومی سے اُٹھاؤ۔ او ظالم کیکئی! پتی کو ڈسنے والی ناگن! اب تو تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا۔ او بیوفا! تو نے میری ناز برداریوں کا خوب بدلہ دیا او بیرحم کیکئی! میری تو اب اس دنیا سے کوچ کی تیاری ہے۔ مگر یاد رکھ ؎

مٹایا تو میرا نام و نشاں تو نے اری ظالم مٹے گی ایکدن تو بھی میرا نام و نشاں ہوکر

افسوس! چار بیٹوں کے ہوتے ہوئے آخری وقت میں ایک بھی پاس نہیں جسکو چھاتی سے لگا کر شانتی سے پران تیاگ دیتا۔ اُف! گلے میں کف آگیا پیاری

ذرا پانی کا گھونٹ ....

باندی۔ مہارانی جی امنتر جی تشریف لے آئے ہیں۔

دشرتھ۔ (کروٹ بدل کر) اری جلدی جا اور انہیں میرے پاس بُلا لا۔

سومتر۔ مہاراج ! ... (روتے ہوئے گھگی بندھ گئی اور ایک لفظ بھی نہ بول سکے)

دشرتھ۔ اے سومتر کہو میری ہنسوں کی جوڑی کو ساتھ لائے یا بن میں ہی چھوڑ آئے۔

سومتر۔ چپ۔

دسرتھ۔ ہائے ہائے جو آتا ہے جان کا ہی لاگو۔ کچھ مُنہ سے تو بولو!

سومتر۔ (آنسو پونچھ کر) مہاراج میں نے ہر چند زور لگایا۔ بہت سمجھایا بجھایا۔ مگر اُنکے استقلال میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔ میں اپنی ساری منطق لڑاتا تھا۔ مگر ان کا ایک ہی فقرہ سُنکر لاجواب ہو جاتا۔ کیا سُناؤں۔ نہ کچھہ سُناتے کو دل چاہتا ہے اور نہ ہی چُپ رہا جاتا ہے۔

دسرتھ۔ آخر کچھ کہو گے یا فضول باتیں ہی بناتے رہو گے۔

سومتر۔ بھگون! جسوقت میں آپ کی آگیا انوسار رتھ لیکر ان کی خدمت میں پہنچا۔ تو اول تو اُنہوں نے اسمیں بیٹھنے سے ہی انکار کیا اور بہت اصرار کیا میری اس قطع کو بھی انہوں نے ناپسند کیا۔ آخر بہ مشکل تمام انہیں رضامند کیا۔ شام کو راجہ گوہ کی راجدھانی میں قیام کیا۔ اور تمام رات اسی جگہ بسرام کیا۔ راجہ گوہ نہایت خندہ پیشانی اور بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ اور اپنے خاص آدمی پہرہ پر تعینات فرمائے۔ بھوجن آدی کے لئے اُنہوں نے ہر چند مجبور کیا مگر رامچندر جی نے نامنظور کیا۔ اگلے روز جب نتیہ کرم سے فارغ ہوئے تو آپ کا حکم انہیں سُنایا اور اپنی طرف سے بھی بہت کچھ مرچ مصالحہ لگایا۔ مگر کیا مجال۔ کہ انہوں نے جنبش بھی کھائی ہو۔ بلکہ مجھے کہا کہ تم تو بالکل سودائی ہو جو مجھے دھرم سے گرا کر باپ کے مارگ

پر چلانا چاہتے ہو اور دنیا میں انگشت نما بنانا چاہتے ہو۔ یہ تمہارا خیال بالکل خام ہے بغیر چودہ سال ختم کئے ایودھیا میں قدم رکھنا تو درکنار شکل دیکھنی بھی حرام ہے۔

دشرتھ۔ یہ تو مجھے پہلے ہی خیال تھا اور انکا واپس آنا سخت محال تھا۔ ہائے افسوس میری قسمت پھوٹ گئی۔ اب تو رہی سہی امید بھی ٹوٹ گئی۔ اچھا اور کچھ کہا ہو تو وہ بھی سناؤ

سومنتر۔ آپ کو اور ماتاؤں کو ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا ہے۔ اور یہ پیغام دیا ہے کہ میری ماتا کیکئی کو ہرگز کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اور بھرت کو فوراً نانہال سے بلاکر راج تلک دیدیا جائے۔

سمترا۔ پیاری سیتا کا بھی کچھ حال سناؤ۔

سومنتر۔ وہ مڑ مڑ کر ایودھیا کی طرف دیکھ دیکھ کر دیاکل ہوتی جاتی تھی۔ منہ سے تو کچھ نہ بولتی تھی۔ مگر بے تحاشا روتی جاتی تھی۔

کوشلیا۔ میرے لچھمن کا کیا حال تھا۔

سومنتر۔ ان کی طبیعت پر مہاراج کی اس کارروائی کا سخت ملال تھا اور مارے غصے کے آنکھوں کا رنگ خون کبوتر کی طرح لال تھا۔ اگرچہ وہ مہاراج کی شکایت کرتے تھے۔ مگر رامچندر انہیں ہر وقت خاموش رہنے کی ہدایت کرتے تھے۔

دسرتھ (دھائیں مار کر) بیٹا لچھمن! بیشک میں تمہارا گنہگار ہوں۔ اور تمھاری طرف سے سخت شرمسار ہوں۔ مگر اے بیٹا! معاف کردو۔ کیونکہ اب تو میں اس دنیا سے کوچ کرنے کو تیار ہوں۔ اے پرمیشور دیا کرو! دیا کرو!!

بششٹ جی۔ مہاراج! اب رونے دھونے سے کام نہیں چلیگا۔ رامچندر کا آنا تو دشوار ہے۔ مگر اس خاندان کا بحال رکھنا آپکے اختیار ہے۔ جو ہونا تھا سو ہو چکا۔ اگر آپ اپنی طبیعت کو سنبھالینگے تو سارے خاندان کو نشٹ ہونے سے بچا لینگے ورنہ جو نتیجہ ہوگا وہ سامنے نظر آرہا ہے۔ جسکا خیال آتے ہی کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔

دشرتھ

گانا (طرز:۔ تجھ کو روہت کہاں پاؤں)

چھوڑ مجھ کو کدھر کو پدھارے
مُکھ دکھلا جا اے میرے پیارے

بے گناہ تم کو گھر سے نکالا
کر لیا میں نے اپنا منہ کالا

پاپ پرگٹ ہوئے آج سارے
مُکھ دکھلا جا..........

آخری وقت ہے رام آجا
چاند سا مکھڑا اپنا دکھا جا

مل سکونگا نہ پھر اے پیارے
مُکھ دکھلا جا..........

لچھمن میری آخیری گھڑی ہے
موت منہ کھولے سنمکھ کھڑی ہے

تو ہی آجا اے آنکھوں کے تارے
مُکھ دکھلا جا..........

بیٹی سیتا اے میری دُلاری
پھرتی ہوگی کہاں ماری ماری

کشٹ تو نے بھی کیا کیا سہارے
مُکھ دکھلا جا..........

جو کچھ اُمید تھی وہ بھی ٹوٹی
ہائے یک لخت تقدیر پھوٹی

جار ہا ہاتھ خالی پسارے
مُکھ دکھلا جا..........

ہائے ہائے میں ہوں کیسا کمبخت
ہو گئی جان بھی کسقدر سخت

پران بھی نہ نکلتے ہمارے
مُکھ دکھلا جا..........

رونا روئیں کیا اس بے بسی کا
دوش جسونت سنگھ نہ کسی کا

آپ مارے جڑوں پہ کلہاڑے
مُکھ دکھلا جا..........

ناٹک

گورو جی! اب آپ کی یہ طفل تسلیاں مجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ اور گئی ہوئی بات کبھی واپس نہیں آسکتی۔ کرم کی گتی بڑی بربل ہے۔ اور یہ سب اپنے کرموں کا ہی پھل ہے۔ کسی پر کیا افسوس ہے۔ کیول اپنی پرابدھ کا ہی دوش ہے۔ اچھا

آپ اپنا کام سنبھالو۔ اور میرے رستے میں رُکاوٹ مت ڈالو۔ پیارے رام! مجھے معاف کرو۔ بیٹا لچھمن میری طرف سے اپنی طبیعت صاف کرو۔ پیاری کوشلیا! تم دھنیہ ہو۔ جو باوجود اسقدر کشٹ سہنے کے بھی مجھ سے پرسنیہ ہو۔ پیاری سمترا رخصت (ہچکی لیکر) ہائے پیارے رام! میں چلا۔

کوشلیا (جلدی سے سنبھال کر) ارے کوئی جلدی آؤ۔ مہاراج کے تو تیور بدل گئے۔

بششٹ۔ (نبض دیکھ کر) افسوس! تیور کیا بدل گئے خود مہاراج ہی اس سنسار سے چلے گئے۔

کوشلیا (سر پیٹ کر) کیا بالکل ہی نبض چھوٹ گئی؟

بششٹ۔ (دسرتھ کے سینے پر ہاتھ رکھ کر) ہاں مہارانی جی! اب تو قطعی اُمید ٹوٹ گئی۔

سمترا۔ (چھاتی پر دوہتھڑ مار کر) ہائے رے ہماری قسمت پھوٹ گئی۔

کوشلیا اور سمترا کا ورلاپ

(بطرز: ہے بہار باغ دنیا چند روز)

ہا! ہمارے پران پیارے چل بسے — رنج و غم کے دُکھ کے مارے چل بسے
کس طرح اب زندگی ہوگی بسر — جو تھے جیون کے سہارے چل بسے
جل گیا سارا سہاگ اب خاک میں — آج قسمت کے ستارے چل بسے
آرزو پوری نہ ان کی ہو سکی — مار کر وہ آہ کے نعرے چل بسے
چھوڑ کر سب جاہ و حشمت ہائے ہائے — ہائے دونوں کر خالی پیارے چل بسے
ہو گیا اندھیر آنکھوں ایک دم — آج سُکھ سارے ہمارے چل بسے
کیکئی اب آ گیا تجھ کو صبر — جن کا دُکھ تھا وہ بچارے چل بسے
اس دہر فانی میں لے جسونت سنگھ — زندگی کے دن گذارے چل بسے

ناٹک

بششٹ جی۔ دیویو! صبر کرو۔ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ بھرت کو خبر کرو۔

تیرھواں نظّارہ
کیکے پور

شتروگھن۔ (بھرت سے) بھراتا جی! آج تو آپ کی طبیعت کچھ سُست ہے؟

بھرت۔ ہاں شتروگھن جی! تمھارا خیال بالکل دُرست ہے۔

شتروگھن۔ کیا وجہ ہے۔ ذرا میں بھی تو سُن پاؤں۔

بھرت۔ کچھ وجہ ہو تو بتاؤں۔

شتروگھن۔ وجہ تو ضرور ہے مگر مجھ سے پوشیدہ رکھتے ہو۔

بھرت۔ افسوس کہ تم میری نسبت ایسا عقیدہ رکھتے ہو۔

شتروگھن۔ تو پھر آپ کو بتلانے میں کیا اعتراض ہے؟

بھرت۔ شتروگھن جی بھلا آپ سے بھی میرا کوئی پوشیدہ راز ہے۔

شتروگھن۔ تو بتا وجہ آپ کی طبیعت پر کیا بھید ہے۔

بھرت۔ مَیں خود حیران ہوں کہ یہ کیا بھید ہے۔

شتروگھن۔ آخر اس کا کوئی علاج بھی......؟

جودھاجیت[1]**۔** ایودھیا سے ایک ایلچی آیا ہے۔

بھرت۔ خیریت کی خبر بھی لایا ہے؟

جودھاجیت۔ ہاں ویسے تو خیریت ہی بتلاتا ہے۔ مگر کہتا ہے۔ کہ آپ کو جلدی بُلایا ہے ✤

[1] بھرت کے ماموں کا نام۔

بھرت۔ کوئی جائے اور اُس ایلچی کو بُلا لائے؟

ایلچی۔ (شاہی آداب بجا لاکر) حسب الحکم یہ سیوک حاضر ہے۔

بھرت۔ ارے خیریت تو ہے جو ایسی جلدی کا پیغام لایا ہی

ایلچی۔ مہاراج ویسے تو خیریت ہی ہے مگر آپ کو جلدی بلایا ہے۔

بھرت۔ پتاجی تو راضی ہیں؟

ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بُلایا ہی۔

بھرت۔ ماتاجی تو پرسنیہ ہیں؟

ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہی۔

بھرت۔ بھائی رامچندر جی و لچھمن جی تو خوش ہیں۔

ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بُلایا ہی۔

بھرت۔ ارے تو آدمی ہی یا او دبلاؤ۔ جو بات پوچھتا ہوں۔ اس کا تو جواب نہیں۔ "ہاں مہاراج آپ کو جلدی بلایا ہی" کی مہارنی رٹ رہا ہے۔

ایلچی۔ ہاں مہاراج کہہ تو رہا ہوں۔ کہ آپ کو جلدی بُلایا ہے۔

بھرت۔ (طیش میں آکر) تو سیدھی طرح ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دیتا؟

ایلچی۔ (ہاتھ جوڑکر) ہاں مہاراج پوچھئے کیا پوچھتے ہو؟

بھرت۔ ارے میں پوچھتا ہوں کہ پتاجی ماتاجی و بھراتاجی سب راضی خوشی ہیں۔

ایلچی۔ ہاں مہاراج ویسے تو خیریت ہی ہی۔ مگر آپ کو جلدی بُلایا ہے۔

بھرت۔ عجیب دیوانے سے بالا پڑا ہے۔

ایلچی۔ ہاں مہاراج آپ کو جلدی بُلایا ہے۔

بھرت۔ ارے جلدی تو بُلایا ہی مگر کوئی وجہ بھی؟

ایلچی۔ ہاں مہاراج ..... میں بھی تو یہی کہتا ہوں۔ کہ آپ کو جلدی بُلایا ہی۔

شتروگہن۔ بھراتاجی اِس بحث مباحثہ کو چھوڑو۔ اور جلدی ایودھیا کی تیاری کرو۔
ایلچی۔ (ذرا آگے ہو کر) ہاں مہاراج بس میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ آپکو جلدی بُلایا ہے۔
شتروگہن۔ اچھا ذرا چپ رہ۔ زیادہ بکواس نہ کر۔
ایلچی۔ نا مہاراج اس سے زیادہ اگر ایک لفظ بھی کہہ جاؤں تو بیشک گردن اڑا دینا۔
شتروگہن۔ یہ تو ہمیں پہلے ہی امید تھی۔
بھرت۔ (راجہ کیکئے سے مخاطب ہو کر) اگرچہ آپ کی جُدائی ہمیں سخت ناگوار ہے۔ مگر کیا کریں اسوقت ٹھیرانا بھی سخت دشوار ہے۔ اسلئے ہماری نمستے لیجئے۔ اور بخوشی اجازت دیجئے۔
راجہ کیکئے۔ (دونوں کو گلے لگا کر) بیٹا! اگرچہ میں تم کو ایک دم کے لئے بھی اپنی نظروں سے دُور نہیں کر سکتا۔ مگر اس وقت میں بھی مجبور نہیں کر سکتا۔ جاتے ہی خیریت کی خبر پہنچانا۔ اور زیادہ انتظار نہ دکھانا۔
جودھاجیت۔ پیارے بھانجو! تمھاری صحبت میں ہر وقت دل مسرور رہتا تھا اور رنج و غم کوسوں دُور رہتا تھا۔ اسوقت نہ تم کو جُدا کرنیکو دل چاہتا ہے اور نہ ٹھیرنا ہی مناسب ہے۔ اچھا جاؤ۔ مگر زیادہ دن نہ لگانا۔ اور چند روز رہکر جلدی واپس آجانا۔
ایلچی۔ ہاں مہاراج میں بھی تو یہی کہتا ہوں کہ آپ کو جلدی بُلایا ہے۔

بھرت اور شتروگھن کا ایودھیا میں آنا اور شہر کی حالت دیکھکر پریشان ہونا

(گانا) بھرت جی (بحر قوالی)

ایودھیا پہ ہائے یہ رنج کے آثار کیسے ہیں
پڑے چاروں طرف یہ راکھ کے انبار کیسے ہیں
شہی محلوں پہ چیلیں آج کیوں منڈلا رہی ہیں
سبھی چھوٹے بڑے یہ رنج میں سرشار کیسے ہیں
یہ سب جو دلش کا جھنڈا ہوا ختم کسکے ماتم میں
نہیں کچھ سمجھ میں آتا یہ بد اطوار کیسے ہیں

نگر میں ہر طرف ماتم ہی ماتم ہے نظر آتا
پڑے سونے ایودھیا کے سبھی بازار کیسے ہیں
جہاں ہر وقت میلے کی طرح ہجوم رہتا تھا
وہاں پر آدمی بیٹھے ہوئے دو چار کیسے ہیں
یہاں سے رنج و غم کا نام کوسوں دُور رہتا تھا
نگر کے لوگ روتے آج بے اختیار کیسے ہیں
عجب حیران ہوں میں دیکھکر حالت تمہاری بھی
مزاجِ دشمناں جسونت سنگھ سردار کیسے ہیں

ناٹک

ہیں ! ہیں ! ایودھیا کی حالت ایسی ابتر کیوں؟ تمام گلی کوچے بالکل سنسان پڑے ہیں سارے بازار بالکل ویران پڑے ہیں۔ شاہی محلوں پر آج چیلیں کیوں منڈلا رہی ہیں۔ یہ بدشگونیاں تو کسی سخت حادثہ کا پتہ بتا رہی ہیں۔ نہ معلوم آج کس کا ماتم ہوگیا۔ جو سورج ونشی جھنڈا ابھی ختم ہوگیا۔ ایودھیا کے تمام بازار اُجاڑ پڑے ہیں۔ اور جدھر دیکھو راکھ کے انبار پڑے ہیں یہی ایودھیا جہاں ہر وقت کاندھے سے کاندھا چھلتا تھا۔ اور ہر ایک گذرنے والے کو بڑی مشکل سے رستہ ملتا تھا وہاں نہ صرف کوئی آتا جاتا ہی دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ کسی کا بول بھی سُنائی نہیں دیتا۔

شتروگہن۔ بیشک آثار تو خراب ہی نظر آتے ہین۔ آپ جلدی سے پتاجی کے دیوان خانہ کی طرف قدم بڑھایئے۔

(دونوں کا مہاراجہ دسرتھ کے دیوان خانہ پر پہنچنا)

بھرت (دربان سے مخاطب ہوکر) یہ کیا کارن ہے کہ تمام نگری کی ایسی دُردشا ہو رہی ہے؟

دربان (آنسو بہاکر) افسوس آپ کی عدم موجودگی نے سب کام بگاڑ دیا۔ اور اس ہری بھری نگری کو بالکل اُجاڑ دیا وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔ جب آپ ناننہال کو تشریف لیگئے گویا ایودھیا کی جڑوں میں بارود کا فلیتہ دے گئے۔ نہ آپ یہاں سے تشریف لیجاتے۔ اور نہ ایودھیا پر یہ مصیبت کے دن آتے۔

بھرت۔ آخر کوئی سبب بھی بتلائے گا؟

دربان۔ محلوں میں تشریف لیجائیے۔ وہاں کل حال معلوم ہوجائے گا۔

کیکئی کا رنواس

منتھرا۔ بائی جی! سنا ہے کہ بھرت جی آگئے۔

کیکئی۔ آگئے تو اب تک کہاں رہے۔ جا ذرا جلدی انھیں میرے پاس بُلالا!

منتھرا (ہاتھ کا اشارہ کرکے) اے لو وہ سامنے ہی تو آرہے ہیں۔

کیکئی (دوڑ کر بھرت کو گلے لگاکر) بیٹا تم نے بہت دن لگائے۔ کہو تمھارے نانا ماموں تو ساتھی ہیں؟

بھرت۔ ہاں ماتا جی سب طرح کشل ہیں۔ مگر اب تک مجھکو پتا جی کے درشن نہیں ہوئے وہ کہاں ہیں؟

کیکئی۔ بیٹا ذرا تحمل کرو۔ سفر کی تکان اُتارو۔ دھیرے دھیرے سب معلوم ہوجائیگا

بھرت۔ میری تکان پتا جی کے درشن کرتے ہی دُور ہوجائے گی۔

کیکئی پہلے کچھ تھوڑا کھا پی لو۔ پھر دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔

بھرت میں پوچھتا ہوں۔ پتا جی کہاں ہیں۔ تم کہتی ہو دھیرے دھیرے سب حال بتا دوں گی یہ معاملہ کیا ہے۔؟

کیکئی۔ تو کہتی تو ہوں کہ دھیرے دھیرے سب حال بتا دوں گی۔

بھرت۔ تعجب ہے کہ جو بات تم کہتی ہو وہی اُلجھی ہوئی۔ جو سوال کرتا ہوں اس کا ٹیڑھا جواب ملتا ہے۔ یہ دھیرے دھیرے معلوم نہیں کس بلا کا نام ہے؟

کیکئی۔ اوہو بیٹا! تم بڑے جلد باز ہوگئے۔ نہ معلوم ننہال میں جاکر تمہاری طبیعت پر اتنی تیزی کیوں آگئی۔ میں کہہ تو رہی ہوں کہ دھیرے دھیرے سب حال بتا دونگی۔

بھرت۔ یا پرمیشور یہ دھیرے دھیرے کسی یُگ کا نام ہے یا کسی صدی کا حصّہ ہے

یا چھ سالوں کی تعداد کو کہتے ہیں۔ آخر اس دھیرے دھیرے کا کبھی خاتمہ بھی ہوگا۔

کیکئی۔ بیٹا! تسلی رکھ۔ گھبراؤ نہیں میں دھیرے دھیرے سب کچھ بتا دونگی۔

بھرت۔ (کڑک کر) کیا خاک بتا دوگی۔ آگ لگے تمھاری اس دھیرے دھیرے کو۔ نہ معلوم تم سب نے ملکر یہ کیا جال بنایا ہے۔ ایلچی گیا تو اس نے "تمہیں جلدی بلایا ہے" کے سوا دوسرا لفظ منہ سے نہ نکالا۔ تم سے پوچھتا ہوں تم "دھیرے دھیرے" کی بڑ ہانک رہی ہو۔ بس جلدی بتاؤ کہ پتاجی کہاں ہیں؟

کیکئی۔ (کسیقدر سہم کر) تمہیں تو خواہ مخواہ بال ہٹ چڑھ گیا۔ میں کہہ تو رہی ہوں کہ دھیرے ......

بھرت (معترض سخن ہوکر) پھر وہی "دھیرے دھیرے" کی مہارنی۔ ماتاجی! اگر اب کی دفعہ یہ لفظ منہ سے نکالا تو فوراً اپنے تئیں ہلاک کر دونگا۔ جلدی بتاؤ کہ پتاجی کہاں ہیں؟

کیکئی۔ بیٹا! افسوس ہے کہ تمھارے پتا سورگ سدھار گئے۔ اب تم کو ان کے درشن نہیں ہو سکتے۔

بھرت۔ ہیں! پتاجی سورگ سدھار گئے؟ افسوس کہ میں آخری وقت ان کی سیوا نہ کر سکا۔ بھائی رامچندرجی اور لچھمن جی ہی خوش قسمت ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں پتا نے پران تیاگے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ روگ کیا تھا؟

کیکئی۔ روگ تو کچھ بھی نہیں تھا بس ہائے رام ہائے لچھمن کہتے ہوئے پران تیاگے

بھرت۔ ہیں ہیں! یہ کیا کہا؟ کیا بھائی رامچندر اور لچھمن بھی یہاں موجود نہیں تھے۔

کیکئی۔ ہاں بیٹا! وہ تو پہلے ہی بن کو چلے گئے تھے۔ ان ہی کی جدائی میں تو مہاراج نے پران دئے۔ تمہیں تو بلکہ یاد تک نہیں کیا۔

بھرت (سر پیٹ کر) ہائے ہائے ایسا غضب؟ کہ چار بیٹوں کے ہوتے آخیر وقت میں ایک بھی پاس نہ ہوا۔ رامچندرجی نے ایسا کونسا قصور کیا تھا۔ جو بن میں

جانے پر مجبور ہوئے ذرا مفصل تو سناؤ۔

کیکئی۔ بیٹا اصل ماجرہ تو یوں ہے۔ کہ مہاراج نے رامچندر کو راج تلک دینے کی تیاری کی تھی۔ مجھے تو خبر تک بھی نہ تھی۔ بھلا ہو بچاری منتھرا کا اس نے مجھے کُل حال سے آگاہ کر دیا۔ میں نے کسی وقت مہاراج سے دو بچن پورے کرنے کا اقرار لیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ کو غنیمت جان کر اپنے وہ دونوں بچن پورے کرانے کے لئے مجبور کیا۔ یعنی رامچندر کو چودہ سال کا بن باس۔ اور تمہارے لئے راج تلک اگرچہ انہوں نے مجھ کو ٹالنے کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر میں بدستور اپنی ضد پر اڑی رہی۔ آخر مجبور ہو کر انہیں رامچندر کو بن میں بھیجنا پڑا۔ لچھمن اور سیتا بھی ساتھ ہی گئے۔ بھلا بیٹا! تو خود ہی خیال کر۔ کہ میں یہ کس طرح گوارا کرتی۔ کہ رامچندر تو راج کرے۔ اور میرا بیٹا اس طرح مارا مارا پھرے۔ سو بیٹا میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ اب تم جانو تمہارا کام۔

منتھرا۔ (دل ہی دل میں) تیرے انعام کا موقعہ بھی ابھی ہے۔ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے (بھرت سے مخاطب ہو کر) ہاں کنور جی! رانی سچ کہتی ہیں۔ اب خوشی سے راج سنبھالو اور ... دل کے ارمان نکالو۔

شترگھن۔ ... او نمک حرام بدذات! یہ سب تیری ہی آگ لگائی ہوئی ہے ٹھیر تیری تو خبر لیتا ہوں۔ اور تجھے اس خیر خواہی کا انعام دیتا ہوں۔

بھرت (شترگھن کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی جو کچھ ہونا تھا سو ہو لیا۔ اور ہم نے اپنی قسمت کو رونا تھا۔ سو رو لیا۔ اب طبیعت ٹکاؤ۔ اور عورت پر ہاتھ اُٹھا کر اپنے کُل کو داغ نہ لگاؤ (منتھرا سے مخاطب ہو کر) او حرامزادی چڑیل! جلدی یہاں سے کافور ہو جا۔ اور میری آنکھوں کے سامنے سے دُور ہو جا۔

بھرت اور شتروگھن کا ورلاپ

(طرز۔ تمھیں روتی ہے پرجا ساری)

ہائے پھوٹی ہی قسمت ہماری رے ہائے
ہائے ہائے پھوٹی ہے قسمت ہماری
چھوڑ کر ہم کو کس کے سہارے
اے پتا جی کدھر کو سدھارے
کی اکیلے کدھر کی تیاری رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......
منہ دکھانے کے لائق رہا نا
ہائے کوئی سہایک رہا نا
بات ودھاتا نے کیسی بگاڑی رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......
پھنسی ایسی جان مشکل میں
رہ گیا یہ بھی ارمان دل میں
کر سکے کچھ نہ خدمت تمھاری رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......
کیا کس کے سپرد ہائے ہم کو
چلدئے اے پتا جی عدم کو
کون لے گا خبر یا ہماری رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......
رام میری نہ بالکل صلاح لی
ہائے تم نے بھی تو بن کی راہ لی
آگئی آج قسمت کی ہاری رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......
ہائے ایشور ہمیں بھی اُٹھالے
لے پتا پاس اپنے بُلالے
زندگی سے ہمیں موت پیاری رے ہا
ہائے ہائے پھوٹی......

ناٹک

کیکئی۔ (بھرت کے آنسو پونچھ کر) بس کر میرے لال۔ اب زیادہ نہ رو۔
بھرت۔ (کیکئی کا ہاتھ جھٹک کر) بس میرے سامنے سے دُور ہو۔
کیکئی۔ بیٹا کیا تجھے میرے سے بھی موہ نہیں رہا؟
بھرت۔ خبردار۔ جو پھر مجھے بیٹا کہا۔

کیکئی۔ کیا اب میرا بیٹا بننے سے بھی انکار ہے؟

بھرت۔ مجھے تیرا بیٹا کہلانے میں سخت عار ہے۔

کیکئی۔ میری نیکی کا بدلہ دینے کا وقت آیا تو اب یوں بھاگے گا۔

بھرت۔ بدلہ تو مجھے تب ملیگا۔ جب بھرت بھی تیری آنکھوں کے سامنے پران تیاگیگا

کیکئی۔ یہ کیسا بیہودہ خیال ہے۔

بھرت۔ تاکہ مجھے معلوم تو ہو جائے۔ کہ ماتا کوشلیا کے دل پر رامچندر جی کی جُدائی کا کسقدر ملال ہے۔

کیکئی۔ بیٹا! ذرا میری طرف دیکھ۔ کہ میں نے تیرے لئے کسقدر خون پسینہ ایک کیا۔

بھرت۔ (دانت پیس کر) او ڈائن! میں تجھے ایک دفعہ کہہ چکا ہوں۔ کہ مجھے بیٹا کہہ کر کلنک نہ لگا۔ تو پھر بار بار کیوں میری چھاتی جلا رہی ہے۔ اور خواہ مخواہ زہر آلودہ تیر میرے سینہ میں چلا رہی ہے۔ او بے رحم! پتا جی کے پران لئے دھرم کی مجسم مورت بھائی رامچندر جی کو بیگناہ بن باس دلوایا۔ سیتا جی جیسی ستونتی۔ اور پتی برتا بھاوج کا سب سکھ نشٹ کیا۔ میرے پرانوں سے پیارے بھائی لچھمن سے جنگلوں کی خاک چھنوائی۔ ماتا کوشلیا اور سمترا کے کلیجوں کو چھلنی کیا۔ تمام ایودھیا برباد کر دی۔ رگھو ونش کا چراغ گل کیا۔ او پاپن اسقدر پاپ کرکے ابھی تو میری ماتا بن کر مجھے بھی اپنے ان پاپ کرموں میں شریک کرنا چاہتی ہے۔ مجھ میں تو ان میں سے ایک کا پھل بھگتنے کی بھی طاقت نہیں۔ بلکہ خیال کرنے سے ہی روح کانپتی ہے۔ مگر تجھے لیش ماتر بھی خیال نہیں۔ بلکہ رنگ پر رنگ چڑھ رہا ہے۔ او ظالم! اگرچہ میرا دل پاک ہے۔ مگر دنیا کا منہ کون پکڑ سکتا ہے۔ جس کے سامنے جاؤں گا وہ یہی طعنہ دیگا۔ کہ آ گیا ہے کیکئی کا بیٹا۔ دُنیا میں جب کوئی

پاپ کریگا۔ تو لوگ یہی کہیں گے۔ کہ اس نے تو کیکئی کے بیٹے بھرت کو بھی مات کر دیا
رنگی سنگی الگ دھکار بنگے جو ملیگا۔ وہی میرے منہ پر تھوکیگا۔ بات بات میں
لوگ کہیں گے کہ آخر تو کیکئی کا بیٹا ہے۔ ہائے ہائے ماتا کوشلیا کو بھی یہی نشچے ہوگا کہ
یہ سب کچھ بھرت کی شرارت سے ہی ہوا ہے۔ ہائے ہائے او ہتیاری! اس سے
تو بہتر یہی تھا کہ پیدا ہوتے ہی مجھ کو گلا گھونٹ کر مار دیتی تاکہ یہ آج کا دن دیکھنا تو
نصیب نہ ہوتا۔ ہائے کیا کروں۔ مجھ کو تو رامچندر جی کی ناراضگی کا خیال ہے ورنہ تیرے
جیسی ماتا کے ساتھ جو کچھ کر گذرتا تھوڑا تھا۔

شتروگھن۔ (ڈھاڑیں مار کر) ہائے پتا جی! آپ کے مرتے ہی تمام زمانہ دشمن ہوگیا
بھائی رامچندر بھی موجود نہیں۔ اب کون ہے جو ہماری دھیر بندھائے۔

بھرت۔ (شتروگھن کو گلے لگا کر) پیارے عزیز! تمہارے لئے تو رامچندر میں موجود
ہوں۔ رامچندر نہیں تو میرے لئے نہیں۔ تم کیوں روتے ہو۔ اٹھو بھائی صبر کرو
چلو اس بچاری مصیبت کی ماری مہان دکھیاری ماتا کوشلیا جی اور سمترا جی
کی بھی خبر لیں +

کوشلیا کا محل یا ماتم کدہ

کوشلیا جی پڑی ہوئی آہیں بھر رہی ہیں۔ اور سمترا جی انکی
دلجوئی کر رہی ہیں۔ کہ اچانک کسیکو اپنے پاؤں پر پڑا ہوا پایا

کوشلیا۔ ارے یہ کون ہے؟

سمترا۔ پیاری بہن! اُٹھو پہچانو تو سہی کہ کون ہے۔

کوشلیا۔ ہائے کس طرح اُٹھوں۔ اُٹھا بھی جائے۔

سمترا۔ ذرا آنکھیں کھولو اور پہچانو۔

کوشلیا۔ (سرد آہ بھر کر) آہ! آنکھیں ہوتی، تو رونا ہی کیا تھا۔ اب آنکھیں کس کی لاؤں۔ اے بھائی تو ہی بتا دے۔ کہ کون ہے۔

بھرت۔ (رو کر) ماتا جی! آپ کا مہا نیچ پاپی اور ادھرمی بیٹا بھرت ہے۔

کوشلیا۔ (جلدی سے اٹھ کر) ہیں! ہیں! بھرت؟

بھرت۔ ہاں ماتا جی! نامراد بھرت۔

کوشلیا۔ (گلے لگا کر) اچھا میرے لال چرنجیو رہو۔ کہو بیٹا کب آئے؟

بھرت۔ (ہچکیاں لیتا ہوا) چپ!

کوشلیا۔ بیٹا چپ کیوں ہو۔ کچھ منہ سے تو بولو۔ کیا مجھ سے ناراض ہو۔

بھرت۔ چپ!

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے بیٹا اب چین سے جائے سنبھالو راج
تیرے من کی کامنا پوری ہو گئی آج

اب کر و چین سے راج بیٹا بھرت رامچندر تو بن میں پہنچا ہی دئے
تیرے من کی مرادیں سو پوری ہوئیں تیری ماتا نے یہ گل کھلا ہی دئے

تیرے دل میں نہ اب کوئی کھٹکا رہا رامچندر کا کانٹا نہ اٹکا رہا
اب کیوں خاموش ہو ہو کے ٹھٹکا رہا میرے سینے میں خنجر چلا ہی دئے

اب کرو چین سے راج ......

ی میری ہی صورت سہاتی نہیں　　تو مجھے زندگی خود ہی بھاتی نہیں
یا کروں موت بھی میری آتی نہیں　　میں نے اپنے تیں سب بنا ہی دئے

اب کرو چین سے راج ....

مچندر نے واپس اب آنا نہیں　　اور لچھمن نے حصہ بٹانا نہیں
ب میں ہوں سو میرا ٹھکانا نہیں　　موت نے ڈیرے آکر لگا ہی دئے

اب کرو چین سے راج ....

ئی زندہ تو بھی مرن سے پرے　　خوف میری طرف کا نہ ہرگز کرے
یہ چاہتا ہے کوشلیا جلدی مرے　　زہر کے گھونٹ کیوں نہ پلا ہی دئے

اب کرو چین سے راج ......

دہی اب میری حالت زار ہے　　دوش کرموں کا تیرے کیا اختیار ہے
پھا ایشور ہمارا مددگار ہے　　کیکئی نے تو پھندے پھیلا ہی دئے

اب کرو چین سے راج........

ی کی مدد کے ہو محتاج تم　　بن گئے ہو اودھ کے مہاراج تم
او بیٹا خوشی سے کرو راج تم　　راز جسونت سنگھ نے بتا ہی دئے

اب کرو چین سے راج........

ناٹک

بیٹا! اب تو تیری حسب منشاء کام ہو گیا اور ایودھیا کا کل راج تیرے نام
و گیا جو کچھ تو چاہتا تھا۔ وہ تجھے مل گیا۔ اور رامچندر کا کانٹا بھی تیرے دل سے
ل گیا۔ کہو اب کس بات کا وچار ہے۔ اب تو تو ہی ایودھیا کا مالک و مختار ہے
ں اگر میری ہی صورت نہیں سہاتی۔ تو مجھے زندگی خود ہی نہیں بھاتی مگر کیا
روں یہ سب سٹرم جان بھی نکلنے میں نہیں آتی۔ اگر کچھ کھا کر مرتی ہوں تو آتم ہتیا

کا پاپ ہوتا ہے۔ اور اگر زندہ رہتی ہوں۔ تو تیری جان کو سنتاپ ہوتا ہی۔ مگر تسلی رکھ۔ اب میں زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہنے پاؤں گی۔ اور خود ہی اس غم میں گھل گھل کر مر جاؤں گی۔ اگر نہ بھی مری تو تیرے کام میں میرے زندہ رہنے سے کوئی خلل نہیں آسکتا۔ اور اگر رامچندر کا خیال ہو تو وہ چودہ سال سے پہلے کسی حالت میں بھی شکل نہیں دکھا سکتا۔ جاؤ موج اڑاؤ۔ اور اپنے من مانے منگل گاؤ۔

بھرت

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے ماتا میرے بدن میں مت لگادی آگ
پاپن کے پیدا ہوا پھوٹے میری بھاگ

تیرے چرنوں کی سوگند ماتا مجھے اس شرارت کا بالکل پتہ ہی نہیں
یونہی الزام دو تو تمھاری خوشی ورنہ اس میں میری کچھ خطا ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ....

رام کو بھیج بن میں کروں راج میں میرے دل کا تو یہ مدعا ہی نہیں
ماتا کیسے دلاؤں میں تجھ کو یقین بنا ایشور کے کوئی گواہ ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ....

یوں نہ گھایل کرو بولیاں مار کر کاٹ لو سر مجھے کچھ گلا ہی نہیں
ماتا سر ہے مرا اور خنجر ترا لینی اس میں کسی کی صلاح ہی نہیں
تیرے چرنوں کی ....

رام موجود ہوتے اگر اس جگہ میں سمجھتا پتا جی مرا ہی نہیں
ایک تیرا سہارا تھا باقی مجھے ہائے تجھ کو بھی آئی دیا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی..................

تیاگتا ہوں پران اب تیرے سامنے زندگی کی مجھ کوئی چاہ نہیں
ہائے اک دم مصیبت پڑی آنکر کوئی دنیا میں دردی رہا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی..................

موت پڑتی ہی آتے ہوئے موت کو ملتی اسکو ایودھیا کی راہ ہی نہیں
جان بھی تو بھرت کی نکلتی نہیں ہائے مجھ سا کوئی بیحیا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی..................

کالا مُنہ کرکے جاتا وہیں سے نکل میں نے ننہال میں سنا ہی نہیں
تیرے سر کی قسم پاں نہ رکھتا قدم مجھ کو جسونت سنگھ نے کہا ہی نہیں

تیرے چرنوں کی..................

ناٹک

ماتا جی! نہ معلوم۔ بھرت سے ایسا کونسا کھوٹا کرم ہوگیا جو آپ جیسی سوشیل اور دھرماتما ماتا کو بھی میری نسبت ایسا بھرم ہوگیا۔ ماتا جی مجھ کو آپ کے چرنوں کی سوگند ہے جو مجھ سے کبھی اِس قسم کا ذکر اذکار بھی ہوا ہو۔ یا میری زبان سے کبھی ایسے کمینے خیالات کا اظہار بھی ہوا ہو۔ اگر مجھ کو اس سازش کا پتہ تک بھی ہو تو بھی آپ کا قصوروار ہوں۔ اور اس پاپ کے بدلے زندہ جل مرنے کو تیار ہوں۔ ماتا جی! کیا آپکو بشواش ہو کہ میں بھائی رامچندر کو بن باس دلواؤں۔ اور خود ایودھیا میں رہ کر عیش اُڑاؤں۔ ہائے ماتا جی آپ کو یہ یقین ہوگیا۔ کہ بھرت کا آتما ایسا ملین ہوگیا ماتا جی! یہ میری ہی کھوٹی تقدیر ہے۔ جو بھرت آپ کی نظروں میں اِسقدر حقیر ہے۔ افسوس! پتا جی کے مرتے ہی چاروں طرف سے مصیبت کے بادل چھا گئے اور رگھوونس ہے اب اس خاندان کے خاتمہ کے دن آگئے۔ اگر بھائی رامچندر

موجود ہوتے۔ تب بھی زندگی کے دن کاٹنے آسان تھے۔ کیونکہ مجھ کو وہ بھی پتا کی سمان تھے۔ مگر افسوس کہ وہ بھی مُنہ موڑ گئے۔ اور مجھ بدنصیب کو یہ دُکھ سہنے کے لئے چھوڑ گئے آپ پر پُوری اُمید تھی۔ کہ اس مصیبت میں میری دھیر بندھائیں گی۔ اور اپنی دیا کا ہاتھ میرے سر سے نہ اُٹھائینگی۔ مگر آپ تو پہلے ہی کڑوے کریلے توڑ رہی ہیں اور اس ساری غیرت کا بھانڈا میرے ہی سر پر پھوڑ رہی ہیں۔ اچھا ماتا جی آپ کو اختیار ہے جو الزام آپ دیں۔ بھرت سب کچھ سہنے کو تیار ہے۔ نہ اس پاپن کے پیٹ سے پیدا ہوتا۔ نہ میری نسبت آپ کا خیال ایسا اُلٹا اور بےقاعدہ ہوتا۔ مگر اس طرح گھایل کرنے کی بجائے اگر میری گردن اُڑا دو۔ تو بڑی مہربانی ہو۔ تاکہ جان نکلنے میں تو آسانی ہو۔ ماتا جی پرمیشور کے واسطے اس طرح بیرحمی سے تو میری جان نہ لو اور ایسے گہرے زخم تو کلیجے میں نہ ڈالو۔ ہائے ہائے میری موت بھی آج مجھ سے ڈر رہی ہے۔ اور اس کو یہاں آتے ہوئے نہ معلوم کیوں موت پڑ رہی ہے اے پرمیشور! مجھے موت کی خیرات دو۔ اور تو سب دشمن ہو گئے۔ مگر آپ تو میرا ساتھ دو۔ ہائے پتا جی! ذرا اپنے بھرت کی......"

(بھرت کا غش کھا کر گر جانا۔ اور کوشلیا کا درلاپ کرنا)

کوشلیا

گانا (بحر طویل)

دوہا

اے بیٹا تجھے کیا ہوا آنکھ کھول میرے لال
مجھ دُکھیا کا اس گھڑی کہاں چلا گیا کال
بیٹا رو رو کے ناحق نہ جی کو جلا ماتا صدقے تمہارے پہ واری گئی

میں نے دل کو دُکھایا تیرے لاڈلے درصل عقل میری ہی ماری گئی

بیٹا رو رو کے ....

میری آنکھوں کا تارا دولارا بھرت زندگی کا سہارا ہمارا بھرت
رامچندر سے بھی مجھ کو پیارا بھرت دیکھ تجھ کو بپت بھول ساری گئی

بیٹا رو رو کے ....

میں تو پہلے ہی ماری ہوئی رام کی زندگی یہ رہی نا کسی کام کی
آس تھی ایک بیٹا تیرے نام کی آج وہ بھی میرے سے بساری گئی

بیٹا رو رو کے ....

کیوں پڑے ہو ذرا آنکھ کھولو بھرت تیری ماتا بلاتی ہے بولو بھرت
زہر میں اور مت زہر گھولو بھرت مجھ سے وہ ہی بپت نہ سہاری گئی

بیٹا رو رو کے ....

لال میرے کہاں پر بسیرا کیا چھوڑ مجھ کو کہاں جا کے ڈیرا کیا
ہر طرف سے مصیبت نے گھیرا کیا ایک دم پھوٹ قسمت ہماری گئی

بیٹا رو رو کے ....

اپنے ہاتھوں کی لکڑی دلا جا بھرت مجھے رکھ کر چِتا میں جلا جا بھرت
جی چاہے پھر وہاں کو چلا جا بھرت میری آنکھوں میں کیوں دھول ڈاری گئی

بیٹا رو رو کے ....

بیٹا میرے لئے تو تو ہی رام ہے تیرے ہوتے مجھے سارا آرام ہے
تیرے دم سے ایودھیا سورگ دھام ہے ورنہ عزت ہماری تمھاری گئی

بیٹا رو رو کے ....

ناٹک

ہیں ! ہیں !! میرے لال ! تجھے کیا ہوا - بیٹا میں نے ناحق تیرے ننھے سے دل کو دکھایا - اور اپنی بیوقوفی سے تیری جان کو اسقدر صدمہ پہنچایا - واقعی میں نے سخت پاپ کیا - جو تجھ بیگناہ کو اتنا سنتاپ دیا - مگر میرے بچے کا کچھ خیال نکر اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اسقدر ملال نہ کر کیونکہ اس وقت میں اپنے ہوش و حواس بالکل کھوئے بیٹھی ہوں - اور اپنی تمام اُمیدوں سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہوں - میرے لاڈلے ! کیا تم اسی لئے ننھیال سے آئے تھے - کہ میری مصیبتوں کو اور بھی دوبالا کرو - اور جاتی دفعہ بھی میرا ہی منہ کالا کرو - بیٹا ! میں تو پہلے ہی اپنی قسمت کو رو رہی تھی - اور رامچندر کی جُدائی میں ہی پران کھو رہی تھی - مگر اس اُمید پر زندہ تھی کہ بھرت کے آسرے ہی اپنی زندگی کے دن گذار لوں گی اور اسکے سہارے سے اس صدمہ کو سہار لوں گی - مگر افسوس کہ تم میری رہی سہی زندگی کو تباہ کر رہے ہو اور نہ معلوم کہاں جانیکی صلاح کر رہے ہو - میرے بچھڑے ! پہلے اپنے ہاتھوں سے میرا انتیشٹی سنسکار کر جا - پھر جہاں تیرا دل چاہے چلا جا - بھرت ! میرے پیارے بھرت !! بیٹا !!! ذرا زبان تو ہلاؤ اور مجھے ایک دفعہ ماتا کہہ کر تو بلاؤ - ذرا دیکھ تو سہی تیری دکھیا ماتا کتنی دیر سے تیرے سرہانے بیٹھی رو رہی ہے - بیٹا تو تو مجھے دُور سے دیکھ کر ماتا ماتا کہہ کر لپٹ جایا کرتا تھا - اور مجھے ذرا سا رنجیدہ دیکھکر تمام دن روٹی نہ کھایا کرتا تھا - مگر اب باوجود میرے بُلانیکے بھی لب تک نہیں ہلاتا - میرے بچے ! مجھ سے یہ تیرا دُکھ دیکھا نہیں جاتا (دوپٹے کے آنچل سے بھرت کا منہ پونچھ کر) بیٹا پرمیشور کیواسطے میرا قصور معاف کرو - اب تو اُٹھ کر ہاتھ منہ صاف کرو (گردن ہلا کر) بھرت بھرت !! اُٹھو بیٹا ! اب تو بہت ہو چکی (سمترا سے مخاطب ہو کر) کسی کو بھیجنا - کہ جلدی ویدجی کو بُلا کر لائے - میرے بھرت کی حالت تو کچھ ابتر ہی ہوتی جاتی ہے -

سمترا - (نزدیک جا کر) نہیں نہیں - تم بیفائدہ اس قدر غم کر رہی ہو اور خواہ مخواہ

دوسروں کا حوصلہ بھی کم کر رہی ہو۔ پرمیشور کی دیا سے بھرت بالکل تندرست ہے۔ صرف بیہوشی کی وجہ سے نبض کی حرکت ذرا سست ہے۔ میں ابھی لخلخا بنا کر سونگھاتی ہوں۔ اور تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ہوش میں لے آتی ہوں۔

کوشلیا۔ ذرا جلدی جاؤ اور زیادہ دیر نہ لگاؤ۔

سمترا۔ (لخلخا سونگھا کر) بیٹا بھرت! اُٹھو! کشتری ہو کر ایسی بزدلی۔

بھرت۔ (کسی قدر آنکھیں کھولکر) بس ماتا جی معاف فرمایئے۔ مجھے نہ اب زندگی کی چاہ ہے اور نہ موت کی پرواہ ہے۔ جبکہ میری ماتا کے نزدیک میرا جیون ناقابلِ اعتبار ہے تو ایسی بے شرمی کی زندگی پر بھی دھکار ہے۔

کوشلیا۔ (بھرت کو گلے لگا کر) بیٹا! میں نے اپنی بیوقوفی کا پھل پا لیا اور بہت کچھ رنج و غم اُٹھا لیا۔ پرمیشور کے واسطے ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو۔ اور ان واہیات خیالات کو دل سے نکالو۔

بششٹ جی۔ بیٹا! پہلے مہاراج کی نعش کا انتیشٹی[1] سنسکار کرانا چاہیئے۔ اور جس سامان کی ضرورت ہو۔ وہ جلدی تیار کرانا چاہیئے۔

بھرت۔ (طیش میں آکر) گورو جی! افسوس ہے کہ آپ کی موجودگی میں ایسے ایسے اتیاچار ہوتے رہے۔ مگر نہ معلوم آپ کس گہری نیند میں سوتے رہے۔

بششٹ جی۔ بیٹا جو کچھ تم کہتے ہو۔ سب سچ ہے۔ ہماری سب چترائی خاک میں مل گئی۔ اور وہی بات پوری ہوئی۔ جو کیکئی کی زبان سے نکل گئی۔ خیر اب ان گئی گذری باتوں کا کیا ذکر کرنا ہے۔ پہلے مہاراج کے داہ کا فکر کرنا چاہیئے۔

---

[1] مہاراجہ دشرتھ کے مرتک شریر کو مصلحتاً بھرت کے آنے تک رکھ لیا گیا تھا۔

مہاراجہ دشرتھ کی نعش پر بھرت اور شتروگھن کا ورلاپ

(راگنی آسا تال چھپ)

کون بندھاوے دھیر پتاجی — آج ہوا چہوں[1] اور اندھیرا
دشمن ہوگئی دنیا ساری — ہائے پتاجی آج ہماری
پھوٹ گئی تقدیر پتاجی — آج ہوا چہوں ......
چھوڑا ہم کو کس کے سہارے — سر پر ہے اب کون ہمارے
بھرتا ہوئے فقیر پتاجی — آج ہوا چہوں ......
نہیں بھروسا مجھے جان کا — نشچے ہی اس خاندان کا
آگیا وقت اخیر پتاجی — آج ہوا چہوں ......
دیکھے کون اب دین او ستھا — رام لیا جنگل کا رستہ
نا رہے لچھمن بیر پتاجی — آج ہوا چہوں ......

ناٹک

کوشلیا۔ بیٹا! اب رنج و غم کو دور کرو۔ اور جو میں کہتی ہوں۔ اُسے منظور کرو۔ تم دیکھتے ہو۔ اِس وقت ایودھیا کا تخت بالکل خالی ہے۔ اس کا نہ کوئی وارث ہی نہ والی ہے۔ تمام نگری ویران ہو رہی ہے۔ اور پرجا الگ پریشان ہو رہی ہے۔ اب رونا دھونا بند کرو۔ اور کچھ راج کاج کا بھی پربندھ کرو۔ جو کچھ ہو چکا اس کا اب فضول افسوس ہے۔ اور نہ ہی کیکئی کا اس میں دوش ہے۔ ہم نے اپنے کرموں کا پھل پانا تھا۔ اور اس بچاری کا تو بیچ میں یونہی ایک بہانہ تھا۔ بلکہ وہ رامچندر کو مجھ سے زیادہ چاہتی تھی اور اسکے پسینے کے بدلے اپنا خون بہاتی تھی۔ علیٰ ہذا القیاس رامچندر بھی اس پر اپنی جان نثار کرتا تھا۔

[1] چاروں طرف ۱۲

اور مجھ سے زیادہ اس کے ساتھ پیار کرتا تھا۔ مگر بھاوی کے چکّر نے سب کا دماغ
ہلا دیا۔ اور اس گھر کو گھر کے چراغ نے ہی جلا دیا۔ مگر خیر اب تک بھی کچھ نہیں بگڑا
تم اپنی طبیعت کو ٹکاؤ۔ اور اس خاندان کو آیندہ آنیوالی خرابیوں سے بچاؤ۔ اگر دوسرے
دشمن سُن پائینگے۔ تو ضرور مُنہ میں پانی بھر لائیں گے۔ کیونکہ ؎

نرپت۔ بہوپت۔ بال پت۔ پتنی پتی بدیش
اس پوری تو کیا کہوں پرپور میں بھی کلیش

یعنی ایک تو جس کا مالک نہ ہو۔ دوسرے جس کے ایک سے زیادہ مالک رہے
ہوں۔ تیسرے جس کا مالک نادان ہو۔ چوتھے جس استری کا مالک (پتی) پردیس گئے
ہو۔ ان کا اس لوک کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ پرلوک میں بھی کلیش ہی رہتا ہے اس سے
مستقل مزاجی سے کام کرو۔ اور ساودھان ہو کر راج کا انتظام کرو۔

بھرت

گانا (بطرز قوالی)

جُدائی رام کی ہرگز گوارا کر نہیں سکتا
بنا رگھو بیر کے اک پل گزارا کر نہیں سکتا
جسم اور جان کا سمبندھ ہے رگھوناتھ سے میرا
کسی حالت میں ہیں اسنے کنارا کر نہیں سکتا
کروں میں عیش محلوں میں بھٹکتے وہ پھریں بن بن
کبھی منظور یہ ہر دو ہمارا کر نہیں سکتا
قسم ہے راج گدی پہ قدم رکھنا مجھے ماتا
کسی حالت میں یہ کہنا تمہارا کر نہیں سکتا
ابھی جاتا ہوں بن میں کھوج لیکر رامچندر کا
بھرت کو رام سے کوئی نیارا کر نہیں سکتا
بنے گا جس طرح واپس انہیں لاؤں ایودھیا میں
مجھے مایوس وہ میرا پیارا کر نہیں سکتا
یہ ہے بشواس کہ وہ مان لیوینگے میرا کہنا
نہیں تو آپ کے درشن دوبارا کر نہیں سکتا
بھلا طاقت ہے کس کی جو نظر بھر کر ادھر دیکھے
ایودھیا کی طرف کوئی اشارہ کر نہیں سکتا

کسی پرکار سے اس پاپ کا جسونت سنگھ ہرگز جنم جنمانتر میں بھی کفارہ کر نہیں سکتا

ناٹک

ماتا جی! یہ آپ کیا فرما رہی ہیں۔ اور مجھ کو کیوں پاپوں کے گڑھے میں گرا رہی ہیں
میں کسی حالت میں بھی آپ کا حکم منظور نہیں کرسکتا۔ اور کوئی شخص مجھ کو اس پاپ کرم
کے لئے مجبور نہیں کرسکتا۔ آپ تو راج کے لئے کہتی ہیں۔ مگر مجھ کو ایودھیا میں رہنا ہی
ہے۔ اور ایک ایک پل گذارنا دشوار ہے۔ راجہ وہ کہلا سکتا ہے۔ جس کی زندگی پرجا
لئے ایک مثال ہو۔ نہ کہ بھرت ؟ جس کی نسبت پرجا کو پہلے ہی بدگمانی کا خیال
ں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہر ایک چھوٹے بڑے کی میری طرف نفرت کی نگاہ ہے۔
ں کے خیال میں میری اس سازش میں پوری صلاح ہے۔ اگر آپ کے
ے پر عمل کروں۔ تو ان کا شک اطمینان میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور بھرت
سب کی نظروں میں ذلیل ہو جائے گا۔ میرے ایسا کرنے سے جو کچھ اثر پرجا پر
ہوگا۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ جس کی تلافی کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔
جب پرجا کو خود میری زندگی پر ہی شک ہوگا۔ تو مجھے ان کے کسی پاپ کا ڈنڈ
دینے کا کیا حق ہوگا۔ دوسری ہمعصر سلطنتیں میری الگ تحقیر کریں گی۔ اور میری
پرجا کے ہر ایک پاپ کو میرے نام سے تعبیر کریں گی۔ بات بات میں یہی طعنہ ملیگا
کہ آخر تو اسی بھرت کی رعایا ہے۔ جس نے بڑے بھائی کا حق چھین کر بچارے
کو گھر سے نکلوایا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

واستو[1] میں راجہ کے ہر ایک فعل کا پرجا پر خاص پربھاؤ[2] ہوتا ہے اور راجہ کے
نقش قدم پر چلنا پرجا کا عام سبھاؤ[3] ہوتا ہے۔ یتھا راجہ تتھا پرجا ایک پرسدھ بات
ہے۔ علاوہ ازیں رامچندر ہر طرح سے راج کا حقدار ہے اس لئے انکی موجودگی میں

---

[1] درصل [2] اثر [3] مشہور۔

راج گدی پر قدم رکھنے کا مجھے کیا ادھکار ہے۔ اسی وقت جنگل میں جاؤں گا۔ اگر وہ میرے کہنے سے واپس آ گئے۔ تو بہتر۔ ورنہ چودہ سال تک میں بھی آپ کو شکل نہیں دکھاؤں گا۔ کیکئی کو بھی دست بدست بدلہ مل جائے گا۔ جبکہ اس کا بیٹا بھی اُس کی آنکھوں کے سامنے جنگل کو نکل جائے گا۔ تاکہ اسے معلوم ہو جائے۔ کہ کسی ماتا کو اپنے پتر کی جُدائی کا کس قدر ملال ہوتا ہے اور اس کا اس اوستھا میں کیا حال ہوتا ہے۔

بششٹ جی۔ بھرت جی! انس سندیہ آپ کا وچار تواتی اُتم اور پوتر ہے اور رامچندر جی سے اودھک آپ کا کون ہتو ہے۔ ان کا دیوگ آپ کے لئے کوئی تھوڑا دکھدایک نہیں۔ کیونکہ اس سمے ان کے بنا آپ کا کوئی سہایک نہیں اس میں بھی سندیہ نہیں۔ کہ راج کا بھی انہیں کا ادھکار ہے۔ اور یہ بھی آپ کا بڑا سریشٹ وچار ہے۔ پرنتو اُن کا اب واپس آنا بہت کٹھن ہے اور یہ آپ کا برتھا شرم ہی ہے۔ اگر وہ ماننے والے ہوتے۔ تو ہم ہی بہتیرا منا لیتے۔ اور آپ سے بھی زیادہ یُکتی بنا لیتے۔ کوشلیا جی نے بہتیرا زور لگایا۔ سُمترا جی نے بہت کچھ سمجھایا۔ پرنتو اُن کے دھیریہ میں کنچت ماتر بھی فرق نہ آیا۔ مہاراج نے اسی کلیش میں جان کھوئی۔ ساری پرجا روتی پیچھے ہولی۔ سب نرناری رتھ کے آگے پڑتے جاتے تھے۔ پرنتو وہ اسی بیگ سے آگے بڑھتے جاتے تھے۔ سُمنتری جی شرنگ بیر پور تک ساتھ گئے۔ پرنتو واپس لانے میں وہ بھی اسمرتھ رہے۔ جب اتنا پریشرم کرنے پر بھی واپس

۱؎ بے شک ۲؎ زیادہ ۳؎ جدائی ۴؎ رنجدہ ۵؎ حق ۶؎ مبارک خیال۔
۷؎ اگر ۸؎ فضول کوشش ۹؎ دلیل ۱۰؎ استقلال ۱۱؎ برائے نام ۱۲؎ تیزی۔
۱۳؎ ناکامیاب ۱۴؎ کوشش۔

نہ آئے۔ تو کس کی سامرتھ ہے۔ جو انہیں منا لائے۔ کوشلیا اور سمترا سے ادھک نہ آپ کا پربھاؤ پڑسکتا ہے۔ اور نہ کسی پرکار کا دباؤ پڑ سکتا ہے اسلئے ان وچاروں کو دل سے نکالئے۔ اور چودہ برس تک تو آپ ہی پرجا کو سنبھالئے یدی آپ بھی ان کے سنگ بن کو جائیں گے۔ تو ایودھیا کو اس اوستھا میں کداچت نہ پائیں گے۔

بھرت۔ گوروجی! اگر رامچندر کی نسبت آپ کا ایسا قیاس ہی تو سمجھ لیجئے کہ بھرت کو چودہ سال کے لئے بن باس ہے۔ چاہے کتنا ہی گیا گذرا اور بھرشٹ انسان ہوں۔ مگر آخر تو انہی پتا کی سنتان ہوں۔ اگرچہ میں نے ماتا کوشلیا کا دودھ نہیں پیا ہے۔ مگر کم از کم جنم تو اسی گھر میں لیا ہے۔ اگر رامچندر جی نے اپنا دھرم پالن کرنے میں اس قدر ثابت قدمی دکھائی ہی تو بھرت بھی تو انہیں کا بھائی ہی۔ جان پر کھیل جانا میرے لئے آسان کام ہے۔ مگر راج گدی پر قدم رکھنا قطعی حرام ہے۔ آپ باتوں میں ناحق دیر نہ کیجئے۔ اور مجھے جلدی اجازت دیجئے۔

کوشلیا۔ بہت اچھا! اگر تمہارا یہی ارادہ ہی۔ تو ہم بھی ساتھ جائیں گی اور نہیں۔ تو ایک دفعہ اُن کا مکھڑا ہی دیکھ آئیں گی +

۱؎ طاقت ۲؎ زیادہ ۳؎ اگر ۴؎ ہرگز۔

چودھواں نظارہ

(۱) شرنگ بیر پور

شخص۔ راجہ گوہ سے مخاطب ہوکر مہاراج آپکے متر شری رامچندر جی کا بھائی
بیشمار فوج و لشکر لئے آرہا ہے۔
کچھ معلوم ہے۔ کدھر کو جارہا ہے؟
شخص۔ عام طور پر تو یہی افواہ ہے۔ کہ رامچندر جی کو واپس لانے کی
ج ہے۔
اگر دراصل اسی ارادہ سے آیا ہے۔ تو اس قدر فوج کیوں ساتھ لایا ہے؟
شخص۔ بے شک! یہ بات تو ذرا غور طلب ہے۔ کہ اس کا اس قدر
لشکر کو ساتھ لانے کا کیا مطلب ہے۔ کہیں منہ میں رام بغل میں چھری والا
نہ ہو؟
ہاں کچھ تعجب نہیں۔ آخر تو کیکئی کا بیٹا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ؎

ماں پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا

شاید پیچھے سے عقل آئی ہو۔ یا کسی نے یہ بات سوجھائی ہو۔ کہ کہیں رامچندر
دھر سے امداد لیکر چڑھائی نہ کردے۔ اور تمھاری ویسے ہی صفائی
ہے۔ اس لئے یہ کانٹا نکال کر ہی سُکھ کی نیند سو جاؤں اور ہمیشہ کے لئے
فکر ہو جاؤں۔

وہی شخص۔ ممکن ہے یہی بات ہو۔ اور اس کا خیال ایسا ہی واہیات ہو۔
گوہ۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ میں ابھی جاتا ہوں اور اس کا دلی منشاء دریافت کرتا ہوں۔ تم اپنی تمام فوج کو تیار کرو۔ اور میرے آنے تک انتظار کرو۔ اگر اس کا دل صاف ہے تو ہمیں بھی اس کی نیک نیتی کا اعتراف ہے۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس کی نیت میں ذرا بھی خلل ہے۔ تو اس حالت میں اس کا یہاں سے زندہ جانا سخت مشکل ہے۔ ایک ایک کا سر دھڑ سے جدا کر دوں گا۔ اور حق دوستی کا ادا کر دوں گا۔
تمام بھیل (تلوار کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر) جب تک جان میں جان ہے۔ ایک ایک بھیل بچہ آپ کے اور رامچندر جی کے قدموں پر قربان ہے۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے پھر بھرت کی فوج ہے۔ یا ہماری تلوار ہے۔

(۲) بھرت اور گوہ

گوہ (گاتا)

کہئے بھگون کدھر کی تیاری ہے

کس دشمن پر ہوئی ہے سختی	کس کی آگئی آج کمبختی
چلی کہاں کو سواری ہے	کہئے بھگون ......
اتنی فوجیں اور یہ لشکر	کدھر چلے ہیں کمر پہ کس کر
سینا کدھر کو سنگاری ہے	کہئے بھگون ......
مجھ کو کچھ سیوا فرمایئے	حاضر ہوں امداد جو چاہیے
آگیا کی بس انتظاری ہے	کہئے بھگون ......
ایسے تھے کہاں بھاگ ہمارے	اس نگری میں آپ پدھارے

ج قسمت ہی اچھی ہماری ہے کہئے بھگون ....
آگیا دو تاکہ میں جاکر لاؤں اپنی فوج چڑھا کر
پل پل مجھ کو بھاری ہے کہئے بھگوان ....

نانک

ون! کہئے کدھر کی چڑھائی ہے۔ اور کس کمبخت کی شامت آئی ہے جو آپ سے
پہاڑ کی سمائی ہے۔ فوجوں کی تعداد صاف بتلا رہی ہے کہ آپ کی سینا کسی بھاری
بار ہی ہے۔ اگرچہ پرمیشور کی دیا سے آپ کے پاس پہلے ہی کافی سے زیادہ طاقت
ور میرا کسی قسم کی سہائتا کے لئے عرض کرنا ایک فضول سی حماقت ہے۔ تاہم
یودھیا کا ایک ادنیٰ جان نثار ہوں۔ اور بوقتِ ضرورت اسکے لئے سر
تیار ہوں۔ آپ فی الحال اسی جگہ قیام کیجئے۔ اور چند روز اسی نگری میں
کیجئے صرف اس کا نام بتا دیں اور وہ مقام جتلا دیں۔ جب آپ کا جان نثار
سرفروشی کے لئے تیار ہے۔ تو آپ کا کسی قسم کا فکر کرنا محض بیکار ہے۔

بھرت

گانا

آج قسمت سے اپنی لڑائی ہے

باہر کا نہیں دشمن کوئی کرم گتی نے حرمت کھوئی
گردش کی ہم پر چڑھائی ہے آج قسمت سے ....
پراربدھ میں لکھی فقیری ہو گئی ہم سے وداع امیری
دشمن ہوئی سب خدائی ہے آج قسمت سے ....
پتا مرے دشمن ہوئی ماتا ساتھ چھوڑ گئے دونو بھراتا

آنکھوں میں اندھیری چھائی ہے — آج قسمت سے ....
اودھ پوری ہے ویاکل ساری — دکھیا ہو رہی ہے سب نر ناری
پاپوں نے درگت بنائی ہے — آج قسمت سے ....
چلا رام کو واپس لانے — دنیا مانے یا نہ مانے
دل میں یہی دھن سمائی ہے — آج قسمت سے ....

ناٹک

بھرت ورا نہ کسی غنیم پر چڑھائی ہے۔ اور نہ ہی کسی باہر کے دشمن سے لڑائی ہے بلکہ گردش ایام سے بھرت کی قسمت ہی چکر میں آئی ہے۔ خود میری ماتا نے یہ پاپ کا بیج بو دیا۔ اور مجھے دین و دنیا سے کھو دیا۔ میری عدم موجودگی میں بھائی رامچندر جی کو بن باس دلوایا۔ اور انہیں بے گناہ گھر سے نکلوایا۔ اُدھر انہوں نے بن کی صلاح کی۔ اُدھر پتا جی نے سورگ کی راہ لی۔ لچھمن جی اپنے فرض برادرانہ کو نبھا گئے۔ اور وہ رامچندر جی کے ہمراہ گئے سب کے سب میری رفاقت سے منہ موڑ گئے۔ اور مجھ بدنصیب کو یہ دُکھ سہنے کے لئے چھوڑ گئے۔ اگر رامچندر جی کا سایہ بھی سر پر ہوتا۔ تو میں ہرگز اپنی قسمت کو نہ روتا۔ مگر وہ تو ہر طرح سے اپنے آپ کو آزاد کر گئے۔ اور مجھے ہمیشہ کے لئے برباد کر گئے۔ اسکے علاوہ دنیا کی بدگمانی الگ ستم ڈھا رہی ہے۔ اور وہ اس ساری کارستانی کا ذمہ وار مجھے ہی ٹھیرا رہی ہے۔ غرضیکہ ہر طرح سے زمانہ درپے آزار ہو رہا ہے۔ اور ہر ایک اپنا بیگانہ میری صورت سے بیزار ہو رہا ہے۔ ہر وقت جان کو یہی کلیش ہے بلکہ زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ اب رامچندر جی کی سیوا میں حاضر ہو کر انہیں اپنا دُکھ درد سناؤنگا اور جس طرح ہو سکیگا انہیں واپس لاؤں گا۔

گرو۔ آپ کا خیال نہایت مبارک خیال ہے۔ مگر اسقدر فوج و لشکر کے لئے

رستہ ملنا سخت محال ہے۔ علاوہ ازیں اِس قدر جھمیلے کو دیکھکر ہر ایک شخص حیران ہوتا ہے
اور اُن کا یہی گمان ہوتا ہے۔ کہ بھرت کے دل میں ضرور کچھ کدورت ہے ورنہ رامچندر جی
کو واپس لانے کے لیئے اِسقدر فوج ہمراہ لانے کی کیا ضرورت ہے؟

بھرت۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور آپ نے ایک ایک بات لاکھ لاکھ روپے کی
کہی ہے۔ میں نے ہرگز کسی کو ساتھ آنے کے لیئے نہیں کہا۔ بلکہ اس وقت تک بھی
ہر ایک کو روکتا رہا۔ مگر تمام اجودھیا رامچندر کی جُدائی میں ایسی بیقرار ہے کہ انہیں ایک ایک
پَل گذارنا بھی سخت دشوار ہے۔ چنانچہ اس وقت تک بھی اُن کی آمد کا سلسلہ بدستور
جاری ہے اور اس قدر ہجوم کو دیکھکر دنیا کو سچی بے اعتباری ہے۔ مگر کیا کروں میں خود مجبور
ہوں۔ اور ان کو ساتھ لانے میں بالکل بے قصور ہوں۔ البتہ تینوں ماتاؤں کے
ساتھ ہونے کی وجہ سے چند خدمتگار ضرور ہمراہ لائے ہیں۔ اور باقی سب لوگ اپنی
مرضی بلکہ زبردستی سے ساتھ آئے ہیں۔

گوہ۔ کیا ماتائیں بھی تشریف لائی ہیں؟

بھرت۔ ہاں وہ بھی ساتھ ہی آئی ہیں۔

گوہ۔ اس قدر دور دراز کے سفر میں ان کو تکلیف دینا سخت غلطی ہے۔

بھرت۔ یہ میں خود بھی جانتا ہوں۔ مگر میری کیا پیش چلتی ہے۔

گوہ۔ تو کرپا کرکے مجھے بھی اُن کے درشن کرائیے۔

بھرت۔ بہت اچھا۔ آپ میرے ساتھ آئیے۔

گوہ۔ (کوشلیا کے پاؤں پکڑکر) ماتا جی میرے دھنیہ بھاگ ہیں۔ جو آپنے اپنے پوتر
چرنوں سے اس بھومی کا اُدھار کیا۔

کوشلیا (بھرت سے مخاطب ہوکر) بیٹا! یہ کون ہیں؟ جنہوں نے آکر مجھے نمسکار کیا۔

بھرت۔ ماتا جی! یہ بھائی رامچندر جی کے پرم متر راجہ گوہ نکھادوالے سنگریر

ہیں اور ہر ایک وصف میں اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ انہی کے ہاں بھائی رامچندر جی نے قیام کیا تھا۔ اور ایک رات اسی جگہ بشرام کیا تھا۔ آپ کے آنے کی خبر سنکر درشنوں کو آئے ہیں۔ اور بڑی دیر سے تشریف لائے ہیں۔

کوشلیا (گوہ سے) اچھا بیٹا چرنجیو رہو۔

گوہ۔ بھرت جی! مجھے تینوں ماتاؤں کے درشن کرائیے۔ اور ان کے شبھ نام الگ الگ بتائیے۔

بھرت (کوشلیا کی طرف اشارہ کرکے) یہ شری متی کوشلیا جی میرے پوجنیہ بھراتا شری رامچندر جی کی جنم داتا ہیں (سمترا کی طرف اشارہ کرکے) یہ شری متی سمترا جی ویر لکشمن اور شترو ہن کی ماتا ہیں (کیکئی کی طرف اشارہ کرکے) یہ موڑھ متی جسکو یہاں سکھ نہ پرلوک میں گتی کیکئی ہے۔ جو مجھ بدنصیب کی ماں کہلاتی ہے۔ جسکو ماتا کہتے ہوئے بھی مجھ کو شرم آتی ہے۔ یہی اس سارے فساد کی بانی مبانی ہے۔ اور اسی راکشسنی کی مہربانی سے بھائی رامچندر نے جنگلوں کی خاک چھانی ہے۔

کوشلیا۔ بھرت! تم کسی وقت تو اپنی زبان کو لگام دیا کرو۔ اور کبھی تو انکا عزت سے نام لیا کرو۔ ہر وقت ان کی توہین کرنا سخت نادانی ہے۔ یہ سب اپنے کرموں کا پھل ہے۔ اس بچاری کی کیا مہربانی ہے۔ آئندہ کے لئے اپنی زبان کو سنبھالو اور انکی شان میں ہرگز ایسے لفظ مُنہ سے نہ نکالو۔ انسان سے قصور بھی ہو ہی جاتا ہے چاہے کچھ بھی ہو۔ لیکن پھر بھی یہ تمھاری ماتا ہے تمھیں چاہیئے کہ ہر طرح سے انکی عزت اور مرتبہ کا لحاظ کرو۔ نہ کہ ہر وقت نکتہ چینی اور اعتراض کرو۔ اگر آئندہ ایسا کروگے تو میں رامچندر سے تمھاری سخت شکایت کروں گی اور تمھیں تنبیہ کرنیکی ہدایت کروں گی۔

بھرت۔ ماتا جی! اگر مجکو بھائی رامچندر کی ناراضگی کا خیال نہ ہوتا۔ تو اب تک

ایسی ماتا کا مجھ سے کچھ حال نہ ہوتا۔ مگر کیا کروں۔ دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا ہوں۔ اور اپنے جوش کو اندر ہی اندر دبا رہا ہوں۔

گوہ۔ بھرت جی! واقعی یہ آپ کی طرز گفتگو خلاف قاعدہ ہے۔ اور اب گڑے مُردے اُکھاڑنے سے کیا فائدہ ہے۔ جو کچھ ہو گیا۔ اُسے استقلال سے نبھائیے اور میرے لائق کوئی سیوا ہو تو فرمائیے؟

بھرت۔ آپ مہربانی فرما کر اتنا کام کر دیجئے۔ کہ ہمارا گنگا سے پار جانے کا انتظام کر دیجئے۔

گوہ۔ مَیں ابھی جاتا ہوں۔ اور کشتیاں تیار کراتا ہوں۔ پربھات ہی سب کام تیار ملیگا۔ اور یہ آپ کا سیوک بھی ساتھ چلے گا۔

بھرت۔ ہم تو اپنی مصیبت بھگتنے پھرتے ہیں۔ مگر آپ خواہ مخواہ کیوں تکلیف کرتے ہیں؟

گوہ۔ اِس میں تکلیف کی کونسی بات ہے۔ بلکہ مُصیبت کے وقت کنارا کرنا بُرا معلوم ہوتا ہے +

(۳) چترکوٹ

شری رامچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی اپنی کٹیا میں بیٹھے ہوئے بَن کے قدرتی نظاروں کو دیکھ رہے ہیں

سیتا جی

گانا (ٹوڈی آساوری بطرز میرے حال و امحرم تو)

تیری قدرت کے بلہار

بھید نہ تیرا کسی نے پایا رشی منی گئے ہار

تیری قدرت

پل میں بہتے اتھاہ (اگہرا) سمندر جن کا وار نہ پار | پل میں ڈھونڈا ملے نہ پانی لیلا اپرم پار

تیری قدرت

پل میں پشپ کھلے باغوں میں پھول رہی پھلوار (پھول) | پل میں پلٹ گئی سب کایا سوکھ گئی سب ڈار

تیری قدرت

پل میں ماتا پُتروں کے کرتی سونگار (لیے) | پل میں روتی کھڑی سرہانے کیش گلے میں ڈار

تیری قدرت

پل میں تھے راجہ کہلاتے پرجا کے سردار | پل میں لیا فقیری بانا چھوڑ دیا گھر بار

تیری قدرت

ناٹک

پربھو! تم دھنیہ ہو۔ تمہاری مہما کا کون پار پا سکتا ہے۔ پرماتمن! تمہاری لیلا اپرم پار ہے۔ تمہاری قدرت کے بھید سب سے نرالے ہیں۔ ابھی ابھی جہاں اتھاہ سمندر لہریں مار رہا تھا۔ وہاں ڈھونڈھے سے بھی پانی کا گھونٹ نہیں ملتا ایک گھڑی پہلے جہاں انیک پرکار کے پشپ اپنی رنگ برنگی پنکھڑیوں کا ابھیمان کر رہے تھے وہاں ایک سبز پتہ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ایک پتروالی ماتا جو چند منٹ پہلے اپنے ہونہار پتر کی مانگ پٹی سنگار رہی تھی۔ اور اُس کا چاند سا مکھڑا دیکھ دیکھ کر بار بار بلائیں لے رہی تھی ایک پل میں اُسکے مرتک شریر پر دھائیں مار مار کر روتی ہوئی نظر آتی ہے۔ ایک پل پہلے جن کو اپنے راج کا ابھیمان تھا۔ لاکھوں منش آنکھ کے اشارے پر اپنا خون بہانے کو تیار تھے جن کے چرن چھونا پرتھوی بھی اپنے اہو بھاگ سمجھتی تھی۔ سب پرکار کی سُکھ کی سامگری موجود تھی۔ آج ایک روٹی کے ٹکڑے کے محتاج در بدر مارے پھرتے

ہیں۔ اور کوئی ذات تک نہیں پوچھتا (کسیقدر آبدیدہ ہوکر) پرماتن! تمھاری پرم گتی تو تم ہی۔ ...."

رامچندر جی - پریہ جی! مجھے سخت افسوس ہی کہ تم ہر وقت سرد آہیں بھرتی رہتی ہو۔ اور اس قسم کی باتیں کرتی رہتی ہو جس سے میری طبیعت کو سخت کلیش ہوتا ہی۔ اور میرا دکھ خواہ مخواہ بشیش ہوتا ہے۔ میں پہلے ہی ان حالات کو دیکھکر کر ڈرتا تھا اور اسی سلئے بار بار تمہیں ساتھ آنے سے منع کرتا تھا کیونکہ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ استریوں کے اندر استقلال کا مادہ بہت کم ہوتا ہی۔ اور انہیں معمولی سی بات کا بھی بہت غم ہوتا ہی تمہیں رنج میں دیکھ کر میرا دل بھی بیکل ہوگا۔ اور اس حالت میں چودہ سال کا عرصہ گذارنا سخت مشکل ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ مگر اس میں تمہارا بھی کیا قصور ہے۔ بلکہ قدرتی سبھاؤ سے ہر شخص مجبور ہے۔ بہتر ہے کہ تم اب بھی ایودھیا کو واپس چلی جاؤ۔ اور خواہ مخواہ تکلیف نہ اٹھاؤ۔ لچھمن تمھارے ساتھ جائیگا اور تمہیں بآرام وہاں پہنچا آئے گا۔

سیتا جی - نہیں سوامی جی! مجھے اپنی تکلیف کا مطلق خیال نہیں۔ صرف ماتا جی کی بردہ اوستھا کا خیال آگیا تھا۔ اور یونہی بیٹھے بیٹھے طبیعت پر ملال آگیا تھا۔ جب آپکے چرنوں میں میرا نواس ہے۔ تو تمام سنسار کے سکھوں کی سامگری میرے پاس ہے۔ پرمیشور کے واسطے ایسا کام نہ کیجئے اور اس داسی کو اپنے چرنوں سے علیحدہ کرنے کا نام نہ لیجئے۔

رامچندر جی - (لچھمن سے مخاطب ہوکر) لچھمن! آج یہ جنگل کے جانور کیوں اس قدر بھبے کھا رہے ہیں۔ اور بے تحاشا بھاگے ہوئے جا رہے ہیں۔ پہلے تو یہ کبھی اتنے سبھے بھیت نہ ہوئے تھے۔ اور ایسی تیزی سے بھاگتے ہوئے پرتیت نہ ہوئے تھے ذرا دیکھنا تو ان پر کیا مصیبت آئی ہے۔ جو انہوں نے ایسی بھاگڑ مچائی ہے۔

لچھمن (ایک اونچے درخت پر چڑھ کر) بھائی صاحب ہوشیار ہو جائیے۔ سورج ونشی جھنڈا ہوا میں لہرا رہا ہے۔ اور بھرت بیشمار فوج لیئے ادھر کو آرہا ہے۔

رامچندر۔ اگر بھرت ہے تو تمہیں کس بات کا ڈر ہے؟

لچھمن۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی طبیعت میں ابھی شر ہے۔

رامچندر۔ یہ محض تمہارا خیال ہے۔

لچھمن۔ اُدھر وہ سر پر چڑھا آرہا ہے اور ادھر آپ کا یہ حال ہے۔

رامچندر۔ بھرت سے مجھے ہرگز یہ امید نہیں۔

لچھمن۔ اجی مہاراج اس کی ذات سے کچھ بعید نہیں۔

رامچندر۔ مجھے درڑھ نشچے ہے۔ کہ بھرت کا ایسا گرا ہوا اخلاق نہیں۔

لچھمن۔ آپ کچھ ہی کہیں۔ مگر مجکو آپ کی رائے سے قطعی اتفاق نہیں۔

رامچندر۔ میرے خیال میں تو وہ کسی بُرے ارادے سے نہیں آیا۔

لچھمن (ذرا تنک کر) تو اتنی فوج کیا جھک مارنے کو ساتھ لایا ہے۔

رامچندر۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں آنے دو۔

لچھمن۔ مہربانی کرو۔ اور اس سادہ لوحی کو جانے دو۔

رامچندر۔ مگر قبل از مرگ واویلا تو ٹھیک نہیں۔

لچھمن۔ آپ کی "اگر مگر" ضرور کچھ نہ کچھ گُل کھلائے گی۔ اور نہ معلوم کن کن مصیبتوں کا سامنا کرائے گی۔ آپ اپنی اس منطق کو لیکر ایک طرف آرام کیجئے۔ اور پرمیشور کا نام لیجئے۔ آپ کی اس ناجائز نرمی نے اس حال کو تو پہنچا دیئے کہ بالکل نہتے اور اپاہج بنا کر ایک گوشے میں بٹھا دیے۔ گھر سے بے گھر بنا کر جنگلوں کی خاک چھنوائی مگر اس اسیر حرص کو ہماری گمنامی کی زندگی بھی ایک آنکھ نہ بھائی۔ اب ہمارا ویسے ہی صفایا کرنا چاہتا ہے۔ اور اپنی طاقت کے زعم میں سر پر چڑھا آتا ہے (شستر سنبھال کر)

اچھا اکیا ڈر ہے۔ آئے اور اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ اگرچہ ہم بے سروسامان ہیں۔ مگر پھر بھی چھتری ونش کی نسل اور رگھوکل کی سنتان ہیں۔ اس حالت میں بھی اُس بزدل کے لئے میرا ایک ہی وار کافی ہے اور اس کا ابھیمان توڑنے کے لئے (تلوار کو جنبش دیکر) یہی تلوار کافی ہے۔

رامچندر۔ (لچھمن کے ہاتھ سے شستر چھین کر) لچھمن! ذرا صبر کرو۔ اور قدرے اپنی طبیعت پہ جبر کرو۔ اُس کو ذرا نزدیک آنے دو۔ اور اپنا دلی منشاء تو بتائے دو۔ شعر کہیں بھاگے نہیں جاتے۔ سنبھال لینا۔ اور خوب اپنے دل کے ارمان نکال لینا۔ جلدی کرنا اچھا نہیں۔

لچھمن۔ بس بھائی صاحب! بہت صبر کیا۔ اور بہتیرا اپنی طبیعت پر جبر کیا آخر کب تک خونِ جگر کھائیں۔ ذرا آپ ہی انصاف سے بتائیں۔ کہ اگر صبر اسی کا نام ہے۔ تو ایک کھشتری پتر کے لئے ڈوب مرنے کا......"

رامچندر۔ (بھرت کو دُور سے آتا دیکھ کر) لو دیکھو وہ تو بچارا اکیلا ہی بھاگا ہوا آرہا ہے۔

بھرت کا روتے ہوئے رامچندر جی کے پاؤں پر گر پڑنا۔ اور اُن کا اُٹھا کر گلے لگا لینا

رامچندر جی

گانا (رانڈ تھیٹر)

پیارے ہمارے آنکھوں کے تارے روتے ہو کیوں زار زار

گردن اُٹھاؤ مُنہ تو دکھاؤ صدقے ہوں میں بار بار

بلک بلک کیوں رو رہی کہو تو بھائی جان دیکھ تمہیں اس حال میں ہو رہی خشک پران
کس نے ستایا کس نے دُکھایا کس نے پہنچایا آزار
پیارے ہمارے ....
کس لئے چھوڑا اودھ کو پہنچا کون کلیش راج پاٹ کو چھوڑ کر کیوں آئے پردیس
حالت تمہاری بگڑی کیوں ساری کیسے ہیں اُلٹے آثار
پیارے ہمارے ....
شترگھن مم بھرت کو چھوڑا کس کے تیر یہاں پدھارے کس لئے کہو تو میرے بیر
بولو تو بھائی۔ دل پہ کیا آئی کس نے کیا ہے لاچار
پیارے ہمارے ....
راج پاٹ کو بھرت جی آئے کیسے سنبھال حالت کیا ہو اودھ کی کہو مفصل حال
جسونت سنگھ کو سونپا ہے کن کو چھوڑا کیوں اپنا دوار
پیارے ہمارے ....

ناٹک

پیارے بھرت! کہو جیت تو پرسن ہے۔ ہیں! ہیں!! تم روتے کیوں ہو؟ آخر کوئی وجہ تو بتاؤ؟ کچھ حال تو سناؤ (بھرت کی پیشانی کو بوسہ دیکر) میرے پشت پناہ میری دائیں بھجا! بتاؤ تو تمہیں کیا رنج پہنچا۔ جو اتنے پریشان ہو رہے ہو اور بلک بلک کر رو رہے ہو۔ اوہو! تم نے تو بچوں کو بھی مات کر دیا (گردن کو اُٹھا کر) میرے پیارے عزیز! میں تمہاری یہ حالت کن آنکھوں سے دیکھوں۔ میں تو اگر کبھی خواب میں بھی تم کو رنجیدہ دیکھ لیتا تھا۔ تو پسینے سے تر بتر ہو جاتا تھا ہائے ہائے میری موجودگی میں تمہیں کوئی تکلیف ہو۔ دھکار ہے میری زندگی پر لعنت ہو میرے جینے پر۔ بھائی تمہیں میری قسم مجھے زیادہ پریشان نہ بناؤ۔ اور جلدی

بیدگی کا باعث بتاؤ۔

بھرت

گانا (بحر قوالی)

ے بھرت کو آپ دُنیا دین سے کھو کر گذاروں زندگی کے دن میں کسکے آسرے ہو کے
ا آپنے یہ کیا بلا سوچے بلا سمجھے نکل گھر سے چلے آئے کسی کے نا رُکے رو کے
وش کیا دوں دوش ہے اپنی ہی قسمت کا نہ سُنتے آپ بھی میں کہہ رہا ہوں بہت رو رو کے
ت وائے تقدیر واہ رے کرم کے چکر میری ماتا نے ہی مجھ سے کئے یہ چھل کپٹ دھو کے
یں سارے ہی مجھے برباد کرنے پر نہ جانے پڑگئی تقدیر پیچھے ہاتھ کیوں دھو کے
بیلئے برباد کر جسونت سنگھ مجھ کو کنارے ہو گئی ظالم وہ کانٹے راہ میں بو کے

رامچندر

گانا (بطرز ایضاً)

م پہ گلہ میرا مجھے تیری قسم بھائی تیری سُن سُن کے باتیں ہو گیا سینہ بھسم بھائی
اور سے مجھ کو نہ کوئی بدگمانی ہے نہیں معلوم تم کو ہو گیا کیسا وہم بھائی
نی و اعلیٰ کیلئے ازبس ضروری ہے وہی پھل بھوگنا ہوگا کئے ہیں جو کرم بھائی
ے بھی نہیں مجکو کیا مجبور تھا لیکن پتا کی فقط آ گیا تھی والشور کا حکم بھائی
ہی تمہیں میری طرف سے راج کرنیکی جو ہونا تھا وہ ہو گذرا کرو اس کا نہ غم بھائی
پتا کا جان سے جسونت سنگھ پیارا بھلا میں توڑ دوں کیسے رگھو کل کی رسم بھائی

بھرت

گانا (بحر طویل)

اے بھراتا بھرت سے کیا خطا ہوئی میری نسبت نہیں کیا بھرم ہو گیا
مجھے چرنوں سے اپنے جدا کیوں کیا کونسا مجھ سے کھوٹا کرم ہو گیا

اس خرارت کا مجھ کو پتہ تک نہیں — آپ بیٹھے نہیں بھرت بیٹھا کہیں
کر لیا آپ نے کس طرح سے یقین — ہائے ایسا بھرت بے شرم ہو گیا

اے بھراتا ....

میں نے دل میں جو ایسا وچار ابھی ہو — یا اُسی دشٹنی کو اُبھارا بھی ہو
جو بھرت کا ذرا سا اشارہ بھی ہو — تو بیشک میرے سے جرم ہو گیا

اے بھراتا ....

ہائے ساری اودھ کو بیابان کر — آ گئے آپ جنگل میں کیا ٹھان کر
ایک اس نیچینی کا کہا مان کر — آپ کو رہنا گھر میں قسم ہو گیا

اے بھراتا ....

آپ بن کے رودار کیوں ہو گئے — یہاں آنے کو تیار کیوں ہو گئے
میری صورت سے بیزار کیوں ہو گئے — ہا ستم ہو گیا ہا ستم ہو گیا

اے بھراتا ....

موت میری نہ جانے کہاں سو گئی — ساری سکھ سمپتی ہاتھ سے کھو گئی
میری قسمت تو اُلٹی جبھی ہو گئی — جس گھڑی کیکئی کے جنم ہو گیا

اے بھراتا ....

نہ گلہ ہے کسی پر نہ افسوس ہے — اے بھراتا نہ کچھ آپ کا دوش ہے
بیٹھا جسونت سنگھ بھی تو خاموش ہے — ہار زمانہ ورودھ ایک دم ہو گیا

اے بھراتا ....

رامچندر جی

گانا (بطرز ایضاً)

پیارے بھائی ذرا تم عقل تو کرو میں ہوں حیران تم کو یہ کیا ہو گیا
میں نے کیں سے تمہاری شکایت کری کس طرح سے تمہیں یہ شبہ ہو گیا
اس قسم کے خیالات چھوڑو بھرت کون کہتا ہے تم سے گناہ ہو گیا
میری اپنی پراربدھ کا دوش ہے جو برا ہو گیا یا بھلا ہو گیا
پیارے بھائی..................

راج میں نے کیا تو بھی کیا بات ہے اور تم نے کیا تو بھی کیا ہو گیا
اس اوستھا میں بھی مجھ کو سنتوش ہے جو پتا کا فرض تھا ادا ہو گیا
پیارے بھائی..................

مجھے الزام دے لو چاہے جسقدر میں تمہارے لئے بیوفا ہو گیا
میری ماتا کی نسبت کہو یہ بچن تو بھرت اس قدر بے حیا ہو گیا
پیارے بھائی..................

مجھے اُمید تیرے سے ایسی نہ تھی تیرا ایسا ملین آتما ہو گیا
جنم داتا کا تم یوں نرادر کرو۔ ساری تہذیب کا خاتمہ ہو گیا
پیارے بھائی..................

چھتری پن کو دھبہ لگاؤ نہ تم کیوں تیرا ایسا کم حوصلہ ہو گیا
دوش تیرا نہ جسونت سنگھ کا بھرت میری تقدیر کا فیصلہ ہو گیا
پیارے بھائی..................

گانا (بطرز ایضاً)

میرے بھائی دوہائی دوہائی تیری کس طرح یہ ندامت گوارا کروں
حق دار اس طرح مارا مارا پھرے اور میں راج کی موج مارا کروں
ہوگیا میں یتیم ہر طرح سے ہائے کونسا کونسا دکھ سہارا کروں
میں توڑ دیتا ہوں پہلی ہی تقدیر کو اس گناہ کا کہو کیا کفارہ کروں
میرے بھائی ....

ہے مناسب یہی آپ راجہ بنیں اور میں جان تم پر نثار کروں
سارے دشمن نہ اکدم بھرت کے بنو کس طرح سے میں کہنا تمہارا کروں
میرے بھائی ....

مارا بھاوی نے چکر میں دیکر مجھے کیا کسی پر گلہ میں بچارا کروں
تم ایودھیا کو میرے حوالے کرو میں تمہارے سے پہلے کنارہ کروں
میرے بھائی ....

بیگناہ ہوں چاہے میں گنہگار ہوں بخشدو اور کس سے اجارہ کروں
بس بہت ہوچکی اب تو واپس چلو آپ سے عرض یہ ہی دوبارہ کروں
میرے بھائی ....

کوئی سر پر مربی نہ میرے رہا آسرے میٹھ جس کے گذارہ کروں
کون جسونت سنگھ دے دلاسا مجھے بھائی کہہ کر کسے میں پکارا کروں
میرے بھائی ....

دوسرا حصّہ ختم ہوا

رامچندر جی۔ بھرت جی! میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھ کو نہ تمہاری نسبت کوئی شکایت ہے۔ نہ ماتا کیکئی پر کچھ افسوس ہے۔

بھرت۔ ہاں بھرا تا جی! یہ میرے ہی پوربلے کرموں کا پھل ہے۔ اس میں آپ کا کیا دوش ہے۔

رامچندر (سامنے دیکھ کر) اوہو! یہ تو شترو گھن جی بھی بھاگے ہوئے آرہے ہیں۔

بھرت۔ ایک شترو گھن کیا۔ بلکہ ماتا کوشلیا جی و سمترا جی اور گورو بششٹ بھی مع دوسرے رشیوں کے تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ تمام ایودھیا الگ آنسو بہا رہی ہے۔ اور وہ میری جنم کی دشمن بھی ساتھ آرہی ہے۔

شترو گھن۔ (دوڑ کر رامچندر جی کے پاؤں میں گر کر) بھرا تا جی! تم ....

(آنکھوں سے آنسوؤں کی ندی چھلک پڑی)

رامچندر جی۔ (شترو گھن کو گلے لگا کر۔ اور بھرت جی سے مخاطب ہو کر) بھرت جی افسوس ہے۔

کہ تمھیں تمام خاندان کو کلیش دینا ہی منظور ہے۔

بھرت۔ (آبدیدہ ہوکر) ہاں بھرا تا جی۔ یہ سب میرا ہی قصور ہے۔

رامچندر جی۔ شترو گھن جی! تم اس کٹیا میں اپنی بھاوج کے پاس آرام کرو۔ میں ماتاؤں کے سواگت کے لئے جاتا ہوں۔

شتروگھن (ہاتھ جوڑکر) بہت اچھا۔ (چلا جاتا ہے) (کیکئی آگیا ہو)

رامچندر۔ (کیکئی کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! آپ نے اس دور دراز کے سفر کی خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی۔

کیکئی (گردن جھکائے ہوئے) خاموش۔

رامچندر۔ (گلے سے چمٹ کر) میری ماتا! آپ بولتی کیوں نہیں۔ کہیے طبیعت تو اچھی ہے؟

کیکئی (اسیقدر شرمندہ ہوکر دبی آواز سے) ہاں اچھی ہوں۔

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑکر) ماتا جی! آپ اپنے دل میں ہرگز کسی قسم کا خیال نہ کریں اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اس قدر ملال نہ کریں۔ یہ بلا بدعا کا چکر ضرور سامنے آنا تھا۔ اور آپ کا تو یونہی بہانہ تھا۔

کیکئی چپ۔

بھرت۔ او ہو! کیسی غریب ہو۔ بیچاری کے منہ میں زبان بھی نہیں۔

کوشلیا (رامچندر اور لچھمن کو گلے لگاکر) پتر! واشکر ہے کہ دوبارہ یہ چاند سا مکھڑا دیکھا مگر افسوس کہ وہ بیچارے آخیر وقت میں بھی تمہارا دیدار نہ کر سکے۔

رامچندر۔ (اسیقدر سہم کر) ہیں ماتا جی! یہ کیا کہا؟

کوشلیا۔ (آبدیدہ ہوکر) ہاں بیٹا! اب تمہارے سر پر پتا کا سایہ نہیں رہا۔

رامچندر۔ ہائے ہائے! یہ کیسا شوک ہوا! وہ پتا جی کا کب پرلوک ہوا۔

کوشلیا۔ ادھر تم بن کو سدھارے! اُدھر وہ سورگ سدھارے۔

رامچندر۔ کیا بھرت جی بھی نہیں آنے پائے تھے۔

کوشلیا۔ نہیں بیٹا! وہ بھی بعد میں بلائے تھے۔
رامچندر۔ آہ! او فلک کجرفتار! تو گھر سے نکالکر بھی ہم کو ستاتا رہا۔ ہائے افسوس کہ پتا کا سایہ بھی سر سے جاتا رہا۔
سیتا۔ (دھائیں مارکر) ہائے پتا جی! آپ ہمیشہ کے لئے ہم سے منہ موڑ گئے آخر ہمیں کس کے سہارے چھوڑ گئے۔

لچھمن

گانا

(غزل قوالی)

اے موت تو نے ہم کو دَر دَر رولا کے مارا ۔ گھر سے گئے تھے بے گھر بن میں بُلا کے مارا
سامان عیش کے تو سب چھین ہی لئے تھے ۔ پھر بھی صبر نہ آیا دم دے دلا کے مارا
بنکر فقیر ہم نے دَر دَر کی خاک چھانی ۔ اس خاک میں ہی ہم کو آخر ملا کے مارا
افسوس ہر طرح سے کردی صفائی تو نے ۔ ہم کو جگا کے مارا ان کو سُلا کے مارا
ساری ایودھیا تو نے ظالم ویران کردی ۔ بیدرد سارے کل کو کیا بش پلا کے مارا
چاروں طرف سے اکدم گھیرے مصیبتوں نے ۔ گردش کے چکروں نے چکر میں لا کے مارا
کیا دوش ہو کسی کا اپنے کرم ہیں کھوٹے ۔ گھر کے چراغ نے ہی گھر کو جلا کے مارا

ناٹک

ہائے افسوس! یہ گردش ہمارے کیوں پیش پڑی ہو۔ جو ہم کو برباد کرنے پر اڑی ہے گھر سے نکال گوشہ تنہائی میں بٹھا دیا۔ اور اب پتا جی کی محبت کا ہاتھ بھی سر سے اٹھا دیا۔ یتیمی ہمیشہ کے لئے ہماری مہمان ہوگئی۔ اب تو زندگی بھی وبال جان ہوگئی او ظالم موت! تو نے بھی ابھی چپ کرنا تھا۔ کم از کم چودہ سال تو صبر کرنا تھا۔ تو بھی اسی وقت کا انتظار کر رہی تھی۔ اور در پردہ وہ ہماری بربادی کے سامان تیار کر رہی تھی
کوشلیا۔ (لچھمن کو گلے لگا کر) بیٹا! صبر کرو۔ اب رونے دھونے سے کچھ نہ بنے گا۔
لچھمن۔ ایک دُکھ ہو تو صبر کرلیں مصیبتوں کا بھی تو کچھ ٹھکانا نہیں۔

کوشلیا - اسکے سوا اور چارہ ہی کیا ہے۔ مہاراج نے تو اب واپس آتا نہیں۔

بششٹ جی - بیٹا! یہ بات ایک نہ ایک دن ضرور ہونی ہے۔ اس کا افسوس کرنا فضول ہے اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جو بنا ہے ضرور ٹوٹے گا۔ اور جو گھڑا ہے وہ ضرور پھوٹے گا۔ جو پیدا ہوا ہے اس نے ضرور مرنا ہے۔ اور یہ سفر ایک دن ہم سب نے کرنا ہے۔ اس لئے اِن فضول تفکرات کو چھوڑ کر پرمیشور کا دھیان کیجئے۔

(بھرت سے مخاطب ہو کر) ہاں بھرت جی! آپ اپنے دلی مدعا کو بیان کیجئے۔

بھرت

گانا

(بطرز قوالی)

کہوں کیا درد دل اپنا مصیبت کا ستایا ہوں
دُکھی ہو کر اے بھرآتا جی تمہاری شرن آیا ہوں

ابھی تھے دن بھرت کے کھیلنے کو اور کھانے کے
مگر میں اس اوستھا میں ہی لاوارث بنایا ہوں

نہ سایہ ہی پتا کا گود ماتا کی چھینی مجھ سے
زمانہ ہو گیا دشمن کسی کو بھی نہ بھایا ہوں

کہیں لعنت کہیں پھٹکار اور دھتکار پڑتی ہے
ازل سے ہی میں گویا کہ یہ لکھوا کے لایا ہوں

ہوئے تم اور تو سب ہی میرے دشمن مگر بھگون
نہ آیا رحم تم کو بھی بہت کچھ بلبلایا ہوں

اور تو کچھ خطا میری نظر آتی نہیں مجھ کو
فقط ہے دوش اتنا کیکئی پاپن کا جایا ہوں

سزا میری گناہوں کی بہت کچھ مل چکی مجھ کو
کیا ہر طور سے برباد مٹی میں رلایا ہوں

چلو واپس نہیں تو جگر پر ہی پران دیدوں گا
اکیلا گھر پہ جانیکی قسم کھا کر کے آیا ہوں

ہو تم سردار اجودھیا کے جگہ چرنوں میں دو مجھ کو
کرو مجھ پہ دیا میں کس لئے دل سے بھلایا ہوں

ناٹک

بھرا تا جی! جو کچھ عرض کرنی تھی وہ کر چکا ہوں۔ آپ زیادہ مجھے کیوں مارتے ہیں۔ مَیں تو پہلے مر چکا ہوں۔ اِدھر سے سُکھوں کا ویسے خاتمہ ہو گیا۔ اِدھر آپ کا ایک شور آتا ہو گیا۔ پتا جی کے بعد یونہی پالن پوشن کرتا تھا۔ اور یہی ہمدردی کا دم بھرتا تھا اگرچہ بھرت آپکے بالمقابل بات کرتے ہوئے بھی شرماتا تھا اور کبھی سامنے آنکھ نہ اُٹھاتا

تھا۔ مگر ان آئے دن کی مصیبتوں نے مار کر ملنا چور کر دیا اور مجھ کو ایسی بے باکانہ گفتگو کرنے پر مجبور کیا۔ مگر میں اس گستاخی کے لئے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں اور اس زبان درازی پر خود شرمسار ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ میری گستاخیوں کو نظر انداز فرما دیں گے۔ اور تخت ایودھیا کو اپنے قدم مبارک سے سرفراز فرما دیجئے۔

رامچندر جی۔ پیارے بھرت! تمہارا پریم جو کچھ میرے ساتھ ہے اُسے میں خود جانتا ہوں۔ اور تمہارے دلی ابھپرائے کو بھی بخوبی پہچانتا ہوں۔ مگر کیا کروں شاستروں کی آگیا اور دھرم کی پابندیوں سے مجبور ہوں۔ اسلئے چودہ سال کے لئے تمہاری نظروں سے دور ہوں۔ اگر ایسا نہ کروں تو پتا جی کی آتما کو سورگ میں بھی کشٹ ہوگا۔ اور ان سب کا پن پرتاپ ہماری بدولت نشٹ ہوگا۔

بھرت۔ بہت اچھا! اگر آپ کا یہی دھرم ہے۔ تو بھرت کے لئے بھی سب سے بڑھ کر یہی شبھ کرم ہے۔ کہ آپ کے چرنوں میں ہی نواس کروں۔ اور خود بھی چودہ سال بن باس کروں۔

رامچندر جی

گانا

ہو کر سمجھدار اے بھائی کیسی نادانی کرتے ہو

پتا کی آگیا کے پرتیکول + چلنا چاہیئے ہیں نہ مول۔ رستہ سیتہ دھرم کا بھول
اپنی من مانی کرتے ہو

ہو کر سمجھدار..........

تج کر رگھو ونش کی ریت + ہو کر ویدوں سے بپریت + اُلٹے چلو نہ میرے میت
کیوں کل کی ہانی کرتے ہو

ہو کر سمجھدار..........

میری نہیں سمجھ میں آتا + تم بھی یہیں رہے گھبراتا + کیسے دن کاٹیں گی ماتا
ان کی ویرانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ....
بن میں آگئے اگر تمام + راج کا کون کرے گا کام + اس کو کردو گے گمنام
ابھی سلطانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ....
جا کر کرو اودھ کا راج + رکھو رگھو ونش کی لاج + دے گئے حکم ہی مہاراج
کیوں نافرمانی کرتے ہو
ہو کر سمجھدار ....

ناٹک

مجھے تمہاری اس رائے سے بھی اختلاف ہے۔ کیونکہ تمہارا یہ خیال پتا جی کے حکم اور دھرم شاستر کے سراسر خلاف ہے۔ بن باس کا حکم صرف رام کے لئے ہے نہ کہ ہم تمام کے لئے ہے۔ اگر یہ کہو۔ کہ لچھمن کیوں ساتھ آیا۔ سو ان کے لئے پتا جی نے کوئی خاص حکم نہیں فرمایا۔ اسلئے یہ اپنی مرضی کا مختیار ہے جہاں چاہے رہے اس کو اختیار ہے۔ یوں تو وہ ہم چاروں کے پوجنیہ باپ ہیں۔ مگر اسکے حکم کے پابند صرف میں اور آپ ہیں۔ اس لئے ان کی آگیا کے انکول چلنا ہی سعادتمندی ہے۔ اور یہی دھرم کی پابندی ہے۔ بالفرض اگر تم بھی یہیں ڈیرے ڈالو گے تو بوڑھی ماتاؤں کو کس کو سنبھالو گے۔ راج پاٹ کا کام کیسے چلے گا۔ کیا یہ باپ دادا کا راج یونہی مٹی میں ملیگا؟

جابالی۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ آپ کس قسم کی باتیں بنا رہے ہیں۔ اور بار بار دھرم اور ادھرم کا راگ گا رہے ہیں۔ اس قسم کی باتیں آپ بھرت کے سامنے ہی بنا سکتے ہیں۔ اور جس طرح چاہیں انہیں پھسلا سکتے ہیں۔ مگر جابالی کے سامنے آپ کی دال نہ گلے گی۔ اور یہاں آپ کی یہ منطق نہ چلے گی۔ ذرا آپ ہی مہربانی کر کے بتلائیے۔ کہ یہ کہاں کا دھرم ہے۔ اور کون سے کشتریوں کا کرم ہے

کہ ایک لائق اور بزرگ دوشش پتر کو تو گھر سے نکالا جائے۔ اور دوسرے کو جو کسی طرح بھی حقدار نہیں۔ راج سنبھالا جائے پتا کا حکم بھی اُسی وقت تک ماننے کے یوگیہ ہے۔ جبکہ وہ خود بھی دھرم کا پابند ہو۔ اور ہر طرح سے انصاف پسند ہو۔ برخلاف اس کے دہرم اور انصاف کے وردھ پتا کا حکم ماننا بھی مہاپاپ ہے۔ خواہ وہ پتا ہے یا چچا کا بھی باپ ہے۔ علاوہ ازیں یہ ان کا خود پیدا کردہ راج نہیں تھا۔ اس لئے اس کا انہیں ناجائز استعمال کرنے کا کوئی مجاز نہیں تھا بلکہ یہ ورثہ اس خاندان میں اسی طرح نسلاً بعد نسلاً چلا آتا ہے اور جو حقدار ہو۔ اُسی کو راج تلک دیا جاتا ہے۔ پھر وہ تو اس قدر کام وشش ہو رہے تھے۔ کہ ان کو دہرم اور ادہرم کی تمیز ہی نہیں تھی۔ اور سوائے نفس پرستی کے ان کی نظروں میں اور کوئی چیز ہی نہیں تھی۔ آپ تو بڑے شاستروان بنے پھرتے ہیں۔ اور بات بات میں شاستروں کا ذکر کرتے ہیں ذرا بتلایئے تو کہ ایسے راجہ کے لئے شاستروں کا کیا فرمان ہے۔ اور اس کی نورتی کے لئے آپ کے پاس کیا پرمان ہے۔ اگر کچھ ہے تو بتا دیجئے۔ ورنہ چپکے سے ایودھیا کی راہ لیجئے۔

رامچندر جی۔ اور تو پتا جی کی طرف مجھے ہر طرح سنتوش ہے۔ مگر ان کا ایک طرز عمل میرے نزدیک بھی قابل افسوس ہے۔

جابالی۔ (دل ہی دل میں خوش ہو کر۔ وہ پھنس گئے) ہاں تو وہ مہاراج کی کونسی بات ہے جو آپ کے نزدیک واہیات ہے۔

رامچندر جی۔ وہ یہ کہ انہوں نے تجھ جیسے ناستک کو نہ صرف اپنے راج میں ٹھیرایا ہے۔ بلکہ اپنی کونسل کا مشیر بھی بنایا ہے۔ شاید اسی وجہ سے ہمارے خاندان پر یہ مصیبت آئی ہے۔ کہ تجھ جیسے ناستکوں کی ایودھیا میں رسائی ہے۔

جابالی۔ (شرمندہ ہو کر) خاموش۔

بششٹ جی۔ اے بیٹا! جابالی کے ایسے حالات ہیں۔ اور نہ انکے ناستکتا کے

خیالات ہیں صرف تم کو واپس لیجانیکے لئے ایسی گفتگو کا طریقہ اختیار کیا تھا۔ اور اسی لئے اسقدر اصرار کیا تھا مگر اپنے کئے کی سزا پا رہا ہوں دیکھتے نہیں کس طرح گردن نیچی کئے سر کو جھکا رہا ہے

رامچندر جی۔ پیارے بھرت! پرمیشر کی کرپا سے ہمارا خاندان آج تک بالکل بیداغ رہا ہے۔ اور کل دنیا میں ایک روشن چراغ رہا ہے۔ سخت سے سخت مصیبتوں میں بھی اپنے پرن کو نہیں چھوڑا ہے۔ اور ہم اپنے زندہ جاوید بزرگوں پر جسقدر فخر کریں تھوڑا ہے۔ مہاراجہ بلج۔ مہاراجہ دلیپ۔ مہاراجہ ودیچی مہاراجہ رگھو۔ اس خاندان کے چمکتے ہوئے ستارے تھے اور مہاراجہ ہرشچندر نے اپنی پرتگیا پالن کرنے میں کیا کچھ کشٹ نہ سہارے تھے۔ ہمیں بھی لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کی اس پیش کیمتی کو بحال رکھیں۔ اور ان کی عزت اور توقیر کا ہر طرح سے خیال رکھیں۔ پس مناسب یہی ہے۔ کہ تم ایودھیا کو لوٹ جاؤ اور اس معمولی سی بات کے لئے اپنے کل کو داغ نہ لگاؤ۔

بھرت۔ اچھا ماتا! کوشلیا جی جو کچھ حکم دیں۔ وہ تو انصاف ہی؟

رامچندر جی۔ ہاں۔ ہاں مجھے ان کے حکم سے کب انحراف ہی۔

بھرت۔ (کوشلیا سے) ماتا جی! آپ ہمارا انصاف کر دیں اور اس معاملہ کو صاف کر دیں

کوشلیا۔ میرے بچو! میری خوشی اسی بات میں ہی۔ کہ تم دونوں اپنے اپنے دھرم کا پالن کرو۔

بھرت۔ (اداس ہو کر) بس یہ فیصلہ بڑا معقول ہی۔ ماتا جی کا حکم مجھے قبول ہے۔ اب آپ کی ہٹھ کرنی فضول ہی۔

رامچندر جی۔ بھائی یہ تمہاری بھول ہی۔ بلکہ ماتا جی کا فیصلہ تو میرے انکول ہے کیونکہ پتا جی کی آگیا کا پالن کرنا ہی دھرم کا پہلا اصول ہی۔

بھرت۔ ماتا جی! آپ کھلے لفظوں میں فرما دیجئے اور اس جھگڑے کو نبٹا دیجئے۔

کوشلیا۔ بیٹا! تم دونوں کوشلیا کے نیتر ہو۔ اور میرے ہونہار پتر ہو بہتر تھا کہ تم آپس میں ہی فیصلہ کر لیتے اور مجھے تکلیف نہ دیتے لیکن اگر میرے

مُنہ سے ہی کہلواتے ہو۔ اور صاف لفظوں میں ہی سُننا چاہتے ہو۔ تو چودہ سال کے لئے بھرت ایودھیا میں نواس کرے۔ اور رامچندر بن باس کرے۔ دہرم کے مقابلہ میں کوشلیا ہرگز جھوٹ نہ بولے گی اور خواہ مخواہ اپنی جان پر پتھر نہ توڑے گی۔

تمام رشی منی۔ بھرت جی! اب اِس جھگڑے کو دُور کرو۔ اور ماتا کوشلیا کا حکم منظور کرو۔

بھرت۔ (آبدیدہ ہوکر) ہائے کیا کہوں۔ بھرت کو ہر طرح مجبور کیا جا رہا ہے۔ اور زبردستی آپ کے چرنوں سے دُور کیا جا رہا ہے۔ بہت اچھا آپ اِتنی کرپا کیجیے کہ اپنی کھڑاؤں مجھ کو دیدیجیے۔ اِن کو اپنے ہمراہ لیجاؤں گا۔ اور انہی سے تخت ایودھیا کو سجاؤں گا مگر اس بات کا دہیان رہے۔ کہ اگر چودہ سال سے ایک دِن بھی زیادہ لگائیں گے تو بھرت کو ہرگز زندہ نہ پائیں گے۔

رامچندر جی۔ (کھڑاؤں دیکر) پیارے بھرت! تمہارا کہنا سویکار کرتا ہوں اور اِس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ چودہ سال ختم ہوتے ہی تمہارے پاس آؤں گا۔ اور ایک دِن بھی زیادہ نہ لگاؤں گا۔
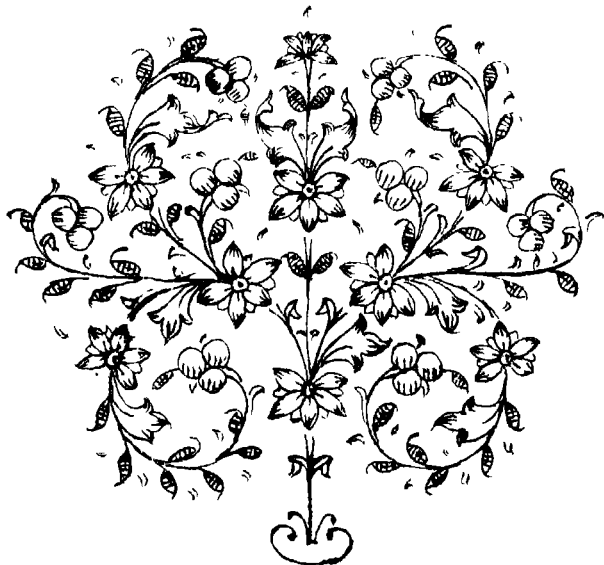
پندرھواں نظارہ

چترکوٹ سے کوچ

رامچندر جی لکشمن جی! اب تو برسات کا موسم ختم ہو چکا۔ اور بہار کی آمد نزدیک ہے اس لئے اب یہاں سے کوچ کر دینا ہی ٹھیک ہے۔ رشی منی مہاتماؤں کے درشن پائیں گے۔ اور ان کے دھرم اپدیشوں سے لابھ اُٹھائیں گے۔

لچھمن۔ بیشک اب یہاں بیٹھنا فضول ہے۔ کیونکہ اب موسم بھی بالکل انکول ہے۔

سیتا آہا! یہ بن کیسا سہانا ہے۔ مانو قدرت کی خوبیوں کا خزانہ ہے۔

ایترے رشی۔ بیٹا! ہمارا دیو یوگ[1] سے ہی اِس طرف آنا ہو گیا۔ تھوڑی دیر کیلئے ہمارے آشرم میں بھی نواس کیجئے۔ اور ہمیں بارتا لابھ کا اوکاش[2] دیجئے۔

رامچندر۔ (ہاتھ جوڑکر) آپ کا حکم منظور ہے مگر آپ کا آشرم یہاں سے کتنی دور ہے؟

ایترے رشی۔ دُور کیا وہ تو سامنے ہی نظر آ رہا ہے۔

(۲) تینوں کا رشی کے آشرم میں پرویش

اور انسوئیا[3] کا سیتا جی کو اُپدیش

سیتا (انسوئیا کے پاؤں پکڑ کر) ماتا جی! آپ کے درشنوں سے چت گدگد ہو رہا ہے۔

انسوئیا۔ (سیتا کو گلے لگا کر) بیٹی! تو ساکشات دیوی ہے۔ تیری ماتا پتا کو دھنیہ ہے۔

سیتا (ہاتھ جوڑکر) ماتا جی! کوئی دھرم اپدیش کیجے۔ جس سے ہمارا ادھار ہو۔

انسوئیا۔ بیٹی! میں تمہیں کیا اپدیش کروں۔ تم خود دھرم کا اوتار ہو۔

سیتا۔ پھر بھی آپ بردھ ہیں۔ کوئی نیک نصیحت کیجیے۔

[1] اتفاق [2] موقعہ [3] ایترے رشی کی دھرم پتنی کا نام ہے۔

انسوئیا

گانا

(لاؤنی ضلع)

ایک پتی برت دھرم سدا جو جان کیتا نبھاتی ہے
وہی سوہاگن بھاگن سستونتی نار کہلاتی ہے

یہی دھرم اور برت نیم پتی پہ جان نثار رہے — تن من سے اور بانی سے نج پتی کی تابعدار رہے
دکھ میں سکھ میں بھلے برے میں پتی کی آگیا کار رہے — پرمیشور سم سمجھ پتی کو چرنوں پہ بلہار رہے
تیاگ پتی کا دھیان غیر کا سپنے میں نہیں لاتی ہے
وہی سوہاگن ......

بڈھا روگی ہو دکھ نردھن اندھا بہرہ اگیانی — مہا آلسی موڑھ کرودھی کسی انگ میں ہو ہانی
ایسے پت کی بھی رہو داسی وہی استری لاثانی — کرے نرادر کبھی نہ اسکا کہے نہ کبھی کٹو بانی
جو بولے دربچن پتی کو گھور نرک میں جاتی ہے
وہی سوہاگن ......

ادھک سنہی شبھ چنتک ہتکاری پتا ماتا ہیں — اور بندھی فرینڈ کے جو بھگنی اور بھراتا ہیں
ہیں سکھدا ایک سبھی پر تو پرنت سکھ کر داتا ہیں — مگر پتی اس لوک اور پرلوک کی بھی ہی تراتا ہیں
سوپن جاگرت ہر حالت میں پتی کو نہیں بھلاتی ہے
وہی سوہاگن ......

پتی کے چرنوں سے بڑھکر کوئی تیرتھ استھان نہیں — متھیا تیرتھ برت کرے جو اس جیسا نادان نہیں
پتی برت کی مہماں کو برنن کرنا آسان نہیں — اور کہوں کیا ادھک تیرے تو کوئی نجان نہیں
متھیا برت کرے جو ناری پتی کی عمر گھٹاتی ہے
وہی سوہاگن ......

ناٹک

بیٹی! اگرچہ جو کچھ میں تجھ کو کہنا چاہتی ہوں۔ اس سے ادھک گن پہلے ہی تجھ میں

پاتی ہوں۔ پرنتو! تیرے بار بار اصرار کرنے پر استری دھرم کے سمبندھ میں کچھ باتیں سناتی ہوں۔ استری کے لئے پتی سیوا سے ادھک نہ کوئی برت ہے۔ نہ نیم ہے اور وہی استری ستونتی ہے۔ جس کا پتی کے چرنوں میں ہر سمے پریم ہے۔ پتی چاہے نردھن روگی اور مہان کرودھی ہے۔ مگر جو استری ایسے پتی کی بھی ورودھی ہے وہ نہ کیول سویم ہی جنم جنمانتر تک نرک کے دکھ اٹھاتی ہے۔ بلکہ اپنے ماتا پتا اور کٹنب کو بھی نرک کا ادھیکاری بناتی ہے۔ جو استری پتی کے نام پر سہتیا برت آدی رکھ کر بھوکی مرتی ہے۔ وہ سمجھو اپنے پتی کی آیو کو کم کرتی ہے۔ پتی کے چرن کمل استری کا سب سے بڑا تیرتھ استھان ہے۔ اور اس تیرتھ کی یاترا کا پھل بھی مہان ہے۔ غرضیکہ پتی برت کی مہان کا جو کچھ شاستروں میں وستار ہے۔ اس کا ورنن کرنا سخت وشال ہے اور اس کے لئے ادھک سمے درکار ہے۔ مجھے زیادہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ تو تو پتی برت دھرم کی مجسم مورت ہے۔

سیتاجی۔ ماتاجی! اِس شبھ سندیہ آپ کا یہ منوہر اپدیش ہردے کی گانٹھ کو کھولنے کے لائق ہے۔ اور آپ کا ایک ایک سندر بچن جواہرات سے تولنے کے لائق ہے پرنتو میری جننی نے میرے بواہ کے سمے مجھ کو یہ سب کچھ بتا دیا تھا اور پتی برت دھرم کو اچھی طرح جتا دیا تھا۔ چنانچہ یہ اسی اپدیش کا پھل ہے۔ جو مجھ کو آپ جیسی دھرماتما اور تپسوی دیویوں کے درشنوں کا سبھاگیہ پراپت ہوا۔ اور آپ کا اپدیش میرے لئے اور بھی سونے پر سہاگہ ثابت ہوا۔

انسویا۔ بیٹی! تو وشواس میں دھرم کی ایک مضبوط چٹان ہے۔ اُس ماتا پتا کو بھی دھنیہ ہے۔ جن کی ایسی اُتم سنتان ہے۔ آنے والی نسلیں تیری چرن دھولی کو مستک سے لگائیں گی۔ اور آج استریاں تیری اس مثال سے اپنے جیون کو اجیتہ بنائیں گی +

۱؎ خود ۲؎ جھوٹے ۳؎ عمر ۴؎ تفصیل ۵؎ بالشک ۶؎ موقعہ ۷؎ در اصل ۸؎ خاک پا ۹؎ اونچا۔

سیتا

گانا (بطرز۔ ہی تمنا ہیں مرتے ہم کبھی نہ پوچھا حال کیا ہے)

اے ماتا مجھ کو کرو نہ لجت[1] میں کیا ہوں میری مثال کیا ہے
مجھے جو دی ہوا وچیتر پدوی یہ میری نسبت خیال کیا ہے
نہ کوئی ایسا وشیش گن ہے نہ ایسی پدوی کی مستحق ہوں
دھرم پہ چلنا فرض ہے سب کا میں ہی چلی تو کمال کیا ہے
چرن کی دھولی ہوں دیویوں کی پتی ورتاؤں کی خاک پا ہوں
کروں جو ان کی برابری میں بھلا یہ میری مجال کیا ہے
پتی کے چرنوں نواس کر کے بھی مجھے ہو کوئی کلیش کیوں کر
جو میرے رکھشک ہوں ساتھ مجھ کو بنوں میں رہنا محال کیا ہے

ناٹک

ماتاجی! آپ مجھے خواہ مخواہ بجاتی ہیں۔ اور زبردستی اس قسم کی پدویاں میری ساتھ لگاتی ہیں۔ دھرم کا پالن کرنے میں تو منش کی اپنی بھلائی ہے۔ یدی میں نے اپنے دھرم کا پالن کیا۔ تو اس میں کون بڑائی ہے۔

انسوئیا۔ بیٹی! تو مجھ سے کچھ مانگ۔ واقعی تو دھرم کی ساکشات مورت ہے۔

سیتا۔ جب مجھ کو پرمیشور نے شری رامچندر جی جیسا پتی دیا ہے۔ تو مجھ کو کسی چیز کی کیا ضرورت ہے۔

انسوئیا (پھولوں کا ہار پیش کر کے) بیٹی میں خوش ہو کر تجھ کو یہ ہار پہناتی ہوں۔

سیتا۔ تو یوں کیوں نہیں کہتی۔ کہ الٹی گنگا بہاتی ہوں۔

انسوئیا۔ الٹی گنگا کیسے بہائی؟

سیتا۔ جب بان پرستی ہو کر گرہستیوں کو نذر دکھائی۔

انسوئیا۔ یہ کوئی نذرانہ نہیں۔ بلکہ اتتھی ستکار ہے۔ اور اس کے لئے تمہارا

[1] شرمندہ [2] خاص۔

فضول انکار ہو۔ اس کے علاوہ تم کونسا اس وقت بان پرستی نہیں۔ اس حساب سے بھی میری کوئی زبردستی نہیں۔

سیتا (رامچندر کی طرف کن انکھیوں دیکھ کر) ماتاجی! یہ انوچت ہو۔ کہ آپ اس طرح سے ہمارا ستکار کرو۔

رامچندر۔ پریہ جی! انسوئیاجی کا یہ تحفہ سویکار کرو۔ اور انکے چرنوں میں نمسکار کرو۔

سیتا۔ (انسوئیا کے پاؤں پکڑ کر) میں آپ کو اس اتھتی ستکار کیلئے دھنیاد دیتی ہوں۔

انسوئیا۔ (دھارپہنا کر) بیٹی تیرا سہاگ اٹل رہے۔ میں تم کو اشیرباد دیتی ہوں۔

(۳) ڈنڈک بن

رامچندر جی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس بن میں راکھششوں کا زیادہ گذر ہے۔

لچھمن۔ ہونے دو۔ پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے۔

سوتیکش رشی۔ تم کون ہو۔ اور تمہارا کیا نام ہے؟

رامچندر۔ اس کا نام لکشمن اور میرا نام رام ہو۔ ایودھیا ہمارا جلسے قیام ہو۔

سوتیکش رشی۔ آہا۔ تو آپ ہی دسرتھ کمار ہو۔

رامچندر۔ ہاں رشی ور! آپ کو ہمارا نمسکار ہے۔

سوتیکش رشی۔ میرے گورو شری اگست جی کے آشرم میں آپکے یہاں پدھارنے کا ذکر آ رہا تھا۔ اور اسی روز سے انہیں بھی آپ کا سخت انتظار تھا کیونکہ اس بن میں راکشش لوگ رشیوں کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور اپنی بدمعاشیوں سے ان کی تپسیا کو بھنگ کرتے ہیں۔ جب سے وہ یہاں آکر انیک پرکار کے اپرادھ کرتے ہیں اسی روز سے تمام رشی گن آپ کو یاد کرتے ہیں۔ رشیوں کے لئے خود ڈنڈونیا اسلیئے محال ہو کہ ان کو اپنی تمام عمر کی کمائی کے برباد ہو جانے کا خیال ہو۔

رامچندر۔ میں ہر طرح سے رشیوں کا تابعدار ہوں اور جو کچھ سیوا ہو کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کشتری کا جنم ہی اسی لئے ہوتا ہو۔ کہ پرجا کو ہر طرح سے

نربھے کرے۔ اور دُنیا سے پاپ کا ناش کرکے دھرم کی جے کرے۔

سیتا۔ پران ناتھ! مجھے آشچریہ ہے۔ کہ جب رشی لوگ اپنا تپ نشٹ ہونے سے ڈرتے ہیں۔ تو آپ اپنی تپسیا کو کیوں نشٹ کرتے ہیں۔ آپ گھر سے یہ برت دھار کر آئے تھے۔ کہ چودہ سال تک بنوں میں تپسویوں کا جیون بتیت کرینگے نہ کہ تیر تلوار اُٹھائے یہ ہتیا کرتے پھریں گے۔ راکشسوں نے آپ کا کون کھیت اُجاڑا ہے۔ جو آپ ان کی جان کے لاگو ہو رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ مرنے مارنے کو آگو ہو رہے ہیں۔

رامچندر۔ کیوں نہ ہو۔ آخر تو مہاراجہ جنک کی سنتان ہو۔ اور خود بھی پوری گیان دان ہو۔ آپ کا سوال واقعی بڑا معقول ہے۔ مگر اہیں تمہاری تھوڑی سی بھول ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ کشتری کا پہلا تپ دُشٹوں کو ڈنڈ دینا اور انصاف کرنا ہے۔ ملیچھوں اور دراچاریوں سے پرتھوی کو صاف کرنا ہے۔ اس سے بڑھ کر نہ کوئی تپ ہے نہ دھرم ہے۔ اور کشتری کا یہی مُکھ کرم ہے۔ برہمن کا تپ کرودھ کرنے سے بھرشٹ ہوتا ہے۔ لیکن کشتری کا تپ بوقت ضرورت کرودھ نہ کرنے سے نشٹ ہوتا ہے۔ اگر ہم بھی شستر نہ سنبھالیں اور برہمن تپسویوں کی طرح ایک گوشہ میں دھونی رما لیں۔ تو یہ ملیچھ ان سب کو ہمارے سمیت چُن چُن کر کھا لیں باقی رہی یہ بات کہ راکشسوں نے ہمارا کونسا کھیت اُجاڑا ہے۔ تو تم ہی بتاؤ کہ ان بیچارے تپسویوں نے ان کا کیا بگاڑا ہے جو یہ بلاوجہ ان کو ستاتے ہیں۔ کیا یہ ان کے گھر کھانے جاتے ہیں جب ایسے مہاتماؤں کا رہنا ہی انکے لئے ناگوار ہے۔ تو باقی اپرادھوں کا تو کیا شمار ہے اور جو کشتری ایسے ظلم اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اُس کی زندگی پر بھی دھکار ہے۔ اسلئے دُشٹوں کو ڈنڈ دینے کا ہمیں ہر طرح ادھکار ہے۔ کیونکہ مظلوموں کی سہایتا کرنا اور ظالموں کو ڈنڈ دینا بھی پرُپکار ہے۔

سیتا (ہاتھ جوڑ کر) ناتھ! آپ کے اُپدیش نے میرے تمام شکوک کو چکنا چور کر دیا

اور میری شنکاؤں کو بالکل دُور کر دیا۔ اس گستاخی اور سمع خراشی کے لئے آپ سے کشما چاہتی ہوں۔ اور اپنا سر آپ کے پوتر چرنوں میں جھکاتی ہوں۔

رامچندر۔ اس میں گستاخی کی کونسی بات ہے۔ بلکہ کسی قسم کے شکوک کا دل میں رکھنا بھی ایک قسم کا آتم گھات ہے۔

(۴) اگست آشرم

رامچندر و لچھمن۔ (ہاتھ جوڑکر) منی ور! نمستے! مدت سے آپ کے درشنوں کے لئے دل بے قرار تھا۔

اگست۔ بیٹر واچرنجیو رہو۔ مجھے بھی چرکال سے تمہارا سخت انتظار تھا۔

سیتا۔ بھگون! آپ کے درشنوں سے چت گدگد پرسنیہ ہے۔

اگست۔ پتری! تو دھنیہ ہے دھنیہ ہے۔ دھنیہ تیری سہن شیلتا ہے۔ سنسار کے اندر اسی کا یش اور کیرتی ہے۔ جو دھرم کے مارگ پر چلتا ہوا ہر پرکار کی مصیبتوں کو جھیلتا ہے۔

رامچندر۔ منی جی! دس سال تو اسی طرح بنوں میں بھرمن کرتے رہے اور آپ جیسے مہاتماؤں کے اُپدیش شرون کرتے رہے۔ مگر اب ارادہ ہے کہ ایک جگہ بشرام کروں۔ اور آپ کے چرنوں میں ہی کسی جگہ قیام کروں۔

اگست۔ ہاں۔ ہاں۔ یہ پاس ہی پنچ وٹی بڑا سندر استھان ہے۔ اور وہاں آرام و آسایش کا بھی ہر قسم کا سامان ہے۔ گوداوری کا بڑا سندر جل ہے مگر ایک مشکل ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے راکشش لوگ ادھر آنے جانے لگے ہیں اور انیک پرکار کے اپدرو مچانے لگے ہیں۔ ان کی طرف سے ذرا ہوشیار رہنا اور ہر طرح سے خبردار رہنا۔

رامچندر۔ اس بات کا ہمیں مطلق ڈر نہیں۔ اگر وہ بدمعاشی کریں گے۔ تو

ہمارے ہاتھ میں کیا ششتر نہیں۔ ان کے لئے تو میرا ایک ہی تیر کافی ہے۔ بلکہ میری بھی چنداں ضرورت نہیں۔ صرف لکشمن ہی کافی ہے۔

اگست ۔ یہ چند ششتر دیتا ہوں۔ ان کو اپنے ساتھ لیجانا۔ اور بوقت ضرورت کام میں لانا۔ مگر ذرا احتیاط سے چلانا۔

رامچندر۔ آپ کی کرپا سے تمام ششتروں کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ اور تقریباً قریباً ہر ایک کے چلانے کے ودھی بھی خوب جانتا ہوں۔ آپ کا یہ تحفہ جان کے ساتھ رہے گا اور حسب ہدایت استعمال میں بھی خاص احتیاط رہے گا۔

(۵) گردھ راج جٹایو سے ملاقات

لچھمن۔ بھرا تا جی! ذرا سنبھل کر قدم بڑھائیے۔ بلکہ بہتر ہے۔ کہ یہیں ٹھیر جایئے۔

رامچندر۔ (ٹھٹھک کر) کیوں ؟ کیا ہے۔ کچھ وجہ تو بتلایئے۔

لچھمن۔ (انگلی کا اشارہ کرکے) وہ دیکھئے۔ شاید کسی دُشٹ راکشش کی موت آئی ہے۔ جو اس نے ہم پر گھات لگائی ہے۔ دھوکہ دینے کے لئے بھیس بھی پرندوں کا[1] بنایا ہے۔ گویا ہمیں محض کاٹھ کا اُلو ہی ٹھیرایا ہے۔ ابھی اس کی مٹی ٹھکانے لگاتا ہوں اور اس کو تو ان عیاریوں کا مزا چکھاتا ہوں۔

رامچندر۔ جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے۔ جس کا پیچھے سے بڑا پچھتاپاپ ہوتا ہے۔ کیا معلوم کہ یہ کوئی راکشش کا فر ہے۔ یا کوئی بیچارہ تھکا ماندہ مسافر ہے۔ میں جاتا ہوں۔ اور اس کا مفصل پتہ لاتا ہوں (جٹایو کے قریب جاکر) اجی آپ کون ہیں؟ اور یہاں بیٹھنے کا کیا پرنیام ہے؟

جٹایو۔ میرا نام جٹایو ہے۔ کیا رامچندر آپ کا ہی نام ہے۔

رامچندر۔ ہاں۔ ہاں۔ مگر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہے؟

جٹایو۔ بیٹا! تمہارے اِدھر آنے کی تو عرصہ سے دھوم ہے۔

---

[1] جٹایو عام طور پر پرندوں کی گدڑی پہنا کرتا تھا۔ اس لئے عوام الناس میں پرند کے نام سے مشہور ہوگیا ہے۔

رامچندر۔ آپ اپنا حسب نسب تو بتلایئے؟
جٹایو۔ بتلاتا ہوں۔ ذرا میرے پاس بیٹھ جایئے۔ اور اُن دونوں کو بھی بلا لایئے۔
رامچندر۔ (ہاتھ کا اشارہ کر کے) لچھمن جی! آپ مع سیتا جی کے یہاں آ جایئے۔

جٹایو

گانا

میں بھی اک تخت ایودھیا کے نمک خواروں میں ہوں
دیر سے رگھوونش کے ادنےٰ وفاداروں میں ہوں
بارہا دسرتھ کے ہمراہ رہ چکا ہوں ہمرکاب
گرچہ میں اس وقت بالکل ہی تھکے ہاروں میں ہوں
اک دفعہ مہاراج دسرتھ سخت زخمی ہو گئے
جاں نثاری کی تھی تب سے خاص غمخواروں میں ہوں
ان کا اور میرا جبھی سے خاص رشتہ ہو گیا
اس لیئے میں آپ کے بھی ناز برداروں میں ہوں
دیر سے خواہش تھی مجھکو آپ کے دیدار کی
اس جگہ بیٹھا تمہارے ہی خبرداروں میں ہوں
ہر طرح سے آپ کی خدمت بجا لاؤں گا میں
آپ کی کرپا سے میں اس بن کے سرداروں میں ہوں

ناٹک

بیٹا! میں تخت ایودھیا کا ایک ادنےٰ خیر خواہ ہوں۔ اور تمہارے پدھارنے کی خبر سُنکر عرصہ سے چشم براہ ہوں تمہیں دیکھکر آنکھوں میں نور اور دل میں سرور ہو گیا۔ اور میرا سب تکان دُور ہو گیا۔ کیونکہ میرے پرم متر کی سنتان ہو۔ اسلیئے میرے پرانوں کے پران ہو۔

رامچندر۔ پتاجی سے آپ کا یہ سمبندھ کب سے ہے؟
جٹایو۔ ایک دفعہ جب کہ وہ راکششوں کی لڑائی میں زخمی ہو گئے تھے تب سے ہے۔
رامچندر۔ تو آپ نے انہیں کیسے بچایا تھا؟
جٹایو۔ جب وہ بالکل مورچھت ہو گئے تھے۔ میں انہیں اٹھا کر بھاگ آیا تھا

رامچندر
گانا

شکر ہے میں بچ گیا ہوں آج بھاری پاپ سے
ورنہ کچھ حاصل نہ تھا ویرتھ پچھتاپ سے
شک مجھکو ہو گیا تھا ہے کوئی یہ راکشش
آپ جو بیٹھے ہوئے تھے۔ اس جگہ چپ چاپ سے
جلدبازی کا نتیجہ مل گیا تھا دو بدو
کہئے میں نے کیا کہا تھا لکشمن جی آپ سے
اس گناہ کی کچھ تلافی تا عمر ممکن نہ تھی
آج پرمیشور نے ہی مجھ کو بچایا پاپ سے
باپ کے محسن پہ چلتا تیر ہائے رام کا
کس طرح ملتی رہائی مجھ کو اس سنتاپ سے
تیر چٹکی سے نکل جاتا تو تھا بس خاتمہ
رونے دھونے سے بنے تھا اور نہ کچھ ورلاپ سے

ناٹک

بھگوان! مجھ سے تو بڑا اُتپاپ ہو گیا تھا۔ اور راکشش کے دھوکے میں آپ کا ہی گھات ہو گیا تھا لکشمن جی نے تو آپ کی طرف قدم بڑھا لیا تھا۔ یا تیر بھی

کمان پر چڑھالیا تھا۔ مگر پرمیشور نے مجھ کو اس مہاں پاپ سے بچانا تھا۔ ورنہ اگر یہ ہو بیٹھتا۔ تو میرا کہاں ٹھکانا تھا۔ ایک کی بجائے چاروں کا یہیں ڈھیر ہو جاتا اور ہر ایک یکے بعد دیگرے موت کی گود میں سو جاتا۔ کیونکہ میرے لیئے اس پاپ کا پرائشچت یقیناً موت تھا۔ اور میرے ساتھ ہی ساتھ لکشمن بھی فوت تھا۔ جب ہم دونوں کا یہاں کال ہو جاتا۔ تو سیتا بچاری کو ایک دم زندہ رہنا بھی محال ہو جاتا۔ اور ایک آن کی آن میں سب کا کچھ سے کچھ حال ہو جاتا۔ پرماتما کا شکر ہے۔ کہ سب کے سب سلامت رہے اور آپ کا سایہ تو ہمارے سروں پر تا قیامت رہے۔ کیونکہ پتاجی تو سورگ کے مہمان ہیں۔ اب تو ہمارے لئے آپ ہی پتا کے سمان ہیں۔

جٹایو۔ ہائے افسوس میرے مترکا کب سورگباش ہوا؟

رامچندر۔ جب سے ہمیں بن باس ہوا۔

جٹایو۔ بیشک اِس دشا میں تمہاری جدائی کا صدمہ اُنکے لیے سخت محال تھا۔

رامچندر۔ کلیش میں تو شک ہی کیا تھا۔ مگر اِس بات کا کس کو خیال تھا۔

جٹایو۔ خیر بیٹا ادھیرج کرو۔ میرے یوگیہ کوئی کام ہو تو بتا دیجیے۔

رامچندر۔ مہربانی کر کے ہم کو پنچ وٹی کا رستہ بتا دیجیے۔

جٹایو۔ پنچ وٹی یہاں سے بالکل نزدیک ہے۔ اور میری رائے میں بھی آپ کا وہیں رہنا ٹھیک ہے۔ کیونکہ یہاں میں بھی تمہارا پاسبان رہونگا اور تمہاری عدم موجودگی میں سیتا جی کا نگہبان رہوں گا۔

سولہواں نظارہ

پنج وٹی

رامچندر جی لکشمن جی اور سیتا جی اپنی کٹیا کے آگے بیٹھے ہوئے گوداوری کی لہروں کی سیر کر رہے ہیں

لچھمن۔ پنج وٹی پر تو قدرت نے بھی اپنی خوبیوں میں کمال کر دیا ہے۔

رامچندر۔ بے شک۔ مگر گوداوری کے نرمل اور سندر جل نے تو اسے بالکل ہی بے مثال کر دیا ہے۔

ایک اجنبی عورت۔ اجی آپ کون ہیں؟ اگر کچھ ہرج نہ ہو تو مجھ کو بھی اپنے حسب و نسب سے آگاہ کیجیے۔

رامچندر۔ دیوی! ہم مہاراجہ دسرتھ والئے ایودھیا کے جائے ہیں اور چودہ سال کے لئے پتا جی کے حکم سے بنوں میں بھرمن کرنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ لکشمن جی ہمارے چھوٹے بھائی ہیں۔ اور یہ سیتا جی ہماری دھرم پتنی بھی ہمارے ساتھ آئی ہیں۔ میرا نام رام ہے کہیے آپ کو ہمارے سے کچھ کام ہے۔ اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو آپ بھی اپنی بود و باش کا پتہ دیجیے۔ اور اپنا شبھ نام بھی بتا دیجیے۔

وہی عورت۔ (ذرا سنک کر) میں مہاراجہ راون والئے لنکا کی ہمشیرہ ہوں۔ خوبصورتی اور خوب سیرتی میں اپنی آپ ہی نظیر ہوں۔ میرے بھائی کھر اور دوکھن بھی اسی جگہ رہتے ہیں۔ او سنام کے لحاظ سے مجھ کو سروپ نکھا کہتے ہیں۔ اگرچہ بہت سے شاہزادوں کی مجھ پر طبیعت آئی ہے۔ اور انہوں نے بارہا اپنی قسمت بھی آزمائی مگر بندی کسی کو خاطر میں نہ لائی۔

رامچندر۔ پھر یہاں کس لئے تکلیف فرمائی؟

سروپ نکھا۔ اس لئے کہ تم نے سروپ نکھا کے دل میں جگہ پائی۔

رامچندر۔ تمہاری یہ پہیلی میری سمجھ میں نہیں آئی۔

سروپ نکھا۔ دیکھنے میں تو عقلمند معلوم ہوتے ہو۔ مگر ہو کورے سودائی۔ اجی تم میرے خاوند بنیں آپ کی لو گائی۔ اتو سمجھے میرے باپ کی جنوائی۔

رامچندر۔ جب اچھے اچھے شہزادوں کو تم خاطر میں نہیں لائی۔ تو ہم فقیروں سے شادی کرنے کی دُھن کیوں سمائی؟

سروپ نکھا۔ طبیعت ہی جہاں آئی آئی۔ پھر کون بادشاہ اور کیسی گدائی۔

رامچندر۔ افسوس کہ میں تمہاری اس آرزو کو پورا نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میری اردھنگی میرے ساتھ ہی۔ ہاں اگر لچھمن اس بات کو منظور کرے تو بڑی خوشی کی بات ہے اس لئے آپ ان کے پاس[1] جائیے۔ اور ان پر اپنا دلی مدعا ظاہر فرمائیے۔ وہ اس وقت اکیلا ہے۔ اور ویسے بھی بڑا جوان البیلا ہے۔

سروپ نکھا۔ (لچھمن کے پاس جاکر) اجی ان سے تو میں دل لگی کرتی تھی۔ ورنہ دراصل تو آپ کی ہی محبت کا دم بھرتی تھی۔ وہ کالا کلوٹا آبنوس کا سوٹا آدمی نہ آدمیوں کی صورت۔ بھلا مجھے ان سے شادی کرنے کی کیا ضرورت۔ جب تک جیوں گی آپ کے چرن دھو دھو کر پیوں گی۔

لچھمن۔ (طنزاً) میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے جبکہ تم جیسی نازنین ماہ جبین کی طبیعت مجھ پر مائل ہو گئی۔ اور میری ایک ہی خدنگِ نگاہ سے گھایل ہو گئی۔ رنگ ہے کہ کندن کی طرح دمک رہا ہے۔ اور چہرہ پالش کیئے ہوئے بوٹ کی مانند چمک رہا ہے حسن و جمال بھی واقعی لاجواب ہے۔ تمام زمانہ کیا بلکہ ساری خدائی کا انتخاب ہی۔

سروپ نکھا۔ (ذرا لچک کر) تو پھر کس بات کا حجاب ہی۔

لچھمن۔ چونکہ میں رامچندر جی کا سیوک ہوں۔ اسلیئے میرے ساتھ شادی کرنے

[1] لچھمن جی سروپ نکھا کی آمد تمہاری گفتگو دیکھ کر مصلحتاً ذرا فاصلے پر جا بیٹھے تھے ۱۲

میں تمہاری تمام عمر کے لئے مٹی خراب ہو۔

سروپ نکھا۔ تو بس آپ کی طرف سے مجھ کو صاف ہی جواب ہو۔

لچھمن۔ ہاں آپ کی اور اُن کی ہی جوڑی موزوں ہو۔ ایک ماہ ہو تو دوسرا مہتاب ہو۔

سروپ نکھا۔ مگر وہ تو کہتے تھے کہ دوسری شادی میرے لئے باعث عذاب ہو

لچھمن۔ مسخری کی تو اُن کی عادت ہی ہو۔ ورنہ دل تو اُن کا بھی سخت بیتاب ہو۔

سروپ نکھا۔ ذرا مچندر جی کے پاس جاکر) اجی آپ مجھے کیوں حیران کر رہے ہیں اور خواہ مخواہ پریشان کر رہے ہیں۔ وہ چھوکرا تو بالکل نادان ہے۔ بھلا ان باتوں کی اُسے کیا پہچان ہے۔ آپ تو کہتے تھے۔ کہ بڑا البیلا جولان ہے۔ مگر وہ تو اعلیٰ درجہ کا بدصورت انسان ہے۔ دُور سے کچھ بھلا معلوم ہوتا تھا۔ مگر شکل دیکھتے ہی دل کوسوں دُور ہٹ گیا۔ اور مارے بدبو کے میرا دماغ بھی پھٹ گیا (ناک چڑھاکر) ایسی صورت پر تو میں تھوکتی بھی نہیں۔

رامچندر۔ مجھ پر تو مہربانی کرو۔ اور ذرا اپنے فیصلے پر دوبارہ نظر ثانی کرو۔ ممکن ہے کہ تم نے ان کی نسبت اندازہ لگانے میں غلطی کھائی ہو۔ یا انہوں نے ہی تمہیں آزمانے کے لئے کوئی رمز چلائی ہو۔ اگر تو سچ ہو۔ تو وہ بلا جبر شادی کرنے کے بھی جتی ہے۔

سروپ نکھا۔ اجی کاہے کا جتی ہے۔ وہ تو جتنا بدشکل ہے۔ اس سے بڑھکر موڑھ متی ہے۔ آپ تو مجھے یونہی فریب دیتے ہیں (رامچندر کی گردن کی طرف ہاتھ بڑھاکر) سروپ نکھا کے دست حنائی تو اسی گردن پر زیب دیتے ہیں۔

رامچندر۔ (ذرا پیچھے ہٹ کر) یہ ہاتھا پائی کسی اور کے ساتھ کرو۔ ذرا منہ سے بات کرو۔

سروپ نکھا۔ میرے ہاتھوں میں کانٹے تو نہیں۔ جو آپ کی گردن میں چبھ جائیں گے۔ یا تیر ہیں۔ جو آپ کے سینہ میں کھُبھ جائیں گے (بدن پھلاکر) کہیئے پھر صلاح ہے؟

رامچندر۔ میں ایک بار کہہ چکا ہوں۔ کہ میری نہ صرف شادی ہی ہو چکی ہے بلکہ میری دھرم پتنی بھی میرے ہمراہ ہے۔

سروپ نکھا۔ شادی ہو چکی تو کیا ہوا۔ راجے مہاراجے باوجود شادی ہو چکے بھی بہت سی نازنینوں کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔

رامچندر۔ یہ دھرم کے ورُدھ ہے۔ وہ مہاپاپ کرتے ہیں۔ تمہاری یہاں ہرگز دال نہ گلے گی اور آخر مایوس ہو کر ٹلیگی۔ تمہاری جوڑی تو لچھمن سے ہی ملے گی

سروپ نکھا۔ (لچھمن کے قریب جاکر) اجی آپ نے مجھے کس وحشی کے پاس بھیجا جس کو نہ بولنے کا طریقہ۔ نہ بات کرنے کا سلیقہ۔ اعلیٰ درجہ کا بے تمیز شکل دیکھو تو کوئی برسوں کا دائم المریض۔ اور ویسے بھی مہاں غلیظ۔ تین میل سے ایسی بدبو آئی۔ کہ میں تو ناک دبا کر الٹے پاؤں ہی بھاگ آئی (لچھمن کی طرف انگڑائی لیکر) بھلا میں آپ کو چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔ اور اس کلوے کو کیسے خاطر میں لا سکتی ہوں۔ وہ تو جیسی لائق تھا۔ ویسی ہی کالی کلوٹی اس پر پھسل گئی۔ اور دونوں کی اچھی جوڑی مل گئی۔ اب ہم اور تم دفتر گم۔

لچھمن۔ جو شخص دوسرے کا غلام ہو۔ وہ تم جیسی ماہ لقا کے ساتھ کس طرح ہمکلام ہو۔ اگر تم کو نہیں تو مجھ کو تو اپنے رتبہ کا خیال ہے۔ اس لیے آپ کے حکم کی تعمیل کرنا میرے لئے سخت محال ہے۔

سروپ نکھا اور لچھمن کا مشترکہ گانا

ٹھیٹر (بطرز) یہ مان بات داسی

سروپ نکھا

بس مان میرا کہنا پورے کر وارمان سدا نہ جوبن نے رہنا

بس مان ....

(سروپ نکھا) ایسی قسمت سے جوڑی ملائی (لچھمن) پیچھا چھوڑو بھی کیوں جان کھائی
(") ہمیں سر سے پہلو میں آ (") پیچھے ہٹ بے حیا
ہو رہی پل پل قربان دیکھو تو ادن کی بہنا
یہ مان میرا ....

لچھمن

چل پرے ہٹ اری بیحیا۔ کیوں ہوئی گلے کا ہار مجھے یہ نخرے مت دکھلا
چل پرے ہٹ ....
(لچھمن) ہوئی ایسی لٹنے میں دیوانی (سروپ نکھا) ایسی جوڑی ملی ہے لاثانی
(") کیوں ہوئی بے شرم (") یہ تو جھوٹا بھرم
(") چل بھاگ اری بدکار یہاں یہ پھندے مت پھیلا
چل پرے ہٹ ....

سروپ نکھا

بس مان میرا کہنا۔ پورے کر لو ارمان۔ سدا نہ جوبن نے رہنا
بس مان میرا ....
(سروپ نکھا) ساتھ پھرتے ہو جسکو لگائے (لچھمن) گلے پڑتی ہو کیوں بن بلائے
(") میرے پیروں کی میل (") اری واہ ری چڑیل
(") مت کر میرا اپمان اگر تم نے زندہ رہنا
بس مان میرا ....

لچھمن

چل پرے ہٹ اری بیحیا کیوں ہوئی گلے کا ہار مجھے یہ نخرے مت دکھلا

چل پرے ہٹ ....

(لچھمن) یہ ڈراوا دکھانا بے سود ہو — (سُروپ نکھا) میرا بھائی راون تو موجود ہو
(") جا بلا لا ابھی — (") تیجیے رو دو کبھی
(") ہم ہیں ہر دم تیار حمایتی اپنے کو بلوا
چل پرے ہٹ ....

ناٹک

سروپ نکھا۔ تمھیں میرا حسب نسب بھی معلوم ہو۔
لچھمن۔ ہاں جانتا ہوں۔ کہ تو راون کی ایک بیحیا آوارہ گرد بہن ہو۔ جس کی بدکاری کی تمام دنیا میں دھوم ہو۔
سروپ نکھا (طیش میں آکر) بس جی بس۔ بھونکنے سکھائی تو کاٹنے کو آئی۔ ذرا زبان کو لگام دو۔
لچھمن (ذرا ٹھنک کر) جاتی ہے یا بتاؤں۔ ابھی موت کا رُخ۔
سروپ نکھا۔ (دل ہی دل میں) یہ چھوکرا بڑا نٹ کھٹ ہے۔ اس پر تیرا کسی طرح سے جادو نہیں چل سکتا۔ رامچندر کے پاس ہی چل۔ شاید وہیں کامیابی نصیب ہو وہ اس کی نسبت ویسے بھی نرم اور سنجیدہ ہو (رامچندر کے پاس جاکر) اجی بس معاف کیجیے۔ اب بہت دل لگی ہو چکی۔
رامچندر۔ تم تو اپنی شرم و حیا کو بالکل ہی کھو چکی۔
سروپ نکھا۔ طالب اور مطلوب میں شرم کیسی؟
رامچندر۔ تیری ایسی کی تیسی۔
سروپ نکھا۔ تم تو بڑے بے وفا ہو۔
رامچندر۔ وہ کام کرو۔ جس سے لوک اور پرلوک کا نفع ہو۔
سروپ نکھا۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ تم مجھ سے کیوں خفا ہو۔
رامچندر۔ مہربانی کرکے جلدی یہاں سے دفع ہو۔

سروپ نکھا۔ چونکہ یہ نگوڑی کالٹوری تمہارے ہمراہ ہے۔ اور یہی میرے ارادہ کی تکمیل میں سدراہ ہے۔ اسلئے جاتی ہوں۔ اور پہلے اسکی مٹی ٹھکانے لگاتی ہوں دسیتاکی طرف لپک کر) کیوں اری بیحیا۔ تجھ کو شرم نہیں آتی۔ جو وحشیوں کی طرح جنگل میں پھر رہی ہے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو بہت سر پر چڑھ رہی ہے۔

سیتا۔ (سہم کر) میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے جو خواہ مخواہ میرے گلے پڑتی ہے۔

رامچندر۔ (لچھمن سے مخاطب ہوکر) اس کی رگ رگ سے شرارت ٹپک رہی ہے۔ ہمارا پیچھا چھوڑا تو اب سیتا کی طرف لپک رہی ہے۔ جب تک یہ اپنی بدمعاشی کی سزا نہ پائیگی سیدھی طرح یہاں سے ہرگز نہ جائے گی۔

لچھمن

گانا

کیوں پھرے ہے بیحیا آنکھوں کو مٹکاتی ہوئی
اس طرف و اس طرف تانا سا تنواتی ہوئی

کوئی مانے یا نہ مانے تو ہر اک کے سر چڑھی ہے
جال عیاری و مکاری کے پھیلاتی ہوئی

فخر سے کہتی ہے میں لنکا پتی کی بہن ہوں
ڈوب مر نربج پتھر کی تیری چھاتی ہوئی

لعنت ہے وہ ہکار اس راون پہ کہ جسکی بہن
پھر رہی ہے جنگلوں میں ٹھوکریں کھاتی ہوئی

اسکو بھی غیرت نہ آئی۔ کردیا تجھ کو آزاد
اسلیئے ہی پھر رہی ہے پھول برساتی ہوئی

جب تیرا جادو نہ کوئی اور ہم پر چل سکا
آئی پھر راون کے بل کا خوف دکھلاتی ہوئی

پوچھا راون نے اگر تو تھی کہاں یہ تو بتا
یوں کہیگی پھر رہی تھی یوں ہی منڈلاتی ہوئی

تیری باتوں سے نہ شاید اس کو اطمینان ہو
دیتا ہوں تجکو نشانی ییتی جا جاتی ہوئی

ناٹک

او بیحیا! بدکار شریر! بیشرمی و بےغیرتی کی مجسم تصویر! اب تو ہمکو اپنی طاقت کا بھی دکھلانا چاہتی ہے اور اس طریقے سے ہم کو پھسلانا چاہتی ہے۔ او بے غیرت! ایسی نربج ہے تونے یہ بھی جبکہ

سلہ ایک ہرن کا نام ہے جس کا تمام جسم سیاہ ہوتا ہے اور برائے نام بھی سفید بال اسکے جسم پر نہیں ہوتا ۱۲

غیور دوا ہے کے ساتھ اس قسم کی سازباز کرتی ہے بڑے فخر سے راون کی بہن ہونے کا ناز کرتی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تو ضرور اسکے پاس جاکر اپنی مکاری کے جال پھیلائے گی۔ اور اسکو ہمارے برخلاف بھڑکانیکے لئے طرح طرح کے بہانے ملائیگی۔ مگر جب وہ پوچھیگا کہ تو وہاں کیوں گئی تھی۔ تو پھر کیا بتائے گی۔ شاید وہ تیری باتوں کو جھوٹ جانے اور تیرا کہنا مانے یا نہ مانے۔ اسلئے تجھ کو یہ خوشنودی مزاج کا سارٹیفکٹ دیتا ہوں تاکہ اس کا اچھی طرح اطمینان ہو جائے اور تیری کارکردگی کی سند کو دیکھکر حیران ہو جائے (تلوار نکال لی)

سروپ نکھا۔ (حیران ہوکر) یہ کیا کرنے لگے۔

لچھمن۔ کچھ نہیں۔ ذرا سارٹیفکٹ پر دستخط کرتا ہوں۔ (ناک کا صفایا کرکے چہرے کا میدان بالکل صاف کر دیا)

سروپ نکھا

گانا (بطرز: چھوڑ چھوڑ میری بتیاں پیا)

ہائے ہائے کیسا ظلم کیا

ارے ظالم اینائی + تیرے دل میں کیا آئی + میری ناک کیوں اُڑائی

ارے ہائے ہائے ہائے ہائے

ہائے ہائے ظلم کیا ......

مجھے یہاں سے جالینے دے ذرا | تجھے بدی کا چکھاؤں گی مزا

ارے دیکھ تو سودائی | کروں تینوں کی صفائی

ٹھہرو ٹھہرو ٹھہرو یہیں ٹھیرے رہنا شام تک

ہائے ہائے کیا کیا ظلم ......

لچھمن

گانا (بطرز ایضاً)

یہ تو تھوڑی سی ہی ملی سزا
زیادہ کری بکواس + لوں گا زبان بھی تراش + تیرا جائے ستیاناس
اری۔ جا...... جا...... جا...... جا......
یہ تو تھوڑی سی..........

جا کے راون کو سند دکھا اور مرچ مصالحہ بھی لگا
یہیں کریں گے نواس جاؤ جانا جس کے پاس
چل ہٹ پرے ہٹ شیخی نہ جتاوے
یہ تو تھوڑی سی..........

(سروپ نکھا کا بھاگ جانا)

(۲) بھنگڑ خانہ

دوکھن۔ ارے بھائی کھر۔
کھر۔ یس ڈیر سر۔
دوکھن۔ ارے میرے یار! آج تو جام اچھی طرح لبریز کر۔
ایک راکشش (پیالہ آگے کر کے) ارے بھتیا۔ پہلے میرا پیالہ لبریز کر۔
دوسرا (") ابے جورو کے...... ایک طرف ہو کر مر۔
دوکھن (نشے میں جھوم کر) ارے بھتیا بوتلوں میں تو خاک بھی نہیں۔ شراب اور منگائیے
ایک (") ارے جب تک شراب آئے۔ ایک دور نسوار کا ہی چلائیے۔
دوسرا (") واہ رے میرے لال بجھکڑ۔ بھلا شراب اور نسوار کا کیا میل
پہلا (") ابے تو ان باتوں کو کیا جانے دو چار چھینکیں آ کر نشہ ایسا کھل جائے گا جیسے افیم پر تیل۔
تیسرا (") بالکل درست ہے (چٹکی چڑھا کر) آچھیں۔ آچھیں۔ چھی چھی چھی چھی۔ آچھیں۔ آچھیں۔

چوتھا۔ آ۔۔۔۔۔۔ آ۔۔۔۔۔۔ آ۔۔۔۔۔۔ آ۔۔۔۔۔ آچھیں چھیں چھیں چھیں آ۔۔۔۔۔۔ آ
ایک راکشش (دوسرے کی طرف منہ کرکے) چھوچھوآ چھوآ چھوآ چھوآ چھوآ آ
پہلا (″) ارے نالائق (آچھیں) اندھا ہو رہا (چھیں چھیں) ہے۔ دیکھ
(چھوچھو) میرے منہ منہ (چھیں چھیں) پر تھوک کے چھینٹے پڑ (آچھیں۔ آچھیں
دوسرا۔ ہٹ بے اُلو کے (آچھیں۔ آچھیں۔ آچھیں) ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
(آچھیں۔ چھی۔ چھی)
تمام راکشش۔ (ایک دوسرے پر کود کر) آچھیں آچھیں۔ چھی چھی چھی۔
آچھو۔ آچھو۔ آچھو۔ چھا چھا چھا چھا۔ چھوں چھوں چھوں چھوں۔ آچھی چھو چھا۔
کھر۔ ارے نالائقو! یہ کیسا طوفان (آچھیں آچھیں) بے تمیزی (چھی۔ چھی
مر گیا رے میرے باپ
دوکھن۔ ارے میری میا۔ آج تو ناک بھی گلگلا بن گیا۔ (آچھیں۔ آچھیں
اوہو ہو ہو ہو ہو۔
ایک آواز۔ ہائے میرے بھائی۔ دوہائی۔ دوہائی۔ دوہائی
ایک راکشش۔ ارے یہ بے ڈھنگی سی آواز کہاں سے آئی۔
دوسرا (″) (باآواز بلند) کون ہے بھائی۔ یہ بیوقت کیسی آفت (آچھیں۔ آچھیں
ایک عورت (قریب جاکر) ارے بیشرمو! تم نے تو حیا اور شرم سب بیچ
ایک راکشش۔ ارے یہ تو سروپ نکھا ہے۔ کہو موسی! آج تو تو خون میں تر
ہو کر آئی۔ یہ نیا شکار کہاں سے مار لائی۔
سروپ نکھا۔ ہائے ہائے نگوڑو! تمہیں مخول سوجھتا ہے۔ میری ناک کٹ
راکشش۔ کون بیوقوف کہتا ہے۔ یہ تو نسوار کی وجہ سے چھینکیں آر
مگر اب تو وہ بھی ہٹ گئی (آچھیں۔ آچھیں)
سروپ نکھا (منہ پر سے کپڑا ہٹا کر) ارے بے غیرت! اے دیکھ آنکھیں کھول کر
راکشش۔ ارے رے رے رے۔ یہ تمغہ کہاں سے لے آئی میں

دوسرا۔ اری ایک تو فائدہ ہو گیا۔ کہ نزلہ زکام سے تو ملی خلاصی۔
تیسرا۔ اچھا ہوا۔ یہ مکھیوں کا اڈا اڑ گیا۔ اب نہ انہیں بیٹھنے کے لئے جگہ پائیگی اور نہ کوئی مکھی تمہیں ستائے گی۔
سروپ نکھا۔ ارے تمہارا منہ کالا۔ مخول کرنے کے لئے یہی ہی وقت نکالا۔
چوتھا۔ (ذرا نزدیک جاکر) اجی نہیں ہماری خالہ۔ تم سے مخول کرے کون سا
مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ یہ منہ ہے۔ یا خستی پرنالہ۔
سروپ نکھا۔ (تمام راکششوں کے پیچھے لپک کر) ارے تمہارا کھالوں کلیجہ۔ تم کو یہاں کس مونڈی کاٹے نے بھیجا۔
تمام راکشش۔ (کبھی سروپ نکھا کے آگے اور کبھی پیچھے دوڑ ہوئے) آچھیں آچھیں چھی چھی چھی۔ چھو چھو چھو چھا آ آ آچھیں آچھیں۔ کھوہ۔ کھوہ۔ کھوہ۔
کھر (سب کو ڈانٹ کر) خاموش خاموش۔ اگر زیادہ شور مچاؤ گے تو سخت سزا پاؤ گے
ایک راکشش۔ رے بھیا۔ اب تو بڑی سرکار بھی پوس پوس کرنے لگ پڑی ہے

کھر

گانا (دلاوَنی ضلع)

ناک کٹا نکٹی ہو آئی۔ چہرہ لہو لہان ہوا
بتا تو بہنا سروپ نکھا یہ کیا ایسا گھمسان ہوا
کس ظالم نے کی یہ حرکت کسکے سر پہ موت چڑھی
جینے سے بیزار کون ہے کسکی آگئی بُری گھڑی
سانپ کے منہ میں انگلی دیدی کسکی اتنی جرأت بڑھی
عدم کے رستے کون چلا اور موت سے کسکی آنکھ لڑی
کون ہے جس کو لینے با ہو بل کا یہ ابھیمان ہوا
بتا تو بہنا ---------

سروپ نکھا (دطرز مینا)

بیٹھے بیٹھے دل اکتایا یونہی سیر کو جاتی تھی
کرتی پھرتی سیر گشت میں اپنا دل بہلاتی تھی
چلتے پھرتے یونہی اچانک پنچ وٹی پر جا اٹکی — نظر پڑے دو بن باسی جھٹ دیکھ انہیں میں بھی ٹھٹکی
ہوئی میں جب دم انکے سامنے انکی آنکھو نہیں کھٹکی — بری نظر سے لگے دیکھنے آپسمیں کچھ گٹ پٹ کی
وہ چاہتے تھے پھسلانا میں خاطر میں نہیں لاتی تھی
کرتی پھرتی ---------------

کھر

وہ بن باسی ستیاناسی کون ہیں اور کسکے جائے — میرے علاقہ میں وہ احمق بلا اجازت کیوں آئے
میری علم بن پنچ وٹی میں کسنے ہیں وہ ٹھہرائے — کریں یہاں آ کر خونریزی خوف نہ کچھ دل پر لائے
نشچے ہی اب انکے واسطے موت کا سامان ہوا
بتا تو بہنا ---------------

سروپ نکھا

وہ بن باسی اودھ پوری کے راجکمار کہلاتے ہیں — نام ایک کا رام دوسرے کا لچھمن تبلاتے ہیں
انکی جو منظور نظر سیتا کہہ اسے بُلاتے ہیں — حسن جوانی دیکھ چاند سورج تک بھی شرماتے ہیں
ناک اڑا دیا میرا جب میں اپنا آپ بچاتی تھی
کرتی پھرتی ---------------

کھر

ابھی چکھائوں مزا انہیں میں راجکمار کہلانے کا — میرے علاقے میں آ کر مجھ پر ہی ہاتھ اٹھاتے ہیں
پتہ لگیگا ابھی انہیں اس تیرے خون بہانے کا — جبتک نہ لوں بدلہ انسے روٹی تک نہیں کھائیگا
دیکھ تیری یہ حالت میرے پار جگر کے بان ہوا
بتا تو بہنا ---------------

ناٹک

ہاں ہاں معلوم ہوگیا۔ کہ وہ بن باشی ستیاناشی موت کے متلاشی دہی کے دھوکے میں کپاس کھا گئے ہیں۔ اور خود بخود موت کے منہ میں آ گئے ہیں (اسیوقت اپنے شور بیروں کو حکم دیتا ہوں۔ اور تمھارے دیکھتے دیکھتے اُن کو پابہ زنجیر یا تینوں کا سر اسی جگہ منگوا لیتا ہوں۔

سروپ نکھا۔ نہیں نہیں میں خود ساتھ جاؤں گی۔ اور ان کا خون پیکر اپنے کلیجے کی تپش بجھاؤں گی۔

ایک راکشش۔ ایسی بہادر تھی جبھی تو ناک کٹوا کر آئی۔ اُس وقت یہ دلیری کیوں نہ دکھلائی۔ اب یہاں آکر بن گئی تیس مارخاں کی تائی۔

کھر (ڈانٹ کر) چپ رہ سودائی۔ اگر زیادہ بک بک لگائی۔ تو سمجھ لے کہ تیری قضا بھی اُنکے ساتھ ہی آئی۔

وہی راکشش۔ ہاں بھائی سچی سنائی۔ تو ہماری بھی قضا آئی۔ تمھاری اس حوصلہ افزائی نے تو یہ اسقدر آوارہ گرد بنائی۔

کھر (ایک سپہ سالار سے مخاطب ہوکر) اسی وقت اپنی فوج لیکر جاؤ۔ اور ان موذیوں کا سر یا تینوں کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ۔

سپاہ سالار۔ ہاں میرے بہادرو۔ فوراً تیار ہو جاؤ۔

(۳) رامچندر اور لچھمن کی باہمی گفتگو

رامچندر۔ یہ سامنے جو اتنی گرد و غبار چھا رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ بدکار اپنے حمایتیوں کو امداد کے لئے لا رہی ہے۔ تم سیتا کو یہاں سے لے جاؤ۔ اور کسی محفوظ جگہ پر جاکر چھپاؤ۔ کیونکہ یہ ان کو دیکھ کر ڈرے گی۔ اور خواہ مخواہ ہمارا حوصلہ بھی کم کرے گی۔

لچھمن۔ میں آپ کو اکیلے چھوڑ کر ہرگز نہ جاؤں گا۔ بلکہ آپ کے پہلو بہ پہلو لڑتا ہوا ایک

ایک راکشش کو جہنم میں پہنچاؤں گا۔
رامچندر۔ تم ہر ایک بات میں ضد نہ کیا کرو۔ کسی کا کہنا بھی مان لیا کرو۔ اب زیادہ دیر کرنے کا وقت نہیں۔ اور تمہارا یہاں ٹھہرنا مصلحت نہیں۔
لچھمن (مع سیتا کے روانہ ہوکر) دل تو نہیں چاہتا۔ مگر حکم عدولی کی جرأت نہیں۔
تمام راکشش۔ (آکے مچاکر) پکڑ لو پکڑ لو۔ دیکھتے کیا ہو۔ بس شکیں جکڑ لو۔
ایک (") رامچندر سے مخاطب ہوکر کیوں بے الو کے چرخے۔ یہاں کیوں آیا ہے۔ کیا تیرے باوا کا راج ہے۔
دوسرا۔ اجی کس سے بات کرتے ہو۔ اس کا تو آسمان پر مزاج ہے۔
رامچندر۔ چپکے چپکے چلے جاؤ۔ ورنہ میرے پاس تمہارا بھی علاج ہے۔
تیسرا۔ ہر ایک کو سروپ نکھا نہ سمجھنا۔
رامچندر۔ تم بھی ذرا آگا پیچھا دیکھ کر الجھنا۔
چوتھا۔ اگر جان عزیز ہے۔ تو سیتا کو سروپ نکھا کے قدموں پہ گرا دے۔ ہم سفارش کر کے تمہارا قصور معاف کرا دیں گے۔
رامچندر۔ جن ہاتھوں نے اس بدکار کو سزا دی ہے۔ وہ ہاتھ تم کو بھی جہنم میں پہنچا دیں گے
راکشش۔ لے سنبھل جا۔ اب میرا وار ہوتا ہے۔
رامچندر۔ (پینترا بدلکر) وہ دیکھ بالکل خالی جاتا ہے۔
راکشش۔ لے دوسرا سنبھال۔
رامچندر۔ (تیر سے کاٹ کر) خوب اچھی طرح دل کے ارمان نکال۔
راکشش۔ یہ تیسرا وار بالکل بے خطا ہے۔
رامچندر (جھٹ بچاکر) یہ دیکھ وہ بھی عدم پتہ ہے۔ ہوشیار رہو جا۔ اب میرا وار آتا ہے۔
راکشش۔ بڑی خوشی سے آنے دے مجھ کو کون ہٹاتا ہے۔
رامچندر۔ (تیر چھوڑکر) چل بزدل جہنم رسید۔

راکشش۔ (زمین پر گر کر) ہائے مرگیا ارے ظالم تیری مٹی پلید۔
رامچندر۔ (یکے بعد دیگرے تیروں کی بارش کرتے ہوئے) میرا ایک ایک تیر مجسم کال ہے اور تم میں سے ایک کا بھی زندہ بچکر جانا امر محال ہے۔ جاؤ جاؤ جہنم کی ہوا کھاؤ۔

تمام راکششوں کا ختم ہو جانا۔ سروپ نکھا کا بھاگ کر کھر اور دوکھن کے پاس جانا۔ اور کل ماجرا سنانا۔ کھر اور دوکھن کا بذات خود جنگ کے لئے آنا۔

سروپ نکھا۔ بھائی غضب ہوا۔ تمام راکشش وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اسی وجہ سے وہ موئے اور بھی دلیر ہو گئے۔
کھر۔ کیا ہوا۔ میں اپنی خاص سینا کو لیکر جاتا ہوں۔ اور ان کو بھی عدم آباد پہنچاتا ہوں۔

(۴) کھر۔ دوکھن کی چڑھائی اور دونو نکی صفائی

کھر۔ (للکار کر) خبردار ہو۔ تیری موت کا پیغام آیا۔
رامچندر۔ اب تیری کسر رہی ہے۔ لشکر تو سب کام آیا۔
کھر۔ شاید اسی حوصلہ پر پھول رہا ہے۔
رامچندر۔ ذرا آگے ہو۔ دور کھڑا کیوں جھول رہا ہے۔
کھر۔ ارے بے غیرت تونے میری بہن کی عصمت پر ہاتھ ڈالا ہے۔
رامچندر۔ یہ تو خود ہی جلی بھنی پھرتی تھی۔ بڑی مشکل سے یہاں سے ٹالا ایسی بہن کا کر منہ کالا۔ اب اصل ماجرہ کیوں نہیں بتلاتی۔ بے غیرت دلالہ شیطان کی خالہ۔
سروپ نکھا۔ میرے بھائی میری پاک دامنی کو اچھی طرح جانتے ہیں وہ تیری ان بیہودہ باتوں کو کب مانتے ہیں۔ اب موت دکھائی دینے لگی۔ تو باتیں بناتا ہے

اور اپنے آپ کو بے قصور بناتا ہے (انگوٹھا دکھا کر) جلی بھُنی پھرتی ہوں گی تیری اگلی پچھلی۔

رامچندر۔ اچھا یہ تو بتا۔ کہ تیرا ہمارے پاس آنے کا کیا کام تھا۔

سروپ نکھا۔ (کھسیانی ہو کر) بھائی کھر! ذرا دینا اس کا جواب۔ موا بہت سر چڑھ رہا ہے۔

کھر۔ خاموش۔ خاموش۔ ارے شرارت کے پتلے خاموش۔ کیوں اپنی قضا کو پکارتا ہے۔

رامچندر۔ او بدلگام! تو کیوں اپنی سرکوبی کے لئے مجھ کو ابھارتا ہے۔

کھر

گانا (بطرز۔ جاؤجی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے)

لڑکے نادان اس میدان میں تو ناحق آیا

کرلی ہے موج بہتیری + آگئی اب شامت تیری
مرنے میں کچھ نہیں دیری + کرلے کچھ ہیرا پھیری

ظالم بدکار تو کس بستے پر اتنا اترایا

لڑکے نادان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پنجے میں موت کے آکر تو گرفتار ہوا
زندگی بوجھ ہوئی جینے سے بیزار ہوا

میرے ہاتھوں نے تیرا مُردہ یہاں خوار ہوا
کیوں قضا کا تو اے نادان طلبگار ہوا

دیکھے کیا چھاتی تانے + کردوں گا عقل ٹھکانے + زندہ نہ دوں گا جانے

کیوں بے بدمعاش تو نے کیسے اسکا ناک اُڑایا

لڑکے نادان ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رامچندر

گانا (بطرز ایضاً)

چل بے حیوان بے ایمان تیرا سر کھجلایا
آئی کیوں تیری شامت + کر دونگا ابھی حجامت + آتی نہیں تجھے ندامت + آنکھوں آگے آمت
حامی نرتج تو کس بے غیرت کا بن کر آیا
کیوں بے حیوان ---------

تجھ سا بے شرم ہی دنیا میں نہ زنہار کوئی — بیحیا پاجی و بے غیرت و بد کار کوئی!
باقی اب زندہ نہیں تیرا مددگار کوئی — بھیجا تھا جن کو نہ باقی رہا سردار کوئی

نکٹی نے کری شکایت + اس کو نہ کری ہدایت + اُلٹا تو کرے حمایت
مر جا تو ناک ڈبو کر سنمکھ ہو کر منہ دکھلایا
چل بے حیوان ---------

ناٹک

کھر۔ او مغرور! مرنے کے لئے تیار ہو جا۔

رامچندر۔ (تیر چھوڑ کر) او ناپاک روح! اس جسم سے فرار ہو جا۔

کھر۔ (چلا کر) ہائے مر گیا میری میا۔

دوکھن۔ گھبراؤ مت میرے بھیا۔

رامچندر۔ اس کو تسلی پیچھے دینا۔ پہلے اپنی جان بچا۔

دوکھن۔ کیا ڈر ہے۔ ذرا مقابلے پر آ۔

رامچندر۔ (تیر چھوڑ کر) ایک دو تین چار۔ چل دفع ہو بدکار۔

دوکھن۔ (چیخ کر) ارے ظالم! یہ کیا آگ لگا دی؟

کھر۔ ہائے میرے جسم میں تو ایک ہی تیر نے چنگاری سی سلگا دی۔

تمام راکشش۔ (کراہتی ہوئی آواز سے) ارے یہ لڑائی ہے یا ٹھٹھا ظالم رگ رگ دیکھے نہ پٹھا۔

(کھر اور دوکھن کا مع اپنے ہمراہیوں کے خاتمہ بالخیر)

لچھمن۔ (ہاتھ جوڑ کر) دھنیہ ہو دھنیہ۔ تیر اندازی میں واقعی کمال کیا۔ اور ایک

ایک راکشش کو بُری طرح حلال کیا۔

سیتا۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) میرے سرتاج! میری لوک اور پرلوک کی لاج! اکشاتر دھرم کی زندہ تصویر! پیارے لکشمن کے بہادر ویر۔ آپ تھک گئے ہونگے ذرا آرام کیجئے۔ اور اس داسی کو چرن سیوا کا سوبھاگیہ دیجئے۔

رامچندر۔ (جلدی سے سیتا جی کو اُٹھا کر ہنستے ہوئے) نہیں پریہ جی! مجھے تو لیش ماتر بھی تکان نہیں۔

تمام رشی۔ (پھول برسا کر) جے ہو جے ہو۔ رگھوکل بھوشن! اس سندیہ تمہارے سے مقابلہ کرنا آسان نہیں۔

سروپ نکھا

گانا (طرز۔ تیری چھل بل ہو پیاری)

مرے یودھا تمام + آئے بھائی بھی کام + بڑی مشکل میں آئی ہماری جان
ہوئی ناحق ذلیل + میں کہلائی رذیل + میرے بالکل ہی مارے گئے ہیں اوسان
ہائے ہائے بھائی جان + سوئے کیا لمبی تان + چھوڑونگی ان کا مٹا کر نشان
جاؤں راون کے پاس + کروں انکا وناش۔ تو بجھے گی پیاس
ارے ہا ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا ہا۔ ہا۔ ہا ہا۔
مرے یودھا تمام
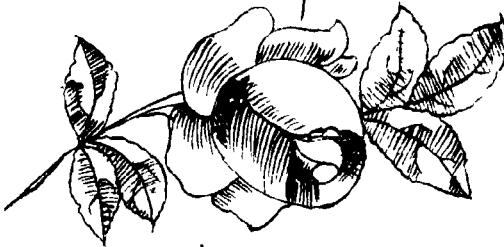
ستر ھواں نظارہ

راون کا دربار

راون۔ (آپ ہی آپ) مجھ سا تیجسوی۔ پرتاپی۔ بلوان۔ ویر۔ بہادر اور شیر جس کی بھجا بل کا تمام عالم سکہ مانتا ہے۔ اور جس کے نام کو ہر ایک چھوٹا بڑا جانتا ہے۔ جس سلطنت کا حکمران ہو۔ اس کو ممکن ہے۔ کہ کبھی خواب میں بھی خزاں ہو۔ ہاں میں وہ راون ہوں۔ کہ جس نے اچھے اچھے مغرور سروں کو آن واحد میں کچل ڈالا اور میرے گرز گرانبار نے بہت سے سرکشوں کا کچومر نکالا جس کی طرف میری ذرا نظر عنایت ہوئی فتح و نصرت قدم چومتی ہوئی میرے ہمرکاب ہوئی۔ میں وہ راون ہوں کہ جس کی دھاک نے زمین و آسمان کو ہلا دیا۔ اور جس نے بڑے بڑے تاجداروں کو ایک دم بھر میں خاک میں ملا دیا۔

بیشماروں کو تہِ خاک ملایا میں نے ‏ موت کی گود میں لاکھوں کو سلایا میں نے
شربتِ مرگ کروڑوں کو پلایا میں نے ‏ بلکہ کیا چیز خدائی کو ہلایا میں نے
جس طرف پڑ گیا بس اس کو مٹا کے چھوڑا
جھلس دیا پھونک دیا خاک بنا کے چھوڑا

ایک تاجدار۔ مہاراج کا جاہ و جلال۔ بلندیٔ اقبال۔ واقعی بدرجہ کمال ہے۔ اور حضور کے آگے سر ہلانے یا آنکھ اٹھانے کی کس کی مجال ہے۔ مہاراج کے قدم مبارک کی بدولت جو عروج تخت لنکا نے پایا۔ وہ کسی سلطنت کو خواب میں بھی نظر نہ آیا۔ جس کو دیکھ کر دوسرے ہمعصروں کو آتشِ حسد نے جلا کر خاک بنایا۔

کوئی دشمن نہ کبھی سامنے آیا پایا ‏ آ گیا بھول کے تو زندہ نہ جانے پایا

کوئی سرکش نہ کبھی سر کو ہلانے پایا سامنے آپ کے نہ آنکھہ اٹھانے پایا

کوئی باؤان ہوا بل سے دبایا اس کو

جو کہ بل سے نہ دبا چھل سے دبایا اسکو

راون۔ (ہنس کر) ہا ہا ہا ہا! کجا تخت لنکا کی شہنشاہی اور کجا ان معمولی ریاستوں کی بادشاہی ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بیشک! ہمارے اس عروج کو دیکھکر بہت سے حاسدوں کے سینے پر سانپ لوٹتا ہوگا۔ مگر جب ہمارے اقبال کا ستارہ

انکپن۔ (قطع کلام ہوکر) مہاراج غضب ہوا۔ کھر اور دوکھن مع اپنی فوج کے رامچندر کے ہاتھ سے مارے گئے۔

راون۔ (چونک کر) ہیں۔ ہیں! کیا کہا؟ کھر اور دوکھن سے بہادر مع سینا کے ایک طرف اور رامچندر تن تنہا ایک طرف عقل سے بات کر۔ کم ظرف۔ غلط بالکل غلط۔ بکواس۔ محض بکواس۔ ارے تیرا ستیاناس۔ بھلا کبھی ایسا ہو سکتا ہی تو بالکل جھوٹ بکتا ہی۔

سروپ نکھا۔ (چیختی ہوئی) ہائے میں لٹ گئی۔ ہائے میں مر گئی۔

راون۔ (حیران ہوکر) ہیں۔ ہیں!! تجھے کیا ہوگیا؟ جو اسقدر خون سے بھر گئی۔

سروپ نکھا۔ (زور سے چلاکر) ہائے ری میری میا میں مر گئی میرے بھیا۔

اوئی اوئی اوئی

راون۔ اری بات کیا ہی۔ کچھ منہ سے تو بول۔

سروپ نکھا۔ (سر پیٹ کر) بولوں کیا خاک۔ نہ سر پر بال رہی۔ نہ منہ پر ناک۔

راون۔ اری تیری یہ درگت کس نے بنائی۔ وہ تھا کون موت کا خریدار؟

سروپ نکھا۔ وہی مونڈی کاٹے بدکار۔ ایودھیا کے راجکمار۔ جن کو باپ نے بھی بدچلن سمجھ کر گھر سے نکال دیا۔ دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ اور لوگوں کی بہو بیٹیوں کو

تکتے پھرتے ہیں۔

راون۔ مگر انھوں نے تیری ناک کیوں اڑائی؟

سروپ نکھا۔ بھائی! میں تو یونہی گھومتی گھامتی پنچ وٹی کی طرف جا نکلی تو میرے حسن و جمال کو دیکھکر ان کے دل میں بے ایمانی آئی۔ مگر بہ مشکل میں نے ان سے اپنی آبرو بچائی۔ رامچندر کی استری سیتا جس کی خوبصورتی کے آگے سورج کی روشنی بھی مات ہے۔ وہ آفت کی پرکالہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ میں نے سوچا۔ کہ ان کو تو نظر بد اُٹھانے کا مزا چکھاؤں۔ اور کسی طرح اس کو ان کے پاس سے اُڑا کر بھائی راون کی پٹ رانی بناؤں۔ جونہی میں نے اس کی طرف قدم بڑھایا موئے لچھمن نے رامچندر کے اشارے سے میرا ناک اُڑا دیا۔ میری حمایت میں کھر۔ ودوکھن بھی مارے گئے اور مع لشکر کے موت کے گھاٹ اتارے گئے۔

راون۔ (پھڑک کر) آہ! آہ!! سیتا! سیتا!! میری جان و ایمان کی مالک سیتا۔ سیتا! تو واقعی سیتا ہے۔ مگر میری جان تو ضیعتا ہے (کلیجے پر ہاتھ رکھ کر) ؎

دل میں اک درد اُٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے
بیٹھے بٹھلائے نہ جانے ہمیں کیا یاد آیا

(دیوانہ وار) آہ سیتا! او سیتا!! آہ کیا پیارا نام ہے۔ سیتا او ظالم سیتا! اگرچہ میں نے تجھ کو سوئمبر میں نہیں جیتا۔ مگر اب ضرور جیتی جائے گی۔ اور اپنے شربت وصال کے جام اپنے نازک اور حنائی ہاتھوں سے راون کو پلائے گی۔ بلاشک اب تو راون کی پٹ رانی کہلائیگی۔ اور تیرے دلفریب حسن کی روشنی لنکا کے سنہری محلوں میں ہی جگمگائے گی (سینے پر ہاتھ رکھ کر) اے میرے مضطرب دل! صبر کر صبر کر۔ اتنا نہ اچھل اسقدر نہ مچل مگر ہمیں تیرا بھی کیا قصور ہے۔ بلکہ اس پیارے نام ہی کچھ ایسا سرور ہے جسکو سُنکر آج تو بھی بے طرح دھڑک رہا ہے۔ گویا قبل از وقت ہی اسکے استقبال کے لئے پھڑک رہا ہے (ماتھے پر ہاتھ رکھ کر) اے میرے بخت خفتہ بیدار ہو۔ اے میری قسمت! میری یاوری کے لئے تیار ہو۔ اے تقدیر آج تیری آزمائش کی جائے گی اور

یقیناً تو بھی مجھے نا اُمیدی کا منہ نہ دکھلائے گی (کچھ سوچکر) سروپ نکھا۔ تم محلوں میں بشرام کرو میرے بہادر سردارو! تم بھی آرام کرو۔

سروپ نکھا۔ مجھے تو آرام تب ملیگا۔ جب اِن دونوں کا جنازہ میری آنکھوں کے سامنے نکلے گا۔

راون۔ (کڑک کر) جاؤ جاؤ۔ زیادہ شور نہ مچاؤ۔

(۲) دربار کا برخاست ہو جانا۔ اور راون کا ایک پلنگ پر لیٹے ہوئے نظر آنا

راون (خود بخود) او ظالم! تو نے یہاں بھی میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور بیٹھے بٹھائے دل کو بُری طرح مروڑا۔ تیرے حُسن کے شعلے مجھ کو یہاں آکر بھی جلاتے رہے۔ اور تیرے نام کے تذکرے مجھ کو ہمیشہ خاک میں ملاتے رہے۔ مگر یاد رکھ کہ اب تو ایودھیا کو لوٹ کر ہرگز نہ جائے گی۔ اور بلا شک راون کی پٹ رانی کہلائیگی طاقت سے بل سے کپٹ سے چھل سے۔ دھوکے سے۔ فریب سے۔ دغے سے چالاکی سے عیاری سے۔ مکاری سے ستمرانی سے۔ بے ایمانی سے۔ غرضیکہ جس طرح ہو سکیگا تجھے اڑا لونگا۔ اور تیرے بےنظیر حُسن کی روشنی سے اپنے محلوں کی رونق بڑھاؤنگا۔ مگر کوئی ایسی تدبیر عمل میں لاؤں۔ کہ جس سے بغیر لڑائی بھڑائی کے ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں (کچھ سوچکر) ٹھیک ٹھیک بالکل ٹھیک۔ ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ کیونکہ رامچند سے مقابلہ کرنا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ میں نے اپنی مطلب براری کرنی ہے۔ نہ کہ جھگڑا پھیلانا ہے مگر اکیلے سے یہ کام ذرا دشوار ہے۔ اگر ایک ساتھی اور مل جائے تو بیڑا پار ہے۔ ایک ایک دو گیارہ۔ بس پھر تیرے پو بارہ۔ آہا! خوب یاد آیا ماریچ ماریچ! واہ رے ماریچ!! وہ بڑا تجربہ کار ہے۔ اعلیٰ درجہ کا عیار ہے۔ اور ہر ایک فن میں

یگانۂ روزگار ہے دار چل کر ابھی جاتا ہوں۔ اور اس کو اپنا ہمراز بناتا ہوں سے
ابھی جاکر اُسے اپنے دلی مدعا بتاتا ہوں   کپٹ سے فریب چل سو اُس کل ترکواتا ہوں
اگرچہ میں سوئمبر میں پشیماں ہو کر آیا تھا   مگر اکبار پھر اپنا سعت درآزماتا ہوں

بہت سے خود سروں کی خاک میں عزت ملائی ہے
میں وہ راون ہوں جس سے کانپتی ساری خدائی ہے

(۳) ماریچ کی جھونپڑی

راون۔ ماریچ! ماریچ!! میرے بہادر ماریچ!

ماریچ۔ (چونک کر) آئیے مہاراج! میرے سر کے تاج!

راون۔ اگرچہ میں مہاراج ہوں۔ ادھیراج ہوں۔ مگر اس وقت تیری مدد کا سخت محتاج ہوں۔

ماریچ۔ میرا جان اور جسم آپ کے چرنوں پر قربان ہے۔ کہیئے کیا فرمان ہے؟

راون۔ شاباش شاباش! میرے بہادر! تو بڑا دلیر ہے۔ آخر تو شیر ونکا شیر ہے اُٹھ میرے ساتھ چل۔ تجھے ایک کام بتاؤں۔ تیری ماتا اور تیرے بھائی کا انتقام دلاؤں۔

ماریچ (متعجب ہو کر) کیا کام۔ کیسا انتقام۔ آپ کی بات تو عجیب پہیلا ہے۔

راون۔ ارے تو تو بالکل ہی گنوار ہے۔ احمق! تیری ماتا اور تیرے بھراتا کے قاتل رامچندر اور لچھمن پنچ وٹی میں آئے ہیں۔ اور اُس حُسن کی دیوی سیتا کو بھی ساتھ لائے ہیں۔ اگر تو ذرا ہمت کرے۔ تو تجھ کو بدلہ ملتا ہے۔ اور میرا کام نکلتا ہے کسی نہ کسی طرح سیتا کو اٹھا لائیں گے۔ اور وہ دونوں بھوندو خود ہی جنگلوں میں بھٹک بھٹک کر مر جائیں گے۔

ماریچ (سہم کر) ہیں! ہیں!! رام اور لچھمن۔

راون۔ کیوں پیشاب کیوں نکل گیا؟

ماریچ

گانا

(بحر قوالی)

قبر میں پاؤں مرنے کے لئے تیار بیٹھا ہوں
بڑھاپا آ گیا سرکار ہمت ہار بیٹھا ہوں

جوانی کی اُمنگیں تو جوانی میں ہی رہتی ہیں
گلا ہو میں جینے ہی سے خود بیزار بیٹھا ہوں

میں خود محتاج ہر اک بات میں اور بیکار رہتا ہوں
سہارا کیا کسی کو دوں خود ہی لاچار بیٹھا ہوں

جوانی ہو گئی رخصت بڑھاپا آ گیا جب سے
کنارے پھینک کر سب تیر اور تلوار بیٹھا ہوں

نہ وہ طاقت نہ وہ جرأت نہ وہ پھرتی نہ چالاکی
اگرچہ جان ہے لیکن مثلِ دیوار بیٹھا ہوں

نہ خواہش ہے کہ لوں بدلہ نہ ہمت یدھ کرنے کی
لڑوں کیا خاک کیونکہ خود بحالت زار بیٹھا ہوں

نہ ہو گی کامیابی اس ارادے کو ترک کر دو
میں ان کے آزمائے ہاتھ اور ہتھیار بیٹھا ہوں

اگر مانو بہت بہتر نہ مانو آپ کی مرضی
مگر میں تو یہیں پر لے کے سر تیار بیٹھا ہوں

ناٹک

مہاراج! میں آپ کا تابعدار ہوں۔ اور ہر طرح سے آپ کی خدمت کرنے کو تیار ہوں مگر کیا کروں۔ اب تو قبر میں پاؤں لٹکائے مرنے کو تیار ہوں۔ گردشِ زمانہ سے ہر شخص مجبور ہے۔ اس میں نہ آپ کا زور چل سکتا ہے۔ نہ میرا قصور ہے۔ کیونکہ یہ مرض ہی لاعلاج ہے۔ پھر وہ شخص آپ کی کیا سہایتا کر سکتا ہے۔ جو خود دوسروں کی مدد کا محتاج ہے۔ وہ پھرتی وہ چالاکی۔ وہ ہمت اور وہ دلیری سب چوچلے جوانی اپنے ساتھ لے گئی۔ اور عنایت ہوئی یہ ساڑھے تین ہاتھ کی لکڑی ہاتھ میں دے گئی۔ نہ معلوم کیا کیا دکھ بھر رہا ہوں سچ پوچھو تو زندگی کے دن پورے کر رہا ہوں۔ مجبور ہوں۔ لاچار ہوں۔ اس لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ بلکہ بہتری اسی میں ہے۔ کہ آپ بھی اس ناپاک ارادے سے باز آ جائیں۔ اور خواہ مخواہ یہ سونی رار نہ جگائیں۔ میں تو ان کے ہاتھوں کو اچھی طرح آزما چکا ہوں۔ اور ان کے سامنے جانے کی قسم

لکھا چکا ہوں۔
راون (کڑک کر) اچھا دیکھ میں تیری قسم توڑتا ہوں۔
ماریچ۔ اپنی جان اور مال کے صدقے۔ مجھے معاف کردیں میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں
راون۔ ارے پاجی۔ صرف تو ہی انکار کرتا ہے۔ ورنہ ہر ایک سردار میرے اس فیصلے کے انکول ہے۔
ماریچ۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ اور جس نے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے وہ پرلے سرے کا نامعقول ہے۔
راون۔ تجھے معلوم ہے کہ میں کون ہوں۔ میں راون ہوں راون۔
ماریچ۔ مانا کہ آپ راون ہیں۔ مگر یہ یاد رکھئے۔ کہ اگر آپ ایک ہیں۔ تو وہ اکادون ہیں

راون

گانا

(بحر قوالی)

تعجب ہے تیری حالت ارے بدکار کیسی ہے
طریق گفتگو کیا ہے طرز گفتار کیسی ہے

نصیحت تو کرے مجھ کو ارے احمق گدھو جاہل
پٹا لسٹول لیت و لعل اے بدکار کیسی ہے

میری نرمی کا باعث ہی تجھے اتنی ہوئی جرأت
حکم جب دیدیا تجھ کو تو پھر انکار کیسی ہے

پڑا رہنے سے ناکارہ بدن میں آگئی سستی
بتاتا ہوں ابھی تجھ کو تیری رفتار کیسی ہے

رام کا نام سنتے ہی ہوائیاں لگ گئیں اڑنے
ہوئی تیری شکل صورت مثل مردار کیسی ہے

ڈبویا اکشغول کا بھی تو نے ارے بزدل
یہ چھائی مردنی منہ پہ ارے عیار کیسی ہے

کھڑا ہو ساتھ چل میری بہانے مت بنا کائر
پڑی تجھ پہ ارے پاجی خدا کی مار کیسی ہے

دوبارہ گر کیا انکار تو ٹکڑے بنادونگا
نظر آتی نہیں تجھ کو کہ یہ تلوار کیسی ہے

ناٹک

او بیہودہ مکار! پاجی ناہنجار! گردن زدنی زبان دراز! ہماری عزت کا پاس

و رتبہ کا لحاظ۔ بزعم خود ہر ایک بات بڑی پُر دلائل کر رہا ہی۔ مگر در صل زبان کو چھریاں باندھ کر مجھے گھایل کر رہا ہی (تلوار کھینچکر) ناصح کے بچے! ٹھہر میں تجھ کو نصیحت کرنا سکھلاتا ہوں اور تجھے اس انکار اور چرب زبانی کا مزا چکھاتا ہوں۔ ارے نا تحقیق! تو نے راکششوں کا نام بھی خاک میں ملا دیا۔ بیکاری اور حرام خوری نے تجھ کو بالکل سُست الوجود بنا دیا چند دنوں میں ہی تیرا سارا بل عدم پتہ ہو گیا۔ اور رام چندر کا نام سُنتے ہی پاخانہ بھی خطا ہو گیا لعنت لعنت۔ دھکار۔ دھکار۔ ناک ڈبو کرم جا بدکار۔ ارے بے غیرت اگر پیدا ہوتے ہی مر جاتا۔ تو سارے خاندان کے ماتھے پر تو کلنک کا ٹیکہ نہ آتا۔ خیر تجھے ایک موقعہ اور دیتا ہوں۔ اور اپنی تلوار میان کر لیتا ہوں سوچ لے۔ بچار لے اور اپنے نشیب و فراز پر اچھی طرح نظر مار لے۔ اگر اب بھی انکار ہے۔ تو تیرا سر ہے اور میری تلوار ہے۔

ماریچ۔ (دل ہی دل میں) افسوس! یہ بن بلائے کی آفت۔ اور تیری جان کی شامت نہ کسی سے جھگڑا نہ تکرار۔ آبیل بجھے مار۔ پھنسا اور بڑا بے ڈھب پھنسا۔ دونوں طرف موت کا شکار۔ اُدھر رامچندر کے تیر۔ اور اِدھر اس کمبخت کی تلوار۔ انکار کروں تو موت۔ اقبال کروں تو فوت۔ کوئی جیتے کوئی ہارے۔ مگر بچہ تم تو سورگ سدھارے کیسا جھگڑا کسی کی لڑائی۔ مگر گھر بیٹھے موت ہماری آئی۔ یار و یہ عجیب تماشہ ہے کہ عشق بازی تو سروپ نکھا کرے۔ اور بن آئی موت بیچارہ ماریچ مرے کھیر کھاوے باہمنی اور پھانسی چڑھے شیخ۔ نہیں دیکھا۔ تو یہاں آکر دیکھ بڑی مشکل ہوئی۔ یہ خبیث نہ خوشامد سے مانتا ہے۔ نہ کسی کی

راون۔ ارے کمبخت! جلدی جواب دے۔ کیا سوچتا ہی۔

ماریچ۔ ذرا تحمل کیجئے۔ سوچ سمجھکر جواب دیں گے۔ آخر مرنا ہے کچھ مخول تو نہیں ہے۔

رفتہ رفتہ جواب دینگے
مرنا ہے کچھ ہنسی نہیں ہے

راون۔ میں اس سے زیادہ انتظار نہیں کرسکتا جلدی بتا۔ جو کچھ تیری سمجھ میں آتی ہے۔
ماریچ۔ بھئی واہ! یہ عجیب زبردستی ہے۔ اجی جناب دس منٹ کی مہلت تو پھانسی کے مجرم کو بھی ملجاتی ہے۔
راون۔ یہ کیسی بیہودہ ہنسی ہے۔
ماریچ۔ آپکے نزدیک ہنسی ہوگی۔ مجھ سے پوچھو جس کی جان مصیبت میں پھنسی ہے۔
راون۔ ارے احمق! یہ وقت دل لگی کرنے کا ہے۔
ماریچ۔ نہیں جناب۔ یہ وقت تو ہمارے مرنے کا ہے۔
راون۔ مرنا ہے تو سیدھی طرح مر۔ یوں پاگل کیوں بنتا ہے۔
ماریچ۔ مرتی تو ساری دنیا ہے۔ مگر یہ اُلٹا سیدھا مرنا آپ سے ہی سُنا ہے۔
راون۔ (جھنجھلا کر) او بدزبان! تو میری نرمی کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہا ہے اور قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے۔ اب تیری باتوں کا جواب میری زبان نہیں بلکہ تلوار دے گی اور تیرا یہ نشہ ایک پل میں اتار دے گی۔
ماریچ (دل ہی دل میں) یہ سنگدل اپنی ہٹ کو نہ چھوڑے گا۔ اب زیادہ انکار کروں گا تو پہلے تیری ہی گردن توڑے گا۔ اچھا جو ہو سو ہو۔ حکم حاکم مرگ مفاجات مرنا تو آہی گیا۔ پھر بزدل بھی کیوں کہلاؤں۔ اور اس خبیث کے ہاتھ سے تو جان نہ گنواؤں اگرچہ رام چندر کا نشانہ تیر بہدف ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے ہاتھ سے بچ جاؤں لیکن یہ تو یہی وقت شمشیر بکف ہے۔
راون (ڈانٹ کر) ارے شیطان! تیرا کس طرف خیال ہے۔ تو نے میری بات کا ابھی تک کوئی جواب نہیں دیا۔
ماریچ۔ حکم عدولی کرنے کی میری کیا مجال ہے۔ مگر یہ تو بتائیے کہ آپ نے اپنی کامیابی کے لئے کیا اپائے کیا؟
راون۔ (پیٹھ ٹھونک کر) شاباش! شاباش!! میرے بہادر سپہ سالار شاباش!

اگر تو میرے ساتھ ہے تو اس کا اڑالانا تو بالکل معمولی بات ہے۔ کچھ عرصہ سے پنج وٹی کے پاس رہائش اختیار کریں گے۔ اور کسی موقعہ کا انتظار کریں گے۔ بس جس وقت سیتا کو اکیلی پائیں گے۔ اٹھا کر چپکے سے چل دیں گے۔

ماریچ۔ اتنا کام تو آپ اکیلے بھی کر سکتے ہیں۔ پھر میری کیا ضرورت ہے۔

راون۔ تو بھی بالکل بے وقوف ہے۔ ارے بھلے مانس! یہ تو قطعی ناممکن ہے۔ کہ وہ سیتا کو بالکل ہی اکیلی چھوڑ جائیں۔ اور ایک ہی وقت میں دونوں غیر حاضر پائیں اسلیئے ان میں سے کوئی بھی وہاں سے ذرا قدم اٹھائے۔ اور دوسرے کو تو کسی ترکیب سے وہاں سے ہٹالے۔ بس سیتا میرے حوالے۔ پھر دیکھوں مجھ سے کون چھڑائے۔

ماریچ۔ جب آپ خود جانتے ہیں۔ اور دونوں کی غیر حاضری وہاں سے ناممکن مانتے ہیں۔ پھر ہم ان کو وہاں سے کس طرح سے ہٹائیں گے۔ اور آپ کیسے میدان خالی پائیں گے۔

راون۔ اگر وہ وہاں سے کسی طرح بھی نہ ٹلے۔ تو پھر اور ترکیب بنائینگے میرے پاس ایک بڑا خوبصورت اور سندر ہرن[1] ہے۔ اس کو اچھی طرح سدھائیں گے اور سیتا کی پھلواری کے پاس چھوڑ کر دہیں چھپ جائینگے وہ مرگ ہی ایسا ہے۔ کہ سیتا اسے دیکھتے ہی موہت ہو جائیگی۔ جب وہ لسکے

نوٹ:- [1] اگرچہ جملہ مصنفان و مولفان رامائن اس بات پر متفق الرائے ہیں۔ بلکہ بالمیک رامائن بھی اسبات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ ماریچ ہرن کا روپ بنا کر سیتا جی کی پھلواری کے پاس آیا جس کو دیکھ کر سیتا جی کا دل للچایا۔ اور رامچندر جی سے اس کے پکڑنے کی سفارش کی وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس مضمون پر کچھ مزید روشنی ڈالی جائے۔ اور اس کو عرصۂ بحث میں لاکر بیان عقل و دلیل سے بالکل صاف کر دیا جائے چنانچہ اسکے متعلق مندرجہ ذیل امور

ہاتھ نہ آئے گا۔ تو مجبوراً رامچندر کو پیچھے دوڑائے گی۔ جب رامچندر کچھ دُور نکلجائے تو لچھمن کو تو دکان میں کچھ کہکر رامچندر کی آواز میں بُلائے۔ پس وہ وہاں سے دفع ہو۔ اور میدان ہمارے لئے صفا ہو۔

مارِیچ۔ (آہستہ سے آہ کر کے) یا بے ایمانی تیرا آشرا۔ چلئے مہاراج۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۶) تنقیح طلب ہیں۔

(۱) کوئی انسان اپنا حلیہ تبدیل کر کے کسی حیوانی قالب میں نہیں آسکتا۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی حیوان کی کھال پہنکر کسی حد تک سوانگ بنائے۔ مگر اس کی روش اور چال ڈھال سے فوراً پہنچانا جا سکتا ہے۔ پھر ہرن اور انسان کے اعضا میں کیا نسبت؟

(۲) بالفرض محال ان سب باتوں کو مان بھی لیا جاوے۔ لیکن کوئی عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتی۔ کہ انسان بھی چوپایہ بن کر اسی تیزی سے دوڑ سکتا ہے۔ جس طرح سے کہ حیوان اس حالت میں ایک اچھے سے اچھے تیز رو انسان کو ایک خوردسالہ بچہ یا ایک ضعیف العمر انسان بھی بڑی آسانی سے پکڑ سکتا ہے۔ کیونکہ قدرت نے ہر ایک ذی رُوح کے اندر تمام جوہر اس کی فطرت کے عین مطابق و موافق رکھے ہیں۔ نہ کوئی چوپایہ مثل انسان دو پاؤں کے چل سکتا ہے۔ اور نہ کوئی دوپایہ مانند حیوان چار پاؤں کے دوڑ سکتا ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو آزما کر دیکھ لیجئے۔ اس امتحان کے لئے کسی مزید سامان کی بھی چنداں ضرورت نہیں۔

(۳) اب سوال باقی رہ جاتا ہے۔ کہ بالمیک جی نے اس لایعنی بات کو جو عقل اور دلیل کے سراسر خلاف ہے۔ کس طرح تسلیم کر لیا۔ چنانچہ اس کی چھان بین کے لئے اگر آپ تھوڑی دیر کے لئے بالمیک رامائن کی ورق گردانی کی تکلیف گوارا کریں گے۔ تو یقیناً آپ کا یہ شک بھی آسانی سے رفع ہو سکتا ہے۔

سوال صرف یہ ہے۔ کہ موجودہ بالمیک رامائن بلا کم و کاست بالمیک جی کی تصنیف بھی ہے۔ یا نہیں۔ مگر اس کا جواب ہم کو بالمیک رامائن سے ہی نفی میں ملتا ہے۔ کیونکہ بالمیک جی اپنی مُصنّفہ رامائن میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اس رامائن کو چوبیس ہزار شلوک اور پانچسو سرگ میں لکھا

اٹھارھواں نظارہ

(۱) سیتاہرن

سیتاجی ۔ گانا ۔ (طرز: جام گدائی ہاتھ میں لیکر شام سویرے پھرتے ہیں)

ایک برس باقی ہے کیول لوٹ اجودھیا جانے میں
تیرہ سال ختم ہیں گویا ایک آنکھ جھپکانے میں
ہم جلد ایودھیا جائیں گے — اور خوشی کے منگل گائیں گے
پھر بھرت جی ملنے آئیں گے — خوب ہوگی دھوم زمانے میں
ایک برس ....

(بقیہ نوٹ صد ۲۹۷) (دیکھو بالمیک رامائن بال کانڈ) اب جس کے تیس ہزار شلوک اور چھ سو سینتالیس سرگ ہیں۔ اب نہ معلوم کہ چھ ہزار شلوک اور ایک سو سینتالیس سرگ کہاں سے آئے پس معلوم ہوا کہ اس قدر اضافہ بعد میں کیا گیا ہے اور یہ قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ جب ہم دیکھتے ہیں کہ معمولی سے معمولی اور گمنام سے گمنام کتاب بھی مخالفوں کی دست درازیوں سے محفوظ نہ رہ سکی۔ تو یہ کب ممکن تھا۔ کہ رامائن جیسی مشہور اور پرچلیت کتاب پر وہ اپنا ہاتھ صاف نہ کرتے۔ خیر یہ تو ایک معمولی سی بات ہے۔ بالمیک رامائن کے مطالعہ سے آپ کو اور بھی بہت سی ایسی باتیں ملیں گی۔ جن کو پڑھ کر آپ کو مجبوراً یہ ماننا پڑے گا۔ کہ یا تو یہ کتاب بالمیک جی کی تصنیف نہیں ہے اور اگر ہے تو بالمیک بھی کوئی قابل آدمی نہیں تھا۔ مگر نہیں اسی بالمیک رامائن سے آپ کو وہ انمول موتی اور نایاب ہیرے دستیاب ہونگے۔ جو دوسری تواریخوں میں آپ خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے اور نہ قیامت تک دیکھنے کی اُمید ہے۔ یہ سب دغاباز۔ زمانہ ساز اور خودغرض لوگوں کی کرتوت ہے۔ جنہوں نے اپنی خودغرضی کے لئے جہاں

ماتا کے درشن پاؤں گی　　چرنوں میں سیس جھکاؤنگی
سب باتیں انہیں سناؤں گی　　جو دیکھی یاں تک آنے میں
ایک برس باقی ....

نگری کے لوگ لوگائیوں کو　　لچھمن کے دونوں بھائیوں کو
سب اپنی اور پرائیوں کو　　دیکھینگے ٹھیک ٹھکانے میں
ایک برس باقی ....

جب نکٹ ایودھیا جائینگے　　لوگ ہم کو لینے آئیں گے
نگری کو خوب سجائیں گے　　خوب ہوگا جشن ٹوہانے میں
ایک برس باقی ....

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۸) آریہ ورت کی دیگر مقدس اور مہذب کتابوں پر کلہاڑا چلایا۔ وہاں رامائن کو بھی کلنک کئے بغیر نہ رہی۔ باوجود ایں ہمہ وہ سوال جوں کا توں بنا رہا۔ کہ دراصل یہ معاملہ کیا تھا اور اسکی اصلیت کیا تھی۔ چنانچہ عقل و قیاس اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔ کہ یا تو راون اور ماریچ ایک عرصے تک انکے تعاقب میں رہے اور جب رامچندر کو وہاں سے غیر حاضر پایا تو لچھمن کو ماریچ نے کسی چالاکی یا بہانے سے الگ کر دیا۔ اور راون سیتا کو لیکر رفوچکر ہو گیا۔ یا ایسا بھی ممکن ہے کہ انہوں نے کسی ہرن کو سدھایا ہو۔ جیسا کہ مداری لوگ ایک چوہیا کو سکھاتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ خاوند کیلئے پانی کا گھڑا بھر لا۔ وہ ننھی سی چوہیا اپنے گلے میں بندھی ہوئی رسی کو شپاشپ کھینچنے لگ جاتی ہے جب کہا کہ ایک ڈول ساس کے لئے بھی نکال دے۔ منہ دوسری طرف کیا اور جل بھنکر بیٹھ گئی۔ خاوند کی روٹیاں پکانیکو کہا تو بڑی پھرتی سے ہاتھ چلایا۔ جہاں ساس کے لئے ایک روٹی کی سفارش کی تو سانپ سونگھ گیا علی ہذا القیاس۔ قلندر بندروں کو سپیرے سانپ کو اور سرکس والے دیگر چوپائے یہاں تک کہ شیر جیسے خونخوار اور ہاتھی جیسے قوی ہیکل جانوروں سے وہ وہ کھیل کراتے ہیں اور ایسے ایسے ناچ نچاتے ہیں کہ بعض اوقات بیچاروں کی قابل رحم حالت دیکھ کر خواہ مخواہ ہمدردی کرنے کو دل چاہتا ہے۔
پس گمان غالب ہے کہ راون نے بھی کسی ایسے ہی سدھے ہوئے یا سدھائے ہوئے مرگ سے بنی

ناٹک

پران ناتھ! اب تو تیرہ سال ختم ہو گئے۔ گویا باتوں باتوں میں ہی کم ہو گئے۔ بس ایک سال اور یہاں گذاریں گے۔ اور اگلے سال ایودھیا کو پدھاریں گے۔

رامچندر۔ ہاں پریہ جی! ایشور کی کرپا سے یہ دن اچھی طرح کٹ گئے۔ اور ہنسی خوشی میں تیرہ سال گھٹ گئے۔

لچھمن۔ ایودھیا میں تو ہمارا ابھی سے انتظار ہو گا۔ اور بھائی بھرت تو.......

سیتا۔ (انگلی سے اشارہ کر کے) سوامی جی! دیکھنا کیسا سندر مرگ پھر رہا ہے۔

رامچندر۔ بیشک مرگ تو بڑا سندر ہے۔ اپنا آنند لیتا ہوا جنگل میں بچر رہا ہے۔

سیتا۔ یہ مرگ تو مجھے پکڑ دو۔ کیسا خوبصورت ہے۔ گویا سونے کی مورت ہے۔

رامچندر۔ ہمارے پاس ہی تو پھر رہا ہے۔ پھر پکڑنے کی کیا ضرورت ہے۔

سیتا۔ میں اسے پالوں گی۔ اور اچھے اچھے زیور اس کے گلے میں ڈالونگی۔ ہری ہری گھاس اسے کھلایا کروں گی۔ اور اس سے اپنا دل بہلایا کروں گی۔

رامچندر۔ ممکن ہے کہ یہ بھاگ جائے اور ہمارے ہاتھ نہ آئے۔

سیتا۔ ہاتھ نہ آئے گا۔ تو بھاگ کر کہاں جائے گا۔

رامچندر۔ (ہنسکر) واہ بھاگنے کی تم نے اچھی کہی۔

سیتا۔ آپ کوشش تو کرو۔ اگر زندہ ہاتھ نہ آئے۔ تو مرگ چھالا ہی سہی۔

رامچندر۔ بہت اچھا میں جاتا ہوں لچھمن جی! تم یہاں ہشیار رہنا۔ ذرا اچھی طرح خبردار رہنا۔

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۹۹) مطلب براری کی ہو۔ ورنہ ایک انسان کا یہ پاپڑ بیلنا عقل سے دلیل سے فطرت سے۔ قانون قدرت سے پرمان سے انومان سے قیاس سے قیافہ سے غرضیکہ کسی طرح بھی قابل تسلیم نہیں۔ جہاں تک ممکن تھا میں نے اس مختصر سی بحث سے اس معاملہ کو صاف کرنیکی کوشش کی۔ مگر میں اپنے اس فیصلہ کو بھی ناطق فیصلہ نہیں کہہ سکتا۔ اگر کوئی صاحب اسکے متعلق مزید واقفیت بہم پہنچا کر تسلی بخش جواب دینگے تو میں اپنی رائے بدلنے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ **مصنف**

(۲) شرارت کا آغاز

ایک دردناک آواز- بھائی لچھمن! جلد آؤ- میری جان بچاؤ-

سیتا- (سہم کر لچھمن!) سنتے ہو- یہ آواز کیسی آئی؟

لچھمن- ہاں سنتا ہوں کسی نے میرا نام لیکر آواز لگائی-

سیتا- کسی کی کس کی- تمھارے بھائی کی آواز ہے-

لچھمن- نہیں معلوم نہیں- کہ اس کے اندر کیا پوشیدہ راز ہے-

سیتا- تمھارے بھائی کو راکششوں نے اکیلا سمجھ کر آدبایا ہو اور انھوں نے تم کو امداد کے لئے بلایا ہو-

لچھمن- نہیں- نہیں- یہ تمھارا خیال ہے- راکششوں کی ان کے سامنے جانے کی کیا مجال ہو-

سیتا- لچھمن! تم مصیبت کے وقت بھائی کے کام نہ آوگے- تو پھر کیا پھوڑے پر لگائے جاؤگے- ہائے ہائے تو اتنا بے درد ہوگیا- اور تیرا خون اس قدر سرد ہوگیا- کہ بھائی امداد کے لئے پکارے اور تو یہاں بیٹھا باتیں بھنگارے-

لچھمن- بھائی کی طرف سے مجھے ہر طرح اطمینان ہو- مگر یہ تو بتاؤ- کہ اگر میں چلا گیا تو تمھارا یہاں کون نگہبان ہے-

سیتا- مجھے یہاں کیا موت پڑ رہی ہے-

لچھمن- آپ کو تو خواہ مخواہ ضد چڑھ رہی ہے-

سیتا

گانا

(بحر طویل)

تو ابھی جا کے بھائی کی امداد کر موت مجھ کو یہاں کوئی کھاتی نہیں
پاسبانی کی میری ضرورت نہیں میں یہاں سے کہیں بھاگی جاتی نہیں

تو ابھی جا کے ....

ہائے بھائی ہی بھائی کا دشمن ہوا۔ کیا کروں پار میری باقی نہیں
ہیں بنے کے مددگار تو سینکڑوں کوئی بگڑے کا دنیا میں ساتھی نہیں

تو ابھی جا کے ....

ساتھ آیا تھا شاید اسی واسطے کہ یہاں تو یہ منہ سے بلاتی نہیں
تیری پہلی سی آنکھیں نہیں اب رہی تیری نیت نظر صاف آتی نہیں

تو ابھی جا کے ....

تیرا ہو گا نہ پورا ارادہ کبھی گرد تک بھی تجھے میری پاتی نہیں
نہیں معلوم سمجھا ہے کیا تو مجھے بے حیا تیری آنکھیں لجاتی نہیں

تو ابھی جا کے ....

ابھی کر دوں گی اپنا یہیں خاتمہ زندگی بن شری رام بھاتی نہیں
تو یہاں سے چلا جا جہاں دل کرے تیری صورت مجھے سہاتی نہیں

میری ماتا ....

ناٹک

لچھمن! تم فضول بہانے بنا رہے ہو۔ اور بے فائدہ ادھر ادھر کی باتیں سنا رہے ہو۔ میں تمہارے مطلب کو خوب جان رہی ہوں۔ اور دیر سے تمہاری آنکھوں کو پہچان رہی ہوں۔ تم دھوکا دیکر بھائی کو مروانا چاہتے ہو۔ اور مجھے خود اڑانا چاہتے ہو۔ اب معلوم ہوا۔ کہ تمھارا ساتھ آنے کا کیا سبب تھا۔ اور اس سے تمہارا کیا مطلب تھا۔ مگر یاد رکھو۔ کہ تم میری طرف نظر تک نہ اٹھا سکو گے۔ اور میری گرد تک کو نہ پا سکو گے۔ زندگی ہے تو شری رام کے ساتھ ہے۔ ورنہ جان پر کھیل جانا میرے لئے معمولی بات ہے۔ جہاں تمہاری طبیعت چاہے چلے جاؤ اور مجھ کو منہ نہ دکھلاؤ۔ (آنکھوں میں آنسو بھر کر) افسوس دنیا اپنے مطلب کی یار ہو۔ مصیبت کے وقت کون کسی کا مددگار ہے۔

لچھمن

گانا

(بحرِ طویل)

میری ماتا تمھیں آج کیا ہوگیا کس قسم کی یہ باتیں سُناتی ہو مجھے
آج دل میں تمھارے یہ کیا آگیا بے گناہ ہائے تہمت لگاتی ہو مجھے
میری ماتا ....
سب کرا اور دھرا مل گیا خاک میں آپ بدمعاش کہہ کر بُلاتی ہو مجھے
آج اپنے ہی کانوں سے کیا سُن رہا موت بھی تو نہیں ہائے آتی مجھے
میری ماتا ....
ساتھ آیا تھا بے شک اسی واسطے ایسی باتیں سُنا کر رُلاتی ہو مجھے
ادب کی پرورش خوب بدلہ دیا خوب دیدے کے لوری سُلاتی ہو مجھے
میری ماتا ....
ہر طرح جان قربان کرتا رہا۔ تم دغا باز اُلٹا بتاتی ہو مجھے
اگر ایسا ہی تھا خوف مجھ سے تمھیں تو یہ بہتر تھا نہ ساتھ لاتی ہو مجھے
میری ماتا ....
اچھا ماتا تمھارا ہی کیا دوش ہے میری قسمت ہی دھکّے کھلاتی ہو مجھے
بے شرم بے دھرم بے رحم بے حیا سب بے فائدہ یہ تک کہلاتی ہو مجھے
میری ماتا ....

ناٹک

جی! آپ کس قسم کی باتیں سُنا رہی ہیں۔ اور کیسے بیہودہ الزام میرے منہ
ہیں۔ کیا میری وفاداری کا یہی صلہ ہے۔ جو مجھ کو آپ کی طرف سے
۔ ساتھ لاکر یہی گل کھلانے تھے۔ اور ایسے ہی واہیات الزام لگانے
گھر سے چلتے وقت ماتا جی نے مجھ کو پتروں کی طرح تمھیں سنبھالا تھا

نہ کہ یہ طعنے سننے کے لئے گھر سے نکالا تھا (آبدیدہ ہوکر) اچھا دیوی اکسی پر کیا افسوس ہے یہ اپنی پرار بدھ کا دوش ہے مصیبت کے دن آئے تو تم نے بھی یہ ڈنک چلائے۔

وہی آواز۔ بھائی لچھمن جلدی آؤ۔ اور میری جان بچاؤ۔

سیتا

گانا (بحر طویل یا راگنی کالنگڑا۔ تال جھپ)

پیش چلتی نہیں ناتھ مجبور ہوں کوئی اس دم تمھارا سہیا[1] نہیں
تم پکارو ہو کس کو مدد کے لئے رام کا کوئی دنیا میں بھیا نہیں

پیش چلتی نہیں ....

آپ قسمت سے اپنی جیو یا مرو — کون سے بھائی کے پیار کا دم بھرو
آپ امید جس سے مدد کی کرو — وہ تو مرتے کو پانی پلیا نہیں

پیش چلتی نہیں ....

آپ جن کو سمجھتے مددگار تھے — بے حیا بے شرم مطلبی یار تھے
سب دکھاوے چھلاوے کے غمخوار تھے — کوئی دکھ سکھ تمھارا سنیا نہیں

پیش چلتی نہیں ....

ہوئی لاچار کچھ پیش چلتی نہیں — جو کہ ہونی ہے ہرگز وہ ٹلتی نہیں
کیا کروں جان میری نکلتی نہیں — پاس کوئی دلاسہ دکیا نہیں

پیش چلتی نہیں ....

میری اپنی ہی گردش نے مارا مجھے — آپ کے بن نہ کوئی سہارا مجھے
اور سوجھے نہ کوئی کنارا مجھے — میری نیا کا کوئی کھویا نہیں

پیش چلتی نہیں ....

ناٹک

پران ناتھ! آپ کس کو بلا رہے ہیں۔ اور کیوں خواہ مخواہ اسقدر چلا رہے ہیں

[1] سہائی مددگار۔

یہاں آپ کا کون غمخوار ہے۔ جسے آپ بھائی سمجھ رہے ہیں۔ وہ پورا مطلبی یار ہے اپنی قسمت جیو یا مرو۔ مگر اس بھائی سے مدد کی کوئی اُمید نہ کرو۔ میں عورت ذات آپ کی کیا سہایتا کر سکتی ہوں۔ اور کس طرح تلوار پکڑ کر آپ کے دشمنوں سے لڑ سکتی ہوں یہ آپ کی داسی ہر طرح مجبور ہے۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اگر آپ جیت گئے تو میں بھی آپ کو جیتی پاؤں گی ورنہ یہیں سے اگنی بوان پر چڑھ کر سورگ میں آپ سے پہلے پاؤں گی اور وہاں بھی آپ کے چرن دباؤں گی۔

لچھمن - دیوی! یہ تمہارا قصور نہیں۔ آج سند نی ضرور کچھ نہ کچھ کھلائے گی اور بیشک ہم پر کوئی نہ کوئی مصیبت لائے گی۔ جب آپ کی زبان سے ایسے کمینے خیالات کا اظہار ہو رہا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ ہمارے لئے کوئی نیا بکھیڑا تیار ہو رہا ہے۔ جو پوتر آتما تیرہ سال تک لچھمن کی طرف سے بالکل پاک رہی۔ اُس نے ہرگز ایسی باتیں اپنی مرضی سے نہیں کہیں۔ یہ سب کچھ بھاوی کرا رہی ہے۔ اور آپ کے مُنہ چڑھ کر ایسی باتیں سُنا رہی ہے۔ بہت اچھا جاتا ہوں۔ اور اس سازش کا پتہ لاتا ہوں۔ مگر اتنی مہربانی کرنا۔ کہ میرے آنے تک کٹیا سے باہر قدم نہ دھرنا۔

(لچھمن کا چلا جانا)

(۳) انوکھا سادھو

گانا

(طرز: جیسی کرنی ویسی بھرنی)

الکھ جگانا ہر گن گانا سادھو سنت کہاتے ہیں
پرمارتھ پراپکاروں میں اپنی عمر لگاتے ہیں
بن باسی سنیاسی اس ناشی کے گن گاتے ہیں
دنیا کو تج بیٹھ بنوں میں اپنا یوگ کماتے ہیں

کرتے ہری بھجن + ہر دم ہی لگن + رہتے سدا مگن + پڑتا نہیں وگھن
رہتا ہی منن + پاپوں کا ہو ہنن + وشئوں کا ہو دلن + سب کا ہو شبھ چلن

الکھ ہو ....
الکھ .... الکھ .... الکھ

سیتا۔ یوگی راج! آپ کون۔ اور کہاں سے پدھارے ہیں؟
سادھو۔ سُندری! مَیں اس کا جواب کیا دوں۔ تمہارے سوال ہی دُنیا سے نیارے ہیں
سیتا۔ آخر آپ کا نام۔ کوئی رہنے کا مقام؟
سادھو۔ فقیروں کا کیا نام اور کہاں اُنکے مقام۔ جہاں رات پڑگئی۔ وہیں بشرام۔
سیتا۔ پھر یہاں کس طرح درشن دیئے؟
سادھو۔ بھکشا کے لئے۔
سیتا۔ اہو بھاگ۔ جو کچھ کند مول حاضر ہے۔ گرہن کیجئے۔
سادھو۔ بھکشا تو پیچھے لونگا۔ پہلے اپنا نام اور پتہ بتا دیجئے۔
سیتا۔ بھگون! سیتا میرا نام ہے۔ اور متھلا پوری پیدائشی مقام ہے شری رام چندر جی کی اردھنگی اور مہاراجہ جنک کی دُلاری ہوں۔ پتا کی آگیا سے میرے سوامی چودہ سال کے لئے بنوں میں آئے ہیں۔ ان کی سیوا کے لئے مَیں بھی ساتھ ہی پدھاری ہوں۔ میرے دیور لچھمن جی جو میری سوتیلی ساس کے جائے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں۔ تیرہ سال سے ان بنوں میں بھرمن کر رہے ہیں اور آپ جیسے مہاتماؤں کے اپدیش شرون کر رہے ہیں۔ اس بن کے تمام رشی منیوں کی ہم پر از حد مہربانی ہو اور یہ ہماری مختصر سی رام کہانی ہے۔
سادھو۔ سُندری تیری بارتا بے شک بڑی نرالی ہے۔ اور دل کو ہلا دینے والی ہے۔ یہ حُسن اور یہ جوانی۔ جس کے ہوتے ہوئے بھی تم نے جنگلوں کی خاک چھانی۔ تمہاری قابل رحم حالت دیکھ کر میرا دل اُچھل رہا ہے۔ اور کلیجہ سینے سے نکل رہا ہے۔ تم تو اس لائق تھیں۔ کہ کسی راجہ مہاراجہ کے محل کو آباد کرتیں نہ کہ

لے زہے نصیب۔

کلوں میں پھرتی ہوئی اپنی زندگی اور جوانی کو برباد کرتیں۔
باتن! آپ کی زبان سے ایسے لفظ شوبھا نہیں دیتے۔ میں بڑھی ہوں
ں لیکن کیا بلحاظ عمر اور کیا بلحاظ مرتبہ آپ کی پُتریوں کے سمان ہوں
نیاسیوں کے لئے ایسی گفتگو باعث شرم ہے۔ اور جس کی وجہ سے مجھ کو
، سادھو ہونے میں بھی بھرم ہے۔
ا۔ تم نے مجھ کو پہچاننے میں کمال کیا ہے۔ اور اپنی چترائی سے اصلی بھید کو نکال
بے شک میں سادھو ہوں۔ نہ سنیاسی ہوں۔ بلکہ (بناوٹی ڈاڑھی اور جٹا کو
راجہ راون لنکا نواسی ہوں۔
سہم کر) مہربانی کرکے آپ یہاں سے تشریف لیجائیے۔
۔ بہت اچھا۔ تو پھر آیئے۔
ں کہاں آؤں؟
۔ تو میں تمھیں چھوڑ کر کہاں جاؤں۔
ہنم میں۔
ہاں اب معلوم ہوا۔ کہ تیری صرف شکل ہی شکل ہے۔ دراصل تو اعلیٰ
بے عقل ہے۔ اری ناوان! ذرا سوچ تو سہی۔ کہ اس طرح کب تک اپنے
رباد کرے گی۔ اور کب تک اِس بھنوا کے ساتھ اپنی زندگی تباہ کریگی
ں کا تو ایک بہانہ ہے۔ ورنہ اس بیچارے کا تو ان ہی جنگلوں میں
ے۔ اسی طرح بھٹک بھٹک کر مر جائے گا۔ اور آخر تجھے ایک دن رانڈ
گا۔ میرے ساتھ چلے گی۔ تو راون کی پٹ رانی کہلائے گی۔ اور ساری
ے پاؤں کے نیچے آنکھیں بچھائے گی۔

سیتا

گانا (بطرز قوالی)

اَرے او نفس کے کُتّے یہ کیا بکواس کرتا ہے
نشے میں ہو رہا اندھا نہیں پاپوں سے ڈرتا ہے
لگاؤں آگ لنکا کو جھلسدوں منہ تیرا ظالم
نہ مرنیکو جگہ پائی نہیں یہ آکے مرتا ہے
نا کرسہیں مُنیوں کا کیا دُرنام ان کو بھی
ارے نیچ کس کرتوت پر اتنا بھرتا ہے
تعجب ہے ابھی تک کیوں نہیں اُجڑی تیری لنکا
اندھیری وہاں رہتا ہے یا سورج بھی چڑھتا ہے
اگر راجہ ہی ایسے نیچ کرموں کو لگا کرنے
نہیں معلوم پرجا پر ظلم کیا کیا گذرتا ہے
تیرے جیسے مہاں بدمعاش ہو جس راج کا مالک
تو ایسا راج نشچے ہی بہت جلدی اُجڑتا ہے
دھرم ہی کیو جہ سے یہ مُنش افضل کہلاتا ہے
نہیں تو اپنی یونی میں گدھا بھی پیٹ بھرتا ہے
چلا جا بھاگ جا ورنہ اگر سوامی جی آپہنچے
نہ چھوڑینگے تجھے زندہ جو تو اتنا اکڑتا ہے
شرم آتی نہیں تجھ کو یہی لکشن ہیں راجہ کے
بدلکر رنگ گرگٹ کی طرح بن میں بچرتا ہے

ناٹک

(طیش میں آکر) آگ لگے تیری لنکا کو۔ چولھے میں پڑے تو۔ او نفس کے کُتّے۔ یہ کیا بکواس کر رہا ہے۔ اور کیوں اپنی موت کی تلاش کر رہا ہے۔ او پاپی تو نے مجھے کیا سمجھا ہے۔ جو خواہ مخواہ میرے ساتھ اُلجھا ہے۔ اس راج کے نشٹ ہو جانے میں کیا کلام ہے۔ جس کا مالک تیرے جیسا پتت اور وشیوں کا غلام ہو۔ راجہ ہو کر ایسا کرم۔ ڈوب مر بے شرم۔

راون (کڑک کر) او منہ زور بے باک اُٹھی بھرتیاں اور اتنی طمطراق۔ تیری زبان بہت نکل رہی ہے۔ جو قینچی کی طرح چل رہی ہے۔ آخر تو جنگل کی رہنے والی وحشی ہی ہے اسی لئے تیری تمیز بھی ایسی ہی ہے۔ منہ میں آیا سو بک دیا اور ہاتھ میں آیا سو پٹک دیا۔ تو کیا جانے کہ ایک راجہ کے ساتھ کس طرح کلام کرنا چاہیئے۔ اور اس کو کس طریقہ سے پرنام کرنا چاہیئے۔

سیتا تعجب ہے۔ کہ پھر آپ ایک جانگلو۔ وحشی بے تمیز عورت کے ساتھ کیوں کلام کر رہے ہیں۔

راون۔ میں تجھے اپنے ساتھ لیجاؤں گا۔ اور تجھے عقل اور تمیز سکھا کر وحشی

انسان بناؤں گا۔
نا۔ چلا جا۔ چلا جا۔ کیوں کھوپڑی کھجلا رہی ہے۔
ن۔ (سیتا کا ہاتھ پکڑ کر) او بدزبان! تو خود اپنی موت کو بلا رہی ہے (زور سے جھٹک کر) اب
رکھشک کون ہے؟
نا۔ میرا دھرم۔
ن۔ وہ کونسی طاقت ہے۔ جو میرے سامنے آئے۔
نا۔ تیرا پاپ۔
ن۔ وہ کون ہے۔ جو مجھ کو پائمال کرسکتا ہے۔
نا۔ میری آہیں۔
ن۔ پکار اپنے سہایک کو۔ جو تجھے میرے زبردست ہاتھ سے چھوڑا ہے۔
نا۔ پکارنے کی ضرورت نہیں۔ وہ پرمیشور جو مجھ میں اور تجھ میں دیاپک ہے۔ نہ صرف
اس ظلم کو دیکھتا ہے۔ بلکہ تیرے انتہ کرم کے پاپوں کو بھی جانتا ہے وہ مجھ کو
ان ناپاک ہاتھوں سے ہی نہیں بچائے گا۔ بلکہ تجھ جیسے پاپی کا ملیا میٹ
تیرا نام ونشان دنیا سے مٹائے گا۔
ن۔ (سیتا کو زبردستی اٹھا کر) بہت اچھا۔ دیکھا جائے گا۔ جب وہ تجھ کو میرے
سے چھوڑانے آئے گا۔
نا۔ (چلا کر) پرمیشور! تیری دوہائی ہے۔ ایک طرف بیکس مظلوم ہے۔ دوسری
ظالم قصائی ہے۔ پران ناتھ! بچاؤ۔ ویر لکشمن! تم ہی امداد کے لئے آؤ۔
میں کتنی دیر سے چلا رہی ہوں۔ مگر تمہارا کیا دوش ہے۔ اپنی بیوقوفی کا پھل
ہوں۔ ہائے ہائے میں نے تجھ بے گناہ پر وہ وہ دوش لگائے جو کبھی
اور سننے میں نہیں آئے۔ بلاشک میں تیری گنہ گار ہوں۔ مگر ہاتھ جوڑ کر معافی
ستگار ہوں۔ پرمیشور کے واسطے میری ان باتوں کا طبیعت پر خیال نہ لانا
یں مجھ سے بدظن نہ ہو جانا۔

(راون کا سیتا کو اٹھا کر فو چکر ہو جانا)

(۴) رامچندر جی کا بن سے واپس لوٹنا اور رستے میں لچھمن جی کا ملنا

رامچندر۔ لچھمن! میں تمھیں وہاں بٹھا کر آیا تھا۔
لچھمن۔ مگر یہاں بھی تو آپ نے ہی بلایا تھا۔
رامچندر۔ (تعجب سے) کس نے؟ اور کب؟
لچھمن۔ آپ نے اور اب۔
رامچندر۔ معلوم ہوتا ہو کہ تم کسی کے دھوکے میں آگئے اور سخت غلطی کھا گئے۔
لچھمن۔ میں نہ تو کسی کے دھوکے میں آسکتا ہوں اور نہ غلطی کھا سکتا ہوں مگر جو شدنی ہے اس کو کس طرح مٹا سکتا ہوں۔ کسی نے آپ کی سی آواز میں مجھ کو امداد کے لئے پکارا۔ کہ بھائی لچھمن جلدی آؤ۔ ورنہ میں مارا۔ جسے سنکر جانکی جی رونے لگیں۔ اور وہیں پران کھونے لگیں۔ مجھے بھیجنے کے لئے بہت کچھ اصرار کیا جب میں نے انکار کیا۔ تو مجھے بدنیت بتایا۔ دغاباز ٹھیرایا۔ اور اس قسم کا بیہودہ الزام میرے ذمہ گھڑا۔ جسے سنکر مجھے مجبوراً وہاں سے آنا پڑا۔
رامچندر۔ یہ سراسر جعلسازی ہے۔ اور کسی راکشش کی چالبازی ہو۔ میں نے آتی دفعہ تمکو اتنا سمجھایا۔ مگر افسوس کہ تمھاری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ دشمن موقعہ پاکر اپنا وار چلا گئے اور مجھ کو ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا گئے۔
لچھمن۔ آپ پہلے ہی اس قدر نہ گھبرائیے۔ ذرا پنچ وٹی کی طرف تو آیئے۔
رامچندر۔ یہ تمھاری خام خیالی ہے۔ پنچ وٹی بالکل خالی ہو۔

(دونوں کا پنچ وٹی میں پہنچنا)

رامچندر۔ (کٹیا کو خالی دیکھ کر) افسوس! وہی ہوا جس کا مجھے پہلے ہی خیال تھا اور سیتا کا راکششوں کے ہاتھ سے محفوظ رہنا امر محال تھا۔
لچھمن۔ مہاراج! آپ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں تو بڑا استقلال تھا۔

رامچندر۔ میرا سب استقلال خاک میں مل گیا۔ گویا جسم ہی۔ مگر کلیجہ سینے سے نکل گیا۔
لچھمن۔ مصیبت کے وقت گھبرانا گویا اپنی مصیبت کو بڑھانا ہے۔ جو کچھ ہو چکا۔ اس کے لئے رونا فضول ہے۔ ہاں اسکے انسداد کی تدبیر کرنا عقلمندوں کا اُصول ہے۔ دیکھینگے بھالیں گے۔ خواہ وہ آسمان پر چڑھ جائے یا پاتال میں اُتر جائے لیکن اگر دم میں دم ہے تو اس کو وہیں سے ڈھونڈ نکالیں گے۔

رامچندر

گانا

(راگنی سوہنی)

ہر روز کی گردش سے گردش میں زمانہ ہو گیا
عیش اور آرام سب اکدم روانہ ہو گیا

گھر چھٹا بے گھر ہوئے بے زر ہوئے بے پر ہوئے
چھوڑ سب سامان جنگل میں ٹھکانا ہو گیا

اب نہیں طاقت رہی لچھمن جی مجھ میں ضبط کی
ناگہانی غم سے میں بالکل دیوانہ ہو گیا

اب ایودھیا میں بھی جانیکی نہ کچھ صورت رہی
آہ یہ بن ہی بسے اب جیلخانہ ہو گیا

کوئی تو مر کر مرا ہم زندگی میں مر مٹے
میرا مرنا اور جینا اک فسانہ ہو گیا

شوق سے جاؤ ایودھیا میں اجازت ہے تمہیں
رامچندر کا تو ختم اب آب ودانہ ہو گیا

کیا کسی کو دوش دوں میری عقل ماری گئی
آپ کا تو بیچ میں یونہی بہانہ ہو گیا

ناٹک

آہ! وہی پنچ وٹی جسمیں زندگی بڑے عیش و آرام سے کٹی۔ اب بالکل نہیں بھاتی ہے۔ گویا منہ پھیلائے کھانے کو آتی ہے۔ او منحوس پنچ وٹی! تو نے کیا ظلم اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ مگر تیری چھاتی نہ پھٹی۔ او ظالم تو نے میری پران پیاری کو کھا لیا۔ یا کسی جگہ چھپا لیا۔ اے سر بفلک درختو! ارے بیرحم کمبختو! تم ہی کچھ پتہ دو اور کہیں میری پران پیاری کو دیکھا ہو تو بتا دو۔ سیتا کی پھلواری کے ننھے ننھے بوٹو! اے بے دردو! کچھ تم ہی منہ سے پھوٹو۔ افسوس ہر جگہ سناٹا۔ چاروں طرف خاموشی! (آبدیدہ ہوکر) آہ بے وفاؤ کوئی تو زبان کھولو۔ کچھ تو مُنہ سے بولو۔

(دیوانہ وار) ہاں۔ ہاں۔ معلوم ہوگیا۔ اور اس سازش اور شرارت میں تم بھی شامل اور اسی لئے "جواب جاہلاں باشد خموشی" پر عامل ہو۔ مگر یاد رکھو تمھیں اس شرارت کا مزا چکھا دوں گا (تلوار کھینچکر) اور ایک ایک کا نام نشان صفحہ ہستی سے مٹا دوں گا۔

لچھمن۔ بھراتا جی! ذرا ہوش کرو۔ کہاں آپ کا وہ بے نظیر استقلال اور کہا یہ دیوانوں کا سا حال۔ آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں اور کیوں اس قدر ٹھنڈے سانس بھر رہے ہیں۔ ذرا استقلال کیجئے اور اپنی طبیعت کو بجا کیجئے۔ ورنہ اگر آپ کا یہی حال ہے۔ تو پھر سیتا جی کی تلاش سخت محال ہو۔

رامچندر

گانا (ٹودی بطرز:۔ میرے نکسے جات پران)

ویراب کیسے دھاروں دھیر + بہت کال دکھ سکھ کی ساتھی رہی نہ وہ بھی تیر
ویراَب کیسے ....

اودھ پوری میں جاؤ بھیا تم ہو کیوں دلگیر + نہیں کسیکا دوش میری ہی اُلٹ گئی ت
ویراَب کیسے ....

بیٹھے بیٹھے آن اچانک لگا کلیجے تیر   نہ گھر کے نہ رہے گھاٹ کے نہیں مرے
ویراَب کیسے ....

کیا جانے وہ کسی درندے نے ہی دی ہو چیر + مشکل ہے ملنا اب اس کا لاکھ کرو تد
ویراَب کیسے ....

نا دل میں اَب رہا صبر ہی نا نینوں میں نیر + کیا روئیں اپنے کرموں کو رہ گئے وہی ف
ویراَب کیسے ....

اِتنے تاؤ دیئے گردش نے جنکی نہیں نظیر + مر کر بھی یہ خاک ہماری بنجائے گی اکس
ویراَب کیسے

ناٹک

پیارے لچھمن! تم اجودھیا کو چلے جاؤ۔ اور راج کاج میں بھرت کا ہاتھ بٹاؤ۔ میرا تو اب انہی جنگلوں میں ٹھکانہ ہے۔ اور ایک روز یہیں بھٹک بھٹک کر مر جانا ہے۔ میں ایودھیا میں کیسے جا سکتا ہوں۔ اور ماتاجی کو کیسے صورت دکھا سکتا ہوں کیونکہ اُنہوں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ اگر آؤ تو تینوں آنا۔ ورنہ تو اکیلا مجھے ہرگز مُنہ نہ دکھانا۔ آہ! مہاراجہ جنک جب اپنی پتری کا حال پوچھینگے تو انہیں کیا بتاؤں گا اور کونسا مُنہ لیکر اُن کے سامنے جاؤں گا۔ ہائے ہائے شریمتی دھرتی جی۔ اس صدمہ کو کیسے سہاریں گی۔ وہ تو سنتے ہی دیواروں سے ٹکریں مارینگی آہ! آہ!! جب ان باتوں کا خیال آتا ہے تو کلیجے میں ایک تیر سا چُبھ جاتا ہے۔

لچھمن۔ بھراتا جی! تسلی رکھئے جس طرح اکٹھے آئے تھے۔ اگر جائینگے تو تینوں ہی جائیں گے۔ ورنہ اکیلے دو کیلے ہرگز مُنہ نہ دکھائیں گے۔ اب زیادہ دیر نہ لگایئے اور جلدی ان کا سراغ لگایئے۔

رامچندر۔ (سرد آہ بھرکر) چلو بھراتا۔ اب تو اس منحوس جگہ کی طرف دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہتا۔

(۵) راون اور جٹایو

سیتا گانا (غزل قوالی تال جھپل)

ہتر میرے سسر کے تم ہی مجھے بچاؤ — پنجے سے بیرحم کے جلدی مجھے چھڑاؤ
سنتا نہ کوئی کب سے میں بلبلا رہی ہوں — ایشور کے واسطے تم میری مدد کو آؤ
ابلا سمجھ کے مجھ کو اور دیکھ کر اکیلی — پکڑا ہے بے شرم نے اسکو شرم دلاؤ
بپتا پڑی ہے مجھ پر کوئی نہیں سہایک — گر ہوسکے تو تم ہی اپنا پرن نبھاؤ
دُکھڑا کسے سناؤں اپنی مصیبتوں کا — رکھشک ہے کون میرا یاں پر تم ہی بتاؤ
کچھ بھی نہ کر سکو گر اتنی دیا تو کرنا — میرے پران پت کو جلدی خبر پہنچاؤ

ناٹک

جٹایو۔ مہاراج! یہ فعل آپ کی شان کے سراسر خلاف ہے اور مجھ کو آپ کی اس کارروائی سے سخت اختلاف ہے۔

راون۔ تو کون ہے جو مجھ کو ٹوکتا ہے۔ اور خواہ مخواہ میرا رستہ روکتا ہے۔ گویا جان بوجھ کر اپنے آپ کو موت کے منہ میں جھونکتا ہے۔

جٹایو۔ موت کا سامان تو خود ساتھ لئے جاتے ہو۔ اور دوسروں کو موت کا طلبگار بتلاتے ہو۔

راون۔ (لاپرواہی سے) بہت اچھا جب تجھے امداد کے لئے بلاؤں تو مت آنا۔

جٹایو۔ جاتے کہاں ہو۔ ذرا سنبھل کر قدم اُٹھانا۔

راون۔ مجھے روکنے کی تیری کیا مجال ہے۔

جٹایو۔ بغیر مارے نہیں جانے دوں گا۔ آپ کا کس طرف خیال ہے۔

راون اور جٹایو کا مشترکہ گانا

گانا

راون

کیوں بے بدذات میرے ساتھ کیا جھگڑا پھیلایا

ہوئی قسمت برگشتہ + روکا کیوں میرا رستہ + آفت میں ناحق پھنستا

بڈھے خرانٹ میرے ہاتھوں سے مرنے آیا

کیوں بے بدذات ....

جٹایو	راون
موت تیری ہی تجھے کھینچ یہاں لائی ہے	ارے مردود تیرے سر پہ قضا چھائی ہے

راون

رام لچھمن کا پتا میرا دھرم بھائی ہے
آگے سے ہٹ نالائق کس کو تو بنا سہائک + دسرتھ کا ہو کر پالک

جٹایو

تیرا اس سے کیا تعلق نہ سمجھ آئی ہے

مرے بیٹ تو نے ناحق کل کو داغ لگایا
کیوں بے بد ذات ....

جٹایو

بالکل نہ سمجھا تھا تجھ کو بے غیرت اتنا سمجھایا
پھرتا ہے بہت اکڑتا + آتا ناحق سرچڑھتا + جاتا آگے کو بڑھتا
ٹکڑے ہی کر دوں گا جو آگے تو نے قدم بڑھایا
بالکل نہ سمجھا ....

جٹایو

کہاں جاتا ہے ذرا ٹھہر نہ جانے دوں گا
جیتے جی اس پہ کبھی آنچ نہ آنے دوں گا

راون

ہاتھ سیتا کے بدن کو نہ لگانے دوں گا
ایک ہی وار میں گردن نہ اٹھانے دوں گا

لعنت ہو ستیاناسی + کرتا پھرتا بدمعاشی + آتی نہیں حیا ذرا سی
لعنت ہو تجھ کو پرتریا کو چوری کر کے لایا
بالکل نہ سمجھا ....

ناٹک

راون ٹھہر جا۔ تجھے تو مدم کا رستہ دکھاتا ہوں۔
جٹایو ادبنطل ٹھہر جا۔ ہوں تجھے چوری کرنے کا مزا چکھاتا ہوں۔
راون [illegible] کا ایک بھرپور ہاتھ چلا کر چل جنت جہنم کی ہوا کھا۔

جٹایو۔ (وار بچا کر) ایسے چکمے کسی اور دکھا۔
راون۔ اس طرح کب تک جان بچائے گا۔
جٹایو۔ (بھالا چلا کر) میرے ایک ہی وار سے تیرا بھیجا کھل جائے گا (راون کا تاج سر سے اڑ گیا)
راون۔ (طیش میں آکر متواتر حملے کرتا ہوا) ایک دو تین۔ یہیں پڑا رہ مہاں ملین۔
جٹایو۔ (زمین پر گر کر) ارے ظالم! بُری طرح گھایل کیا۔ افسوس کہ دل کا ارمان بھی نہ نکالنے دیا۔

(راون کا جٹایو کو تڑپتے ہوئے چھوڑ کر چلے جانا)

(۹) سیتا کی تلاش اور زخمی جٹایو کی نعش

رامچندر۔ لچھمن جی! افسوس سیتا کا ابھی تک کچھ سراغ نہیں چلا یا۔
لچھمن۔ تعجب ہے کہ کوئی آتا جاتا بھی نہیں ملا۔
ایک دردناک آواز۔ ارے کوئی رامچندر تک خبر پہنچاؤ اور اسکو میرے پاس تو بلا لاؤ۔
رامچندر۔ ذرا سُننا بھائی۔ یہ آواز کدھر سے آئی۔
لچھمن۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی درد کی شدت سے کراہ رہا ہے اور غالباً آپ کا نام لیکر بلا رہا ہے۔
رامچندر۔ چلو۔ شاید یہیں سے کچھ سراغ چلے۔ اور سیتا جی کا پتہ ملے۔
لچھمن۔ (سہم کر) ہائے ہائے! بھائی غضب ہوگیا۔ یہ تو مہاتما جٹایو گھایل ہوئے پڑے ہیں۔
رامچندر۔ دیوتا! ہم تو اپنی قسمت کو روتے پھرتے ہی تھے۔ مگر آپ کس ظالم کے ہتھے چڑھے ہیں۔
جٹایو۔ بیٹا! ذرا میرے نزدیک آؤ۔ اور ٹھنڈا جل میرے مُنہ میں ٹپکاؤ۔
رامچندر۔ (جٹایو کا سر اپنے زانو پر رکھ کر) بھگون! آپ کی یہ درد شا کس ظالم نے بنائی؟

جٹایو۔ وہی راون بدمعاش۔ اس کا ہو جائے ستیاناس بے ایمان سیتا کو زبردستی اٹھائے لئے جاتا تھا۔ اتفاقاً میں بھی سامنے سے آتا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر سیتا نے شور مچایا۔ اور مجھے امداد کے لئے بلایا۔ میں نے اس بے شرم کو ہرچند سمجھایا مگر ہائے .... مرگیا .... ذرا .... پانی

(پانی ٹپکایا گیا) بجائے سمجھنے کے الٹا مرنے مارنے کو آیا۔ میں نے بھی اچھی طرح مقابلہ کیا اور اس کو ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ مگر وہ ہتھیاروں کے ساتھ۔ اور میں بالکل خالی ہاتھ۔ ہائے جان .... نکلی .... پانی ....

(پانی ٹپکایا گیا) آخر ظالم کا وار چل گیا۔ اور میری یہ حالت کر کے صاف نکل گیا۔ پانی .... پانی .... (جٹایو کا مورچھت ہو جانا)

رامچندر۔ آہ! اس جگہ ہمارا ایک ہی غمخوار تھا۔ اور سچا جان نثار تھا۔ مگر افسوس کہ اس مصیبت کے وقت وہ بھی ساتھ چھوڑ رہا ہے۔ اور کیسی بری طرح جان توڑ رہا ہے (منہ میں پانی ڈالکر) مہاتما! ذرا استقلال کرو۔ میں اس ظالم سے بدلہ لیکر چھوڑوں گا۔ اور اس کا ایک ایک انگ اسی طرح توڑوں گا۔

جٹایو۔ (کسیقدر آنکھیں کھولکر) بیٹا! اب مجھے نہ انتقام کی ابھلاشا ہے۔ اور نہ اب جینے کی آشا ہے۔ میرے لئے آنسو نہ بہاؤ۔ مگر جتنی جلدی ہو سکے۔ سیتا کو اس ظالم کی قید سے رہائی دلواؤ۔ مجھے اپنی طرف سے ہر طرح اطمینان ہے۔ اور اب تو میرا .... ایشور .... کے .... چرنوں .... میں .... دھیان .... ہے .... (پران تیاگ دیئے)

رامچندر۔ (آنسو بہاکر) افسوس! ہمارے غمخوار ہم سے جدا ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے سکھ کی نیند سو گئے (لچھمن سے مخاطب ہوکر) چلو بھائی جنگل سے لکڑیاں چنکر لائیں اور ان کا داہ سنسکار تو کر جائیں +

انیسواں[19] نظارہ

سگریو سے ملاقات

سگریو۔ ہنومان! وہ سامنے دو شستر دھاری کون آرہے ہیں۔
ہنومان۔ آپ کو کیا وہم ہو گیا۔ جو خواہ مخواہ گھبرا رہے ہیں۔
سگریو۔ مجھے شک ہے۔ کہ یہ بھائی بالی کے دوت ہیں۔
ہنومان۔ ان کو دوت بھیجنے کی کیا ضرورت ہے۔ جبکہ وہ بذات خود آپ سے مضبوط ہیں
سگریو۔ کچھ بھی ہو۔ مگر تم اس کا بھید ضرور نکالو۔ اور احتیاطاً اپنا کوئی بھیس بنا
اگر در اصل بالی کے جاسوس ہوئے تو مجھ کو فوراً پتہ دینا اور کسی اشارے سے جتا د
میں اپنے آپ کو چھپا لوں گا۔ اور کسی نہ کسی طریقے سے اپنی جان بچا لوں گا۔
ہنومان۔ بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ اور ابھی ان کا بھید نکال کر لاتا ہوں۔ آپ
میری طرف دھیان رکھنا۔ اور میرے اشاروں کی پہچان رکھنا۔

ہنومان رامچندر سے

گانا

(لاؤنی ضلع)

کون گرام کیا نام دیوتا کہاں سے آپ پدھارے ہیں
ظاہر میں تو ہو تپسوی پھر شستر کیوں دھارے ہیں
ادھر تمھاری لیلا او ستھا اُدھر فقیری بانا ہے کیا کارن بن میں پھرنیکا اصلی کون ٹھکا
ادھر جلال عجب چہرے کا سورت شکل شاہانہ ہے اُدھر ہوائیاں اُڑ رہی منہ پر اُسکا بھید نہ جا
اتم کل اور کشا ترین کے وصف آپ میں سارے ہیں
ظاہر میں تو ....

رامچندر

کیا پوچھو ہو مہاراج ہم پرار بدھ کے مارے ہیں
کہنے کو تو ہم دونوں دسرتھ کے راج دولارے ہیں
لیکن اب تو عرصہ سے درپے آزار زمانہ ہے　　بے پر بے زر بے گھر بے ورنا کوئی خاص ٹھکانا ہے
صورت سے بیزار ہو رہا اپنا اور بیگانہ ہے　　پھریں کاٹتے دن گردش کے اسی طرح مرجانا ہے
ساتھ میرے یہ چھوٹے بھائی لچھمن پران پیارے ہیں
کہنے کو تو ....

ھنومان

کہو مفصل حال کنور جی کیا بپتا تم پر آئی؟　　ہو گیا ایسا کیا کارن گھر سے نکلے دونو بھائی
اصل حقیقت وجہ اُداسی کی اب تک نہیں بتلائی　　ہو رہی حالت ابتر کیوں چہرہ پر زردی چھائی
پڑی مصیبت سخت کوئی جو اُڑے اوسان تمھارے ہیں
ظاہر ہیں تو ....

لچھمن

رام پتا کی آگیا سے بن بھرمن کرنے آئے تھے　　اس سیوک و سیتا جی کو بھی اپنے سنگ لائے تھے
پھرتے پھرتے بنوں میں ہمنے نو دس سال[ا] بتائے تھے　　کچھ عرصہ سے پنچ وٹی میں ڈیرہ آن لگائے تھے
سیتا کو ہر لیگیا راون ڈھونڈ ڈھونڈ ہم ہارے ہیں
ظاہر ہیں تو ....

ناٹک

رامچندر۔ مہاراج! ہم نے اپنا سب حال جتایا۔ مگر آپ نے اب تک اپنا حسب نسب نہ بتایا۔

[ا] گذارے۔

ہنومان۔ (مصنوعی بالوں کو اُتار کر) میں نہ برہمن ہوں۔ نہ بھکاری ہوں۔ بلکہ
کشتری شستر دھاری ہوں۔ میرا نام ہنومان ہے۔ اور آج کل یہ سیوک راج
والی کسکندھا کا نگہبان ہے۔ وہ بھی آپ کی طرح گردش زمانہ کا ستایا
اپنے بھائی کے ہاتھوں سخت تنگ آیا ہے۔ انہی کے حکم سے دریافت حال
آپ کی خدمت میں آیا تھا۔ اور مصلحتاً و احتیاطاً برہمن کا بھیس بنایا تھا۔ اگر آپ
کے پاس تشریف لے چلیں۔ تو بڑی مہربانی ہو۔ اور ممکن ہے کہ ایک دوسرے
مدد سے دونوں کا کام بننے میں بھی آسانی ہو۔

رامچندر۔ (لچھمن سے مخاطب ہوکر) ہنومان کی ایک ایک بات سے
شرافت اور انسانیت کی بُو آرہی ہے۔ اور اُن کی طرز گفتگو میرے دل کو بھا
بولنے کا طریقہ و گفتگو کا سلیقہ ایسا با قاعدہ ہے۔ کہ سُننے والا خواہ مخواہ ان کا
نہ آنکھ کا مٹکانا۔ نہ ہر وقت ہاتھوں کا نچانا۔ نہ بات کو چبا چبا کر بولنا۔ نہ منہ کو
کھولنا۔ نہ سر کو ڈوروں کی طرح ہلانا۔ نہ بار بار ناک اور بھوؤں کا چڑھانا۔ جیسا
آدمیوں کا دستور ہے۔ مگر یہ ایک ایک اوگن ہنومان جی سے کوسوں دُو
جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ نہ صرف بلوان ہیں۔ بلکہ وید شاستر او
کے بھی پورے وِدوان ہیں۔

لچھمن۔ بیشک! آدمی تو بڑے لایق ہیں۔ اور ہر ایک بات میں پورے فا
ایسے مکمل انسان ڈھونڈے سے بھی نہیں پاتے ہیں۔ اور شاذ و نادر ہی د
سکتے ہیں۔ اس لئے ایسے آدمی کو ہاتھ سے نہیں گنوانا چاہیئے۔ اور انہیں
ہمدرد بنانا چاہیئے۔

ہنومان۔ کیا میری پرارتھنا سویکار ہے؟

رامچندر۔ چلئے مہاراج! ہمیں کب انکار ہے۔

رشی مُکھ پربت

ہنومان۔ (سگریو کی طرف اشارہ کرکے) یہی مہاراجہ سگریو کسکندھا کے سردار ہیں۔ جو کہ اپنے حقیقی بھائی کے ہاتھوں زندگی سے بیزار ہے۔

سگریو۔ ہنومان جی! مجھے بھی آپ سے پریچے کرائیے۔ اور آپ کا شبھ نام وجائے قیام بتائیے۔

ہنومان۔ یہ دونوں ہونہار مہاراجہ ادھیراج رگھوکل بھوشن ایودھیا پتی شری دسرتھ جی کے راجکمار ہیں۔ جو آپ کی طرح زمانہ کے ہاتھوں سخت لاچار ہیں (رامچندر کی طرف اشارہ کرکے) ان کا شبھ نام رامچندر جی اچارتے ہیں (لچھمن کی طرف اشارہ کرکے) ان کو لچھمن جی کے نام سے پکارتے ہیں۔

سگریو۔ (ہاتھ جوڑکر) میری خوش نصیبی ہے۔ جو آپ کا دیدار ہوگیا۔ گویا میرا آج اُدھار ہوگیا۔ اور بلا شک سگریو منجدھار سے پار ہوگیا۔

رامچندر۔ (سگریو سے بغلگیر ہوکر) آپ کی مسافر نوازی سے میرا سر آپ پر نثار ہوگیا اور میں صدق دل سے آپ کا مددگار ہوگیا۔

سگریو۔ مجھے اپنی رام کہانی تو سنائیے۔ اور وجہ اوداسی تو بتائیے۔ گو ہنومان جی نے اشارتاً کچھ بتایا۔ مگر مفصل حال نہ سنایا۔

رامچندر۔ میری سوتیلی ماتا نے پتا جی سے کسی وقت اپنے دو قول پورا کرنے کا اقرار لیا تھا۔ چنانچہ ان کو پورا کروانے کے لئے میرے لئے چودہ سال کا بن باس اور میرے چھوٹے بھائی کے لئے راج تلک کا اصرار کیا تھا۔ میں نے بخوشی ان کا حکم منظور کیا۔ ادھر بھائی لچھمن اور میری پتنی سیتا جی نے ساتھ آنے کے لئے مجھ کو مجبور کیا۔ تیرہ سال اسی طرح بنوں میں گھومتے گھامتے نکال دیئے۔ اور چودھواں سال شروع ہوتے ہی پنچ وٹی میں آکر ڈیرے ڈال دیئے۔ ایک روز دشٹ راون ہمیں دھوکہ دے گیا۔ اور میری اور لچھمن کی عدم موجودگی میں سیتا جی کو چُرا کرلے گیا۔ ان کی تلاش میں میں بھی آوارہ پھر رہا ہوں اور جنگلوں میں مارا مارا پھر رہا ہوں۔

سگریو۔ ہاں۔ ہاں۔ ابھی چند روز ہوئے۔ ایک استری ہائے رام ہائے لچھمن کہتی
جا رہی تھی۔ اور بڑے زور سے چلّا رہی تھی۔ اس دشٹ کو بیشمار طعنے دیتی تھی اور
نزدیک تک نہ آنے دیتی تھی۔ اگر مجھ کو پہلے سے معلوم ہوتا۔ تو اس ادھرمی کو کہ
جانے دیتا۔ اور سیتا جی کو فوراً ہی چھوڑا لیتا۔ مگر لاعلمی کی وجہ سے خاموش
جسکا میرے دل میں بھی سخت افسوس رہا۔ البتہ انہوں نے مجھے دیکھ کر
زیور میری طرف گرا دیئے تھے۔ جو میں نے احتیاطاً اٹھا لئے تھے (زیو
پیش کرکے) آپ ان کی پہچان کیجئے۔ اور اپنا اچھی طرح اطمینان کیجئے ✝

رامچندر

گانا

(غزل قوالی۔ تال تپل)

افسوس دن ہمارے گردش میں آ رہے ہیں
زیور تیرے پیاری مجھ کو رلا رہے ہیں

چمپا کلی نے دل کی مرجھا دیا کلی کو
یہ کرن پھول مجھ کو بہرہ بنا رہے ہیں

ناتھ اور کیل نے ہیں سارے جسم کو کیلا
کنٹھا و ہار میرے کنٹھے سکھا رہے ہیں

جگنی جڑاؤ بندی کرتی جگر کو گھایل
مٹی میں اسکے موتی مجھ کو ملا رہے ہیں

یہ بازو بند جس نے توڑے ہمارے بازو
چوڑی کے نقش میرا نقشہ مٹا رہے ہیں

یہ آرسی جگر میں ہے آرسی چبھوتی
چھلّے میرا کلیجہ چھلنی بنا رہے ہیں

ان تیری بجلیوں نے بجلی گرائی دلبر
بچھوے بنے ہیں بچھو کھانے کو آ رہے ہیں

ہوش و حواس قائم ہوں تو انہیں پہچانوں
یہ آٹھ آٹھ آنسو الٹا رولا رہے ہیں

ناٹک

سگریو۔ مہاراج! ذرا طبیعت کو سنبھالیئے۔ اور اس قسم کا رودن کر
میرے کلیجے میں بھی ناسور نہ ڈالیئے۔ کیونکہ میں بھی آپ کی طرح زخم کھائے
ہوں اور اپنی پران پیاری کو ہاتھ سے گنوائے بیٹھا ہوں۔ بلکہ مصیبتوں
لحاظ سے میری تکالیف آپ سے زیادہ ہیں۔ کیونکہ آپکے زندگی کے دن تو

ہیں۔ مگر یہاں تو ایک ایک سانس زہر کا قطرہ ہے۔ اور ہر وقت اپنی جان کا خطرہ ہے لیکن وہ نیائے کاری پرماتما ہمارے ساتھ ضرور انصاف کرے گا۔ اور ایسے دشمنوں سے دنیا کو جلدی صاف کرے گا۔

رامچندر

گانا

دوھا (گانا بحر طویل)

بھائی لچھمن دیکھ تو کر کے ذرا دھیان زیور یہ آگے پڑے کر ان کی پہچان
بھائی لچھمن ذرا تو ہی پہچان کر کہ یہ سیتا کا گہنا بھی ہے یا نہیں
دیکھ لے بھال لے خوب اچھی طرح کبھی اس نے پہنا بھی ہے یا نہیں
جتنے زیور رتن اور جڑاؤ جڑے ہار مالا و بندی و کنگن کڑے
جو ہیں سارے تمہارے آگاڑی پڑے اسکے ماتھے کا بینا بھی ہو یا نہیں

بھائی لچھمن ....

دیکھتے ہو مگر پھر بھی خاموش ہو کونسی بات کا کرتے افسوس ہو
کس طرح سے بھلا مجھ کو سنتوش ہو حال میرے سے کہنا بھی ہو یا نہیں

بھائی لچھمن ....

مجھے زیور یہ سگریو نے ہیں دیئے اور کہا جاتا تھا راون اس کو لئے
طعنے سیتا نے اسکو یہاں تک دیئے کہ تیرے ماتا بہنا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن ....

میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں اسلیئے میں نے زیور پہچانے نہیں
اور جو بہری اجودھیا سے آئے نہیں کچھ جواب اس کا دینا بھی ہو یا نہیں

بھائی لچھمن ....

اگر تحقیق راون نے ایسا کیا نام اس کا زمانے سے دونگا مٹا
کہو لچھمن تمھارا ارادہ ہے کیا انتقام اس سے لینا بھی ہے یا نہیں

بھائی لچھمن ....

چھپ جائے اگر چھپنا ہے اُسے کہیں — میں کاٹوں گا پاپی کا جا کر وہیں
مجھے جسونت سنگھ یہ بھی پرواہ نہیں — کہ میرے ساتھ سیتا بھی ہو یا نہیں

بھائی لچھمن ....

لچھمن

گانا دوھا (بحر طویل)

جھوٹی میں کیسے کہوں تم سے اے رام بھرات — میری تو کچھ سمجھ میں نہ آئی بات
بھائی پہچان ان کی میں کیسے کروں کچھ سمجھ میں میرے بات آئی نہیں
جسے پہچان سکتا بخوبی ان میں زیور وہ دیتا دکھائی نہیں

بھائی پہچان ان کی ....

یہ جو سر اور گلے کے ہیں زیور پڑے — اور چہرے کے بھوشن ہیں سارے دھرے
ان کی پہچان مشکل ہے میرے لئے — عقل میری کی یاں تک رسائی نہیں

بھائی پہچان ان کی ....

کیونکہ میں نے عمر بھر میں اپنے کبھی — ماتا سیتا کے چہرے کو دیکھا نہیں
جس وقت وہ کبھی میرے سنکھ ہوئیں — میں نے اوپر نظر تک اُٹھائی نہیں

بھائی پہچان ان کی ....

کوئی پاؤں کا زیور ہو ان سے اگر — لوں گا پہچان فوراً اسے بھی پیشتر
بھلا چہرہ و گردن کا تو کیا ذکر — آج تک اُن کی دیکھی کلائی نہیں

بھائی پہچان ان کی ....

جب پراتہ ہی اُٹھ کر کے آتا تھا میں — سیس چرنوں میں انکے جھکاتا تھا میں
اس سمے گہنا وہ دیکھ پاتا تھا میں — کچھ جتاتا تھیں پارسائی نہیں

بھائی پہچان ان کی ....

ون نے یہ فعل ایسا کیا پھر یہاں دیر کس بات کی ہے بھلا
سمجھ لو کہ موت اس کی پہنچی ہے آ اس نے سوچی بھلائی برائی نہیں
بھائی پہچان ان کی ....

میں سیس جب تک نہ اسکا ملے اُسے دھکار ہے جو یہاں چین سے
لچھمن کے جسونت سنگھ جب چلے سیس راون کا دیگا دکھائی نہیں
بھائی پہچان ان کی ....

ناٹک

رآ جی! نہ میں ان زیوروں کو جان سکتا ہوں۔ اور نہ اُن میں سے کسیکو پہچان
تا ہوں۔ ہاں اگر کوئی ان کے پاؤں کا زیور ہو تو لا دیجئے۔ اور مجھ کو دکھلایئے
کی مجھے اچھی طرح پہچان ہے۔ اور ان چہروں کے زیوروں کا مجھے کیا گیان
۔ کیونکہ جب میں پراتہ ہی سیتا جی کے پاس جاتا تھا۔ اور اپنا سر ان کے
وں میں جھکاتا تھا۔ تو اُس وقت وہ پاؤں کا زیور مجھ کو نظر آجاتا تھا۔ ورنہ میں نے
ک ان کے بالمقابل اوپر نظر نہیں اُٹھائی۔ اس لئے ان زیوروں کی نسبت
ی سمجھ میں کوئی بات نہیں۔

چندر۔ (ایک پازیب دکھا کر) اچھا اس کی پہچان کرو۔ کہ کبھی یہ سیتا جی نے پہنا ہے۔
من۔ بلاشک یہ سیتا جی کے پاؤں کا گہنا ہے۔

سگریو۔ لچھمن جی! دھنیہ ہو۔ آپ کی اس شرم و حجاب کا کیا کہنا ہے۔
یہ بھی بھائی ہے۔ جس نے پریم بھگتی کی وہ نظیر پیدا کر دکھائی۔ جو آج تک
ھنے اور سُننے میں نہیں آئی۔ ادھر وہ مجھ کمبخت کا بھی بھائی۔ جسکو اپنے چھوٹے
ی کی استری ہی بھائی۔ اور مجھ کو گھر سے نکال کر جنگلوں کی خاک چھنوائی۔ طرفہ
آپ دونوں سوتیلے بھائی جن کی دشمنی کے زمانہ گیت گاتا ہے۔ اور وہ کمبخت
حقیقی بھائی کہلاتا ہے۔

چندر۔ مگر اس دشمنی کی کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ ذرا مفصل کیفیت

سگریو

گانا

(بطرز بشن پد)

سنو بھگون ٹک دے کر دھیان اصل وجہ اس ناچاقی کی تم سے کروں بیان

سنو بھگون ....

دھوندوی نامی دیت نے ہمارا جنگ ہم نے اُسے ہرا دیا کیا قافیہ تنگ

بچائی بھاگ کر اُس نے جان

سنو بھگون ....

آگے آگے دھوندوی پیچھے ہیں اور بالی ایک گُفا کے بیچ میں چھپ گیا وہ تتکال

نہیں جب بچتے دیکھے پران

سنو بھگون ....

مجھ کو تو یہ کہہ گیا رہنا یہیں موجود خود بالی اس گُفا میں گیا اُسی دم کود

بعد کا مجھے نہیں کچھ گیان

سنو بھگون ....

ایک روز اس گفا سے بہی خون کی دھار سمجھا میں نے دیت نے بالی کو دیا مار

مجھے بھی مارے گا اب آن

سنو بھگون ....

شِلا اُٹھا کر وہیں سے کیا گفا کو بند چھوڑ دیا اس جگہ کو آ پہنچا کسکندھ

رات دن رہنے لگا حیران

سنو بھگون ....

راج سبھا نے ایکدن کیا مجھے مجبور کام سنبھالو راج کا کرو فکر غم دُور

راج کو کیوں کرتے ویران

سنو بھگون ....

وہیں راج کا کرنے لگ گیا کام انگد کو یو راج کر جاری کئے احکام
رنج کے دُور کئے سامان
سنو بھگون ....

س کو مار کر تھوڑے دن کے بعد صحیح سلامت آ گیا کر اس کو برباد
ہوا میں چرنوں پر قربان
سُنو بھگون ....

دِنہی مجھ پر پڑی دیا کر دو دھرتے بھون آنکھوں سے اسکے جبھی لگا بہنے خون
سینکڑوں مارے گھونسے تان
سنو بھگون ....

پاٹ سب چھین کر گھر سے دیا نکال روما میری استری اپنے گھر لی ڈال
نہیں کچھ سوچی لاج اور مان
سنو بھگون ....

ناٹک

ئپندر۔ وہ بھائی ہے۔ یا ظالم قصائی۔ بے شرم کو ایسا فعل کرتے
ئے غیرت نہ آئی۔ ہم ہر طرح سے آپ کے مددگار ہیں۔ اور ہر وقت
ی مدد کرنے کو تیار ہیں۔

گریو۔ اگر آپ مجھ پر اتنا احسان کریں گے۔ تو میں اور میرے ہمراہی بھی
سیتا جی کی رہائی کے لئے اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔

چپندر۔ آپ جا کر بالی کو پکارو۔ اور یُدھ کے لئے للکارو۔ جب وہ
آپ سے ہاتھ ملائے گا۔ تو میرا تیر تیر قضا بن کر اس کو موت کا پیغام
پائے گا

سگریو۔ جانے کو تیار ہوں۔ مگر اس کی طاقت سے اچھی طرح
ف کار ہوں۔ اگر آپ کی طاقت کا کچھ امتحان ہو جائے۔ تو میرا اچھی طرح

اطمینان ہو جائے۔

رامچندر۔ اگر آپ اس کی طاقت کا کچھ اندازہ بتائیں۔ تو ممکن ہے کہ ہم آپ کا یہ شک بھی مٹائیں۔

سگریو۔ جب وہ پوری طاقت سے تیر چلاتا ہے۔ تو ایک ہی تیر دو دو تین تین درختوں کے پار نکل جاتا ہے۔

رامچندر۔ (تیر چلا کر) جسقدر درخت میرے تیر کی زد میں آئیں گے ان میں سے ایک دو نہیں بلکہ سب کے سب بیدھے جائیں گے۔

ہنومان۔ بھگون! کمال کیا۔ ایک ہی تیر کو سات درختوں میں سے نکال دیا۔

سگریو۔ اب میں ہر حالت میں اور ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں اور اس گستاخی کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

بیسواں نظارہ

بالی کا دربار
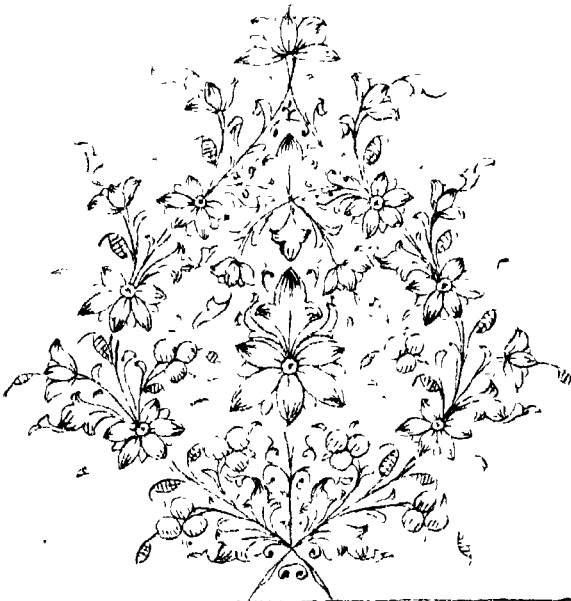
بالی۔ (اپنے منتری سے مخاطب ہوکر) بدبخت سگریو! تو اس روز کے بعد بالکل عدم پتہ ہے۔

منتری۔ (ہاتھ جوڑکر) مہاراج! اگر اس پر رحم کر دیا جائے۔ تو بہتر ہے۔ کیونکہ وہ بیچارہ بالکل بیتاب ہے۔

بالی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم نے اس سے کچھ رشوت کھائی ہے۔

منتری۔ نہیں مہاراج! صرف اس لئے کہ وہ آپ کا بھائی ہے۔

بالی۔ اس ناہنجار کو میرا بھائی بنا کر تم نے میری عزت بھی گھٹائی ہے۔

منتری۔ اگر قصور بھی ہے۔ تو قابل معافی ہے۔

بالی۔ ایسے ناخلف کو معاف کرنا بھی سخت بے انصافی ہے۔

سگریو۔ (للکار کر) بھائی صاحب! ذرا آجائیے۔ آج میں روز روز کا جھگڑا ہی نپٹاؤں گا۔ یا تو آپ کی جان لوں گا۔ یا اپنا سر کٹاؤں گا۔

بالی۔ ذرا ٹھہر! آج میں تیری اچھی طرح ہی مرمت بناؤں گا۔

سگریو۔ ذرا میدان میں آؤ۔ اور یوں میٹھے باتیں نہ بناؤ۔

(۲) میدان جنگ

بالی (گانا)

گیا نام بالی کا شاید تو بھول — میرے سامنے آیا او نامعقول

سگریو

ذرا سامنے ہو نہ شیخی جتا — بتاؤں تجھے ویرتا کا پتہ

بالی

چلا جا چلا جا نہ بکواس کر — مرے مرنے کا تو کچھ پاس کر

سگریو

پڑے بھاڑ میں تو تیرا مرتبہ — ابھی ہڈیاں تیری لونگا چبا

بالی

اگر جان تجھ کو ہے اپنی عزیز — چلا جا یہاں سے ارے بے تمیز

سگریو

یہاں سے اسیوقت ہی جاؤنگا — تجھے ماروں یا آپ مرجاؤنگا

بالی

سمایا ہے سر میں تیرے کیا فتور — نہ کھو جان اپنی ارے بے شعور

سگریو

میں تیرے مظالم سے تنگ آگیا — و مجبور ہوکر یہ جنگ آگیا

بالی

بتا تا ہے ظالم مجھے بے شرم — کیا تھا میرے ساتھ کیا کرم

سگریو

کیا میں نے آگے میرے آئیگا — نہیں تو تیرا ناش ہو جائے گا

ناٹک

بالی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آج تیری کمال بہت کھجلا رہی ہے۔

سگریو۔ کیا معلوم میری کمال کھجلا رہی ہے یا تمھاری موت تمکو بلا رہی ہے۔

بالی۔ (گھونسہ تان کر) بدذات ازیادہ سرہی چڑھتا گیا۔

سگریو۔ (ایک کی بجائے دو لگا کر) میری نرمی کیوجہ سے ہی تمھارا حوصلہ اتنا بڑھتا گیا۔

بالی۔ تو اب کرے سختی۔

سگریو۔ بس! اب آگئی تیری کمبختی۔

(دونوں کا دیر تک آپس میں کشتی لڑتے رہنا اور آخر بالی کا سگریو کو نیچے دبا لینا)

بالی۔ اب بتا شرود! کردوں ایک کے دو۔

سگریو۔ (ادھر ادھر دیکھ کر دل ہی دل میں) افسوس! خواہ مخواہ کسی کے دم جھانسوں میں آکر اپنی جان گنوائی۔ اس بھلے مانس نے تو اب تک شکل نہیں دکھائی۔ کوئی ایسی ترکیب نکالوں جو اب کی دفعہ اس ظالم سے اپنی جان بچالوں (جلدی سے نیچے سے نکلکر بھاگتے ہوئے) ہڈیاں تو سرمہ بن گئیں۔ صرف جان نکلنے کی کسر ہے۔

بالی۔ او بزدل! کچھ شرم بھی آئی۔ آخر بھاگ کر ہی جان بچائی۔

(۳) رامچندر جی سے شکوہ شکایت

سگریو (گانا)

طرز:۔ جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے

دھوکے میں دیکر تمنے ناحق مجھے ذلیل کیا

اچھی درگت کروائی + ہڈی پسلی تڑوائی + اب تک بھی ہوش نہ آئی مشکل سے جان بچائی

واہ واہ مہاراج تمنے خوب ہی اپنا پرن نبھایا

دھوکے میں دیکر۔۔۔۔۔۔۔

کونسا میں نے بھلا آپ کا اپرادھ کیا   بیٹھے بٹھلائے مجھے آپ نے برباد کیا

یاد ہی آپنے تھا مجھ سے کیا ارشاد کیا   میری تکلیف کا کیا اچھا انسداد کیا

لاتیں اور مکّے دس دس + مارے وہ گھونسے کسکس + دُکھتی ہے میری نس نس + کرتی ہے چمڑی جس جس

اچھی امداد کی اُلٹا اُس سے مجھ کو پٹوایا

دھوکے میں دیکر۔۔۔۔۔۔۔

رامچندرجی (گانا۔ بطرز ایضاً)

دیکھا ہر چند لیکن میں نے تمکو نہیں پہچانا
دونوں کی شکل تمھاری + ملتی آپس میں ساری + مجھ کو تھی یہ لاچاری + اپنی سی کی ہشیاری
کوشش کی لیکن میں نے دونوں میں کچھ بھید نہ جانا
دیکھا ہر چند ۔۔۔۔۔۔۔۔۔
آریہ پرش کبھی دھوکہ کب کرتے ہیں　　جب زبان دیدی کبھی مٹھے دیا کرتے ہیں
جو کہ سوارتھ سے فقط کام لیا کرتے ہیں　　ایسے کمبخت بھی دنیا میں جیا کرتے ہیں
بن دیکھے تیر چلاتا + دھوکے سے تو مر جاتا + مجھ پر یہ پاتک آتا + متر گھاتک کہلاتا
میرا تو دنیا میں پھر نہیں رہتا کوئی ٹھکانا
دیکھا ہر چند ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

یہ تمھارے دل کا بھرم ہے۔ ورنہ متر گھات سے بڑھ کر بھی دنیا میں کوئی ادھرم ہے؟ مجھے آپ سے ایسی کونسی کدورت تھی۔ پھر دھوکہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل یہ بڑا خرابہ ہے۔ کہ تم دونوں کی شکل ایک دوسرے سے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے میں باوجود کوشش کرنے کے بھی تمھاری پہچان نہ کر سکا۔ اور مطلق اپنا اطمینان نہ کر سکا۔

لچھمن۔ ہوا کیا۔ آپ تو بہت ہی گھبرا رہے ہیں۔ ادھر بڑے طیش میں آرہے ہیں۔

سگریو۔ ہاں صاحب منہ سے ہی کہدینا ہے۔ کچھ کرنا دھرنا تھوڑا ہی پڑتا ہے آپکے نزدیک کچھ ہوا ہی نہیں۔ میرا ایک ایک انگ اب تک درد کرتا ہے۔

رامچندر۔ آپ بالکل نہ گھبرایئے۔ اور اس دفعہ اپنا لباس تبدیل کرکے جایئے۔

سگریو۔ دیکھنا۔ اگر اب بھی لاپرواہی سے کام لیا۔ تو مجھے تو جان سے ماردیگا اور سارے لتّے ایک دم میں اُتار دیگا۔

رامچندر جی۔ نہیں نہیں۔ اب وہ میدان میں آتے ہی اپنی جان گنوائے گا۔ اور زیادہ دیر زندہ نہ رہنے پائے گا۔

(۴) بالی اور تارا[1]

سگریو۔ (للکار کر) واہ! اچھی بہادری دکھلائی۔ اور کچھ بن نہ پڑا۔ تو گھر میں گھسکر ہی جان بچائی۔ ذرا باہر آجاؤ بھائی۔

بالی۔ (کڑک کر) ارے سودائی! معلوم ہوتا ہے۔ کہ تیری کھوپری پھر کھجلائی۔

سگریو۔ باہر بھی آئے گا۔ یا گھر میں ہی بیٹھا باتیں بنائے گا۔

بالی۔ (جلدی سے اُٹھ کر) او شیطان! تو اسی طرح زبان چلائے گا۔ اور اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا۔

تارا۔ (بالی کا ہاتھ پکڑ کر) سوامی! ذرا ٹھہر جائیے۔ اور میری پرارتھنا پر بھی غور فرمائیے۔

بالی۔ بہتر تو یہی ہے۔ کہ تم چپ ہی رہو۔ ورنہ جو کچھ کہنا ہے۔ جلدی کہو۔

تارا۔ پران ناتھ! سگریو آپ کا بھائی ہے۔ جس ماتا کا آپ نے دودھ پیا ہے اسی کی گود میں اُس نے پرورش پائی ہے۔ آپ دونوں کی دشمنی پرجا پر بُرا اثر ڈالے گی۔ اور آپ کی رعایا بھی اسی طرح چھوٹے بھائیوں کا حق چھین چھین کر گھر سے نکالے گی۔ گھر کی ناچاقی سے گھر کا نقشہ پلٹ جاتا ہے۔ لیکن راجہ کی بے انصافی سے تمام راج کا تختہ اُلٹ جاتا ہے کیونکہ ؎

چوں ظلم از راجہ برخیزد کجا ماند حکمرانی

آپ محض غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ اور خواہ مخواہ اس بیچارے کی صورت سے بیزار ہوئے ہیں۔ ورنہ وہ تو آپ کے آتے ہی آپ کا فرماں بردار ہو گیا تھا۔ اور دل و جان سے آپ کے چرنوں پر نثار ہو گیا تھا۔ اس لیئے مناسب یہی ہے کہ اس کا حق اسی کو سنبھال دیں۔ اور اس بغض اور کینہ کو دل سے نکال دیں۔

[1] بالی کی راستی کا کانڈ ۱۲

بالی۔ ہاں۔ ہاں۔ میں سمجھ گیا۔ کہ حسد کی آگ نے تجھ کو مجبور کر رکھا ہے۔ اور پیاری روما کے سوتیا ڈاہ نے تیرا سینہ چکنا چور کر رکھا ہے۔ اسی لیئے یہ باتیں بنا رہی ہے اور ادھر ادھر کے مسئلے سُنا رہی ہے۔ تاکہ یہ کھٹکتا ہوا کانٹا کسی طرح تیرے کلیجے سے نکلے۔ اور تجھے سُکھ کی نیند سونا ملے۔ مگر میں یہ تیری فضول باتیں سُننے کے لیئے ہرگز تیار نہیں۔ اور کسی حالت میں بھی اس ناخلف کی شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں۔

تارا۔ میں آپ کے چرنوں کی سوگند کھاتی ہوں۔ اور آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ میرا دل ایسے کمینے خیالات سے بالکل پاک ہے۔ صرف اسی لیئے روکتی ہوں کہ یہ لڑائی آپ کے لیئے سخت خطرناک ہے۔ چاہے وہ گناہ گار ہے یا بیگناہ ہے۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ کوئی زبردست طاقت اس کی پشت پناہ ہے۔ ابھی ابھی انگد نے مجھ کو بتایا ہے۔ کہ ایودھیا کے دونوں راجکماروں کو اس نے اپنا مددگار بنایا ہے۔ اور انہی نے اس کو اُکسایا ہے۔ جو اتنی مار کھا کر بھی دوبارہ مقابلہ کے لیئے آیا ہے۔ ورنہ یہ تو آپ پر بخوبی عیاں ہے۔ کہ اس کی بذاتِ خود اتنی جرأت کہاں ہے۔ اس لیئے اس خاندان کی بہتری و بہبودی اسی میں ہے کہ آپ سابقہ کدورتوں کو دل سے نکال دیں۔ اور اس کو اپنا بھائی سمجھ کر گلے سے لگا لیں۔

بالی۔ بس۔ بس! زیادہ بک بک نہ لگا۔ اور میرے آگے سے ہٹ جا۔ نہ میں اس سے ڈرتا ہوں۔ نہ اس کے کسی حامی کی پرواہ کرتا ہوں۔ کیا تو مجھے ایسا بزدل بنانا چاہتی ہے۔ کہ کسی کی طاقت کا خوف دکھا کر گھر میں چھپانا چاہتی ہے۔ ایک حامی کیا۔ اگر ہزار حامی بھی آئیں تو بھی بات ہی کیا ہے۔ اور ان نادان چھوکروں کی تو بساط ہی کیا ہے۔ اگر زیادہ زبان چلائے گی۔ تو تو بھی سخت سزا پائیگی۔

تارا

گانا

(بحر طویل)

مَیں ہوں داسی تمہاری میرے پران پت جو سزا دو خوشی سے گوارا کروں
مان لو بنتی میری اتنی مگر آپ سے عرض یہ ہی دوبارہ کروں
آپ روما سے بے شک محبت کرو میں یونہی بیٹھ کر گھر میں گذارہ کروں
آپ کے دشمنوں کی طلبگار ہوں اور سب تجھ بھوں سے کنارہ کروں
لونڈی بن کر مجھے رہنا منظور ہے قسم ہے جو کبھی کچھ اشارہ کروں
جس جگہ پہ بٹھا دو گے بیٹھی رہوں کام گھر کے تمہارے سنوارا کروں
ہاتھ جوڑوں کہا مان لو یہ میرا جو کہو گے میں کہنا تمہارا کروں
آج آثار اچھے نہ آتے نظر کیا کروں اور کس سے اجارہ کروں

بالی

گانا

(ایضاً)

چل پرے ہٹ نہ بک بک زیادہ لگا بات کرنیکی تجھ کو لیاقت نہیں
خوف کس کا دکھا کر ڈراتی مجھے کر سکیں گے وہ میری ملامت نہیں
چھوڑ دامن میرا دق زیادہ نہ کر تیری بھاتی مجھے یہ نزاکت نہیں
کیوں لگاتی ہے بٹہ میرے نام کو بے عقل کیا یہ تیری حماقت نہیں
اری بھائی بتاتی جسے تو میرا میری اس سے ذرا بھی رفاقت نہیں
ایک چپہ زمیں کا نہ دوں گا اُسے راج میں کوئی اسکی شراکت نہیں
تو نے بکواس اتنا کیا ہے۔ مگر تیری باتوں میں مطلق صداقت نہیں
مَیں قضا کا بھی روکا ہوا نہ رکوں اور تیری کوئی بھی طاقت نہیں

تارا

بالی۔ تم میرا دامن چھوڑ دو۔ مجھے زیادہ حیران نہ کرو۔
تارا۔ پرمیشور کے واسطے اس ضد کو چھوڑ دو۔ اور مجھے ناحق ویران نہ کرو۔
بالی۔ میں تمھارے کہنے سے اپنے نام کو بٹہ نہیں لگا سکتا۔
تارا۔ مان جاؤ۔ گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آسکتا۔
بالی۔ اس کی مجھ سے مقابلہ کرنے کی کیا طاقت ہے۔ جو ایک عرصہ تک بالکل مفقود رہا ہے۔
تارا۔ انہی باتوں سے تو پایا جاتا ہے۔ کہ وہ کسی حوصلہ پر کود رہا ہے۔
سگریو (للکار کر) گھر میں ہی باتیں بناؤ گے یا باہر بھی آؤ گے۔
بالی۔ (طیش میں آکر اور ہاتھ چھڑا کر) چھوڑ چھوڑ۔ تو سنتی نہیں۔ کہ وہ مجھے کس طرح للکار رہا ہے۔
تارا۔ (زمین پر گر کر) پران ناتھ! یہ سگریو نہیں۔ بلکہ اُسے کوئی اور ہی اُبھار رہا ہے۔

(۵) دوبارہ لڑائی اور بالی کی صفائی

بالی۔ ارے بے شرم! اُس وقت بھاگ کر جان بچائی۔ اب دوبارہ مُنہ دکھاتے ہوئے غیرت نہ آئی۔
سگریو۔ میرا حق مجھے دیدو۔ بات گئی آئی۔ نہ کچھ جھگڑا نہ کچھ لڑائی۔
بالی۔ سوائے آوارہ گردی اور صحرا نوردی کے تیرا کوئی حق نہیں۔
سگریو۔ تو آج تمھاری موت میں بھی کوئی شک نہیں۔
بالی.... ے نہ زندہ جائے گا آکر میری تلوار کے نیچے
سگریوے تو چل کر آج خود آیا چھری کی دھار کے نیچے
بالی.... ے تو کس شیر ببر کے سامنے او بیعقل آیا
سگریوے کیا جس نے تکبر ایک دن وہ سر کے بل آیا
بالی.... ے تو آیا کس بھروسے پر مجھے نیچا دکھانے کو

سگریو۔ تیرا ہی پاپ کافی ہے تیری ہستی مٹانے کو
بالی۔ سنبھل جا اب تیرے سر پر میری شمشیر اُلٹی ہے
سگریو۔ نہیں شمشیر اُلٹی یہ تیری تقدیر اُلٹی ہے
بالی۔ بھوت لاتوں کے نہیں بات سے مانا کرتے
(") یار ڈنڈے کے نہیں نرمی کو جانا کرتے
سگریو۔ اور دنیا تو بیگانوں کو بناتی اپنا
(") تجھ سے کمبخت جو اپنوں کو بیگانہ کرتے
بالی۔ (گھونسہ لگا کر) ارے او پاجی! اتنی زبان درازی۔ ابھی کرتا ہوں تیری مہمان نوازی۔
سگریو۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیکر) تمھاری دست درازیوں نے مجھے زبان دراز ضرور کردیا۔ اور تمھاری پیدا کردہ مصیبتوں نے مجھے لڑائی کے لئے مجبور کردیا۔
(دونوں کا آپس میں گتھم گتھا ہونا)
بالی۔ مگر تو نے اپنی مصیبتوں کو اور بھی دوبالا۔۔۔۔ (اوچھل کر زمین پر گر گیا)
ارے یہ کون اپنائی جس نے چھپ کر چوٹ چلائی۔
رامچندر۔ کسی کا کیا دوش ہے۔ تیری کرنی تیرے آگے آئی۔
بالی۔ او پاپی! میری اور سگریو کی تو ایک عرصہ سے دشمنی تھی، یا رقابت تھی مگر تیرے ساتھ میری کونسی عداوت تھی۔ سگریو تجھ کو کیوں اسقدر پیارا تھا۔ اور میں نے کونسا تیرے باوا کا کھیت اوجاڑا تھا۔ اگر سیتا کی رہائی کیلئے اس نے دوستی ڈالی ہے۔ تو تیری یہ خام خیالی ہے۔ جو شخص اپنی رکھشا کے لئے دوسروں کی مدد کا محتاج ہے۔ اُس سے کسی قسم کی امداد کی اُمید رکھنے والوں کی بیوقوفی کا کیا علاج ہے۔ ہاں اگر میرے پاس آتا۔ تو میں سیتا کو کیا بلکہ اگر چاہتا۔ تو اس کی دوسری رانیوں کو بھی مع راون کے ایک آنکھ کے اشارے میں یہاں منگواتا۔ کیونکہ وہ میرے ہاتھ سے بہت کچھ صدمے

سہ چکا ہوں۔ اور عرصہ تک میری قید میں رہ چکا ہے۔ مگر سگریو کے بھروسے پر یہ اُمید رکھنا سراسر حماقت ہے۔ اور اس بیچارے کی اسکے سامنے جانے کی کیا طاقت ہے۔

رامچندر۔ اس میں شک نہیں۔ کہ تمھاری ایک ایک بات جلے ہوئے دِل سے نکلتی ہے۔ مگر دھرم کے اصولوں کو سمجھنے میں تمھاری بہت سی غلطی ہے۔ ذرا سوچو تو کہ چھوٹے بھائی کی استری کے لئے شاستر کیا ہدایت کرتے ہیں۔ مگر آپ بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے اُلٹا میری شکایت کرتے ہیں۔ چھوٹے بھائی اور بیٹے کی استری اپنی بہن اور پُتری۔ ان چاروں کا درجہ ایک سمان ہے اور اُس کی تصدیق کے لئے شاستر کا ایک ایک ورق پرمان ہے اُن کو بُری نظر سے دیکھنا بڑا نیچ کرم ہے۔ اور ایسے شخص کو قتل کر دینا پاپ نہیں بلکہ دھرم ہے۔ چونکہ تم نے اپنے چھوٹے بھائی کی استری کو نہ صرف نظر بد سے دیکھا۔ بلکہ اُسے اپنے گھر میں ڈالا۔ اور اس بیچارے کو مار پیٹ کر گھر سے نکالا۔ پس ایسے ظالموں کو ڈنڈ دے کر مظلوموں کی رکھشا کرنا کھشتری کا مکھ دھرم ہے۔ اور جو کھشتری اپنے فرض کی ادائگی سے پہلو تہی کرتا ہے وہ اعلےٰ درجہ کا بے شرم ہے۔ نیز سیتا جی کی رہائی کے لئے ہمکو کسی کی سہایتا کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم بھی کوئی دُودھ پیتے بچے یا محض مٹی کی مورت نہیں۔ ایک راون کیا۔ اگر ہزاروں راون بھی ہوں۔ تو بھی کیا بات ہے۔ اسلیئے تمھارا یہ خیال بھی بالکل واہیات ہے۔

بالی۔ اچھا جو کچھ ہو گذرا۔ اس کا اب کیا افسوس ہے۔ اور مجھے اپنی طرف سے تو ہر طرح سے سنتوش ہے۔ مگر آپ سے ایک تاکید کرتا ہوں اور اُمید کرتا ہوں۔ کہ آپ اس رنجش کو دِل سے دُور کریں گے۔ اور میری پرارتھنا کو منظور کریں گے۔

رامچندر۔ مجھے آپ سے کوئی دلی کدورت نہیں۔ اسلیئے میری نسبت

آپ کو کسی قسم کا شک و شبہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ میری طرف سے آپ ہر طرح سے بے فکر رہیئے۔ اور جو بات کہنی ہو بلا تکلف کہیئے۔

بالی۔ اگرچہ میں سخت گنہ گار ہوں۔ مگر آخری وقت میں آپ سے صرف اس بات کا خواستگار ہوں۔ مگر سگریو۔ تارا۔ اور انگد کو بالکل نہ ستائے اور ان پر کسی قسم کا جبر نہ کرنے پائے۔

رامچندر۔ سگریو بڑا سمجھدار ہے۔ اور دوربین ہے۔ اور اس کی ذات سے مجھے کامل یقین ہے۔ کہ وہ ہرگز اس قسم کا نکما خیال نہ کرے گا۔ اور ہرگز ایسے اوچھے ہتھیار استعمال نہ کرے گا۔ حالانکہ آپ نے اس پر حد سے زیادہ ظلم و ستم کیئے اور جو جو کشٹ نہ دینے تھے وہ اس کو دیئے۔ مگر اس حالت میں بھی دل و جان سے آپ کا فرماں بردار تھا اور آپ کے پسینے کے بدلے اپنا خون بہانے کو تیار تھا تاہم اگر وہ تارا اور انگد کو ذرا بھی تکلیف پہنچائے گا۔ تو بلا شک اپنے کیئے کی سزا پائیگا۔

بالی۔ (سامنے کی طرف دیکھ کر) آہ! آہ!! شاید وہ سامنے میری پران پیاری تارا میرے لخت جگر انگد کو ساتھ لئے آ رہی ہے۔ آپ اس کو زیادہ نہ رونے دینا اور انگد کو بھی دیاکل نہ ہونے دینا۔

(بالی کا بیہوش ہو جانا)

تارا

گانا

(ماند مارواڑی تال دادرہ)

میرے سوامی سر کے تاج مکھ سے بولو تو سہی

جسکے بل سے کانپتے دہرتی اور اکاش پڑا دھرن پر تڑپتا لے رہا لمبے شواس

مکھ سے بولو تو سہی۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑ مجھے منجدھار میں سو رہے لمبی تان کیوں ہوتی یہ دشا جو لیتے کہنا مان

مُکھ سے بولو توسہی ....

جس کا مجھ کو خوف تھا وہی ہوا آخیر انگد میرے لال کی کون بندھاوے

مُکھ سے بولو توسہی ....

کیا بگڑا سگریو کا چھوٹے میرے بھاگ ایک آن کی آن میں ہو گیا نشٹ سہ

مُکھ سے بولو توسہی ....

کروں گی کسکے آسرے میں اپنی گذران انگد میرا لاڈلا ہے خود ہی ناد

مُکھ سے بولو توسہی ....

سگریو کا آپ سے تھا پہلے ہی ویر مجھ پا اور میرے لال پر کب گذریگی

مُکھ سے بولو توسہی ....

کہا میرا مانا نہیں بہت مچایا شور ہونی اپنے بل چلی چلا نہ میر

مُکھ سے بولو توسہی ....

کب سے کھڑی پکارتی بولو تو اک بار سوتے ہو کس نیند میں جاگ میرے سر

ناٹک

آہ! میرے سردار۔ میرے پرانوں کے آدھار، آپ مجھ سے کیوں مُنہ
جاتے ہیں۔ اور مجھ کو کس کے سہارے چھوڑے جاتے ہیں۔ مجھے اپنی ز
کی چنداں پرواہ نہیں جس طرح ہوگا نبھا لونگی۔ یا آپکے ساتھ ہی سورگ کی
لوں گی۔ انگد کو گود میں لیکر مگر اس جگر کے ٹکڑے کو کیسے سنبھالوں گی۔ ج
بڑے لاڈ و چاؤ سے پالا تھا۔ اور کبھی گھر سے باہر نہ نکالا تھا اب نہ مع
کہاں کہاں ٹھوکریں کھائے گا۔ اور کس کس کے جوتے چٹخائے گا! انگد کا مُن
میرے لال! آج تیری قسمت پھوٹ گئی اور پتا کی پریم بھری گود تجھ سے چھوٹ گ
رامچندر۔ دیوی! اگرچہ یہ صدمہ تیرے لئے بڑا سخت ہے۔ اور وہ کون
جسکو تیری اِس حالت زار پر رحم نہ آتا ہو۔ اور جو تیرے اس رودن کو سُنکر ہمد
کے آنسو نہ بہاتا ہو۔ مگر اب صبر کرنے میں ہی دانائی ہے۔ اور اسی میں بہ

اور انگد کی بھلائی ہے۔ بالی کا تمھارے ساتھ اتنا ہی سمبندھ تھا اور قدرت کی طرف سے تمھارے سنیوگ کا اسیقدر پربندھ تھا۔

تارا۔ (جھنجلاکر) تم اپنی دانست میں دھرماتما ضرور ہو۔ مگر مہربانی کرکے ذرا میری آنکھوں کے سامنے سے دُور ہو۔ ارے بے رحم اینائی (کسی سے جھگڑا کسی سے لڑائی۔ مگر تجھ کو بلاوجہ ہتھیا کرتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ بھائی بھائیوں کا آپسیں تکرار تھا مگر تجھے بیچ میں کودنے کا اختیار تھا۔

بالی۔ (کسیقدر آنکھیں کھولکر) آہ! پیاری تارا! اگرچہ تونے مجھے سمجھانے کے لئے بہت مغز مارا۔ مگر افسوس کہ میں نے تیری نصیحت سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا جسکا نتیجہ اب آنکھوں کے سامنے آیا۔ نہ صرف تیری نیک رائے کے ہی برخلاف رہا۔ بلکہ تم کو بہت کچھ سخت و سست بھی کہا۔ مگر اب بجائے اسکے کہ کسی پر گلہ یا افسوس کرو۔ بہتری اسی میں ہے کہ جس طرح سے ہو سکے۔ صبر و سنتوش کرو۔ مجھ کو اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ ملا ہے۔ رامچندر جی پر تمھارا فضول گلہ ہے۔

انگد

گانا (کافی کالنگڑا۔ تال دادرا یا ٹھیکہ تلواڑہ)

کون بندھاوے صبر ہماری کون کریگا پیار پتا ۔۔۔ کوئی سہارا نظر نہ آوے ڈوب چلے منجدھار پتا
ناکچھ کھیلا ناکچھ کھایا ناکچھ عیش و بہار کری ۔۔۔ پڑی مصیبت سہلے میرے لٹ گئے سب سنگار پتا
سب سکھ نشٹ ہوئے اب میرے آن دکھوں نے گھیر لیا ۔۔۔ بھاگو میں انگد کا اب کون ہوگا بلہار پتا
کیا اُمید چچا سے مجھ کو وہ میری امداد کرے ۔۔۔ دیتو میری صورت تک سے ہو شاید بیزار پتا
خبر نہیں کیا حالت ہوگی دھکّے کیا کیا کھاؤنگے ۔۔۔ عجب نہیں کہ ہم سے اب یہ چھن جائے گھر بار پتا

ناٹک

بالی۔ (انگد کو اپنی چھاتی پر بٹھاکر) آہ! میرے لال صبر کر۔ صبر کر۔ میرے جگر کے ٹکڑے زیادہ نہ رو۔ اور اس قدر پریشان نہ ہو۔ میرے بچے ذرا استقلال کر اور

میری حالت زار کی طرف خیال کر۔ تیرا رونا میرے کلیجے کو چکنا چور کر رہا ہے۔
اور میری آتما کو قبل از وقت ہی نکلنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔ اس وقت تمہارا
رونا بالکل بے سود ہے۔ کیونکہ اب میری زندگی صرف چند سانسوں تک محدود
ہے نہ معلوم کس وقت مر جاؤں۔ اس لئے بہتر ہے۔ کہ اپنے جیتے جی تجھ کو
تیرے چچا کے سپرد کر جاؤں۔ وہ بڑا بہادر اور لائق ہے۔ اور میرے بعد تیرا
وہی سرپرست اور سہایک ہے۔ ہر طرح سے ان کی فرماں برداری کرنا اور کبھی
ان کے حکم سے باہر قدم نہ دھرنا۔ (سگریو کو پاس بلاکر) میرے پیارے عزیز!
اگرچہ تمہیں منہ دکھانے کو دل نہیں چاہتا۔ مگر اس وقت تمہارے سوائے مجھ کو
کوئی نظر نہیں آتا جس کو انگد کا ہاتھ پکڑاؤں۔ اور اپنے آخری فرض سے
سبکدوش ہو جاؤں۔ مجھے امید ہے۔ کہ تم پرانے کینے کو دل سے نکالو گے
اور میری دشمنی کا بوجھ انگد پر نہ ڈالو گے۔ یہ جیسا بیٹا میرا ہے۔ ویسا تمہارا ہے
اور اس وقت اسے آپ کا ہی سہارا ہے۔ پرمیشور اس کی عمر دراز کرے۔
راکششوں کی لڑائی میں وہ ہاتھ دکھائے گا۔ کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا
نیز تمہاری بھاوج بڑی سمجھدار ہے۔ اعلےٰ درجہ کی دوراندیش اور تجربہ کار
ہے۔ افسوس کہ اگر میں اس کے کہنے پر عمل کرتا۔ تو آج اس طرح بن آئی
موت نہ مرتا۔ اس کی بھی ہر طرح سے دھیرج بندھانا۔ اور اس کے
نیک مشوروں سے فائدہ اٹھانا۔

سگریو۔ (رندھی گھبرائی ہوئی آواز سے) بھراتا جی! میں نے بڑا اتپات کیا جو
چند روزہ زندگی کے لئے بڑے بھائی کا گھات کیا۔ باوجود مجھ سے زبردست
اور طاقتور ہونے کے بھی آپ نے کبھی میری جان لینے کا ارادہ نہیں کیا
صرف معمولی سی گوشمالی کرکے چھوڑ دیا۔ مگر میں آپ کے لئے موت کا پیغام
لیکر ہی آیا۔ اور مجھ کمبخت کی بیوقوفی نے ہی اس گھر کو خاک میں ملایا۔ میں اس پاپ کو لیکر
کیا سکھ پاؤں گا۔ اور پرمیشور کے سامنے کیا منہ لیکر جاؤنگا۔ اسلئے آپ کل کام

انگد کے ہی سپرد کیجئے۔ اور مجھے اِس پاپ کا پرائشچت کرنے کی آگیا دیجئے۔

بالی۔ ذرا اپنی طبیعت کو سنبھالو۔ اور یہ بزدلانہ خیالات اپنے دل سے نکالو اگر یہ ہی کائرپن دکھاؤ گے۔ تو رامچندر جی سے جو وعدہ کیا ہے۔ اُسے کس طرح نبھاؤ گے۔ آخر بے وفا اور کرگھن ہی کہلاؤ گے۔ خبردار ایسا نکما خیال ہرگز اپنی طبیعت پہ نہ لانا۔ اور جو عہد و پیمان اُن سے کر چکے ہو۔ اُن کو پورا کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جانا۔ مگر احسان فراموشی کا داغ کُل کو نہ لگانا۔ میری اب اخیری گھڑی نزدیک آ رہی ہے۔ اور ظالم موت میرے سر پر منڈلا رہی ہے اِس لئے اب میرے انتیشٹی سنسکار کا سامان تیار کرو۔ (ہچکی لیکر) ہے جگدیشور .... مجھ پاپی .... کا بھی ادھار کرو

(پران تیاگ دیتے)

تارا کا ورلاپ

(ٹوڈی آساوری تال دادرا۔ بطرز۔ کتھے کنیا دل جانیا ڈیرا)

جاگ میریا سر دیا سائیاں ناکرائیڈیاں بے پروائیاں
کوئی دردی ناوچ سنسار دے سارے ساتھی ہیں اپنے بیوپار دے
ڈوب چلیا وچ منجدھار دے کیہڑی دیکھئیاں میری بُرائیاں
جاگ میریا ....

کیہڑے کھوٹ تے مکھوں نہ بولدے پئی کو کان نہ اکھیاں کھولدے
میری زندگی وچ بِش گھولدے نہیں چنگیاں لک مچائیاں
جاگ میریا ....

روندی پٹدی نوں مینوں چھڈ کے میری چندری نے چلیا کدھ کے
حال کینھوں ستاواں گی سد کے ساری سختیاں میرے سر آئیاں
جاگ میریا ....

حال ہونوکی انگد ناوان وا — سکھ دیکھیا نا کوئی جہان
پھر وچ جنگلاں دی خاک چھاندا — تابعداریاں کروپرائے
جاگ میریا

تو ندی کھان نوں مل تے ماٹیاں — اتھوں بھدی بساندی اجاڑ
کینوں کناں تیرے دی دھاریاں — میری جان نوں پاگیا پھائیا
جاگ میریا

پرن کیتا سی اونہاں ندا — پاس رکھے تان اپنی ز
کون دل دی جسونت سنگھ جاندا — کینہوں دستاں میں دیکھے دو
جاگ میریا

ناٹک

رامچندرجی۔ دیوی! صبر کر۔ تمہارا یہ فضول رونا ہے۔ کیونکہ بالی نے تو زندہ نہیں ہونا ہے۔ بجائے اس کے کہ تم اس قدر آہ وزاری کرو۔ اس کے انتیشٹی سنسکار کی تیاری کرو۔

(بالی کا انتیشٹی سنسکار کر کے سب کا ناموش اور سرنگوں بیٹھ جانا۔ آخر ہنومان کا زبان)

ہنومان۔ (رامچندرجی سے مخاطب ہو کر) مہاراج آپ کسکندھا میں پدھار کر نگ بھی درشن دیجئے۔ اور راج تلک کی رسم بھی اپنے دست مبارک سے کیجئے

رامچندرجی۔ جانے کو مجھے کب انکار تھا۔ میں بڑی خوشی سے چلنے کیلئے مگر پتاجی کی آگیا اور اپنی پرتگیا کو نہیں بھلا سکتا۔ اسلئے بغیر چودہ سال ختم کئے کہ نہیں جا سکتا۔ آپ لچھمن جی کو لیجائیے۔ اور خوب دھوم دھام سے راج تلک کی رسم

سگریو۔ ان باتوں کا ابھی کیا ذکر کرنا ہے پہلے تو سیتاجی کی رہائی کا فکر کرنا

رامچندرجی۔ اب موسم برسات کا آغاز ہے۔ اور اس موسم میں سفر کرنا عقلاً نزدیک قابل اعتراض ہے۔ آپ کچھ دن آرام کرو۔ اور اپنی راجدھانی کا انتظا کارتک کا مہینہ بالکل نزدیک ہے۔ اور اسی موسم میں چڑھائی کرنی ٹھیک ہے۔

اکیسواں نظارہ

رام کی بیقراری اور سگریو کی انتظاری

رامچندر جی

گانا

(راگنی کونسیا تین تال)

نت تڑپت ہوں دن رین ہجر میں دیکھت ہوں مکھ مور مور
جس تن لاگے سوتن جانے کیا جانے کوئی درد بیگانے
زخم پڑے ہیں کٹھور کٹھور
نت تڑپت ہوں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کوئل کوک کوک ترپاوت پی پی کرت پپیہا آوت
پھرت مچاوت شور مور
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چار پہر کا رین وچھوڑا چکوا چکوی جلیں سو تھوڑا
مرت پھرت سر پھوڑ پھوڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جنھیں وچھوڑا ہو ہمیش کا کون کتھن ان کے کلیش کا
سانس گنت دل توڑ توڑ
نت تڑپت ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

برسات ختم ہو چکی۔ موسم بہار اپنے پورے جوبن پر آرہا ہے۔ اور سارا جنگل

پرماتما کی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے۔ تمام جیو جنتو خوشی میں مگن ہو رہے ہیں۔ ادھر ہم ہیں۔ کہ ایک عرصہ سے اپنی قسمت کو رو رہے ہیں۔ مگر آج تک کوئی بہتری کی صورت نظر نہ آئی۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ اس روز کے بعد سگریو نے بھی شکل نہیں دکھلائی۔ راج کو پا کر ایسے نشے میں سرشار۔ کہ اس کو یہاں تک آنا بھی دشوار ہو گیا۔ آہ! سگریو ایسا احسان فراموش ہو گیا۔ کہ ہمارا غم تک اٹھتے ہی روپوش ہو گیا واقعی وہ بڑا زمانہ ساز نکلا۔ اور پہلے درجہ کا دغا باز نکلا۔ پتہ ہے مطلبی یار کس کے دم لگا یا اور کھسکے۔

لچھمن۔ مجھے تو اس کی باتوں سے پہلے ہی لگتا تھا وہ محض اپنی مطلب براری کے لئے اسقدر سبز باغ دکھاتا تھا اپنا مطلب نکال لیا۔ اور حیلے بہانے بنا کر گیا ہوا راج سنبھال لیا۔ علاوہ ازیں اگر اس میں کچھ ہمت ہوتی۔ تو بالی سے ہی کیوں جان چھپاتا پھرتا۔ اور کیوں آپ کے چرنوں میں آ کر گرتا بالی اگرچہ شہوت پرست تھا۔ اور حد سے زیادہ دشمیوں میں گرست تھا۔ تاہم وہ دل کا غنی اور قول کا دہنی تھا۔ خیر کیا ہوا۔ ایک دفعہ تو اُسے بھی ہاتھ دکھا دونگا۔ اور اُس کو اس احسان فراموشی کا اچھی طرح مزا چکھا دوں گا۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے اور لچھمن اسیوقت کسکندھا میں جانے کے لئے تیار ہے۔

رامچندر۔ امید تو نہیں۔ کہ سگریو اس قسم کی لاپرواہی کرے اور خاصکر ہم سے ہی بے وفائی کرے۔ ممکن ہے کہ ہمیں بے صبری اور بیقراری کی وجہ سے ہی بدگمانی ہو۔ اور بعد میں خواہ مخواہ کی پشیمانی ہو۔ اس لیے تم کسکندھا میں جا کر صرف انہیں یاد دلا آنا۔ مگر اپنی زبان پر کوئی ایسا ویسا لفظ ہرگز نہ لانا۔ کیونکہ متر سے اگر کوئی قصور بھی ہو جائے۔ تو اُسے نرمی سے سمجھانا چاہیئے۔ اب زیادہ دیر نہ کیجئے۔ جلدی کسکندھا کو جائیے۔

(لچھمن کا رخصت ہو جانا)

(۲) سگریو کا دیوان خانہ

ہنومان- مہاراج! آپ نے جو رامچندر جی سے وعدہ کیا تھا۔ وہ بھی یاد ہے؟

سگریو- ہاں۔ ہاں۔ مگر برسات کے خاتمہ تک تو خاموش رہنے کے لئے اُن ہی کا ارشاد ہے۔

ہنومان- آپ کا حساب بھی کمال کا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک برسات کا موسم دو چار سو سال کا ہے۔

سگریو- (کچھ سوچ کر) واقعی برسات کا موسم ختم ہو گیا۔ اب تو برساتی ندیوں کا پانی بھی کم ہو گیا۔ خیر میں تو بھول ہی گیا تھا۔ مگر آپ نے اس عرصے میں کیا کام کیا۔ اور سیتا جی کی تلاش کا کیا انتظام کیا۔

ہنومان- میرے جاسوسوں کو گئے ہوئے بھی بہت دن گذر گئے۔ مگر وہ کمبخت بھی نہ معلوم کہاں جا کر مر گئے۔

سگریو- اگرچہ آپ کا یہ انتظام بھی معقول ہے مگر ان کا انتظار کرنا فضول ہے آپ جلدی فوج کشی کی تیاری کیجئے۔ اور ابھی جا کر تمام بانر سرداروں کے نام احکام جاری کیجئے۔ کہ وہ اپنی پوری طاقت اور تیاری کے ساتھ آئیں۔ اور تاریخ مقررہ پر یہاں پر حاضر ہو جائیں۔

(ہنومان کا شاہی پرنام کر کے چلے جانا)

سگریو- (دل ہی دل میں) واقعی میں نے بڑا اپرادھ کیا۔ کہ اس عرصے میں ان کو بھولے سے بھی نہ یاد کیا۔ یہی نہیں کہ ان کا دُکھ درد نہ بٹا سکا۔ بلکہ اُنکے درشنوں کے لئے بھی نہ جا سکا۔ رامچندر جی کو اس بات کا سخت ملال ہو گا۔ نہ معلوم میری نسبت ان کا کیا خیال ہو گا۔

انگد- چچا جی! آپ یہاں اپنے خیالی پلاؤ پکا رہے ہیں۔ ادھر لچھمن جی بڑی دیر سے تشریف لا رہے ہیں۔ غصے کے مارے آنکھوں کا رنگ بڑا بدڈھب ہے۔ نہ معلوم

ان کی ناراضگی کا کیا سبب ہے۔ مستک پر سینکڑوں بل پڑ رہے ہیں۔ بات کرتے ہوئے بھی گویا منہ سے انگارے جھڑ رہے ہیں۔

سگریو۔ (سہم کر) افسوس! اب کیا بتاؤں۔ اور کس طرح اُن کے سامنے جاؤں ممکن ہے کہ مجھے دیکھ کر ان کا ودھ اور بھی ورشیش ہو جائے۔ اور خواہ مخواہ کا کلیش ہو جائے۔

تارا۔ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ میں جاتی ہوں۔ اور ان کو موم بنا کر آپ کے پاس لے آتی ہوں۔

سگریو۔ مگر ذرا جلدی جاؤ۔ اور کسی طرح اُن کے غصّے کی آگ بجھاؤ۔

تارا اور لچھمن

تارا کا گانا (مانند تھیٹر تال دادرا۔ بطرز۔ کیسا غضب ہے)

اے میرے دیور بگڑے کیوں تیور آنکھیں ہوئی کیوں لال

بھاوج تمھاری تم پہ بلہاری کیا ہے دل پہ ملال

مستک پہ بل پڑ رہے ہیں کیوں اتنا جوش۔ کیا کارن ہو کرودھ کا کھڑے ہو کیوں خاموش

آؤ بے کھٹکے یاں پہ کیوں اٹکے کس بات کا ہے خیال

اے میرے دیور ---------

کون خطا ہے ہوئی ہو رہے اتنے تیز۔ اندر آنے سے کیا کیوں اتنا پرہیز

کیسی شرم ہے کیا بھرم ہے اندر چلو نونہال

اے میرے دیور ---------

دھنیہ دھنیہ دن آج کا یہاں پدھارے آپ۔ مگر تعجب ہے مجھے کھڑے ہو کیوں چپ چاپ

یاں کیا بچار و اندر پدھارو غصّے کو دیجے نکال

اے میرے دیور ---------

بھیا تمھیں بلا رہے کب سے کر رہے یاد۔ چل کے درشن دیجئے چھما کرو اپرادھ

آتے کو روکے جاتے کو ٹوکے کس کی بھلا ہے مجال

اے میرے دیور - - - - - - - - - - - - -

ناٹک

ویر لکشمن! آپ دھنیہ ہیں۔ کہیئے مزاج تو پرسنیہ ہیں۔ مجھے آشچریہ ہے کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ اور آپ کے تیور اس قدر کیوں چڑھے ہیں۔ ذرا غصے کو ماریئے۔ اور محلوں میں پدھاریئے۔ آپ اندر چلنے سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ اور ہم دیبوں سے کیوں اس قدر پرہیز کر رہے ہیں (لچھمن کا ہاتھ پکڑ کر) آیئے آخر یہ بھی تو آپ کا ہی گھر ہے۔ پھر آپکو اندر آنے میں کس بات کا ڈر ہے۔

سگریو۔ (اپنی جگہ سے اٹھ کر) ویر لکشمن! کہیئے مزاج تو خوش ہیں۔ آیئے تشریف لایئے۔

لچھمن۔ آپ کی بلا سے۔ آپ اپنا آنند منایئے۔

سگریو۔ آخر اس ناراضگی کی کچھ وجہ تو بتلایئے۔

لچھمن۔ آپ اپنے دل سے ہی دریافت فرمایئے۔

سگریو۔ جہاں تک میں خیال کرتا ہوں میرا کوئی ایسا قصور نہیں۔

لچھمن۔ آپ کا خیال ٹھکانے ہو۔ تو اس میں کچھ سمائے۔ جب خیال ہی آسمان پر چڑھ رہا ہو۔ تو اس خیال میں کوئی بات کیونکر آئے۔ آپ کے خیال میں تو اس وقت آتا تھا۔ جب جنگلوں میں خاک اڑاتے پھرتے تھے اور بالی سے اپنی جان چھپاتے پھرتے تھے۔ اب وہ کانٹا آپ کے دل سے نکل گیا۔ اور بیٹھے بٹھائے ہاتھ سے گیا ہوا راج مل گیا۔ اگر اب بھی آپکا خیال درست رہے تو دنیا میں اندھا کون کہے۔

سگریو

گانا

(بحر طویل)

آپ ناحق شرمسار کرتے مجھے میں نے اپنے پرن کو بھلایا نہیں
بھیج رکھے ہیں جاسوس چاروں طرف لوٹ کر کوئی ان میں سے آیا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔۔۔۔۔۔
بھولیجاوں تمھارے جو احسان کو میں کمینوں رذیلوں کا جایا نہیں
میں ہوں اُن کی نسل کہ جنھوں نے کبھی قول سے پاؤں پیچھے ہٹایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔۔۔۔۔
راج بھی آپ کا پان بھی آپ کی ہیں سنے دونوں کو اپنا بتایا نہیں
آپ کے بن نہ کوئی سہائی میرا میرے سر پہ کوئی اور سایہ نہیں
آپ ناحق ۔۔۔۔۔۔۔
یوں نہ طعنوں کے بانوں سے گھائل کر دیا تا سدمہ یہ مجھ سے اٹھایا نہیں
میرے سر کو خوشی سے قلم کیجئے میرا جینا جو تم کو سہایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔۔۔۔
جو نہ کہنا تھا مجھ کو کہا آپ نے کونسا دوش مجھ پر لگایا نہیں
جو کہا سو خوشی سے میں سہتا رہا آپ کے سامنے سر اٹھایا نہیں
آپ ناحق ۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

اوّل تو یہ اقصور قابل معافی ہے۔ اگر یہ بھی ہو۔ تو میرے لئے اتنی سزا ہی کافی ہے۔ کہ یہ ناقابل برداشت طعنے سن رہا ہوں۔ اور اپنے دل ہی دل میں جل بھن رہا ہوں۔ آپ کے بار احسان سے نہ تو گردن اوپر اٹھائی جاتی ہے اور نہ آنکھ سے آنکھ ملائی جاتی ہے جو چاہیں سو کہیں۔ آپ کو اختیار ہے۔ مگر سگریو تو رامچندر جی کا صدقہ دل سے فرماں بردار ہے۔

لچھمن

گانا

(بحر طویل)

انہی باتوں نے دھوکے ہیں ڈالا ہیں آپ کو پیشتر آزمایا نہیں
یہ البار آپ جیسا کوئی دوسرا دیکھنے میں ہمارے تو آیا نہیں
انہی باتوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کام اپنا نکالا کنارے ہوئے یار اپنا کسیکو بنایا نہیں
جو کہا بھی کسی نے تو جھٹ کہدیا یہ ہمارے گورو نے پڑھایا نہیں
انہی باتوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

آج پرواہ کسیکی تمھیں کیا رہی تیرا اُجڑا ہوا گھر بسایا نہیں
نہ ہی احسان تم پر کسی نے کیا راج تم کو کسی نے دلایا نہیں
انہی باتوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

بھول بیٹھے ہو جلدی ہی تم روز کو موت کے مُنہ سے تمکو بچایا نہیں
مُنہ چھپاتے پھرو آج تم اس طرح کوئی غیرت کا مادہ رہا یا نہیں
انہی باتوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

کہہ چکے مُنہ سے منتر تھیں اک دفعہ اسلیئے ہاتھ جاتا اُٹھایا نہیں
نام میرا بھی لچھمن نہیں تھا اگر تیر اگر تا ہیں پر صفایا نہیں
انہی باتوں نے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ناٹک

گر آپ میں یہ باتیں نہ ہوتیں ۔ تو ہم آپ کے جھانسوں میں کب آتے ۔ اور آپ کی طرح ہم بھی دُور سے ہی دستہ نہ بتاتے ۔ ان چکنی چپڑی اور میٹھی میٹھی باتوں نے ہی تو ہمکو دھوکہ دیا جو آپ جیسے انسان پر بلا سوچے سمجھے بھروسہ کیا ۔ کہاں تو وہ گرمجوشی ۔ اور کہاں یہ روپوشی سیتا جی کی تلاش تو درکنار ہے اب تو آپکو شکل تک دکھانے میں بھی عار ہے ۔ پھر آپ جیسے گرگٹ کے قول و فعل کا کیا اعتبار جسکے مُنہ میں رام اور بغل میں تلوار ۔

سگریو

گانا

(بحر طویل)

بس بہت ہو چکی نہ ستاؤ مجھے کچھ میرے حال پہ مہربانی کرو
یہ پڑا راج چاہے جسے دیجئے یا خوشی سے خود ہی حکمرانی کرو
بس بہت ہو چکی - - - - - -
ہو چکی جان اربن شری رام کے آپ مجھ سے یونہی بدگمانی کرو
دیکھو میری طرف میرے کل کی طرف فیصلے پر ذرا نظر ثانی کرو
بس بہت ہو چکی - - - - - -
راج ملنے نہ ملنے پہ کیا منحصر ایسی باتیں نہ اپنی زبانی کرو
میں تو مارے شرم کے غرق ہو گیا آپ ناحق مجھے پانی پانی کرو
بس بہت ہو چکی - - - - - -
مارنا ہی وچارا ہے گر آپ نے جان نکلنے میں تو کچھ آسانی کرو
اک طرف فیصلہ میرا کر دو مگر اس طرح سے نہ میری ویرانی کرو
بس بہت ہو چکی - - - - - -
آپ نے جو کچھ کہا میں نے سب کچھ سہا کس طرح سے تو میری نہ مانی کرو
اس جھمیلے کو چھوڑو بھی جسونت سنگھ بس کرو اب ختم یہ کہانی کرو
بس بہت ہو چکی - - - - - -

ناٹک

لکشمن جی! مجھے معاف کیجئے۔ اور میرے ساتھ تو کچھ انصاف کیجئے۔ آپ یقین رکھئے کہ میں آپ کے کام سے مطلق بے فکر نہ تھا۔ اور ایسا کونسا وقت تھا جبکہ میری زبان پر سیتا جی کی رہائی کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ ابھی آپ کے تشریف لانے سے تھوڑی دیر پہلے تو ہنومان جی سے یہی گفتگو کا رہا تھا۔ اور باز سرداروں

کی طلبی کا وچار تھا۔ چنانچہ ان سب کے نام ارجنٹ (ضروری) احکام جاری کر چکا ہوں اور اپنی مکمل تیاری کر چکا ہوں۔ صبح شام ہی آپ کو اس بات کا امتحان ہو جائیگا اور آپ کا اچھی طرح اطمینان ہو جائے گا۔

لچھمن۔ بہت اچھا! آپ میرے ساتھ چلنے کی تکلیف کیجئے۔ اور رامچندر جی کو بھی تسلی دیجئے۔

سگریو۔ (انگد سے مخاطب ہو کر) میں رامچندر جی کی خدمت میں جاتا ہوں۔ تم ہنومان اور جاموَنت وغیرہ کو ابھی بلواؤ۔ اور ان کو ہمراہ لیکر جلدی وہاں پہنچ جاؤ۔

(دونوں کا رخصت ہو کر رامچندر جی کے پاس پہنچنا)

سگریو۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) بھگون! بوجوہات چند در چند حاضر خدمت نہ ہو سکنے سے سخت شرمسار ہوں۔ جسکے لئے میں معافی کا خواستگار ہوں۔

رامچندر۔ (سگریو کو اٹھا کر) شکر ہے۔ کہ آپ کے درشن تو ہو گئے۔ نہ معلوم آپ یہاں سے جا کر کس گہری نیند میں سو گئے۔ انتظار کرتے کرتے آنکھیں پک گئیں اور راہ دیکھتے دیکھتے ٹانگیں تھک گئیں۔ اب بھی اگر لکشمن جی نہ جاتے تو آپ کاہے کو تشریف لاتے۔

سگریو

گانا (طرز:- کیا کوئی گا دے کیا سُنا دے)

ناکوئی میرا سنیہی یہاں ایک تم ہی دُنیا میں ہو پرتپال
یہ ہے شرمساری مجھے آپ بھاری تمھاری طرف سے مدام
نہ شرمندہ کیجے گناہ بخشدیجے ہیں چرنوں کا ہر دم غلام
ناکوئی میرا ....
تمھارے ہی دم سے و بخشش کرم سے ملی رنج و غم سے نجات
ہوئی مہربانی ملی زندگانی یہ ہے آپ کی ہی خیرات

نہ کوئی میرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہ گھر تھا نہ در تھا نہ زر تھا نہ پر تھا نہ سر تھا نہ دھڑ تھا نہ جان

اگر تھا تو ڈر تھا خطر تھا بشر تھا نہ کوئی میرا پاسبان

نہ کوئی میرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہ تھا کچھ ٹھکانہ تھا سارا زمانہ وا اپنا بیگانہ بیزار

تمہاری دیا سے میں چھوٹا بلا سے کیا میرا تم نے اُدھار

نہ کوئی میرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

مہاراج صرف آپ کی طرف سے ہی انتظار تھا۔ ورنہ یہ سیوک تو اُسی وقت تیر کمان لے کر جانے کے لئے تیار تھا۔ مجھے تو ایک ایک پل بھاری تھا۔ تاہم اس عرصہ میں بھی سیتا جی کی تلاش کا سلسلہ جاری تھا۔ مگر افسوس۔ کہ کوئی تسلی بخش نتیجہ ظہور میں نہ آیا۔ اور اسی سبب سے میں اتنے دن تک آپ کے حضور میں نہ آیا۔ اب آخری تجویز یہی سمجھ میں آئی۔ کہ اعلان جنگ کیا جائے اور اس پاپی کا ہر طرح سے قافیہ تنگ کیا جائے۔ اگر وہ سیدھی طرح مان جائے تو بہتر۔ ورنہ یک دم اپنی فوج چڑھا دیں گے۔ اور لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجا دینگے چنانچہ میں اپنا کل کام مکمل اور تمام اخراجات جنگ منظور کر آیا ہوں۔ اور ہنومان جی کو باز سرداروں کی طلبی کے لئے خاص طور پر مامور کر آیا ہوں۔

رامچندر جی۔ پیارے متر! مجھے آپ سے ایسی ہی اُمید تھی۔ اور لچھمن جی سے میری بار بار یہی تاکید تھی۔ کہ کوئی ایسی بات زبان پر نہ لائے۔ جو آپ کو کسی قسم کا رنج یا صدمہ پہنچائے۔ کیونکہ ان کی عادت مجھ پر اچھی طرح ظاہر ہے۔ کہ انکی طبیعت خود اپنے اختیار سے بھی باہر ہے۔ اسلیئے اگر انھوں نے آپ کی شان میں کچھ گستاخی کی ہو۔ تو اُس کا طبیعت پر خیال نہ لانا۔ اور اُن کو اپنا چھوٹا بھائی

سمجھ کر معاف فرمانا۔

سگریو (ہاتھ جوڑکر) بھگون! مجھے تو آپ کی قسمت پر رشک آتا ہے۔ جبکہ لچھمن جی جیسا بہادر دُور اندیش تجربہ کار جان نثار اور وفادار انسان آپ کا بھائی کہلاتا ہے۔ اِس عمر میں ہی ہر ایک بات میں وہ کمال ہے۔ کہ انپر کسی قسم کا حرف رکھنے کی کس کی مجال ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ان کی طبیعت ذرا تیز ہے۔ مگر میرے خیال میں تو انہیں ایسی ویسی بات کرنے سے سخت پرہیز ہے۔ کیونکہ جتنا عرصہ میرے ساتھ بات کرتے رہے۔ مانو منہ سے پھول ہی جھڑتے ہیں۔

ہنومان۔ (سگریوت مخاطب ہوکر) مہاراج! بہت سے بانر سردار مع اپنی سینا کے تشریف لا رہے ہیں۔ اور جو باقی ہیں۔ وہ بھی وقتاً فوقتاً آرہے ہیں۔ ان کی آمد کا سلسلہ اِس وقت تک بدستور جاری ہے۔ اور ہر ایک کی اپنی طاقت ہمت اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تیاری ہے۔

رامچندر جی۔ پیشتر اس کے کہ یہاں سے کوچ کیا جائے۔ بہتر ہے کہ پہلے اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے۔ میرے خیال میں مختلف سمتوں میں مختلف ہوشیار اور تجربہ کار جاسوس بھیجے جائیں۔ جو اس بات کا پختہ پتہ لائیں اگرچہ ہم سب کا لنکا کی نسبت گمان بھی ہے۔ اور واقعات کی بنا پر کچھ کچھ اطمینان بھی ہے مگر بغیر پختہ پتہ کے شاید ہمیں ناکامیاب آنا پڑے۔ اور خواہ مخواہ پریشانی اور نقصان اٹھانا پڑے کیونکہ قیاسیہ باتوں کا اعتبار ہمیشہ نقش بر آب ہوتا ہے۔ اور جلد بازی کا نتیجہ عموماً خراب ہوتا ہے۔

جاموَنت۔ واقعی یہ آپ کی دُور اندیشی اور پیش بندی ہے۔ کیونکہ بغیر نشانہ کے تیر چلانا کہاں کی عقلمندی ہے۔

سگریو۔ (کچھ سوچ کر اور ہنومان سے مخاطب ہوکر) دوسری سمتوں میں تو اور جاسوس بھیجدئے جائیں گے۔ مگر لنکا کے لئے خاص تم کو تعینات کرتا ہوں۔ اور انگد و جاموَنت

کو سمجھاتا کے لیے تمہارے ساتھ کرتا ہوں۔ کیونکہ تم اس فن میں خوب ہشیار ہو۔ اور لنکا کے ہر ایک گلی کوچے سے بھی اچھی طرح واقف کار ہو۔

رامچندر۔ آپ نے گویا میرے منہ کی بات چھین لی ہے۔ بیشک اگر ہنومان جی خود اسقدر تکلیف گوارا کریں۔ تو ہماری کامیابی یقینی ہے۔

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑکر) بھگون جسے آپ تکلیف کہہ رہے ہیں وہ میرے لیئے مین راحت ہے۔ مگر اس میں ایک بڑی بھاری قباحت ہے۔ کہ ماتا جی نے مجھے آج تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ مجھے کیسے پہچانیں گی۔ اور میری بات کا کیونکر یقین مانیں گی۔ مثل مشہور ہے۔ کہ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے اور ان کے ساتھ تو ابھی یہ حادثہ بیتا ہے۔ اس لیئے آپ اتنی مہربانی کیجیے۔ کہ مجھے اپنی کوئی خاص نشانی دیجیے۔ جس کی انہیں بخوبی پہچان ہو۔ تاکہ میری نسبت ان کا ہر طرح سے اطمینان ہو۔

رامچندر جی

گانا (بحر قوالی)

تسلی کے لیئے کافی ہے کہول داستاں میری
سنا دینا انہیں اک بار بپتا مہرباں میری
یہ ہے ایسی نشانی کہ نہ غم ہونے کا کھٹکا ہے
یہاں ہے بے زباں میری وہاں ہوگی زباں تیری
کیا جس دم ذرا بھی تذکرہ میری مصیبت کا
شکل ہے اب یہاں میری تو پھر ہوگی وہاں میری
بظاہر تو یہاں موجود ہے گرچہ جسم میرا
مگر اس جان جاناں کے تصور میں ہے جاں میری
ہمیشہ رات دن مجھ کو ذکر ان کا ہی رہتا ہے

بھلا دوں جو انہیں اتنی بھلا طاقت کہاں میری
سُنا جسوقت اُس نے نام میرا آپ کے مُنہ سے
تو آجائے گی فوراً سامنے شکلِ نہاں میری
نشاں تو مٹ گیا میں آپ کو کیا نشانی دوں
نہ جانے اور بربادی کرے کیا آسماں میری
ہجر میں پران پیاری کے بہت صدمے سہے میں نے
ہوئی جسونت سنگھ ابتک نہیں مشکل آسان میری

ہنومان

گانا

(بطرز قوالی)

یہ بالکل راستی پر ہے میرے بھگون گماں میرا
بتائیے کون واقف کار بیٹھا ہے وہاں میرا
اُٹھاؤں سب تکالیف اور پھر نا کامیاب آؤں
تو بہانا اور نہ جانا جائے گا سب رائگاں میرا
نہ وہ پہچانتیں مجھ کو نہ میری روشناسی ہے
نہیں معلوم ہے مطلق انہیں نام ونشاں میرا
تسلی دوں انہیں چاہے میں قسمیں لاکھ کھا جاؤں
لگی وہ ماننے ایسے بھلا کہنا کہاں میرا
مبادا ہو شبہ اُن کو کہ ہے یہ دوت راون کا
نہ آئے گا یقیں ہرگز انہیں سنکر بیاں میرا
اگر وہ اجنبی ہی جان کر کچھ شور کر بیٹھیں
تو زندہ لوٹ کر آنا نہیں ہے پھر آساں میرا
ملی ہے ایک ماہ تک واپسی کی کل تجھے مُہلت

مناسب اب نہیں ہے ٹھیرنا زیادہ یہاں میرا
یہ ہر پکار سے جسونت سنگھ کی خوش نصیبی ہے
جو ہووے آپ کے ارپن اگر کچھ بھی سماں میرا

ناٹک

مہاراج! اگرچہ آپ کو کسی قسم کا مشورہ دینا سورج کو چراغ دکھانے والی مثال ہے۔ اور میرے جیسے محدود عقل کی آپ کے سامنے چون وچرا کرنے کی کیا مجال ہے۔ تاہم ہر ایک نشیب و فراز کو جتا دینا میرا فرض ہو۔ اسلئے ہاتھ جوڑکر آپ کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ آپ میری پرارتھنا پر غور کیجئے اور جو کچھ نشانی دینی ہو وہ فی الفور دیجئے۔ کیونکہ میں نے ایک ماہ کے اندر واپس آنا ہے۔ جو اتنے دور دراز سفر کے لئے بہت تھوڑا زمانہ ہے۔

سگریو۔ واقعی ہنومان جی کا یہ سوال ذرا غور طلب ہے۔ اور جو جو دقتیں انہوں نے بیان کیں۔ ان کے سامنے آنے کا بھی کیا عجب ہے۔ بالفرض اگر وہاں یہی سوال درپیش ہوگیا۔ تو ان کی جان کو تو کلیش ہوگیا پھر یہی نہیں کہ یہ آپ کی کوئی نشانی نہیں دکھا سکیں گے۔ بلکہ آسانی سے یہاں واپس بھی نہیں آسکیں گے۔

رامچندرجی

گانا (بحر طویل)

اَئے پون ست دلاور ہنومان جی آپ امداد اتنی ہماری کریں
لیجیے یہ انگوٹھی نشانی میری آپ چلنے کی جلد تیاری کریں
لَئے پون ست ....
یہ اسمبھو سے اب جانکی جی کہی جو کہو آپ بے اعتباری کریں

ملہ ناممکن ۱۲

یہ کھڑا ہے بوان آپ کے سامنے آپ جلدی سے اسے سواری کریں
اے پون ست ....

لیجئے ساتھ سامان اپنا سبھی اور قبضہ میں خنجر کٹاری کریں
سیدھے لنکا میں جانا ضروری نہیں بس یہیں سے تلاش آپ جاری کریں
اے پون ست ....

جانکی جی کو کہنا میری اور سے کہ وہ ہرگز نہ اب آہ و زاری کریں
اب مصیبت کا ہونے کو ہے خاتمہ چند دن تک ذرا انتظاری کریں
اے پون ست ....

یہ ضروری ہے کہ اس کٹھن کام میں آپ اپنی سی خوب ہوشیاری کریں
داس جیونت سنگھ کی بھی ہے یہ دعا جاؤ جگدیش رکھشا تمھاری کریں
اے پون ست ....

ہنومان

گانا

(بحر طویل)

ساتھ میرے ہے آشیرباد آپ کا تو میں لنکا کو جڑ سے ہلا کے ہٹوں
جھلس دوں پھونک دوں آن کی آن میں خاک مٹی میں اسکو ملا کے ہٹوں
ساتھ میرے ....

جو حکم ہو تو راون کو کنبہ سہت میں لگا آگ زندہ جلا کے ہٹوں
جو کہو تو پکڑ لاؤں زندہ یہاں یا وہیں پر ہی اس کو سُلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ....

جو مددگار ہو اس جہاں وحشت کا عزت مرگ اسکو بلا کے ہٹوں
ایک ہی وار سے اس مددگار کو میں حمایت کا بدلہ دلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ....

سامنے آگیا میرے کوئی اگر خون کے ساتھ اسکو نہلا کے ہٹوں
کی کسی نے میرے ساتھ محبت اگر تو وہیں پہ کوئی گل کھلا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔۔۔۔۔۔۔۔
چھان ماروں گا آکاش پاتال تک ساری تدبیر اپنی چلا کے ہٹوں
جان میں جان جب تک ہے جسونت سنگھ میں پتہ جانکی جی کا لا کے ہٹوں
ساتھ میرے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مصنّف

گانا

(بطرز ایضاً)

لے انگوٹھی پون سُت شری رام کی کر نمستے وہاں سے وداع ہو گئے
جاموَنت اور انگد کو ہمراہ لیکے ایک دوجے کی پشت پناہ ہو گئے
ہو بغلگیر دے دھیر رگھو بیر کو تیر ترکش سے سج خوشنما ہو گئے
جو اٹھائی نظر یہ گئے وہ گئے آن کی آن میں لاپتہ ہو گئے
کر روانہ ہنومان جی کو سبھی جن وداع سوئے آرامگاہ ہو گئے
نامناسب سمجھ کر وہاں ٹھیرنا کر نمسکار ہم بھی ہوا ہو گئے
پھر ملیں گے اگر زندگانی رہی تین حصے فرض کے ادا ہو گئے
آپ کی چرن سیوا سے جسونت سنگھ کچھ دنوں کیلئے اب جدا ہو گئے
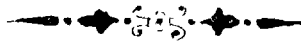
تیسرا حصہ ختم ہوا

(۳) ہنومان جاموونت اور انگد کا سمندر کنارے بیٹھے ہوئے نظر آنا

جاموونت۔ جن جن مقامات کا سگریو نے پتہ دیا تھا۔ اُن سب کا کھوج نکالا بلکہ اُن کے علاوہ اور بھی بہت سی جگہ دیکھا بھالا۔ مگر افسوس کہ پھر بھی اپنا کام نہ نکلا۔ اور اتنی محنت و کوشش کا کوئی تسلی بخش پیغام نہ نکلا۔ بھائی ہم تو اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور آخر یہیں کے ہو بیٹھے۔ کسکندھا میں گئے تو سگریو کی تلوار یہاں رہے تو کسی درندے کا شکار۔ موت تو ہمارے لئے بہر صورت ہے پھر سامنے جاکر ندامت اُٹھانے کی بھی کیا ضرورت ہے اس سے تو یہی بہتر ہے کہ یہیں اپنی جان دیدیں۔ یا سمندر میں کود کر ہی پران دیدیں۔

انگد۔ ہم سے تو جٹایو ہی خوش نصیب تھا۔ جو اپنی رفاقت نبھا گیا۔ اور ان ہر روز کے جھنجٹوں سے چھٹکارا بھی پا گیا ادھر ڈھونڈتے ڈھونڈتے پاؤں میں چھالے

پاٹے ادھر ہی جان کے لالے پڑ گئے۔ میرا تو جہاں تک خیال ہے ہمیں اپنے مقصد کی کامیابی نت محال ہے۔

ہنومان۔ افسوس کہ آپ ذرا سی تکلیف سے چکرا گئے۔ اور اس معمولی سے سفر میں اس قدر گھبرا گئے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ آپ کو سفر کی وجہ سے تکلیف تو ضرور ہے۔ مگر ابھی تو لنکا بہت دُور ہے۔ ادھر اُدھر معمولی سی تلاش کر کے کامیابی کی اُمید رکھنا محض بے سود ہے۔ دراصل تو لنکا ہی ہمارا منزل مقصود ہے۔ ہاں اگر آپ کی یہی ہمت اور استقلال ہے۔ تو اس حالت میں ہمارے لئے کامیابی کا منہ دیکھنا ایک طفلانہ خیال ہے۔ آپ مہاتما جٹایو کی خوش نصیبی پر مائل ہیں۔ مگر ہم تو اُن کی ہمت اور استقلال کے قائل ہیں۔ کہ جس نے اپنے نام پر بے وفائی کا دھبہ نہ آنے دیا۔ اور اپنے جیتے جی سیتا کو ہرگز نہ لے جانے دیا۔ ورنہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اُن کی عمر اب اس لائق نہ تھی۔ کہ وہ راون جیسے قوی ہیکل سے زور آزمائی کرتے۔ اور بالکل نہتّا ہوتے ہوئے بھی اُس سے ہاتھا پائی کرتے مگر واہ رے بہادر جٹایو۔ یہ استقلال اور یہ بڑھاپا!!

ایک اجنبی۔ بھائی! یہ تمھاری کونسی ساوھارن بات ہے۔ یا جٹایو سے تمھاری کچھ ملاقات ہے؟

جاموَنت۔ (ہنومان کے کان میں چپکے سے) اس کو ایکا ایکی بھید بتانا ٹھیک نہیں ممکن ہے کہ یہ راون کا ہی کوئی دوست ہو؟

ہنومان۔ (اسی بڈھے اجنبی سے) مہاتمن! آپ کا کیا نام ہے۔ اور جٹایو کا حال دریافت کرنے سے آپ کا کیا پریوجن ہے؟

وہی اجنبی۔ بیٹا! میرا نام سمپاتی ہے اور مجھے تمھاری باتوں سے انسانیت اور شرافت کی بو آتی ہے۔ چونکہ تم نے اپنی دوران گفتگو میں کئی بار میرے عزیز بھائی جٹایو کا نام لیا جس نے قدرتی طور پر میرے لئے امرت کا کام دیا۔ کچھ عرصہ سے اُن کا پنج وٹی میں نواس تھا۔ اور سنا ہے۔ کہ رامچندرجی کا اور اُن کا آشرم پاس ہی

پاس تہا۔ مگر اب بہت دنوں سے نہ تو اُنہوں نے شکل دکھائی۔ اور نہ کوئی خیریت کی خبر ہی پہنچائی ہے۔ کیا کروں۔ میری بڑھاپا پلے پڑ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں تک آنے میں اس قدر سانس چڑھ رہا ہے۔ اگر آپ کو میرے بھائی کا کچھ حال معلوم ہو تو بتا دیجئے۔ یا اُس کی جائے قیام کا ہی پتہ دیجئے۔

ہنومان۔ مہاتما جی! کیا کہوں۔ نہ کچھ کہا ہی جاتا ہے! اور نہ خاموش ہی رہا جاتا ہے۔ افسوس کہ آپ کا ایک بازو ٹوٹ گیا۔ اور آپ کے بھائی کا ہمیشہ کے لئے آپ سے سمبندھ چھوٹ گیا۔

سمپاتی۔ (سہم کر) ہیں ہیں! یہ کیا کہا آپ کی بات سُن کر تو میرا دم ٹھکانے نہیں رہا یہ منحوس خبر سُن کر میرا کلیجہ پاش پاش ہو گیا۔ کیا سچ مچ میرا بھائی جٹایو سرگباش ہو گیا۔ ہائے ہائے یہ تو بڑا غضب ہوا۔ آخر اس کی موت کا کیا سبب ہوا؟

ہنومان۔ مہاراج! شاید آپ کو معلوم ہو۔ کہ مہاتما جٹایو کے پرم متر مہاراجہ دسرتھ کے دونوں سُپتر شری رامچندر جی و لکشمن جی مع سیتا جی کے چودہ سال کے لئے بن یاترا کو آئے تھے۔ اور اُنہوں نے کچھ عرصہ سے پنج وٹی میں ڈیرے لگائے تھے۔ ایک روز دُشٹ راون اُنہیں دھوکہ دے گیا۔ اور دونوں بھائیوں کی عدم موجودگی میں سیتا جی کو چرا کرلے گیا۔ جب وہ سیتا جی کو اٹھائے لئے جا رہا تھا۔ تو اتفاقاً جٹایو بھی سامنے سے آرہے تھے۔ اُنہوں نے ہر چند اس کمبخت کو سمجھایا۔ مگر وہ بجائے سمجھنے کے اُلٹا مرنے مارنے کو آیا۔ دونوں دیر تک لڑتے رہے۔ اور اپنے اپنے داؤ پیچ کرتے رہے۔ مگر کہاں راون اور کہاں جٹایو۔ وہ ہٹا کٹا جوان اور ان کی برد ھ آیو۔ آخر وہ جٹایو کا کام تمام کرکے ہمیشہ کے لئے زمین پر سُلا گیا اور خود سیتا جی کو لے کر نہ معلوم کدھر چلا گیا۔ چنانچہ اُن ہی کی تلاش میں ہم بھی بھاگے بھاگے پھر رہے ہیں۔ اور اپنا گھر بار تیاگے پھر رہے ہیں۔ مگر نہ تو اُن کا کہیں پتہ چلتا ہے۔ اور نہ آگے کو کسی جگہ کھوج ہی چلتا ہے +

سمپاتی

گانا (راگنی سوہنی)

یہ خبر سُنکر دگرگوں حال میرا ہو گیا
پھٹ گیا سینہ جگر آنکھوں اندھیرا ہو گیا

موت سے بڑھکر ہی تیری موت میری واسطے
بیٹھے بیٹھے جان کو یہ کیا بکھیڑا ہو گیا

ہائے ہائے مل گیا میرا بڑھاپا خاک میں
اس عمر میں آن کر منجدھار بیڑا ہو گیا

کام نیکی کا کیا اور یہ تجھے بدلہ ملا
آہ! دم بھر میں تیرا پرلوک ڈیرا ہو گیا

زندگی کے دن میری اب اس طرح ہونگے بسر
روتے روتے دن چھپا اور پھر سویرا ہو گیا

ہائے ایشور اس اوستھا میں مجھے کیا دُکھ دیا
کونسا مجھ سے بھلا اپرادھ تیرا ہو گیا

ناٹک

آہ بھائی! یہ کونسے جنم کا پاپ آگے آیا۔ جو آخری وقت میں تم سے ملنے بھی نہ پایا۔ تم خود تو اپنا فرض نبھا گئے۔ مگر میرا بڑھاپا تو مٹی میں ملا گئے۔ او بدبخت راون مہاں انیائی تجھے نہ سوجھے اور برودھ جٹایو پر وار کرتے ہوئے غیرت نہ آئی۔ نِسندیہ تجھے اب تیرے اتیاچاروں کی سزا ملنے والی ہے۔ اور تیری جان بھی عنقریب ہی جٹایو کی طرح نکلنے والی ہے۔

ہنومان۔ (روتے ہوئے سمپاتی کو تھام کر) مہاتمن صبر کرو۔ بلاشک اب اسکی موت نزدیک آرہی ہے۔ جو اس کی طبیعت میں اسقدر شرارت سما رہی ہے۔

سمپاتی۔ (کسیقدر سنبھل کر) دل تو چاہتا ہے کہ اس نیچ سے بھائی کا بدلہ لیکر چھوڑوں۔ اور اُس کا ایک ایک انگ اپنے ہاتھوں سے توڑوں۔ مگر کیا کروں۔ بڑھاپے کی وجہ سے کام خراب ہو رہا ہے۔ اور اب تو ایک ایک سانس کا حساب ہو رہا ہے۔

ہنومان۔ بھائی کا بدلہ لینے کے لئے آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں

آپ یقین رکھئے۔ کہ اب راون کے زندہ بچنے کی کوئی بھی صورت نہیں۔ رامچندر جی کو صرف ہمارا انتظار ہے۔ پھر راون کا سر ہے۔ اور ان کی تلوار ہے۔ ہاں اگر ہو سکے تو اتنی مہربانی کیجیے۔ کہ اگر سیتا جی کا کچھ پتہ سُراغ آپ کو معلوم ہو تو بتا دیجیے ہم نے اپنی طرف سے بہتیرا سُراغ نکالا۔ اور جن جن مقامات پر راون کی آمدورفت بتلائی جاتی ہے۔ اچھی طرح دیکھا بھالا۔ مگر جس کے لئے اس قدر تکلیف اٹھائی اُس کے سُراغ کی کہیں بُو تک بھی نہ پائی۔

سمپاتی۔ یہ تمہاری بھول ہے۔ اور ان مقامات پر تلاش کرنا بالکل فضول ہے۔ اگر اپنی کامیابی چاہتے ہو۔ تو جلدی لنکا میں جاؤ۔ اور ادھر اُدھر اپنا وقت نہ گنواؤ۔ مجھے پوری اُمید ہے۔ کہ سیتا جی خاص لنکا ہی میں قید ہے۔

ہنومان۔ (جاموَنت سے مخاطب ہو کر) اگرچہ ہم کو ایک دوسرے سے بڑھ کر اضطراب ہے۔ مگر ہم سب کا لنکا میں جانا ہمارے لئے موجب خرابی اور باعث ناکامیابی ہے۔ اس لئے آپ مع راجکمار انگد کے اسی جگہ آرام کیجیے۔ اور مجھے لنکا میں جانے کی اجازت دیجیے۔

جاموَنت۔ بہت اچھا۔ اگر آپ کا یونہی ارادہ ہے۔ تو اب دیر کرنی بے فائدہ ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے جلدی واپس آنا۔ اور زیادہ انتظار نہ دکھانا۔

بائیسواں نظارہ

اشوک باٹکا

ایک مسلح سپاہی باغ کے پھاٹک پر پہرہ دے رہا ہے

سپاہی۔ (للکار کر) ہاٹ ہو کس دلیر! کیا تجھے اپنی جان عزیز نہیں؟

ہنومان۔ بھائی جس کام کے لئے میں آیا ہوں۔ اس کے مقابلہ میں جان کوئی بھی چیز نہیں۔

سپاہی۔ او احمق! تو کہیں خفقان کا تو مریض نہیں؟

ہنومان۔ ارے بھلے مانس! تجھے تو بولنے کی بھی تمیز نہیں۔

سپاہی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو آج مجھ سے موت کا نرخ پوچھنے آیا ہے؟

ہنومان۔ بھائی میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں۔ کہ جب سے میں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ تب سے زندگی اور موت کے سوال کو بالکل ہی بھلا دیا ہے۔

سپاہی۔ آخر مجھے بھی تو معلوم ہو۔ کہ وہ کونسا کام ہے؟

ہنومان۔ میں نے صرف سیتا جی سے ملنا ہے۔ اور یہی میرا یہاں آنے کا پرینام ہے۔

سپاہی۔ (جھنجھلا کر) بہت ٹھیک۔ تیرے نزدیک تو یہ معمولی سا کام ہے مگر میرے لئے تو موت کا پیغام ہے۔

ہنومان۔ بھلا تمہاری موت کیونکر آ گئی۔ یہ تمہارا خیالِ خام ہے۔

سپاہی۔ (بگڑ کر) ارے احمق! جب تو نے سیتا جی سے بات چیت کر لی تو میری

موت میں کیا کلام ہے مجھے کیا معلوم۔ کہ مہاراج لنکا پتی کا اسکے متعلق کیا حکم احکام ہے؟

ہنومان۔ (لاپرواہی سے باغ کی طرف قدم بڑھا کر) چاہے کچھ ہی ہو۔ مگر واپس لوٹ کر جانا تو میرے لئے بھی حرام ہے۔

سپاہی۔ (دھکا دیکر) اس طرح منہ اٹھائے جاتا ہے۔ جیسے باوا جی کا راج ہے۔

ہنومان۔ (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مارکر) بس یہیں پڑا رہ۔ تیرا یہی آخری علاج ہے۔

(۲) جستجو

ہنومان۔ (دل ہی دل میں) رات بہت گذر چکی۔ صبح ہونے میں صرف چند گھنٹے باقی رہ گئے۔ تمام باغ کا کونہ کونہ چھان مارا۔ مکانات ڈھونڈ لئے یہانتک کہ درختوں کے پتوں تک کو بھی الٹ پلٹ کر دیا۔ مگر افسوس کہ سب محنت رائگاں گئی۔ یہ بھی ٹھیک معلوم نہیں۔ کہ سیتا جی زندہ بھی ہیں۔ یا نہیں۔ ممکن ہے کہ راون نے انہیں اپنے قابو میں آتے نہ دیکھ کر ویسے ہی کام تمام کر دیا ہو۔ یا سیتا جی نے راون کی دست درازیوں سے تنگ آکر خود ہی اپنا خاتمہ کر دیا ہو۔ حیران ہوں کہ اب کیا کروں۔ کہاں جاؤں۔ کدھر ڈھونڈوں۔ دن نکلنے سے پہلے تو مجھے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ کیونکہ صبح ہوتے ہی مقتول سپاہی کی لاش کو دیکھ کر چاروں طرف شور مچ جائیگا۔ اور تو یہاں سے شائد ہی زندہ جانے پائیگا (آسمان کیطرف دیکھکر) مگر ابھی تو رات بہت باقی ہے۔ یہاں کھڑے کھڑے سوچنے سے تو کچھ فائدہ نہیں ابھی اس باغ کا بہت سا حصہ دیکھنا باقی ہے (ایک طرف کو دیکھ کر) ہیں یہ درختوں کا جھنڈ سا کیسا ہے۔ چل کر دیکھنا چاہیئے۔ شائد یہیں سے کچھ پتہ چلے (قریب جاکر) آہا! کیسا سندر اور نرمل جل ہے (اچھل کر) دیکھ لیا۔ ڈھونڈ لیا۔ پا لیا۔ بجائے ادھر ادھر فضول ٹکریں مارنے کے بہتر ہے۔ کہ اسی جگہ ڈیرہ لگا دوں۔ کیونکہ دھرم اور کرم کی جاننے والی سیتا اگر زندہ ہے۔ تو اس استھان پہ سندھیا کرنے کے لئے ضرور آئیگی اور یہاں تیری مراد پوری ہو جائے گی +

سیتاجی

گانا (تلنگ بطرز۔ (مسلمان ہونے کوائے قبلہ)

کب سے بیٹھی ہوں یہاں چاک گریباں ہوکر
آجتک لی نہ خبر تم نے مہرباں ہوکر

ہائے جگدیش مجھے تم بھی بھلا بیٹھے ہو
کونسا پاپ کیا آپ سے پنہاں ہوکر

جان بھی میری نکلنے میں نہیں آتی ہے
پلٹ جاتے ہیں میری موت کے ساماں ہوکر

پران پت میری خطا معاف کرو میں ہاری
میں چھپا مانگتی ہوں نالاں وگریاں ہوکر

ورنہ اب موت ہی چھٹکارا دلائیگی مجھے
ٹھان بیٹھی ہوں یہ مایوس وحیراں ہوکر

میرے مرنے کا کوئی رنج نہ کرنا ھرگز
الوداع کہنا مجھے خنداں وشاداں ہوکر

آپ کا دوش نہیں میں ہی اس لائق تھی
قید تنہائی میں جلتی جو شمعداں ہوکر

ناٹک

پرماتمن! اب تو میرے پاپوں کا بہت کچھ پرائشچت ہوچکا۔ جس پرکار کا میرے ساتھ انرتھ ہورہا ہے۔ اس کو سہن کرنے میں یہ شریر بالکل اسمرتھ ہو رہا ہی۔ جس کی شکل تک دیکھنے کی روادار نہ تھی۔ اس کے ناقابل برداشت طعنے سُن سُن کر لہو کے گھونٹ پی رہی ہوں۔ اوراس بے شرمی کی زندگی جی رہی ہوں ادنیٰ سے ادنیٰ عورتیں ہر وقت مجھ پر پھبکتی رہتی ہیں۔ اور جو منہ میں آتا ہی سو بکتی رہتی ہیں۔ ادھر راون نے اپنی بکواس کو کم کیا تو ادھر ان بدذات راکششنیوں نے میرا ناک میں دم کیا۔ سرشام سے بکتے بکتے اب مشکل سے اِن کو موت نصیب ہوئی۔ تو اس کمبخت کے آنے کی گھڑی قریب ہوئی۔ آرام تو گیا چولھے میں مجھ کو تو اتنا وقت بھی نہیں ملتا۔ کہ کسی جگہ اکیلی بیٹھ کر چار آنسو ہی بہالوں۔ اوراس طرح سے ہی اپنے دل کی بھڑاس نکالوں۔ ہے ناتھ! دیا کرو۔ مجھ اناتھ پر دیا کرو۔

ہنومان۔ (چونک کر) ہیں ہیں! یہ آواز کدھر سے آرہی ہے۔ ایک ایک لفظ

کی طرز ادا صاف بتا رہی ہے۔ کہ کوئی دُکھیا اپنی مصیبت کو یاد کرکے کراہ رہی ہے (خوش ہوکر) پرماتمن! تو بڑا بے نیاز ہے۔ میرا دل اندر سے گواہی دیتا ہے کہ بس سندیہ یہ سیتا جی کی آواز ہے (جلدی سے قدم اٹھاتا ہوا) بس اب اسی طرف کو جاتا ہوں۔ اور اپنا رہا سہا شک بھی مٹاتا ہوں۔

(ہنومان کا درختوں کے ایک جھنڈ میں جاکر چھپ جانا)

وِکٹا۔ اری دُرمکھی! انگوڑی تجھے تو ایسی نیند آئی ہے۔ گویا مردوں سے شرط لگائی ہے۔

دُرمکھی۔ (مچل کر) اوں۔ اوں۔ میں نہیں کھاتی۔

وِکٹا۔ اری کھانے کو میرے پاس کیا قلاقند رکھا ہے۔

دُرمکھی۔ (کروٹ بدل کر) بس بس رہنے دو۔ میں نے اس کا مزا بہت دفعہ چکھا ہے۔

وِکٹا۔ (زور سے شانہ ہلاکر) اری نربھاگ! مہاراج کے آنے کا وقت ہوگیا اب تو جاگ۔

دُرمکھی۔ (انگڑائی اور جمائی لیتی ہوئی آنکھیں مل کر) تو پھر کیا کروں۔ اُس کمبخت کو کبھی موت بھی آئے گی؟

وِکٹا۔ (دھپّہ لگاکر) ہات تیرا ستیاناس۔ اری بدذات تو خود تو مرے گی مگر ساتھ میری بھی کھال اُتروائے گی۔

ترجٹا۔ اری دُرمکھی! تو کیا شور مچا رہی ہے۔ تجھے نظر نہیں آتا کہ سامنے مہاراج کی سواری آ رہی ہے۔

دُرمکھی۔ اجی ہاں۔ میں بھی مہاراج کے ہی گن گا رہی تھی۔ شور شرابہ تو کچھ نہیں تھا۔ صرف وِکٹا کو جگا رہی تھی۔

راوی۔ واہ واخوب سوجھی۔

راون کا ایک خاصے جھمگٹ کے ساتھ باغ میں داخل ہونا۔ اور سیتا جی کا اپنے بدن کو ساڑھی سے سمیٹ کر ایک درخت کے سہارے بیٹھ جانا

راون۔ (سیتا سے مخاطب ہوکر) سیتا! مجھے اُمید ہے۔ کہ تم نے اپنے نشیب و فراز کو سوچ کر کوئی نیک نتیجہ نکالا ہوگا۔

سیتا۔ او ادھرمی! نہ معلوم تیرا یہاں سے کب مُنہ کالا ہوگا۔

راون۔ پیاری! پرمیشور کے واسطے میرے حال پر رحم کر۔

سیتا۔ او ظالم! پرمیشور سے ڈر۔ اور اپنی سختیوں کو کم کر۔

راون۔ آخر تو کب تک اپنی ضد نبھائے گی۔

سیتا۔ جب تک یہ جان جسم سے نہ نکل جائے گی۔

راون جس طرف تیرا خیال ہو اسکے تو فرشتے بھی یہاں پہ قدم نہیں دھر سکتے۔

سیتا۔ اگر یہاں قدم نہیں دھر سکتے۔ تو سورگ کا راستہ تو آپ بند نہیں کر سکتے۔

راون۔ مجھے تو تمہارے حال پر رحم آتا ہے۔ ذرا اپنے انجام کو اچھی طرح وچارو۔

سیتا۔ بجائے میرے حال پہ رحم کرنے کے بہتر ہے کہ اپنی حالت کو سدھارو۔

راون۔ آخر مجھے سختی سے ہی کام لینا پڑیگا۔ نرمی سے تیرا جنون نہیں نکل سکتا۔

سیتا۔ تیری تو طاقت ہی کیا ہے۔ پرمیشور بھی میرے اس خیال کو نہیں بدل سکتا۔

راون ؎ ہوا ہوں مغید تمھارا دل سے خودی کو اپنے بھُلا بھُلا کر
ذرا رحم کر او سنگدل تو نہ مار مجھ کو جلا جلا کر

سیتا ؎ کھڑی سر ہانے اجل یہ کہتی ہے شانہ تیرا ہلا ہلا کر
نہ پائے گا سُکھ کبھی تو ہرگز کسی کے جی کو جلا جلا کر

راون ؎ نہیں تو سمجھی کہ کون ہوں میں ڈرانی مٹوے بہا بہا کر
کھڑی ہیں تجھ سی بہت سی آگے سروں کو اپنے جُھکا جُھکا کر

سیتا ؎ ارے او ظالم نہ اینٹھ اتنا کسی کو ناحق ستا ستا کر
یہ تیرے بل سب نکالدیگا چرخ چرخ پر چڑھا چڑھا کر

راون ؎ یہ دیکھ خنجر سمجھ جا اب بھی کہوں ہیں تجھ کو سُنا سُنا کر

(رر) یہیں درندوں کو ڈال دوں گا میں تیرے ٹکڑے بنا بنا کر

سیتا ۔ مٹائے اپنا بھرم خوشی سے تو زور اپنا لگا لگا کر
ارے او بزدل بھلا تو کس کو ڈراتا خنجر دکھا دکھا کر

راون۔ سیتا! تو پھول ہے۔ مگر تجھ میں بو نہیں۔

سیتا۔ تو ودوان ہے۔ مگر تجھ میں انسانیت کی خو نہیں۔

راون۔ تیرے پہلو میں دل نہیں۔ بلکہ ایک پتھر کا ٹکڑا ہے۔

سیتا۔ ہاں ہاں۔ وہ پتھر کا ٹکڑا بہتر ہے۔ تیرے جیسے ہزار ناپاک دلوں سے جن میں ایک ایک خون کے قطرے کی جگہ منوں زہر بھرا ہوا ہے۔ یہ پتھر کا ٹکڑا مبارک ہے۔ اُس دل سے جس کی غیرت کا مادہ بالکل مرا ہوا ہے۔ کاش کہ تیری پہلو میں بھی بجائے اس بھرشٹ دل کے ایک پتھر کا ٹکڑا ہی رکھا جاتا۔ تاکہ تو باوجود اس قدر ودوان ہونے کے بھی گدھا نہ کہلاتا۔

راون۔ (کڑک کر) بس بس او بدلگام! ذرا اپنی زبان کو تھام۔

سیتا۔ میں نے اپنی زبان کو بہت سنبھالا۔ اور آج تک کوئی لفظ اپنے مُنہ سے نہ نکالا۔ جو کچھ تو نے کہا۔ وہ میں نے ٹھنڈے دل سے سہا۔ جو کچھ تو نے کیا وہ میں نے شربت کے گھونٹ کی طرح پیا۔ مگر کہاں تک اور کب تک۔ آخر برداشت کی بھی تو حد ہوتی ہے۔ جب یہ تیری خرمستی کسی طرح بھی نہ دُور ہوئی۔ تو تنگ آکر میں ایسی گفتگو کرنے پر مجبور ہوئی۔ جسے میں خود بھی معیوب سمجھتی ہوں مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی خوب سمجھتی ہوں۔ کہ عاجزی اور انکساری سے تیرا دل نہیں پگھل سکتا۔ اور نرمی سے یہ تیرا بھوت نہیں نکل سکتا۔ کیونکہ جہاں تو چڑھ اور اُچکا ہے۔ وہاں بے شرم بھی پکا ہے۔ تیرے جیسے کپٹی کامی بے غیرت حرامی اور نربج اسامی کے ساتھ جب تک سخت کلامی کا برتاؤ نہ کیا جائیگا۔ اور تیرا پتھا یوگیہ آدر بھاؤ نہ کیا جائے گا۔ تب تک تجھ سے کسی بھلائی کی اُمید رکھنا نہ صرف محال ہے۔ بلکہ ایک طفلانہ خیال ہے۔

راون

گانا

(بحر طویل)

دوہا

سیتا اب بھی مان لے ہٹھ یہ تیری فضول
اب تو میری قید سے چھوٹ کر جائے نہ مول

اری سیتا تو اب بھی کہا مان لے اپنی ہٹھ سے کبھی باز آوں نہیں
میں نے دیکھی ہیں تجھ سی بہت سی چتر تیرے رونے کو خاطر میں لاؤں نہیں
کن فقیروں کے پیچھے تو مرتی پھرے بن کے پٹ رانی تو عیش کیوں نہ کرے
رامچندر جو سو بار سب جنمے مرے! تو بھی صورت میں تیری دکھاؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ......

سیتا

گانا

(بحر طویل)

دوہا

راون کیوں بک بک کر کے گندی کرے زبان
کامی کپٹی کائیر رے بزدل بے ایمان

راون ہٹ جا میرے سامنے سے ذرا مجھ کو صورت تو اپنی دکھاوے متی
تیری سن لی ہیں باتیں نرم اور گرم میرے دلکو تو زیادہ دکھائے متی
اب تو آنکھوں میں صورت بسی رام کی میں روا دار تک نہ تیرے نام کی
مجھ کو پرواہ نہیں دکھ و آرام کی یہاں لالچ کے پھندے پھیلاوے متی
راون ہٹ جا......

راون

رامچندر جو کچھ ہوتا لائق اگر — راج کرتا ہی نہ اپنے گھر بیٹھ کر
کیوں جلا وطن ہو ڈولتا دربدر — اُس گداگر کا میں خوف کھاؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ....

سیتا

جس گھڑی رام نے کی چڑھائی ادھر — خاک کر دیں گے لنکا تیری پھونک کر
تیرا گلیوں میں رُلتا پھرے گا یہ سر — سر طرف آسمان کی اُٹھاوے مت
راون ہٹ جا ....

راون

تیری خاطر رمائی بھی سر میں بھسم — چھوڑ کر لوک لاج اور کل کی رسم
مجھے تیری قسم تیرے سر کی قسم — سب تجھے رانی جو اپنی بناؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ....

سیتا

چل نکل دُور ہو میرے آگے سے ہٹ — ورنہ دوں گی ابھی تیری کایا پلٹ
او ادھرمی او پاپی بے ایمان شٹھ — ہاتھ میرے جسم کو لگاوے مت
راون ہٹ جا ....

راون

ورنہ ٹکڑے بنا دوں گا تلوار سے — سر کٹے گا تیرا ایک ہی وار سے
باز آجا تو اب بھی اِس اصرار سے — رام کے پاس میں بھی پہنچاؤں نہیں
اری سیتا تو اب بھی ....

سیتا

سب مجھے طعنے دے مجھے ستاتا ہے کیا — موت کا بھے مجھے تو دکھاتا ہے کیا

لیکر تلوار چڑھ چڑھ کے آتا ہو کیا موت اپنی کو ناحق بلاوے مَتی

راون ہٹ جا ----------

راون

میری طاقت تجھے ساری معلوم ہے کُل زمانے میں جسکی پڑی دھوم ہے
رامچندر ابھی کل کا معصوم ہے ایسے بچوں کو تو میں پڑھاؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ----------

سیتا

جو تجھے اپنے بل کا بندھا ہے بھرم تو سوئمبر سے بھاگا تھا کیوں نوک دُم
ڈوب مر چلّو پانی میں او بے شرم ذرا شیخی کے چلے چڑھاوے مَتی

راون ہٹ جا ----------

راون

میں نے جتنی بھی تیری خوشامد کری اور تو اُلٹا سر پر ہی چڑھتی گئی
بس سمجھ لے قضا تیرے سر پر کھڑی تجھے مارے بنا یاں سے جاؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ----------

سیتا

کیوں ستاتا ہے آ کر مجھے ہر گھڑی میں نے سُن لی جو بکواس تو نے کری
تیری جل جائے ظالم زباں بِش بھری بے حیائی کے فقرے سُناوے مَتی

راون ہٹ جا ----------

راون

جا نہیں سکتی زندہ تو یاں سے کہیں اب بنے گی چتا تیری آخر یہیں
نام جسونت سنگھ میرا راون نہیں جو میں سیتا کے ٹکڑے بناؤں نہیں

اری سیتا تو اب بھی ----------

سیتا

اپنے من میں تو یہ نشچے ہی جان لے
رام پہنچے لڑائی کا سامان لے
اب بھی **جسونت سنگھ** کا کہا مان لے
شیر سوئے ہوئے کو جگا دے مت

راون ہٹ جا

ناٹک

راون۔ سیتا! تو سودائی نہ بن۔
سیتا۔ تو راجہ ہو کر اس قدر انیائی نہ بن۔
راون۔ میرے انصاف کی تو تمام زمانہ میں دھاک ہے۔
سیتا۔ یوں کہو کہ ظلم اور ستم کا بازار گرم ہے۔ انصاف کیا خاک ہے۔
راون۔ (دل ہی دل میں) میں حیران ہوں۔ کہ آج میرا خنجر کیوں بیکار ہو رہا ہے جبکہ میری شان میں ایسے گستاخانہ لفظوں کا اظہار ہو رہا ہے۔ ایک معمولی عورت اور اس کی یہ حماقت؟ ادھر میں اور یہ ضبط کی طاقت؟ میرا خنجر تو جس طرف جھکا۔ پھر اس کی جان لئے بغیر نہ رکا۔ مگر آج میرا ہاتھ تلوار کے دستے پر پہنچتے ہی نہ معلوم کیا بھانپ جاتا۔ جو میرا دل خود بخود کانپ جاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا سینے پر سے سانپ جاتا ہے۔ عورت تو عورت اچھے اچھے دلاور مردوں کو بھی جرات نہ ہو سکی۔ اور کسی کی زبان میں اس قدر سرعت نہ ہو سکی۔ اس وقت بھی میرے محلوں میں عورتوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ اور یہ بھی مجھ کو اچھی طرح یاد ہے۔ کہ ان میں سے سوائے معدودے چند کے سب کی سب اسی طرح آئی ہیں نہ کہ میں نے سہرے باندھ کر بیاہی ہیں۔ کسی کو لالچ دیکر پھسلایا کسی کو زبردستی اٹھایا۔ کوئی میرے ایشورج کو دیکھ کر ہی مائل ہو گئی۔ کوئی میرے حسن اور جوانی کو دیکھ کر ہی گھائل ہو گئی غرضیکہ سب کے ساتھ یہی حال بیتا ہے۔ اور سب کو اپنی خداداد طاقت اور لیاقت سے جیتا ہے۔ مگر یہ عجب قسم کی سیتا ہے جس پر میرا کوئی بھی جادو نہیں چلتا۔ اور کسی ترکیب سے اس کا دل نہیں پگھلتا۔ نہ نرمی سے مانتی ہے نہ ہی سختی کو کچھ جانتی ہے۔ جیسا لفظ میرے منہ سے نکلتا ہے۔

اس کا ویسا ہی کھرا کھرا جواب ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا جاہ و جلال رُو بہ زوال ہے۔ ورنہ ایک عورت کی کیا مجال ہے۔ جو میری شان میں ایسے لفظ استعمال کرے۔ اور میری عزت و مرتبے کا کچھ بھی نہ خیال کرے (کچھ سوچ کر) نہیں نہیں یہ صرف اپنا تریا ہٹھ نبھا رہی ہے۔ اور مجھے آزما رہی ہے۔ بیشک اُس نے تو مجھے بہت آزمایا۔ مگر مجھے بھی راون کون کہے گا۔ جو اسے سیدھا نہ بنایا۔ بالفرض محال اگر کسی طرح سے بھی نہ مانے گی۔ نہ سہی مگر یہاں سے جانے سے تو رہی۔ جب ہر طرح مجبور اور لاچار ہوگی۔ تو جھک مار کر خود میرے قدموں پر نثار ہوگی۔ تھوڑی دیر کے لئے اس کی محبت کا خیال دل سے نکال کر ایسے وسائل استعمال کر جس سے تنگ آکر تیرا کہنا منظور کرے۔ پھر تو انکار کرے اور پیچھے کو شادی کے لئے مجبور کرے (سیتا سے مخاطب ہو کر) او بے نصیب و بدتمیز عورت! معلوم ہوتا ہے کہ موت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے۔ جو تو قینچی کی طرح زبان چلا رہی ہے۔

سیتا۔ او بے غیرت اور پاپی انسان! تیری تھرتھراتی ہوئی زبان صاف بتا رہی ہے۔ کہ تیرے اندر سے تیرے لئے صدائے ملامت آ رہی ہے۔

راون ۔ نہیں معلوم کب تیری نرم گفتار ہووے گی
سمجھ جا مان جا ورنہ بہت ہی خوار ہووے گی

سیتا ۔ نہیں معلوم کب تیری ختم تکرار ہووے گی
تو اب سن لے یا پھر سن لے میری انکار ہووے گی

راون ۔ تیرے جیسی بہت سی سرکشوں کو آزمایا ہے
میرے قدموں پہ تو قربان آخر کار ہووے گی

سیتا ۔ اُدھر جو راج ہٹھ ہے تو ادھر بھی ہٹھ ہے تریا کا
بھلا دیکھوں کہ دونوں میں سے کس کی ہار ہووے گی

راون ۔ تو ضد کرلے یا ہٹھ کرلے مگر اک دن ضروری ہو

بُجھا راون کی تیرے اِس گلے کا ہار ہووے گی

سیتا ۔ دو ہی چیزیں ہیں لگ سکتی ہیں جو سیتا کی گردن سے
بُجھار گھوبر کی ہوگی یا تیری تلوار ہووے گی

راون ۔ کیا اظہار ہیں نے آج تک جس سے محبت کا
کہاں ایسی میری قسمت کہاں سرکار ہوویگی

سیتا ۔ پتی ورتا نہیں جو آگئی ہو دام میں تیرے
کوئی ایسی گئی گذری مہاں بدکار ہووے گی

راون ۔ اسی میں بہتری ہے مان لے اب بھی میرا کہنا
نہیں تو جلد ہی رسوا سر بازار ہووے گی

سیتا ۔ ظلم کرتا ہے ابلا جان کر تو جس قدر مجھ پر
کوئی دن میں تیری کشتی پڑی منجدھار ہوویگی

راون ۔ یہ نشچے ہے مجھے نرمی سے تو ہرگز نہ مانے گی
میری خنجر سے ہی سیدھی اری مکار ہووے گی

سیتا ۔ تیرے ناپاک ہاتھوں سے تو میں مر بھی نہیں سکتی
تیرے خنجر میں میری موت کیا مُردار ہوویگی

راون ۔ نہیں معلوم کب تو نیند سے بیدار ہوویگی

سیتا ۔ کہ جب سر پر تیرے آکر قضا اسوار ہووے گی

راون۔ سیتا! اگرچہ میں تیرے سخت سے سخت الفاظ کو سہتا ہوں لیکن یقین رکھ۔ کہ پھر بھی تیری بہتری اور بہبودی میں رہتا ہوں۔ اور جو کچھ کہتا ہوں تیرے بھلے کی کہتا ہوں۔

سیتا۔ ارے نرلج۔ اگر کوئی غیرت والا ہوتا۔ تو اتنی لعن طعن سنکر ناک ڈبو کر مر جاتا اور زندہ کسی کو منہ نہ دکھاتا۔ مگر نہ معلوم تجھ کو پرمیشور نے کس مٹی سے بنایا ہے۔ کہ شرم اور حیا کو تو نے کوسوں دُور بھگایا ہے۔ بے غیرت!

آخر تو بھی بیٹیوں والا ہے۔ یا کسی نے گرا پڑا ہی اُٹھا کر پالا ہے۔

راون۔ اُمورکھ ستیا! او موت کی متلاشی! ذرا اپنی زبان سنبھال لے۔

سیتا۔ او ستیاناسی! تو اپنا یہ آخری ارمان بھی نکال لے۔

راون۔ نہ معلوم تیرے اندر کیا بول رہا ہے؟

سیتا۔ میرے اندر وہ بول رہا ہے جس کے بھے سے بار بار تلوار اُٹھانے پر بھی تیرا ہاتھ آتا ڈول رہا ہے

راون اور سیتا کا مشترکہ گانا

کیا کروں میرا دل دیوانہ ہوا

راون مان لے کہنا اب بھی اری بیقل	سیتا جا چلا جا نہ مجھ کو دکھا وے شکل
(") کیا کروں چین پڑتی نہیں اک پل	(") تیری کرنی کا چاہیے تھا ایسا ہی پھل

(سیتا) تو نے کرموں کا پھل ہی تو پانا ہوا

(راون) کیا کروں ....

(راون) پیاری کر تو میرے حال پر کچھ کرم	(سیتا) تجھے آتی نہیں بے حیا کچھ شرم
(") میرا خنجر کے نیچے ہی نکلے گا دم	(") تو مٹا لے خوشی سے یہ اپنا بھرم

(سیتا) تیری طاقت کو میں نے ہی جانا ہوا

(راون) کیا کروں ....

(راون) تجھے فائدہ نہیں کوئی انکار میں	(سیتا) تجھے فائدہ ہی کیا ہے اس اصرار میں
(") سر اڑا دوں گا میں ایک ہی وار میں	(") طاقت اتنی کہاں تیری تلوار میں

(سیتا) تو زنانوں کے پیچھے زنانہ ہوا

(راون) کیا کروں ....

(راون) اری بیدردی مجھ پر ذرا ترس کر	(سیتا) ارے ظالم ٹھہر سے تو ایشور کے ڈر
(") ہو چکا ہے یہ دل بس تمہاری نذر	(") تو نے مرنا ہی ہے تو پرے ہو کے مر

(سیتا) تیرا نشچہ ختم آب و دانہ ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) ہوئی دیوانی کن پہ نہ گھر ہے نہ در (سیتا) نہیں گھڑی جو آن کا تجھے یا فکر
(〃) نہیں معلوم کرتے ہیں کیسے گذر (〃) مانگنے تو تیرے گھر نہ آ مگر
(سیتا) تجھے اس بات کا بھی کیا طعنہ ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) جان میری مصیبت میں آ ئی پڑی (سیتا) پڑو چولھے میں تو پھر مجھے کیا پڑی
(〃) نہیں معلوم آئیگی کب وہ گھڑی (〃) موت ہوگی سرہانے پہ تیرے کھڑی
(سیتا) بس سمجھ تو عدم کو روانہ ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) بھلا کب تک تو دیوے گی رُوکھے جواب (سیتا) تیرے پاپوں کا ہوگا کبھی تو حساب
(〃) تو جوانی کو اپنی نہ کر یوں خراب (〃) آنیوالا ہے تجھ پر بھی کوئی عذاب
(سیتا) بدی کرتے بھی تجھ کو زمانہ ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) اری بکتی ہی کیا تو زباں کو سنبھال (سیتا) تو بھی ایسی نہ باتیں زباں سے نکال
(〃) میرے رتبے کا بھی کچھ نہ کرتی خیال (〃) تیرا رتبہ ہی کیا ہے پرے ہٹ کنگال
(سیتا) تو اُچکا زمانے کا مانا ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) بس بہت ہو چکی دے زباں کو لگام (سیتا) تو چلا جا نہ کر زیادہ مجھ سے کلام
(〃) ایسی باتوں کا ہوگا نہ اچھا انجام (〃) یہی کہتی ہوں میں بھی بُرا ہے یہ کام
(سیتا) زہر ہاتھوں سے اپنے ہی کھانا ہوا
(راون) کیا کروں............

(راون) میرے اُجڑے ہوئے دل کو آباد کر (سیتا) ارے پاپی ذرا موت کو یاد کر

راون۔ میرا بستا ہوا گھر نہ برباد کر **سیتا**۔ خوف ایشور کا کچھ تو اے بیداد گر

سیتا۔ کیوں قسمت کا تو ناحق نشانہ ہوا

راون۔ کیا کروں ....

تابلو

راون۔ (تلوار کھینچ کر) میں اب تیرا کام تمام کرتا ہوں۔ اور تجھ کو ہمیشہ کے لئے گمنام کرتا ہوں۔

دھن یا ملنی۔[1] مہاراج! ذرا اشانتی سے کام لیجئے۔ اور تلوار کو نیام کیجئے۔ عورت ذات پر شستر چلانا آپ جیسے شور ویر کی شان کے خلاف ہے۔ بلکہ اسے معاف کر دینا ہی انصاف ہے۔ اس نصیبوں کی جلی کی قسمت میں تو رونا ہی لکھا ہے۔ سو روتی رہے گی۔ اور اسی طرح اپنی جان اور جوانی کو کھوتی رہے گی مگر آپ کو کیا غرض کہ اس کے ساتھ اپنا سر کھپائیں۔ اور خواہ مخواہ اپنی طبیعت کو رنج پہنچائیں۔ چند روز میں جب اس کی یہ ہٹھ دور ہو جائے گی۔ تو جھک مار کر خود بخود آپ کا حکم ماننے پر مجبور ہو جائے گی۔

راون۔ ارادہ تو یہی تھا۔ کہ جب تک اس کی یہ ہوا دماغ سے نہ نکالتا تب تک تلوار کو نیام میں نہ ڈالتا۔ مگر تمھارے کہنے سے اپنے ارادہ کو بدل دیتا ہوں اور اسے دو مہینے کی اور مہلت دیتا ہوں۔ یا تو اس عرصے میں یہ میرا کہنا مان لیگی ورنہ دو ماہ کے بعد میری تلوار اس کی جان لے گی۔

سیتا۔ جو کچھ تو نے دو مہینے کے بعد کرنا ہے۔ وہ آج ہی کرے۔ کیونکہ میرا تو دو مہینے کے بعد بھی یہی جواب ہوگا۔ مگر تیرے لئے اتنے عرصے کا انتظار باعث عذاب ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ جیون ایک ناپائدار زندگانی ہے۔ جس کے لئے اتنا لمبا دعویٰ کرنا سخت نادانی ہے۔ ممکن ہے۔ کہ موت تجھ کو آج ہی آدبائے اور تیرا یہ ارمان بھی دل کا دل میں رہ جائے۔ اس لئے ؎

کل کرنی آج کر۔ آج کرنی اب پل میں پرلے ہوئیگی پھر کریگا کب

[1] یہ عورت بھی کسی وقت سیتا جی کی طرح زبردستی سے لائی گئی تھی۔ اور آج کل راون کی خاص منظور نظر تھی ۱۲

(راون کا کھسیانہ ہوکر باہر چلے جانا)

راون (محافظ عورتوں سے مخاطب ہوکر) میرے سمجھانے سے تو بات بڑھتی ہے اور جوں جوں میں سمجھاتا ہوں اِسے زیادہ ضد چڑھتی ہے۔ تم میری عدم موجودگی میں اسے سمجھانا۔ کچھ لالچ اور کچھ خوف دکھلانا۔ مگر خبردار زیادہ سختی کو کام میں نہ لانا۔

ترجٹا۔ (ہاتھ جوڑکر) آپ کچھ فکر نہ کریں میں اسے کسی خاص حکمت عملی سے سمجھاؤنگی۔ اور سب طرح کے نشیب و فراز دکھاؤں گی۔ بلکہ تریا چرتر کو بھی کام میں لاؤنگی۔ غرضیکہ جس طرح ہوسکیگا اسے بالکل موم بناؤں گی۔

راون۔ اگر تم یہ کام بناؤگی۔ تو اپنا منہ مانگا انعام پاؤگی۔

(راون کا اسی جھگٹ کے ساتھ واپس چلا جانا)

سیتا

گانا

نہ طاقت اتنی رہی جسم میں سہوں گی آخر عذاب کب تک
میں قید خانہ میں بے حیا کے کروں گی جیون خراب کب تک
اناتھ بے کس اجان ابلا نہ کوئی میرا سہارا ایشور
ہے ناتھ تم بھی بسار بیٹھے رہے گا مجھ پہ عتاب کب تک
کبھی نہ دیکھا تھا خواب میں جو یہاں وہ صدمے اُٹھا چکی ہوں
ادھرمی پاپی کی سختیوں کا نہ ہوگا آخر حساب کب تک
پران ناتھ اب تمہارے درشن نہیں کسی طور سے بھی ممکن
وہ دُشٹ کر دے گا فیصلہ اب سنے گا رو کے جواب کب تک

ناٹک

پرماتمن! کیا میں دنیا میں اسی لئے آئی تھی۔ اور کیا یہ تمام مصیبتیں میرے لئے

بنائی تھیں جب سے ہوش آئی۔ ایک دن بھی ہنسی خوشی سے گذارنے نہ پائی پران ناتھ! اگرچہ میں ایک عرصہ سے اس تنہائی میں قید تھی۔ تاہم مجھے یہ اُمید تھی۔ کہ جب میرا رکھشک میرا پرماتما ہے۔ تو ایک نہ ایک دن ان مصیبتوں کا خاتمہ ہو۔ جب اپنے پران پیارے کے درشن پاؤں گی۔ توان سب مصیبتوں کو ایک چھن میں بھول جاؤں گی۔ مگر افسوس کہ اب توان سب اُمیدوں سے ہاتھ دھو چکی۔ کیونکہ آج میری موت کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی۔ بلکہ میں اس تاریخ سے پہلے اپنے آپ کو پرماتما کے حوالے کروں گی۔ مگر اس ادھرمی کے ناپاک ہاتھوں سے ہرگز نہ مروں گی۔ پیارے لکشمن! میری خطا معاف کرنا میں اپنی مورکھتائی پر خود پشیمان ہوں۔ اور اس دنیا میں صرف چند دنوں کی مہمان ہوں۔ تجھ بے گناہ پر دوش لگانے کا پھل پا لیا۔ اور اس کا خمیازہ اسی جنم میں اُٹھا لیا۔

ترجٹا۔ سیتا! مجھے حیرانی ہے۔ کہ تو نے اپنے دل میں یہ کیا ٹھانی ہو۔ مہاراجہ راون تیری محبت کا اظہار کرے۔ اور تو اُلٹا انکار کرے۔ بے عقل نہ بن۔ ذرا اپنے انجام کو وچار۔ اور آگے پڑی ہوئی تھالی کو ٹھوکر نہ مار۔ ورنہ روئے گی پچھتائے گی۔ اور یہ گھڑی پھر ہاتھ نہ آئے گی۔

سیتا۔ خاموش۔

وکٹا۔ مورکھ تو دنیا میں اور بھی بہت ہونگے۔ لیکن اس سے کم جس کو نہ اپنی عاقبت کا فکر نہ جوانی کا غم۔ جب مہاراجہ راون اس کو اپنی پٹ رانی بناتے ہیں۔ تو نہ معلوم اور یہ کیا چاہتی ہے۔ کہ باوجود خوشامد کرنے کے بھی اُلٹا اینٹھتی جاتی ہے۔ جوں جوں وہ سمجھاتے ہیں۔ تو یہ نواب زادی اُلٹی ہی چلتی ہے۔ اگر سچ پوچھو تو یہ اُن کی ہی غلطی ہے۔ کہ ایک رذیل اور کم حیثیت عورت کے پیچھے مر رہے ہیں۔ اور مخواہ مخواہ اُس کی خوشامد کر رہے ہیں۔ بھلا جس نے تمام عمر ٹکڑے مانگ مانگ کر کھائے۔ اس کو پکا پکایا بھوجن کیونکر بھائے چل ری

کہیں کی کنگال۔ یہ منہ اور مسور کی دال (سیتا کی گردن کو زور سے جھٹک کر) اری کم بخت! تیرا نصیب تو پھوٹ گیا۔ مگر کچھ جواب تو دے منہ تو نہیں ٹوٹ گیا۔

سیتا۔ خاموش۔

ڈکھی۔ اری بے عقل! مہاراجہ راون جیسے تیجسوی اور پرتابی راجہ کو چھوڑ کر تو کس خانہ بدوش اور جلاوطن کے پیچھے اپنی زندگی برباد کر رہی ہے جس کو تو ہر وقت آہیں بھر بھر کر یاد کر رہی ہے۔ ایسے ایسے بینوا تو لنکا میں نہ معلوم کس قدر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ اور مہاراجہ راون کی خیرات سے پرورش پا رہے ہیں

سیتا۔ (جھنجھلا کر) ذرا اپنی زبان کو سنبھال۔ اور ایسی بیہودہ باتیں منہ سے نہ نکال مجھے جس طرح تم چاہو ستا لو۔ یا ابھی کچی کو کھا لو۔ مگر میرے سوامی کے برخلاف کوئی لفظ منہ سے نہ نکالو۔ ورنہ ابھی کوئی گل کھلا دوں گی۔ اور یہ ساری چرب زبانی ایک پل میں بھلا دوں گی۔ بیدردو! کچھ تو پرمیشور کا خوف کرو۔ اور مجھ مظلوم کی آہوں سے ڈرو (وہاں سے اُٹھ کر) یہ لو۔ اگر میرا بیٹھنا بھی تمہیں بھاتا۔ تو مجھ سے خود بھی یہاں نہیں بیٹھا جاتا۔

تمام راکششنیاں۔ (ساتھ ہی اُٹھ کر) جہاں تیرا دل چاہے چل۔ ہم بھی تیرے ساتھ ہی جائیں۔ اور وہاں بھی تیری اسی طرح جان کھائیں گی۔

ترجٹا۔ (تمام راکششنیوں کو ڈپٹ کر) بس بس تم یہیں بیٹھی رہو۔ اور اس کو کچھ نہ کہو۔ اسے کہیں الگ بیٹھ کر رو لینے دو۔ اور ذرا ہلکی ہو لینے دو۔

(سیتا کا وہاں سے اُٹھ کر ایک اشوک کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جانا)

گانا

(طرز قوالی)

تھے دو چار دن باقی میری اس زندگانی کے	ختم ہو جائیں گے گلشن سبھی میری نشانی کے
ابھی تک تو مجھے امید تھی اپنی رہائی کی	لہو کے گھونٹ میں پیتی رہی بدلے میں پانی کے

میرا نام و نشاں سنسار سے مٹ جائے گا یونہی ‌ ‌ رہینگے بس جہاں میں تذکرے میری کہانی کے
رہا ارمان یہ بھی آپکے چرنوں میں دم نکلے ‌ ‌ مگر ایسے کہاں تھے بھاگ مجھ جیسی نمانی کے
دیئے ہیں جس ستم کے دکھ مجھے اس دشٹ راون نے ‌ ‌ کروں کیا تذکرے میں اس ظلم اور بے ایمانی کے
پیارے لکشمن یہ وقت تھا امداد کرنے کا ‌ ‌ ہوئے ناراض تم اُلٹا بجائے مہربانی کے
نہیں کچھ دوش دیکتی تمہیں اپنی مصیبت کا ‌ ‌ ملے ہیں پھل مجھے یہ سب میری ہی بدگمانی کے
تیری الفاظ میں اک سے بجلی سی نکلتی ہے ‌ ‌ ارے جسونت سنگھ صدقے تیری جادوبیانی کے

ناٹک

پرماتمن ابیں بہت کچھ صدمے اُٹھا چکی۔ اوران ہر گھڑی کی مصیبتوں سے تنگ آچکی۔ ہر طرح سے مجبور اور لاچار ہوگئی۔ اور آخر مایوس ہوکر جان دینے پر تیار ہوگئی پران ناتھ! اگرچہ میں اپنی تمام اُمیدوں اور کامناؤں کا خون کئے جاتی ہوں مگر اتنا شکر ہے۔ کہ اپنی عصمت کو جان کے ساتھ لئے جاتی ہوں۔ پرنتو آپ کو کس طرح یقین آئے گا۔ اور کون ہے جو میری پاکدامنی آپ کو جتائے گا۔ شاید آپ اسی لئے مجھ کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ اور میری محبت سے منہ موڑ بیٹھے ہیں۔ کہ میرے چال چلن کی نسبت کچھ بدگمانی ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس داسی کی طرف سے گلیانی ہوگئی۔ خیر پرمیشور ہی اس بات کا گواہ ہے۔ کہ آپ کی داسی گنہگار ہے یا بے گناہ ہے (ادھر اُدھر دیکھ کر) اسوقت تمام راکشسنیاں سو رہی ہیں۔ اور بالکل غافل ہو رہی ہیں۔ ایسا موقعہ پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اور اس وقت کوئی دیکھنے بھی نہ پائے گا۔ (سر کے دوپٹے کو پھاڑ کر) بس اس کی ایک رسّی بنا لوں گی۔ اور یہی پھانسی اپنے گلے میں ڈالکر سورگ کی راہ لوں گی۔

سیتا کا اپنے سر کے دوپٹے کو پھاڑ کر ایک رسّی بنانا۔ اور اس کا ایک سرا درخت سے باندھ کر دوسرا سرا اپنے ہاتھ میں لینا۔ اور رامچندرجی و لکشمن جی و دیگر سمبندھیوں کو یاد کر کے ورلاپ کرنا۔

گانا

(لاوَنی ضلع)

دوھا

ہے ایشور کرپا کرو دو نہ کشٹ بشیش
دن دن دکھ پڑتے نئے کبتک سہوں کلیش

کب تک سہوں کلیش نہ اتنی طاقت رہی ہماری ہے
سہتے سہتے کشٹ آج تک اتنی عمر گذاری ہے

اکدن کا رونا ہوتا تو رو کر ہی کر لیتی صبر — روتے روتے آنکھیں پک گئیں چھاتی ہو گئی ہے پتھر
پڑی قید میں ظالم کے سب چھوٹ گیا گھر اور در — چھوٹ گئے سارے سمبندھی مات پتا اور ساس سسر

سبھی طرح سے تنگ آ گئی ہوئی بہت لاچاری ہے
سہتے سہتے ....

یوں تو جب سے ہوش سنبھالا دکھوں سے چکنا چور ہوئی — میری مصیبت کُل دنیا کو ایک مثل مشہور ہوئی
لیکن جب سے پران پتی کی چرن کمل سے دور ہوئی — سہے نہ کیا کیا کلیش آخر مرنے پر مجبور ہوئی

اور نہ دو سنتاپ ناتھ اب جینا پل پل بھاری ہے
سہتے سہتے ....

دیر لکشمن میں نے تم پر جو الزام لگائے تھے — بیشک ایسے دوش آجتک سننے میں نہیں آئے تھے
مورکھتا سے میں نے تیری سب احسان بھلائے تھے — اسی پاپ کا ملا یہ پھل جو اتنے کشٹ اٹھائے تھے

چھما کرو اپرادھ اگرچہ قصور میرا بھاری ہے
سہتے سہتے ....

پران ناتھ اک بار دیکھ جا حالت اپنی داسی کی — تم بن کیو خبر کون مجھ بھوکی اور پیاسی کی
بھاکھوں میں کس سے اپنے غم کی اور اداسی کی — کون نکالے آ کر میرے گلے سے رسی پھانسی کی

کیا کارن جو میری شکل سے ہوئی تمہیں بیزاری ہے
سہتے سہتے ....

بتا آپ نے میری خاطر بہت مصیبت جھیلی تھی — آ بھائی اماں جائے میں تیری بہن اکیلی تھی
مل لو سکھیو گلے کبھی میں ساتھ تمہارے کھیلی تھی — یاد کرو گی ایک روز کہ کیا صورت البیلی تھی

آئے ماتا تیسہ۔ تیری پتری کی اب چلنے کی تیاری ہے

.... سہتے سہتے

ناٹک

ہاتھ جوڑکر اور رسی کا پھندا گلے میں ڈالکر اسے پرماتما! میں آئے دن کی مصیبتوں سے تنگ آکر خوشی سے مرنا منظور کرتی ہوں۔ مگر آخری دفعہ آپ سے اتنی پرارتھنا ضرور کرتی ہوں۔ کہ اگر میں نے تمام عمر میں کچھ دھرم کیا ہو یا کوئی ایسا شبھ کرم کیا ہو جس سے میری کچھ بھی سدگتی ہو۔ تو اگلے جنم میں بھی شری رامچندر جی میرا پتی ہو۔

ایک آواز۔ دیوی پرمیشور کا نام لے۔ اور ذرا استقلال سے کام لے۔

سیتا۔ حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھ کر ہیں! ہیں! یہ آواز کدھر سے آرہی ہے اور اس پاپ بھومی میں کونسی ایسی آتما ہے۔ جو میری حالت پر رحم کھا رہی ہے۔ بھائی تو کون ہے۔ ذرا سامنے آ۔ اور مجھے اپنی شکل تو دکھا۔

ہنومان (سامنے آکر اور ہاتھ جوڑکر) ماتا جی! یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ اتنی سمجھدار اور دھرماتما ہوکر ایسی بری موت مر رہی ہیں۔ مانا کہ اس وقت آپ کی جان کو سخت سنتاپ ہے۔ مگر خودکشی کرنا بھی تو مہاں پاپ ہے۔

سیتا۔ بھائی! تمہارا کیا نام ہے۔ میری تو تم سے کچھ جان ہے نہ پہچان ہے۔

ہنومان۔ ماتا جی! میں شری رامچندر جی کا ایک ادنےٰ سیوک ہوں۔ اور میرا نام ہنومان ہے۔

سیتا۔ مگر میں نے تو تم کو کبھی ان کے پاس آتے جاتے بھی نہیں دیکھا۔ ذرا نزدیک ہوکر اپنی شکل تو دکھاؤ۔

ہنومان۔ (ذرا نزدیک ہوکر) بے شک آپ کا فرمانا درست ہے۔ آپ کی موجودگی میں میری اُن تک کچھ رسائی نہ تھی۔ مگر آپ کی تلاش کے دوران میں ہمارے راجہ بانر راج سگریو کو انہوں نے اپنا متر بنایا۔ اور اُس وقت سے یہ سیوک

۔ (فوراً پیچھے ہٹ کر) دُور۔ دُور۔ او بد ذات دُور۔ میں نے تجھ کو جان لیا۔ اور اچھی
ن لیا۔ ارے مکّار! وہ وقت وہی تھا۔ جو میں غلطی کھا گئی۔ اور تیرے دھوکے
۔ مگر اب تو لاکھ باتیں بنا۔ اور ہزار بھیس بدل کر آ۔ اب تو میں مٹی کو سونگھ کر
تا دوں گی ۔ کہ یہ بے ایمان راون کی قہر ہے۔ اور تیری ان چالاکیوں
سب خبر ہے۔
ن۔ ماتاجی! آپ کو بھی سچی بدگمانی ہے۔ مگر آپ کے اطمینان کے لئے
پاس رامچندر جی کی خاص نشانی ہے (انگوٹھی دیکر) لیجئے۔ اسکی پہچان کیجئے
چھی طرح اطمینان کیجئے۔
سیتا۔ (انگوٹھی کو لے کر اسے بغور دیکھ کر چوم کر اور سینے سے لگا کر) آہ! میرے
پیارے کی انگوٹھی! میری قسمت کے ساتھ تو بھی مجھ سے ایسی روٹھی۔ کہ تجھ کو
حال پوچھ دیا نہ آئی۔ اور اتنی مدت کے بعد آج شکل دکھائی۔ اے میرے
ی کی نشانی۔ اور میرے لئے باعثِ زندگانی! میرا دل اسوقت سخت بیتاب
میں سچ مچ تجھ کو دیکھ رہی ہوں۔ یا یہ عالمِ خواب ہے۔
ن۔ ماتاجی! ذرا ان باتوں کو جانے دیجئے! اور میری طرف توجہ کیجئے۔
۔ اوہو! بیٹا معاف کرنا۔ مجھ سے بڑی سہو ہوگئی۔ اور میں تو اپنے ہی
میں ایسی محو ہوگئی۔ کہ تم سے بات کرنا بھی بھول گئی۔ اور اس انگوٹھی کو
کر ہی ایسی پھول گئی۔ بدگمانی کی وجہ سے جو انوچت شبد میرے
نکل گئے۔ اُن کے لئے سخت شرمسار ہوں۔ اور تم سے ہاتھ جوڑ کر
خواستگار ہوں۔
ان۔ مجھے آپ زیادہ شرمسار نہ کیجئے۔ میں تو آپ کا ایک ناچیز خدمتگار
اور آپ کے لئے جان دینے کو تیار ہوں۔
۔ (آبدیدہ ہو کر) آہ کبھی وقت تھا۔ کہ جن سے میں معمولی سا بھی کام لیتی تھی اُنکو

ہزاروں روپیہ انعام دیتی تھی۔ مگر افسوس کہ اس وقت ایسی مفلس اور نادار ہوں۔ کہ اپنے محسن کا کسی قسم کا ستکار کرنے سے بھی لاچار ہوں۔ یہاں تک کہ وہ کپڑا بھی پورا نہیں جس سے اپنا بدن ڈھانپ رہی ہوں۔ اور مارے سردی کے تھر تھر کانپ رہی ہوں۔

ہنومان۔ دیوی اب مصیبت کے دن گذر گئے پچھلی باتوں کو دل سے بھلاؤ اور اس قسم کا رودن کر کے مجھے بھی خواہ مخواہ نہ رلاؤ۔ اب تو صرف میری واپسی کا انتظار ہے۔ اور بانر دیپ کا ایک ایک بچہ سر ہتھیلی پر رکھے مرنے مارنے کو تیار ہے۔ چونکہ اب مجھے واپس جانے کی شتابی ہے۔ اور میرا یہاں ٹھیرنا بھی باعث خرابی ہے۔ اس لئے مجھے جلدی رخصت کیجیے۔ اور اپنی کوئی خاص نشانی دیجئے۔

سیتا۔ ایک سرد آہ بھر کر میں حیران ہوں۔ کہ اس وقت تجھ کو کیا نشانی دوں مفلسی کا تو یہ حال ہے۔ کہ بدن ڈھانپنے کے لئے کپڑا بھی میسر ہونا محال ہے اور ہر طرح سے افلاس ہی افلاس ہے۔ البتہ ایک چیز اس وقت میرے پاس ہے۔ (ہاتھ سے ایک چوڑی اتار کر) اور تو سب زیور میں رستے میں ہی پھینک آئی تھی۔ صرف یہ چوڑا میں بطور ایک نشانی کے لائی تھی۔ جب کبھی زیادہ اداس ہو جاتی تھی تو اسے دیکھ کر اپنا دل بہلاتی تھی۔ اگرچہ اس کی موجودگی میرے لئے باعث زندگانی ہے۔ مگر اس کے سوا میرے پاس اور کیا نشانی ہے جو تم لیجا سکو اور سوامی جی کو دکھلا سکو۔ مجبوراً اسے اپنے سے علیحدہ کرتی ہوں اور تمہارے کہنے سے دو مہینے تک اور زندہ رہنے کا وعدہ کرتی ہوں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کہ اگر انہوں نے اس عرصہ میں میری خبر نہ لی۔ تو سیتا ہرگز زندہ نہیں رہ سکتی۔

ہنومان۔ اب زیادہ عرصہ نہیں لگے گا۔ یا تو کچھ دن انتظار کیجئے۔ ورنہ ابھی وقت میرے ساتھ چلنے کی تیاری کیجئے۔

سیتا۔ میں تمھاری اس مہربانی کی مشکور ہوں۔ مگر پرائے پرش کے ساتھ جانے سے مجبور ہوں۔ جاؤں گی تو اپنے پتی کے ساتھ جاؤں گی۔ ورنہ اسی جگہ اپنے پران گنواؤں گی۔ مگر یہ دھبہ اپنے نام کے ساتھ نہ لگاؤں گی۔

ہنومان۔ بہت اچھا مجھے اجازت دیجئے۔ مگر مجھ کو بھوک نے بہت ستایا ہے۔ کیونکہ میں نے کئی روز سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اس باغ سے پھل توڑ کر کھالوں۔ اور اپنی بھوک بجھالوں۔

سیتا۔ میری طرف سے تو تمہیں ہر طرح اختیار ہے۔ مگر اس بات کا خیال رکھنا کہ یہاں ایک ایک راکشش اعلیٰ درجہ کا خونخوار ہے۔

ہنومان۔ اُن کی تو مجھے کچھ پرواہ نہیں صرف آپ کا حکم درکار ہے۔

{ہنومان کا مزے مزے سے پھل توڑ توڑ کر کھانا
اور ایک باغبان کا اُس کو دیکھ کر طیش میں آنا۔}

باغبان۔ (للکار کر) ارے تون ہے کون۔ جو یا طرح باگ کو اجارت ہے۔ یا باگ میں تو پکھیرو بھی پر نا ہیں مارت ہے۔

ہنومان۔ کیوں مینڈک کی طرح ٹرّا رہا ہے۔ اور خواہ مخواہ سر پر چڑھا آرہا ہے۔

باغبان۔ یا بھلو بھیّو اُلٹا موج سے پھل تور تور کھاوت ہے۔ اگر ہم پوچھت ہیں۔ تو اُلٹا ہم کا دھمکاوت ہے۔ ارے تو ہے کچھو بجرنا آوت ہے۔

ہنومان۔ (لاپرواہی سے) جاؤ جاؤ میرے کان نہ کھاؤ۔

باغبان۔ ارے تور کان نہ بھیو۔ کھوا اور بھیو۔ ہم آدمی کا طور پوچھت ہی۔ آپ سر پر ہی چڑھتو گیو۔

دوسرا باغبان۔ گیات بھیو کہ تون بھرو ہے۔ پر تون نہیں جانت۔ کہ یہاں کیسو سکھت پہرو ہے۔

تیسرا۔ بھیا یہ تہری گھٹر پھسر ہم کا نہیں بھاوت ہے۔ ہمرے گیان میں تو یہ آوت ہے۔ کہ یا کو اور کچھو نہ کہو۔ یا رسی سے باندھ کر بندی خانے لئے جات رہو۔

وہی پہلا۔ ارے ہم کا تو تیج ناہیں آئے دیت۔ تون کہت ہے۔ کہ رسی سے باندھ کر لیت۔

دوسرا۔ یا ایسو کہاں کو ڈھیٹھ بھیو۔ جبری رسّی ہم کا دیو ا ہنومان کے نزدیک ہوکے ہم تو ہے ابھی بتاوت ہے۔ او پھل کھاوے کا مجا چکھاوت ہے۔

ہنومان۔ بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور مفت اپنی جان نہ گنواؤ۔

باغبان۔ ارے ہم کا موت کا بھنے دکھاوت ہے۔ بھلا ہم طلب کون بات کی پاوت ہے (ہنومان کا ہاتھ پکڑ کر) ہم دیکھت ہے۔ کہ تون بھاگ کر کہاں جاوت ہے۔

ہنومان۔ نالائق گھونٹ لگا کر بھاگ کر کہیں نہیں جاؤں گا۔ بلکہ تم کو اور تمہارے ساتھی کو یہیں سے جہنم میں پہنچاؤں گا۔

{ ہنومان کا تمام باغبانوں کی لات اور گھونسوں سے مرمت کرنا۔ کیئوں کا مر جانا۔ کیئوں کا زخمی ہونا۔ اور باقیوں کا گرتے پڑتے راون کے دربار میں پہنچ کر واویلا کرنا۔ }

تیئسواں (۲۳) نظارہ
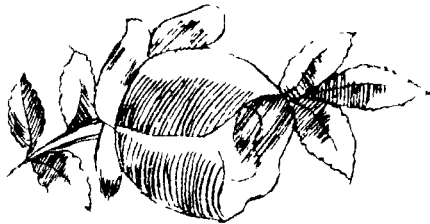
راون کا دربار

راون۔ دن بدن طبیعت کا حال بد سے بدتر ہوتا جاتا ہے۔ اور میرا ہمیشہ خوش و خورم رہنے والا دل رنج والم کا گھر ہوتا جاتا ہے۔ یہ بھونرا ایسے پھول پرست ہوا۔ جس میں صرف ظاہرا رنگت ہی رنگت ہے مگر بوئے الفت اُس سے کوسوں دُور ہے۔ لیکن اس میں اس بچارے کا بھی کیا قصور ہے۔ اس کمبخت کا روزازل سے یہی خاصہ اور یہی دستور ہے۔ اور یہ بچارا اپنی فطرتی خصلت سے مجبور ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ع

بھونرہ پھنس گیا روپ رس کا رہا نہ گیان

(ایک سرد آہ بھر کر)

دل جسے ہم نے دیا صاف ستمگر نکلا
موم ہم سمجھے تھے جس کو وہی پتھر نکلا

ایک منتری۔ نظر بد دُور۔ آج کس بات کا خیال ہے جو دشمنوں کی طبیعت پر اس قدر رنج و ملال ہے۔

راون۔ میری طبیعت پر جس بات کا ملال ہے۔ وہ بڑا پیچیدہ سوال ہے اور تم سے اُس کا حل ہونا سخت محال ہے۔

منتری (دل ہی دل میں) میں اس حالت کو سب پہچانتا ہوں۔ اور جس بات کے لئے یہ آہ وزاری ہے۔ اُسے بھی بخوبی جانتا ہوں۔ (راون سے مخاطب ہو کر) آپ طبیعت کو رنجیدہ نہ بنایئے۔ رقاصاؤں کو طلب فرما کر محفل رقص و سرود

گرم فرمائیے۔ اور راگ و رنگ سے اپنی طبیعت بہلائیے (چوبدار سے مخاطب) جاؤ اور جلدی اُن کو حاضر لاؤ۔

(چوبدار کا فوراً چلے جانا)

رقاصہ عورتوں کا ناچنا

گانا (بطرز:۔ تو رسے پیتر ہمیشہ رہیں شادماں)

بار بار سبھی سر کو جھکاتے یہاں بار بار
آتے ہیں سر کو جھکاتے ہیں۔ پاتے ہیں۔ دل کی مرادیں لیجاتے انعام
ادنے اعلےٰ طاقت والا کرتے سر کو خم خم خم!
راجن پت مہاراج آپ کا راج رہے یہ جم جم جم!
بار بار............
کیرتی گاتے ہیں۔ خوشی مناتے ہیں جھنڈے لہراتے خوشی کے
تن سے من سے دل سے دھن سے رہیں نچھاور ہم ہم
بندن ہی گُن مہاراج کے گائیں ناچیں چھم چھم چھم
بار بار............

ناٹک

راون۔ آہا! دُنیا میں اگر کوئی جادو ہے۔ تو گانا ہے۔ اگر کوئی گانے بھی خوش الحان ہو۔ پھر تو اس کے آنند کا کیا ہی ٹھکانا ہے۔ ایک سے ہی دل ایسا مسرور کر دیا۔ کہ سب رنج و غم ایک چھن میں دُور کر دیا کوئی وقت کی چیز گاؤ۔ یا کوئی بھیروں کا ترانہ ہی۔

تمام باغبان۔ (واویلا کرتے ہوئے) دوہائی مہاراج کی سرکار اسوک باٹکا اُجڑ گئی۔ اور بہری بھی بُری دُرگت بھئی۔ کاہو کو سر پھوٹا کاہو کو مُنہ ٹوٹ گیو۔

راون۔ کس کمبخت کی قضا آئی۔ جو یہاں آکر آفت مچائی۔ پھر اشوک باٹکا تک وہ کیسے جانے پایا۔ کیا پہرہ دار بھی ایسے لاپرواہ ہوگئے۔ کہ بالکل ہی غافل ہوکر سو گئے۔

باغبان۔ مہاراج! کہا پوچھت ہو۔ وا تو ڈھیٹھ ہی بڑو ہے۔ جون بکھت ہم اوہر آت رہے۔ تو دیکھو کہ سنتری بچارو بھی پھاٹک پر مرو پڑو ہے۔

راون۔ اکشے کمار! تم ابھی جاؤ۔ اور اس موذی کو فوراً گرفتار کرکے ہمارے سامنے لاؤ۔

اکشے کمار۔ ابھی جاتا ہوں۔

(اکشے کمار اور ہنومان کا مقابلہ)

اکشے کمار۔ (للکار کر) خبردار! اب جانے نہ پائے گا۔

ہنومان۔ (گرج کر) مجھے بھی تمہارا ہی انتظار تھا۔ اب ذرا دو ہاتھ دکھانے کا مزا بھی آئے گا۔

اکشے کمار۔ یا تو سیدھی طرح میرے ساتھ چلا چل۔ ورنہ یہ سمجھ لے۔ کہ میرا نام اکشے کمار ہے۔

ہنومان۔ اگر تو مجھ کو گرفتار نہ کرے۔ تو تیری زندگی پر بھی دھکار ہے۔

اکشے کمار۔ (تلوار کھینچکر) چلتا ہے۔ یا باتیں ہی بنائے گا۔

ہنومان۔ (اُسی کی تلوار سے اس کا کام تمام کرکے) اگر تیرے جیسے چھوکرے مجھ کو گرفتار کرلیں گے۔ تو مجھے ہنومان ہی کون کہے گا۔

{اکشے کمار کا مارا جانا۔ اور اس کے ہمراہیان کا راون کے پاس جاکر دوہائی مچانا بیٹے کی موت سُنکر راون کا جوش میں آنا۔ اور میگھناد کو بلاکر ہنومان کی گرفتاری کے لئے روانہ کرنا۔}

میگھناد

گانا

(طرز:۔ جاؤ جی جاؤ کس نادان کو بہکانے آئے)

کیوں بے بدکار تو نے یہ کیسا جھگڑا پھیلایا

تیرا کیا یہاں اجارہ + کیوں آ کر باغ اجاڑا + پہرہ داروں کو مارا + اچھے کا سیس اُتارا

مجھ کو بتلا تو دے تو پھرتا ہے کس کا بہکایا

کیوں بے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا سبب ہے یہ بتا تیرا یہاں آنے کا ۔ یہ سمجھ لے کہ تو اب زندہ نہیں جائیگا

اب چکھاؤں گا مزا باغ کے پھل کھانیکا ۔ جانتا ہوں کہ تو نرمی سے نہیں مانیگا

تجھ کو تیرے گھر جا کر + لائی ہے موت بلا کر + آفت میں پھنس گیا آ کر + دیکھے کیا منہ پھیلا کر

بتلا تو کس نے تجھ کو دھوکے میں دے کر مروایا

کیوں بے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہنومان

گانا

آگے کو آ جا تاکہ تیرا بھی کروں صفایا

وہیں کھڑا ہاتھ نچاتا + آگے کو کیوں نہیں آتا + پیچھے کیوں ہٹتا جاتا + کیوں خالی گال بجاتا

ہو جا ہوشیار بچو اب کے تیرا نمبر آیا

آگے کو آ جا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ جا آگے کو ذرا کب سے بلاؤں تجھ کو ۔ بھائی کے پاس ہی لیجا کے سلاؤں تجھ کو

ہاتھ دیکھوں میں تیرے اور دکھاؤں تجھکو ۔ تو چکھا تا ہے مزا میں چکھاؤں تجھ کو

اپنا سارا زور لگا لے + سارے ہتھیار چلا لے + جسکو چاہے بلوا لے + اپنا سب بھرم مٹا لے

زندہ نہ چھوڑوں گا جب میں نے اپنا وار چلایا

آگے کو آ جا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ھناد۔ کیا تو یہاں سے اب زندہ جانے کی بھی اُمید رکھتا ہے۔
ومان۔ اگر جانا چاہوں۔ تو مجھ کو روک ہی کون سکتا ہے۔
ھناد۔ ذرا قدم تو اُٹھا۔ یا مُنہ سے ہی بکتا ہے۔
ومان۔ ذرا آگے ہو چھنال عورت کی طرح وہیں کھڑا کیوں مٹکتا ہے۔ اور
ے مُنہ کی طرف کیا تکتا ہے۔

{دونوں کا دیر تک داؤ پیچ کھیلتے رہنا اور ایک دوسرے کو دھکیلتے رہنا اور آخر میگھناد کا تھک جانا۔ اور ہنومان کی طرف ایک کمند چلانا۔ اور ہنومان کا اُس میں اُلجھ جانا۔}

ومان۔ ارے بے ایمان۔ آخر یہی دھوکا کرنا تھا۔
ھناد۔ اور تیرے ساتھ ہاتھا پائی کر کے کیا میں نے مرنا تھا۔
ومان۔ اچھا چلئے۔ اب تو راون سے ہی بات کریں گے۔ اور اگر موقعہ
تو اس سے بھی دو ہاتھ کرینگے۔

راون اور ہنومان

ن۔ (اپنے منتری سے مخاطب ہو کر) کچھ معلوم ہوا۔ کہ اسوک باٹکا کو اُجاڑنے اور اکشے کمار
ے نے والا کون بے ایمان ہے۔
ہست۔ جی ہاں۔ معلوم ہو گیا۔ وہ پون کا بیٹا ہنومان ہے۔
ون۔ (حیران ہو کر) ہیں! ہیں!! کیا کہا؟ پون کا بیٹا ہنومان؟
ست۔ ہاں کرپاندھان! پون کا بیٹا ہنومان۔
ون۔ کیا تم نے دھوکا تو نہیں کھایا۔؟
ہست۔ نہیں مہاراج! وہ دیکھئے میگھناد اُسے پکڑ ہی تو لایا۔
یگھناد۔ (ہنومان کو پیش کر کے) اکشے کمار کا قاتل حاضر ہے۔ جیسا حکم ہو
کو ڈنڈ دیا جائے۔
ون۔ ڈنڈ دینے سے پہلے مناسب ہے۔ کہ اس سے اِس اپرادھ کا سبب دریافت

کر لیا جائے۔

پرہست۔ (ہنومان سے) ذرا بتلائیے کہ دل میں کیا سمائی۔ جو لنکا میں آ کر یہ آفت مچائی۔ شاید موت نظر نہیں آئی۔

ہنومان۔ خاموش۔

پرہست۔ چپ رہنے سے جان نہ بچیگی۔ ذرا منہ کو کھول۔ کچھ زبان سے بول۔

ہنومان۔ چونکہ بندہ اسوقت اسیر سلطانی ہی۔ اس لئے کسی ایرے غیرے کے ساتھ ہمکلام ہونے میں میری ہتک ہانی ہی۔ جب کوئی پوچھنے والا پوچھے گا تو جواب دیں گے۔ اور پائی پائی کا حساب دیں گے ؎

پڑا ہو شیر پنجرے میں مگر وہ بو نہیں جاتی
دلاور کی قضا کے سامنے بھی خو نہیں جاتی

راون۔ رسی جل گئی۔ مگر بل نہیں جلا۔

ہنومان ؎ جلے بل کس طرح میرا مجھے کس بات کا غم ہے
وہی تو ہے وہی میں ہوں وہی دم ہے وہی خم ہے

راون۔ ارے بیشرم یہ ذلیل پیشہ اختیار کرنے سے تو بہتر تھا۔ کہ تو ڈوب کر مرجاتا۔ تاکہ پون[1] اور پرہلا[2] د و دیا دھرم کے نام پر تو تیرے جیسے ناخلف کی بدولت یہ کلنک کا ٹیکہ نہ آتا۔

ہنومان ؎ ابھی تک بھی ہے تیرا وقت پشچاتاپ کرنے کا
کیا ہے کام ہی تو نے بلاشک ڈوب مرنے کا

راون۔ ارے نالائق ہا مجھے اِس حالت میں دیکھ کر میری گردن مارے غیرت کے جھکی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ تجھ کو غیرت نہ آئی۔

ہنومان ؎ ابھی تک تو جھکی ہے یہ تمھارے ہی جھکائے سے
کوئی دن میں زمیں سے بھی نہ اُٹھے گی اُٹھائے سے

راون۔ ہنومان! آج تم عجب قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔ کیا سابقہ تعلقات

[1] ہنومان کے پتا کا نام [2] ہنومان کے دادا کا نام۔

دم ہی بھلا دیا۔
ومان۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اُن تعلقات نے ہی مجھ کو یہاں تک آنے کا حوصلہ
نومان آپ کا ویسا ہی وفادار ہے۔ اور بوقت ضرورت ہر طرح سے
ینے کو تیار ہے۔
ن۔ اس میں کیا شک ہے۔ اگر تیرے جیسے پانچ چار اور وفادار ہوں تو میرا
ہے۔ یہ اچھی وفاداری ہے۔ تمام باغ کو توڑا۔ سپاہی نے روکا۔ تو اُن کا
وڑا۔ باغبانوں نے ٹوکا۔ تو اُن کو پکڑ کر مروڑا۔ اکشئے کمار گیا۔ تو اُس کو زندہ
ا۔ واہ رے میرے وفادار میں تجھ پر بلہار۔

ہنومان

تھا کونسا اُن کو بلانے کے لئے — آپ ہی آئے تھے وہ جھگڑا اپیلانیکیلئے
آتے ہیں پھل آخر تھے کھانے کیلئے — تھا جرم گر باندھ لیتا گھر بجانے کیلئے

ناحق اتنی بات پر وہ پیچھے میرے پڑ گئے
مارنے آئے تھے مجھ کو آپ لیکن مر گئے

ن۔ سوال تو یہ ہے۔ کہ تجھ کو کہا کس نے تھا۔ وہاں جانے کے لئے؟
مان۔ کہا تھا رامچندر جی اور سگریو نے۔ اور گیا تھا سیتا جی کی خبر لانے کے لئے
ن (چونک کر) ہیں ہیں سیتا کی خبر؟
مان۔ ہاں ہاں سیتا کی خبر۔
ن۔ مگر سگریو کا رامچندر سے کیا تعلق؟
مان۔ جب وہ سیتا جی کی تلاش کرتے ہوئے رشی مُکھ پربت پر آئے تو
دونوں نے دوستی کے عہد و پیمان کر کے آپس میں ہاتھ ملائے۔ جس
نے آپ کو بیسیوں دفعہ قید کیا۔ اس کو رامچندر جی کے ایک ہی بان نے
سے ناپید کیا۔ اب اُن کی طاقت کا اندازہ آپ لگا لیں۔ اور جس طرح ہو سکے
نے والی بربادی کو اپنے سر سے ٹالیں۔ اس کا سب سے آسان

طریقہ یہی ہے۔ کہ آپ سیتا جی کو ہمراہ لیکر رامچندر جی کے قدموں پر جا پڑیں۔ اور ان سے معافی کی التجا کریں۔ وہ بڑے اُدار ہیں۔ مجھے پوری اُمید ہے۔ کہ وہ تمہاری پارتھنا منظور کریں گے۔ اور اس دشمنی کا خیال دل سے دور کریں گے۔ ورنہ تمہاری اینٹھ ایک دم میں نکل جائے گی۔ اور یہ ہری بھری لنکا آن کی آن میں مٹی میں ملجائیگی کیونکہ بانر دیپ کا ایک ایک بچہ مرنے مارنے کو تیار ہے۔ اور انہیں صرف میری واپسی کا انتظار ہے۔

راون (طیش میں آکر) ارے نابکار! ذرا زبان کو سنبھال۔ اور سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکال۔ جب تو یہاں پر قید ہے۔ اور میرے ہاتھ میں تیرا سیاہ وسفید ہے۔ تو کیا تجھے واپس جانے کی بھی اُمید ہے۔ سیتا کی اُمید تو درکنار۔ اب تو وہ تیری طرف سے بھی ہاتھ دھو چکے۔ اور سمجھ لے کہ تجھے آج ہی رو چکے۔ کیونکہ تم بلاشک موت کے مہان ہو چکے۔ اور اس خیر خواہی میں اپنی جان کھو چکے جن کی مہاں کے تو بھاٹوں کی طرح گیت گا رہا ہے۔ اور بار بار ڈیڑھ فٹ چوڑا منہ پھیلا رہا ہے۔ اُن کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اوّل تو وہ خانہ بدوش رامچندر اور لچھمن۔ دوسرا ساتھ کون ملا؟ سگریو عقل کا دشمن۔ اپنی استری کے لئے تو آجتک روتا پھرا۔ اور جنگلوں میں حیران ہوتا پھرا۔ ایسا بہادر تھا تو اُس وقت کیوں نہ تلوار سنبھالی۔ اور بالی سے اپنی استری کیوں نہ چھوڑالی کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ سو پچاس آدمی اِدھر اُدھر سے اکٹھے کئے۔ اور راون سے مقابلہ کرنے کے منصوبے باندھ لئے۔ ارے احمق! اُن پر تو میں نے لنکا کا ایک کتا بھی چھوڑ دیا۔ تو بھاگنے کو جگہ نہ پائے گی۔

ہنومان۔ سچ ہے۔ کہ جب کسی انسان کی بُری گھڑی آتی ہے۔ تو اس کی عقل خود بخود اُلٹی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ دشمنی (زانی) آدمی کا اور نصیحت کا خاص بیر ہے اور اُسے اس بات کی تمیز نہیں رہتی۔ کہ یہ اپنا ہے۔ یا غیر ہے۔ تاہم میں حیران تھا

لنکا میں کوئی آدمی بھی ایسا نہیں۔ جو تجھے اِس تباہ کن رستے سے ہٹائے۔
طرح اِس جھگڑے کو مٹائے۔ مگر اب معلوم ہوا۔ کہ یہاں تو بستے ہی گئے
ن سمجھائے۔ اور کس کو سمجھائے۔ ع
خفتہ را خفتہ کے کند بیدار
رکھ آخر روئے گا۔ پچھتائے گا۔ مگر یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ میں نہیں
کسی انسان سے ڈر۔ لیکن پرماتما سے تو کچھ خوف کر۔ اور اِس طرح
ہو کر نہ مر۔ ڈنڈ دینے کے لئے پرماتما سو تم نہیں آتے ہیں۔ بلکہ جب کسی
جیسے پاپی کا ناش کرنا ہوتا ہے۔ تو وہ کوئی نہ کوئی ذریعہ ہی ایسا بناتے
جس وقت رُودر رُوپ پرماتما کا حکم پاکر رامچندر جی بانری سینا کو لیکر
ئیں گے۔ (تمام اہالیان دربار کی طرف اشارہ کرکے) تو تیرے یہ کتورے
ے ہی رہ جائیں گے۔ بلکہ ڈھونڈے بھی نہ پائیں گے۔ اور تیری اس غرور
کھوپری کو کوّے ہی نوچ نوچ کر کھائیں گے۔

راون

گانا

(بحر طویل)

ارے بیہودے بک بک لگائی ہے کیا تو شرارت سے کیوں باز آتا نہیں
تیری زیادہ زبان نکلتی ہی گئی تو کسی کو بھی خاطر میں لاتا نہیں
نرمی ہی پکڑتا گیا — تو زیادہ ہی زیادہ اکڑتا گیا
پاجی تو سر پہ ہی چڑھتا گیا — مجھے تہذیب سے بھی بُلاتا نہیں
ارے بیہودے ....
ے کا تجھے کچھ طریقہ نہیں — بات کرنے کا مطلق سلیقہ نہیں
کوئی علم بھی تو سیکھا نہیں — آدمی تو کسی کو بتاتا نہیں
ارے بیہودے ....

جو تجھے جان دینے کا ہی چاؤ ہے
اے مونچھوں پہ کیا دے رہا تاؤ ہے
آ بتاؤں کہ کیا موت کا بھاؤ ہے
آج زندہ یہاں سے تو جانا نہیں

ارے بیہودے ....

میں نہ جانے کہ کیوں درگذر کر گیا
اس لیئے ہی تیرا حوصلہ بڑھ گیا
تو نے سمجھا کہ بس مجھ سے ہی ڈر گیا
تیری نظروں میں کوئی سماتا نہیں

ارے بیہودے ....

ہنومان

(گانا) (بحر طویل)

آپ اپنی قضا کا فکر کیجئے موت میری کا مجھ کو فکر ہی نہیں
مجھے مارے یہ کس کی ہے طاقت بھلا پھر زباں پہ لانا یہ ذکر ہی نہیں
یہ تو نتیجہ ہوا کہ نصیحت کا اب ہو گا تجھ پر ذرا بھی اثر ہی نہیں
تیرے جیسا کوئی بے شرم بے حیا میں نے دنیا میں دیکھا بشر ہی نہیں

آپ اپنی ....

موت آنے سے پہلے ہر انسان کی گیان اندری رہتی ستھر[1] ہی نہیں
نہ ہی کانوں سے دیتا سنائی اُسے اور آنکھوں سے آتا نظر ہی نہیں

آپ اپنی ....

یہی حالت ہی آپکی ہو رہی فرق آ ہیں ذرا رتی بھر ہی نہیں
آنکھ اندھی ہوئی کان بہرے ہوئے تیرے مرنے میں بالکل کسر ہی نہیں

آپ اپنی ....

چھوڑ ہٹھ کو میں تیرے بھلے کی کہوں تجھے واجب بڑھانا شر ہی نہیں
کر چکا فرض جسونت سنگھ تو اداپھر نہ کہنا مجھے کی خبر ہی نہیں

آپ اپنی ....

[1] حواس خمسہ سے قائم۔

ناٹک

راون! تیرا یہ فضول خیال ہے۔ میری طرف انگلی اُٹھانے کی کس کی مجال ہے شائد ہی لئے پھول رہا ہے۔ کہ میگھناد مجھ کو پکڑ لایا۔ اور جاتے ہی زنجیروں میں جکڑ لایا۔ مگر یہ تیری سراسر حماقت ہے۔ اور میگھناد بچارے کی یہ کہاں طاقت ہے۔ اگر چاہتا تو ان زنجیروں کو ایک جھٹکے میں توڑ دیتا اور تیرے اس بہادر کو وہیں پکڑ کر جھنجوڑ دیتا۔ مگر میں تو خود چاہتا تھا۔ کہ کسی طرح تجھ تک پہنچ جاؤں اور تجھ کو سمجھا بجھا کر اس بربادی بخش راستے سے ہٹاؤں۔ مگر افسوس کہ میری یہ سب محنت رائگاں ہی گئی۔ اور بات وہیں کی وہیں رہی یہ سچ ہے۔ کہ جب انسان کی موت نزدیک آتی ہے۔ تو اس کی ہر ایک گیان اندری خود بخود معطل ہو جاتی ہے۔ نہ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہے۔ نہ کانوں سے سُن سکتا ہے۔ اور جو کچھ دل میں آتا ہے۔ زبان سے بکتا ہے۔ بس سند یہ تیری بھی وہی حالت ہونے والی نہیں۔ بلکہ ہو رہی ہے۔ اور موت سرہانے کھڑی تیری جان کو رو رہی ہے صرف دیرینہ تعلقات کی وجہ سے میں آپ سے ہمدردی کر رہا ہوں اور اتنی دیر سے سر دردی کر رہا ہوں۔ ورنہ ہمیں کیا بھاڑ میں پڑے تمہاری لنکا۔ اور چولھے میں پڑو تم۔

راون ۔ نہیں شرارت سے باز آتا زبان اتنی چلا رہا ہے
میری عزت و آبرو کو تو خاک میں یوں ملا رہا ہے

ہنومان ۔ عزت حرمت تو آپ کھوئی قصور میرا بتا رہا ہے
عجب تماشہ ہے یہ بھی یارو زمانہ کیسا یہ آ رہا ہے

راون ۔ ارے نالائق بتا تو مجھ کو تو خوف کس کا دکھا رہا ہے
میں وہ بلا ہوں کہ جس کے بھے سے کال خود خوف کھا رہا ہے

ہنومان ۔ لوگ خود ہی یہ دیکھ لیں تو اتنا کیوں تلملا رہا ہے
کل جو کھاتا تھا خوف جس کا وہ آج اس کو بھی کھا رہا ہے

راون ۔ ہُوا میں جتنا نرم تو اتنا زمین سر پہ اُٹھا رہا ہے
اَرے بیہودے تو اُلٹا مجھ پہ تسلط اپنا جما رہا ہے

ہنومان ۔ تمہارے جیسا اپت جو اپنی عمر وشیوں میں گنوا رہا ہو
یہ ہے تعجب کہ وہ بھی مجھ کو بیہودہ کہہ کر بُلا رہا ہے

راون ۔ زمیں نے جب تک اُٹھائی خنجر تب ہی تک چہچہا رہا ہے
تو اپنے ہاتھوں سے اپنی خاطر عدم کا رستہ بنا رہا ہے

ہنومان ۔ چند دن میں ہو گا یہ چرچا وہ دن بھی نزدیک آ رہا ہو
کہے گی دنیا یہ دیکھو لوگو جنازہ راون کا جا رہا ہو

راون (تلوار اُٹھا کر) اَرے نابکار ہشیار راون کے سامنے ایسی بیہودہ تقریر؟ میں نے ہر چند خونِ جگر پیا۔ اور بہتیرا تیرے بزرگوں کا لحاظ کیا۔ مگر اب میری تلوار ہی تجھے خاموش کرائے گی۔ اور تجھ کو ہمیشہ کے لئے سُکھ کی نیند سلائے گی۔

بھبیکھن۔ (راون کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی صاحب ذرا تحمل کیجئے۔ یہ فعل آپ کی شان اور راج نیتی کے سراسر خلاف ہو۔ بھلا قاصد کا قتل کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ ایسا کرنے سے ہمیشہ کے لئے تمام سلطنتوں سے آپ کا قطع تعلق ہو جائے گا۔ اور آئندہ کوئی سفیر آپ کے دربار میں نہ آئے گا۔

راون۔ (جھنجلا کر) ہٹ ہٹ میرا ہاتھ چھوڑ۔ یہ تمہارا خیال فاسد ہے۔ کون کہتا ہے۔ کہ یہ قاصد ہے۔

بھبیکھن۔ جب یہ اپنے مالک کا پیغام لے کر آیا ہے۔ تو اس کے قاصد ہونے میں کیا شک ہو۔

راون۔ مگر اس کو ایسی بیہودہ بکواس کرنے کا کیا حق ہے؟

بھبیکھن۔ جو کچھ اس نے کہا۔ وہ اس کے مالک کی زبانی ہے۔

راون۔ مجھے حیرانی ہے۔ کہ تم نے یہ بلا فیس وکالت کیوں ٹھانی ہو؟

بھبیکھن۔ یہ راج نیتی کا اصول ہے۔

ن ۔ یہ بہانہ فضول ہے۔ بلکہ اس حماقت کی کوئی وجہ معقول ہے۔

یکھن۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ میرا عرض کرنیکا صرف یہ مطلب ہے۔ کہ قاصد

ں کا قصد کرنا راج نیتی اور دھرم شاستر سے سروتھا پرتیکول ہے۔

راون اور بھبکین کا دیر تک اسی طرح اُلجھے رہنا۔ تمام اہالیان دربار اور ہنومان

کے محافظ سپاہیوں کا اس طرف متوجہ ہو جانا۔ ہنومان کا یہ موقعہ غنیمت سمجھ کر

بہم پھانسں و زنجیروں کو آہستہ آہستہ کھول لینا اور ایک چھلانگ مار کر سب سے

آزاد ہو جانا۔

مان۔ (راون کے بالمقابل ہو کر) اگر تو مجھ کو قتل نہ کرے۔ تو تیری زندگی پر

ھول ہے۔

ن۔ (للکار کر) پکڑ لو۔ پکڑ لو۔ خبردار جانے نہ دینا۔

مان۔ کسی کی ہمت ہے۔ تو ذرا سامنے آئے۔

راکشش۔ (لپک کر) ارے بھاگ کر کہاں جائے گا۔

مان۔ (ایک سپاہی کی تلوار چھین کر) جو میرے سامنے آئے گا۔ وہ ہرگز زندہ

ے نہ پائے گا۔ اور خواہ مخواہ اپنی جان گنوائے گا۔

ہنومان کا تمام راکششوں کو کاٹتے چھانٹتے اور تلوار گھماتے ہوئے صاف

نکل جانا۔ اور راون کا منہ دیکھتے رہ جانا۔

ٹ:۔ لنکا کے جلائے جانے کی نسبت مختلف مؤلفانِ رامائن مختلف قسم کی تعبیریں کرتے

شلاً (۱) ہنومان کی دُم کو بہت سی روئی لپیٹ کر اور آگ لگا کر چھوڑ دیا گیا۔ جس سے اس نے

آگ لگا دی (۲) ہنومان کو ایک مصنوعی دم لگا کر آگ لگا دی۔ (۳) بہت سی روئی اکٹھی کی گئی

س میں آگ لگا کر ہنومان بیچ میں ڈال دیا جائے اور جس طرح اس نے میرا دل جلایا ہے۔ خود بھی

سی آہستہ آہستہ جل کر مرے۔ مگر ہنومان نے راکششوں کو ہی پکڑ پکڑ کر اس میں ڈالنا شروع

ا۔ جو لوگ اس روئی کے جلتے ہوئے ڈھیر سے نکل بھاگے۔ ان کے جلتے ہوئے کپڑوں سے

جاموَنت و انگد کی بیقراری اور ہنومان کی انتظاری

انگد۔ جاموَنت جی! میعادِ مقررہ تو ختم ہونے والی ہے۔ مگر ہنومان جی اب تک واپس نہ آئے۔

جاموَنت۔ ہاں کنور جی! دن تو زیادہ ہی ہو گئے۔ پرمیشور انہیں خیریت سے لائے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۳) دیگر مکانات کو بھی آگ لگ گئی (۴) ہنومان کو رات کے وقت لنکا کے مختلف بازاروں اور گلی کوچوں میں اس غرض سے پھرایا جا رہا تھا۔ تاکہ اس کو رسوا اور شرمندہ کیا جائے۔ مگر ہنومان اس کے پھندے سے نکل گیا۔ اور ایک مشعلچی اس کو پکڑنے کے لئے پیچھے سے دوڑا۔ چنانچہ ہنومان نے اسی کی مشعل چھین کر اس کو مارنا شروع کیا جس سے ایک مکان یا دو مکان میں آگ کی چنگاریاں گر گئیں۔ اور وہ جلنے لگا۔ اور آگ بھڑکتے بھڑکتے تمام لنکا میں پھیل گئی وغیرہ وغیرہ۔

مگر ہم کو اس امر کے تسلیم کرنے میں کہ لنکا اس طریق سے جلائی گئی۔ تامل ہے سب سے زیادہ وزن دار شک جو اس کے متعلق پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہنومان جیسا عالم اور دھرماتما شخص ایک ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے لاکھوں معصوم اور بے گناہ لوگ جلکر خاک سیاہ ہو جائیں قصور تھا تو راون کا تھا نہ کہ ان باشندگانِ لنکا کا جن میں سے اکثروں کو راون کی اس کرتوت کا شاید علم بھی نہ ہوا ہو۔ طرفہ یہ کہ تمام لنکا جلکر راکھ ہو جائے اور بھبیکھن کے مکان کو کچھ اذیت نہ پہنچے۔ تمام لنکا میں ایک طوفان برپا ہو۔ کوئی گھر جلنے سے نہ بچے۔ استریوں کی آہ و پکار سے زمین آسمان ہل جائیں۔ مگر برہست منتری راون سے کہے۔ کہ میں تو اس وقت اپنے مکان میں آرام کر رہا تھا۔ مجھے اس کا مطلق علم نہیں۔ کیا ایک تعجب خیز بات نہیں۔

اگر مندرجہ بالا تعبیرات کو بھی ذرا نگاہ غور سے دیکھا جائے۔ تو وہ چنداں وزن دار نہیں۔ اور خود انہی سے کئی قسم کے شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ اوّل الذکر کا تو ذکر کرنا ہی فضول ہے۔ کیونکہ اس

انگد۔ آخر ہم اُن کا کب تک انتظار کریں گے۔
جاموَنت۔ تو جانے کو کہاں ٹھکانا ہے۔ اگر وہ واپس نہ آئے۔ تو ہم بھی یہیں مریں گے۔
انگد۔ اُن کی واپسی کی اُمید تو دن بدن منقطع ہوتی جاتی ہے۔
جاموَنت۔ مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ ابھی تو......۔
ایک آواز۔ ٹن ٹن ٹن ٹن۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۴) امر کے تسلیم کرنے میں فی زمانہ کسی کو بھی انکار نہیں کہ ہنومان جی ایک ودوان اور دھرماتما انسان تھے۔ نہ کہ بندر۔ اس لئے نہ کوئی اُنکے دم تھی۔ اور نہ اسکو آگ لگائی گئی۔
ہنومان کو ایک مصنوعی دُم لگا کر اور اُس پر بہت سے کپڑے وغیرہ لپیٹ کر آگ لگا دیجائے اور پھر اس کو آزاد بھی کر دیا جائے۔ ایک ناقابل تسلیم بات ہے۔ کیونکہ ایک دشمن کے ہاتھ میں ایسی ضرر رساں چیز دیکر کوئی بھی سمجھدار انسان اتنی آزادی تو درکنار اتنی مُہلت بھی نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے چل پھر سکے۔
کسی انسان کو جلانے کے لئے تیل کی ایک دو بوتل ہی کافی ہوسکتی ہیں۔ جیسا کہ آج کل بھی آئے دن ایسے حادثات اکثر سُننے اور دیکھنے میں آتے ہیں۔ کہ فلاں عورت نے مٹی کے تیل کی بوتل اپنے کپڑوں پر ڈالکر آگ لگالی۔ اور خودکشی کر لی کسی پر اچانک جلتا ہوا لیمپ گر گیا۔ اور تمام جسم جلکر راکھ ہو گیا۔ بلکہ بعض اوقات محض بدن کے کپڑوں میں ہی آگ لگ جانے سے کئی موتیں واقع ہوئیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ہنومان کو جلانے کے لئے ہزاروں من روئی اور سینکڑوں من تیل کی کیا ضرورت تھی۔ علاوہ ازیں یہ کام بھی کیسا وحشیانہ اور قابل نفرت ہے۔ مانا کہ راون حد سے زیادہ نفس پرست تھا۔ مگر اس کا یہ عیب اس بات پر تو دلالت نہیں کرتا۔ کہ وہ اس قسم کا سنگدل اور بے رحم تھا۔ ایک عیب کو سامنے رکھکر اس کے تمام اوصاف پر پانی پھیر دینا سخت بے انصافی ہے۔ اوّل تو یہ سزا ہی کیسی وحشیانہ ہے پھر یہ سلوک کیا بھی کس کے ساتھ جائے۔ ایک قاصد یا پیغامبر کے ساتھ جس سے تمام مہذب سلطنتوں میں اس کا خاکہ پٹ جائے۔ ہرگز ہرگز قابل تسلیم نہیں۔
کسی شخص کو تشہیر کرنے کے لئے دن کا وقت موزوں ہوسکتا ہے۔ جبکہ تمام دُنیا اُس کو

انگد۔ (چونک کر) یہ آلارم کی آواز کدھر سے آئی؟

جاموَنت۔ (بغور آسمان کی طرف دیکھ کر) لو مُبارک ہو۔ ہنومان جی آگئے۔

انگد۔ (اُسی طرف کو دیکھ کر) آپ نے کیسے جانا کہ یہ ہنومان ہی؟

جاموَنت۔ غالباً یہ ہمارا ہی جوان ہے۔

انگد۔ آپ کو اس کی کیا پہچان ہے؟

جاموَنت۔ اسکے آگے جو جھنڈا لگا ہوا ہی وہ خاص ہمارا ہی نشان ہی۔

انگد۔ بے شک اب تو مجھے بھی اطمینان ہے (سیٹی بجا کر اور رومال کو زور سے ہلا کر) ہو ہو ہو ہلا ہلا ہلا۔۔۔۔۔۔

ہنومان۔ (ہوا میں رومال ہلا کر) بولو سیاپتی رامچندر کی جے۔ لچھمن جتی کی جے۔

جاموَنت۔ (اچھل کر) شکر ہے۔ کہ ہنومان سیتاجی کی خبر لے آیا۔

انگد۔ آپ نے پہلے ہی یہ اندازہ کس طرح لگایا؟

جاموَنت۔ اگر وہ ناکامیاب آتا۔ تو اس قدر خوشی کے نعرے نہ لگاتا بلکہ چپکا سا آکر بیٹھ جاتا۔

ہنومان۔ (ہوا سے اُتر کر اُچھلتا کودتا ہوا) جے رگھوبیر کی جے سگریو کی۔

جاموَنت اور انگد۔ (ہنومان سے بغلگیر ہو کر) جے رگھوبیر کی۔ جے مہابیر کی سناؤ کچھ خوش خبری سناؤ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۵) اور وہ تمام دنیا کو دیکھ سکے۔ نہ رات کا جبکہ تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے ہوں۔ یا آرام کر رہے ہوں۔ رات کا اندھیرا کسی کے عیوب کو چھپانے میں مدد دیا کرتا ہی ذرا مشہور کرنے میں۔ اسی لئے عموماً چوری چھپے کے کام رات کے وقت ہی کئے جاتے ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ راون نے ہنومان کو رسوا کرنے کے لئے رات کا وقت کیوں پسند کیا۔ حالانکہ واقعات اس بات کے شاہد ہیں۔ کہ ہنومان علے الصباح گرفتار ہوا۔ اور اُسی وقت راون کے پیش کر دیا گیا۔ پھر نہ معلوم کہ وہ دن بھر کیا تانا تنتے رہے۔ بالغرض محال اگر یہ

نومان۔ آپ کے اشیرباد سے سیتاجی کی خبر لے آیا ہوں۔ مگر بھوک بہت رہی ہے۔ کچھ ہے تو کھلاؤ۔
سونت۔ (کچھ پھل وغیرہ دیکر) لیجئے خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔
گد۔ مگر ساتھ ساتھ کچھ باتیں بھی سناتے جاؤ۔
نومان۔ (ہنس کر) واہ واہ خوب کہی۔ بھلا منہ سے کھاؤں یا آپ کو باتیں سناؤں
سونت۔ نہیں نہیں۔ آپ پہلے اچھی طرح پیٹ بھر لو۔ بلکہ کچھ دیر آرام بھی کر لو۔
نومان۔ (پھل کھاکر) اب تو کسکندھا میں ہی جاکر آرام کریں گے۔ آپ میرے ساتھ بوان میں بیٹھ جائیے۔ رستے میں آپ کو خوب باتیں سناؤں گا۔
گد۔ ہاں اب تو چلنا ہی چاہیئے۔ کیونکہ میعاد بھی قریب الاختتام ہے۔
نومان۔ تو اب ہمارا یہاں کیا کام ہے؟
سونت۔ (مع انگد کے بوان میں بیٹھ کر) بھائی تمہاری مہربانی سے کسکندھا منہ دکھانے کے لائق رہ گئے۔ ورنہ ہمارا تو انہی جنگلوں میں ٹھکانا تھا اور نے کسکندھا میں جانا تھا ؎

ک ہو مبارک آپ کا پھر لوٹ کر آنا　　مبارک آپکو ہو وے خبر سیتاکی لے آنا
ک آپ کی ہمت مبارک کام مرانا　　مبارک ہم سبھوں کا لوٹکر کسکندھ میں جانا
مبارک ہو تجھے یہ قوم کی خدمت بجا لانا
تیرا جسونت سنگھ دائم رہے آباد ہنومانہ

بحاشیہ صفحہ (۴۰۶) مان بھی لیا جاوے۔ کہ ہنومان شام کے وقت ہی گرفتار ہوا یا اُن کو یں جھگڑتے جھگڑتے شام ہوگئی۔ تو راون کوئی خانہ بدوش تو تھا نہیں۔ کہ اس کے پاس ن کو رات بھر قید رکھنے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں تھی۔ بہرحال رات کا وقت تو کسی شخص کو تشہیر نے کے لئے کسی حالت میں بھی موزوں نہیں ہو سکتا۔ پھر ہنومان جیسے من چلے انسان کے لئے جو بار راون کے ساتھ ایسی بیباکانہ گفتگو کرتا رہا۔ اس پر طرفہ یہ کہ ہنومان اپنے محافظوں سے آزاد بھاگتے ہیں۔ تو اس کو پکڑنے کے لئے پیچھے کون دوڑتا ہے؟ ایک شعلبی کیسی مضحکہ خیز بات ہے

کسکندھا میں ہنومان کا انتظار

رامچندر جی

گانا

نہ آیا آجتک قاصد نہ آنے کی خبر آئی
نہ ہی کچھ یہ عنقریب آنیکی دے امید دکھلائی

مہینے کے ختم ہوئے ہیں کل کا روز باقی ہے
اُسے جاتی دفعہ بھی تھی یہی تاریخ بتلائی

بڑی مشکل سے گن گن کر یہ دن میں نے گذارے تھی
نہ دنکو چین آیا تھا نہ شب کو نیند ہی آئی

نہ تھی امید پہلے اور نہ اب امید ہی مجھ کو
اسمبھو ہی کہ ہاتھ آئے ہمارے اب جنک جائی

نہ جانے کس جگہ پر وہ بھٹکتا پھر رہا ہوگا
اُسے بھی خواہ مخواہ میں نے یونہی تکلیف دلوائی

یہی امروز فردا میں گذارا اس قدر عرصہ
مگر اب بھی میرے دل کی کلی کھلنے نہیں پائی

میرے جیسا کوئی دکھیا جہاں میں اور بھی ہوگا
ہوا سو زمانے میں بنا دنیا کا سودائی

تمہاری مہربانی کے ہیں ہم سکریوجی ممنون
ہمارے واسطے جو آپ نے تکلیف فرمائی

میری دانست میں تو انتظار انکا ہے بے فائدہ
چلو کیا سوچتے ہو اب یہاں آ لکھمن بھائی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰۷) درصل یہ ایک استعارہ ہے محض آگ سے جلنے کا نام جلنا یا تلوار و برچھی وغیرہ سے گھائل ہونے کا نام گھائل ہونا نہیں ہے۔ بلکہ جلنا جلانا گھائل ہونا یا گھائل کرنا کئی پر کار کا ہے۔ کسی کی عزت و رتبہ کو دیکھ کر حسد سے جلنا۔ آتش ہجر میں جلنا۔ سوتیا ڈاہ سے جلنا کسی کی طعن آمیز گفتگو سنکر جلنا۔ نوک زبان سے گھائل کرنا۔ خدنگ نگاہ سے گھائل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ امر واقعہ یہی ہے کہ ہنومان کی آزادانہ گفتگو سنکر راون جل بھن کر کباب ہو گیا۔ اور وہ سبھ دربار اس کی اس طرح توہین کر کے سب کی آنکھوں میں دھول ڈالکر صاف نکل گیا۔ تو وہ اور بھی کوئلہ ہو گیا ؎

لکڑی جل کوئلہ ہوئی کوئلہ جل ہوا راکھ
راون توایسا جلا کوئلہ رہا نہ راکھ

یہی لنکا کے جلائے جانے کی اصلیت تھی۔ ورنہ واستو میں لنکا جلائی نہیں گئی +

بجھ اب آگئی تیری قضا ارون نہ چھوڑوں گا تجھے زندہ اری او دُشٹ اینائی

ناٹک

ہینہ بھی ختم ہوا۔ مگر ہنومان ابھی تک عدم پتہ ہی۔ یہ سب اپنی ہی پرابدھ کا دوش
ں بیچارے کی کیا خطا ہے۔ بلکہ یہ میری ہی غلطی ہے۔ جو اس بچارے کو
نکالا۔ اور بیٹھے بٹھائے اُس کی جان کو خطرے میں ڈالا۔ پرمیشور نہ کرے
پر اُس کا راز فاش ہوگیا۔ تو نہ صرف ہماری سب امیدوں کا ہی ناش
بلکہ اُس کی زندگی بھی خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ اُس بچارے کا تو
ی بھی وارث والی نہیں۔ سگریو جی! جو کچھ آپ نے میرے لئے تکلیف
اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ مگر اب یہاں ٹھیرنے سے معذور
اِس لئے آپ اپنا کام کیجئے۔ اور ہمیں خوشی سے اجازت دیجئے۔ کیونکہ
س روز کی اِنتظاری سے ہماری طبیعت ناساز ہو رہی ہی۔ وہاں ہماری
ں نہ صرف آپ کے آرام و آسائش بلکہ انتظام سلطنت میں بھی خلل انداز
ہے۔

گریو۔ (ہاتھ جوڑکر) بھگون! آخر ان کو ایک مہینہ تک واپس آنے کیلئے
۔ مگر اس میعاد میں بھی ابھی کل کا روز باقی رہا ہے۔ اول تو سفر اِس قدر
ز۔ دوسرے جو کام اُن کے سپرد کیا ہے۔ وہ بڑا نازک اور قابلِ راز
ب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر دو چار دن زیادہ بھی لگ جائیں تو اسکے
ہیں۔ کہ وہ بالکل واپس ہی نہ آئیں۔ بہر حال کل کا روز تو اور انتظاری
ے۔ اگر وہ نہ آئے۔ تو پرسوں کو یہاں سے کوچ کی تیاری کریں گے۔
ی نسبت جو کچھ آپ نے فرمایا۔ یہ آپ کی زبردستی ہے۔ میرے پاس
ہے وہ سب آپ کا ہی دیا ہوا ہے ورنہ اس ناچیز کی کیا ہستی ہے
ے احسان سے اس جنم میں تو کیا۔ جنم جنمانتر میں بھی سبکدوش نہیں
۔ اور میں ایسا طوطا چشم یا احسان فراموش نہیں ہوسکتا۔ جب تک

جان ہیں جان ہے۔ سگریو کا تن من آپ کے چرنوں میں قربان ہے ؎
بن جائے بہار میں اسکی مجھے کچھ چاہ نہیں ۔ ساتھ ااپا تھا نہ اس کو جائیگا ہمراہ نہیں
جب تلک راون کو ملتا ڈنڈ خاطر خواہ نہیں ۔ ہاتھ آئے جانکی تو جان کی پرواہ نہیں
جب تلک اس دُشٹ کا کردوں نہ میں خانہ خراب
تب تلک یہ آپ کا سیوک رہیگا ہم رکاب

رامچندر۔ بہتر کل کا روز اور انتظار کر لیا جائے۔ اگر وہ کل بھی نہ آئے۔ تو پرسوں کو یہاں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ +

ایک چوبدار۔ مہاراج کی جے ہو۔ شریمان ہنومان جی سمیت راجکمار انگد و شری جاموونت جی کے تشریف لے آئے ہیں۔

سگریو۔ لیجئے مہاراج مبارک ہو (چوبدار سے) تم ابھی جاؤ۔ اور ان کو یہاں بلالاؤ۔

چوبدار۔ بہت اچھا مہاراج۔

(ہنومان کا مع انگد و جاموونت کے آنا۔ ور طرفین سے جے کاروں کے پُرجوش نعرے لگانا۔ اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہونا۔ تمام کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنا۔)

ہنومان۔ (رامچندر جی کے پاؤں پکڑکر) بھگون پرنام۔

رامچندر۔ (ہنومان کو چھاتی سے لگاکر) مہابیر تم دھنیہ ہو کہو خیریت سے تو آئے۔

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑکر) جب آپ کا اشیرباد میرے ساتھ ہو۔ تو کب ممکن ہے مجھے کچھ تکلیف ہونے پائے۔

سگریو۔ سناؤ۔ کچھ سیتا جی کی بھی خبر لائے۔

جاموونت۔ مہاراج یہ کب ممکن ہے کہ ہنومان جائے اور ناکامیاب آئے۔

ہنومان۔ میں کس لائق تھا۔ ہمت اور دلیری آپ کی تھی میں تو صرف سہایک تھا۔

ت ۔ یہ آپ کا حسنِ لیاقت ہے۔ مگر سچ تو یہ ہے۔ کہ ہم میں ایسا نازک کام
ں کہاں طاقت ہے۔
درتھی ۔ خیر اس کسر نفسی کو جانے دو۔ اب ذرا مطلب کی بات سنانے دو۔
ن ۔ بھگون! میں مختلف مقامات پر تلاش کرتا ہوا لنکا میں پہنچا وہاں ہر جگہ
الا۔ آخر بمشکل تمام میں نے ان کا سراغ نکالا۔ سیتا جی اسوک باٹکا میں قید
رح طرح اپنی زندگی سے نا امید ہیں۔ کچھ اس ظالم کی زبردستیوں سے
رہ کی فاقہ مستیوں سے ۔ جو کچھ ان کی حالت ہو رہی ہے۔ وہ مجھ پر تو ظاہر ہے
کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ ایک معمولی سی ساڑھی سے وہ
ڈھانپ رہی تھیں ۔ تمام جسم کا سوکھ کر یہ حال ہو گیا۔ کہ مجھ کو ایکا ایکی انکی
اپنا اطمینان کرنا بھی محال ہو گیا ابھی اس شش و پنج میں ہی تھا۔ کہ لنکے
ن وہاں آیا۔ تو سیتا جی کو بہت کچھ دھمکایا۔ کچھ دیر تو وہ خاموش رہیں۔
ت آکر انہوں نے اپنی زبان کھولی۔ پھر جو کچھ منہ میں آیا سو بولی ۔ جسے
ں ظالم نے تلوار نکالی۔ مگر ایک عورت نے درمیان میں پڑ کر سیتا جی
ں بچالی۔ چنانچہ اس کا یہ ارمان بھی دل کا دل میں ہی رہ گیا۔ اور جاتا
ہہ گیا۔ کہ دو مہینے تک اور صبر کروں گا اور جس طرح ہو گا اپنی طبیعت
وں گا ۔ اگر پھر بھی اسیطرح حجت ملائے گی تو میر اکیا لے گی اپنی جان
سے گی۔ اس کے چلے جانے کے بعد جس درخت پر میں چھپا بیٹھا تھا
وہ اسی کے نیچے آئی۔ اور اپنے سر کی ساڑھی درمیان سے پھاڑ کر
ں بنا کر درخت کی ایک ٹہنی سے لٹکائی۔ میں حیران تھا۔ کہ یہ کیا کرنے لگی
ر پھر سمجھ میں آیا۔ کہ یہ تو خود کشی کر کے مرنے لگی ہیں۔ آخر جب رسی کا پھندا
نے اپنے گلے میں ڈالا۔ تو میں نے جھٹ وہاں سے کود کر انکو سنبھالا
ں پھانسی کو اُن کے گلے سے نکالا۔ پہلے تو انہوں نے مجھ کو بھی راون
بہت کچھ سخت سُست کہا۔ لیکن جب میں نے آپ کی نشانی دکھائی تو

ان کا وہ شک جاتا رہا میں نے خودکشی کرنے کا سبب دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ اگرچہ یہ مہا پاپ ہے۔ مگر میں نے اپنے نردوش دیور پر جو الزام لگایا تھا۔ اس کا یہی پشچاتاپ ہے۔ آخر میں نے انہیں سمجھایا۔ اور لچھمن جی کیطرف سے بھی ہر طرح یقین دلایا۔ غرضیکہ اسی طرح دیر تک بات چیت ہوتی رہی مگر اس دوران میں وہ بے تحاشا روتی رہی چلتی دفعہ میں نے اُن سے کچھ نشانی دینے کے لئے پرارتھنا کی۔ تو اُنہوں نے (چوڑامن پیش کرکے) یہ چوڑامن بطور نشانی دی۔

رامچندر جی۔ (چوڑامن کو دیکھکر) بے شک یہ میری پران پیاری کی نشانی ہے مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ تمہاری صرف انہی سے بات ہوئی۔ یا راون سے بھی ملاقات ہوئی۔؟

ہنومان۔ ہاں میں راون سے ملاقات بھی کر آیا ہوں۔ اور اس کے بہادروں سے دو ہاتھ بھی کر آیا ہوں۔ کئیوں کو پچھاڑا۔ کئیوں کو جان سے مارا غرضیکہ انکو اچھی طرح مزا چکھا آیا ہوں۔ اور ان کو بھی سر دربار نیچا دکھا آیا ہوں۔

رامچندر جی۔ بجائے اس کے کہ اس کو اس طرح نیچا دکھاتے۔ بہتر تھا۔ کہ اُسے سمجھا بجھا کر راہ راست پر لاتے۔

ہنومان۔ مہاراج میں نے اپنا سارا زور لگایا۔ مگر اس مغرور نے میری باتوں کو مخول میں ہی اُڑایا۔ یہانتک کہ میرے مارنے کے لئے تلوار بھی اُٹھائی مگر اس کے بھائی بھبیکھن نے بیچ میں پڑکر میری جان بچائی۔ جب میں نے اُس کو اپنے قتل کرنے پر ہی آمادہ پایا۔ پھر جو کچھہ مجھہ سے بن سکا بنایا۔ اب ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور جتنی جلدی ہو سکے۔ سیتا جی کی رہائی کا فکر کیجئے۔ کیونکہ ان کی جان کو سخت عذاب ہو رہا ہے۔ اور جتنی دیر ہو رہی ہے اتنا ہی کام خراب ہو رہا ہے۔

رامچندر جی۔ پیارے ہنومان! آپ نے جو کچھہ تکلیف میرے لئے اُٹھائی

ہے۔ میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ مگر سردست آپ کے اس احسان سے سبکدوش ہونے سے مجبور ہوں۔ بلکہ اس کا عوض تو میں تا زندگی نہ دے سکونگا اور کسی حالت میں بھی.......

ہنومان۔ (قطع کلام ہوکر) بھگوَن! بس رہنے دیجئے۔ اور مجھے زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔ جو کچھ آپ میری نسبت فرما رہے ہیں۔ یہ آپ کی ذرہ نوازی اور مہربانی ہے۔ اور میں نے جو کچھ کیا۔ وہ میرا فرض انسانی ہے۔

رامچندر جی۔ (سگریو سے مخاطب ہوکر) سگریو جی! کہو اب کیا وچار ہے؟

سگریو۔ ہمیں اب کس بات کا انتظار ہے۔ اُدھر راون کا سر ہے۔ اور ادھر ہماری تلوار ہے۔

رامچندر جی۔ مگر نل[1] سے دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ پُل کے لئے کیا کیا سامان درکار ہے۔

سگریو۔ پُل کے لئے نہ صرف تمام مصالحہ ہی موجود ہے۔ بلکہ اس کا بہت سا حصہ تو بن کر بھی تیار ہے۔

رامچندر جی۔ مگر بقایا حصہ بھی جلد تیار کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ صرف پُل کی تیاری پر ہی ہمارے کوُچ کا انحصار ہے۔

---

[1] نل اس زمانے کا ایک لائق اور شہرہ آفاق (کلاکار) انجنیر تھا جس نے بغیر کسی ستون کے محض پتھروں کو ہی آپس میں ملا کر اسقدر لمبا پُل دنوں میں تیار کر دیا جس کے کھنڈرات اسوقت تک سیت بند رامیشور کے نام سے موجود ہیں۔ جو کہ زبان حال سے اپنے صانع کی اس بے نظیر صنعت کا اظہار کر رہے ہیں جس کو دیکھ کر زمانہ حال کے انجنیروں کے دماغ چکرا رہے ہیں اور وہ اس کی نسبت یہ اندازہ لگانے میں بھی قاصر ہیں۔ کہ یہ پُل کتنے عرصہ میں کتنے آدمیوں نے کتنا روپیہ خرچ کر کے بنایا ہوگا۔ اور اس کی بناوٹ کے متعلق تو شائد قیامت تک بھی ان کی سمجھ میں نہ آسکے۔ آہ! بھارت ورش! تیری کس کس صنعت کو یاد کر کے روئیں۔ اور تیرے کس کس

چوبیسواں ۲۴ نظارہ

راون کا خلجان

راون۔ نہ معلوم وہ کونسی منحوس گھڑی تھی۔ جبکہ یہ بلائے ناگہانی میرے گلے پڑی تھی۔ جسے میں آرام جان سمجھا۔ وہ میرے لئے آفت جان ہوئی جس کو امرت سمجھا تھا۔ وہ وِش کے سمان ہوئی۔ دھوکہ ہوا۔ فریب ہوا چھل ہوا۔ مگر اب تو اس آفت سے نکلنا سخت مشکل ہوا۔ سانپ کے منہ میں چھچھوندر کھائے تو کوڑھی اگلے تو کلنکی۔ اب اسے چھوڑوں تو ندامت رکھوں تو شامت۔ جب سے اس کو چرا کر لایا۔ نہ نیند بھر کر سویا۔ نہ پیٹ بھر کر کھایا۔ یا تو اس کے فراق میں تڑپتا رہا۔ یا اس کی جلی کٹی باتیں اور کورے کرارے جواب سنتا رہا۔ اور اندر ہی اندر جلتا بھنتا رہا۔ رہے سہے کو ہنومان جلا گیا۔ اور میری عزت و حرمت کو بالکل خاک میں ملا گیا۔ جب اسکے ایک معمولی سے قاصد کی دلیری کا یہ حال ہے تو اس کی ذاتی طاقت کا اندازہ لگانا تو سخت محال ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱۳) کمال پر آنسو بہائیں۔ اب تو ہمارے پاس ایک "پدرم سلطان بود" کی مہارنی رہ گئی ہے۔ اور اسی کو رٹ رہے ہیں۔ ورنہ فی زمانہ ہم سے بڑھ کر وحشی۔ جاہل۔ نالائق اور نامعقول دنیا بھر میں کوئی نہیں۔ افسوس کہ بہشت کے رہنے والوں کو آج دوزخ میں سے بھی "نو دکمینی" (گنجایش نہیں رہی) کی آواز آ رہی ہے۔ ماتا! کیا وہ دن پھر بھی کبھی آئیں گے؟ جبکہ وہی تیرے لال باکمال پھر ایک دفعہ تیری گود کو پوتر کریں گے۔ اور بھارت ورش کے بتیس کروڑ حشرات الارض کا شمار بھی انسانوں میں ہوگا۔

پرہست۔ مہاراج کو آج کس بات کا خیال ہے۔ جو دشمنوں کی طبیعت پر اس قدر ملال ہے۔

راون۔ میرے وزیر باتدبیر! میری طبیعت جس وجہ سے مغموم ہے وہ آپکو اچھی طرح معلوم ہے۔ جب سے ہنومان سب کی آنکھوں میں دھول ڈال گیا۔ اور کئی بہادروں کو قتل کر کے اپنے آپ کو صاف نکال گیا۔ تب سے میری طبیعت کو سخت کلیش ہو رہا ہے۔ اور اس وقت بھی یہی سوال درپیش ہو رہا ہے۔ کہ جس کے ایک دوت کی اس قدر دلیری ہے۔ تو اس قسم کی سینا تو اس کے یہاں اور بھی بہتیری ہے۔ افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ اس قدر مسلح آدمیوں میں سے ایک معمولی شخص اس طرح نکل جائے۔ اور کوئی زبان تک نہ ہلائے۔

پرہست۔ مہاراج! آپ نے خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر اس قدر ملال کیا۔ اور کیسا وزن دار سوال کیا۔ اگر ہنومان چوروں کی طرح آکر لنکا میں پھر گیا تو اس نے کونسا کمال کیا۔ اس کی دلیری تو اس وقت تھی۔ جب سامنے ہو کر مقابلہ کرتا۔ بہادروں کی طرح لڑتا۔ ہمیں مارتا۔ یا آپ مرتا۔ مجھے تعجب ہے۔ کہ اس نے کونسی دلیری دکھائی۔ آخر بھاگ کر ہی جان بچائی۔ آپ اس کو دلیری سمجھتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک تو اس کا یہ بزدلانہ فعل ہے۔ اجی مہاراج! لنکا کے بہادروں سے مقابلہ کرنا کوئی بچوں کا کھیل ہے؟

بجر ونت۔ منتری جی کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور انہوں نے ایک ایک بات بے سول کہی ہے۔ یہ آپ کا محض خیال ہے۔ بھلا اُس بیچارے خانہ بدوش کی اس طرف منہ کرنے کی کیا مجال ہے۔ ان کے لئے تو ہمارا ایک پہاری ہی کافی ہے اور ہنومان جیسے دس بیسیوں کے لئے تو بندہ اکیلا ہی کافی ہے۔

میگھناد۔ پتا جی! جب تک میگھناد دنیا میں موجود ہے۔ آپ کا کسی قسم کا فکر کرنا بالکل بے سود ہے۔ میں وہی میگھناد ہوں۔ جس کا ہنومان ایک جھٹکا

بھی نہ سہار سکا۔ اور میرے سامنے بالکل دم نہ مار سکا۔ اُسے تو میں بالکل معمولی انسان سمجھتا ہوں۔ البتہ بھاگتے کے پیچھے بھاگنا اپنی کسرشان سمجھتا ہوں۔

راون۔ خیر جو کچھ ہو گذرا۔ اس کا اب کیا ذکر کرنا ہے۔ اب تو آئندہ کی روک تھام کا فکر کرنا ہی۔ یوں تو مجھے کسی بات کا غم نہیں۔ کیونکہ میرے بہادر آج کسی پہلو میں بھی کسی سے کم نہیں۔ بلکہ بلا مبالغہ لنکا کے بہادروں سے مقابلہ کرنے کا رونے زمین پر کسی میں دم نہیں۔ بالفرض وہ اس طرف کا رخ کریں بھی تو یا وہ نہیں یا ...."

تمام درباری۔ (یک زبان ہو کر) ہم نہیں۔

بھبیکھن۔ بھائی صاحب! آپ کے تمام مشیر آپ سے ڈرتے ہیں۔ اور اسی لئے خوشامدانہ باتیں کرتے ہیں۔ آگ کو اور دشمن کو حقیر سمجھنا عقلمندی سے بعید ہے۔ اس لئے میری آپ سے بار بار یہی تاکید ہے۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ اس بلا کو اپنے سر سے ٹالیں۔ اور تمام خاندان کو اس آنے والی بربادی سے بچا لیں۔ اس کا سب سے آسان طریقہ یہی ہے۔ کہ سیتا جی کو رامچندر کے پاس پہنچا کر اُن سے ہاتھ ملالیں۔ اور ان کو بجائے دشمن کے اپنا دوست بنالیں۔ ہنومان کو آپ نہ صرف آنکھوں سے ہی مُلاحظہ فرما چکے ہیں بلکہ اس کی طاقت کو بھی آزما چکے ہیں۔ جس کے ایک دوت کی یہ حالت ہے تو اُس سے مقابلہ کرنے میں سراسر خجالت ہی۔ اور جو لوگ آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں۔ ان کی سخت جہالت ہی۔

میگھناد۔ چچا صاحب! بس بہت ہو چکی۔ ذرا خاموش ہو جائیے۔ اگر آپ کو رامچندر کا زیادہ ہی خوف ہے۔ تو کہیں روپوش ہو جائیے۔ خاندان پر خواہ کتنی تباہی مچے۔ مگر ایسی جگہ چھپنا۔ جہاں آپ کی جان بچے۔ افسوس آپ جیسے بے غیرت اور بزدل نہ ہمارے خاندان میں پیدا ہوتے۔ نہ آج ہم اپنی قسمت کو روتے۔ بہن کی ناک کاٹی جائے۔ اور بھائی کو غیرت

نہ آئے۔ جاؤ جاؤ۔ جلدی کرو۔ اگر موت دیکھ جائے گی۔ تو پھر چھپنے کے لئے بھی جگہ نہ پائے گی۔

ببھیکھن۔ نادان اور گستاخ لڑکے! تو اس قدر زبان چلا رہا ہے۔ اور زمین و آسمان کے قلابے بلا رہا ہے۔ مانا کہ تو نشہ جوانی میں مخمور ہے۔ مگر عقل اور دانش ابھی تجھ سے کوسوں دور ہے۔ بالشت بھر کا لڑکا۔ اور ہاتھ بھر کی زبان۔ جو منہ سے نکل گیا۔ وہی پرمان۔ اس وقت اتنی شیخی جتا رہا ہے اور اپنے آپ کو لاثانی بہادر بتا رہا ہے۔ کل تو کہاں مر گیا جب اکیلا ہنومان ہزاروں کی کرکری کر گیا۔

میگھناد۔ جس بات کو میں کہنا نہ چاہتا تھا۔ آخر آپ کہلوا کر ہی رہے۔ چچا صاحب! اس میں بھی آپ کی سازش اور شرارت تھی۔ جو ہنومان اس طرح فرار ہو گیا۔ نہ آپ اس کی بیجا حمایت کرتے۔ نہ پتا جی اس پر نظر عنایت کرتے جب سے ہنومان بھاگ گیا۔ آپ کا تو گویا نصیبا جاگ گیا۔ من کی مراد ملی۔ اور دل کی کلی کھلی۔ میرا دعوےٰ ہے۔ کہ ہمارے ساتھ آپ کی ہمدردی محض لوگ دکھاوہ ہے۔ ورنہ درپردہ تمہاری رامچندر کے ساتھ ملی جلتی ہے۔ اور تمہارے جیسے قومی اور خاندانی بدخواہ پر کسی قسم کا اعتبار کرنا سخت غلطی ہے۔ حیف ہے کہ جس نے تمہاری بہن کی آبروریزی کی تم اُس کی حمایت کرو۔ اگر کچھ غیرت ہے۔ تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو۔

ببھیکھن۔ (راون سے مخاطب ہو کر) بھائی صاحب! دیکھتے ہو۔ یہ کل کا چھوکرا مجھے کس قدر سخت سست کہہ رہا ہے۔

راون۔ بیشک جو کچھ یہ کہہ رہا ہے۔ بالکل درست کہہ رہا ہے۔

ببھیکھن۔ افسوس کہ آپ ہی اس کی بیجا حمایت کرکے دیدہ و دانستہ میری توہین کروا رہے ہیں۔ اور اس کی پیٹھ ٹھونک کر مجھے سر دربار صلواتیں سنا رہے ہیں۔

راون (کڑک کر) ارے بے غیرت! اگر میں اس کی حمایت بھی کرتا ہوں۔ تو

دشمن کا طرفدار تو نہیں۔ اور تیری طرح ملکی یا قومی غدار تو نہیں۔ بلا شک تیری دشمن کے ساتھ گہری سازباز ہے۔ اسی لئے ہماری ہر ایک بات تیرے نزدیک قابل اعتراض ہے۔ ہنومان کی وکالت کرنے کے لئے تو آگے اڑ گیا۔ جب میں نے اس کو قتل کرنا چاہا۔ تو جھٹ بیچ میں پڑ گیا۔ اب میگھناد نے اُن کے برخلاف جنگ کا مشورہ دیا۔ تو اس کے سر چڑھ گیا۔ ذرا کوئی اُن کے برخلاف بولتا ہے۔ تو تو جھٹ اُس کی زبان ٹٹولتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ تو بلا وجہ کیوں میرے سے اس قدر برگشتہ ہے۔ جو میری بربادی پر کمربستہ ہے۔

بھبیکھن۔ بھائی صاحب! یہ آپ کی بھول ہے۔ اور میری نسبت ایسا خیال کرنا بالکل فضول ہے۔ نہ میں قومی غدار ہوں۔ نہ رامچندر کا طرفدار ہوں۔ بلکہ آپ کا صدق دل سے وفادار جان نثار ہوں۔ اور آپ کے پسینے کے بدلے اپنا خون بہانے کو تیار ہوں۔ مگر اس آنے والی خرابی کو دیکھ کر ضرور اشکبار ہوں۔ جو آپ سہیڑ رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ ایک سوتی راڑ کو چھیڑ رہے ہیں۔ ایک عورت اور وہ بھی پرائی۔ اس کے لئے اتنی خونریز لڑائی؟

راون۔ مگر اُن کے دل میں یہ کیا سمائی۔ جو اُنہوں نے بلا وجہ سروپ نکھا کی ناک اڑائی۔ ارے بے حیا! اب بھی کچھ شرم آئی۔

بھبیکھن۔ بے شک یہی ایک بات ہے جس نے آپ کی طبیعت اس قدر بھڑکائی۔ مگر وہ خواہ مخواہ اُن کے سر آئی۔ اور اپنے کئے کی سزا پائی۔

میگھناد۔ شرم! شرم!! شرم!!!

تمام درباری۔ غیرت! غیرت!! غیرت!!!

راون۔ بھبیکھن ذرا کان کھول کر سُن۔ کہ تیری نسبت چاروں طرف سے کس قدر ناراضگی کا اظہار ہے۔ اور ہر طرف سے تیرے لئے لعنت اور غیرت کی بوچھاڑ ہے۔ میرا ہر ایک بہادر مرنے مارنے کو تیار ہے۔ صرف ایک تیری طرف سے انکار ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ تو ان کا علانیہ طرفدار ہے۔

قومی غدار ہے۔ اعلیٰ درجہ کا مکار ہے۔ لعنت ہے۔ پھٹکار ہے۔ اور تیری زندگی پر دھکار ہے۔

بھبھیکھن۔ جیسے آپ خود فراموش ہیں۔ ویسے ہی آپ کے مشیر خوشامدی اور چاپلوس ہیں۔ اسوقت بے شک یہ آپ کی سُر میں سُر ملا رہے ہیں۔ مگر دراصل آپ کو غلط راستے پر چلا رہے ہیں۔ اور امرت کے دھوکے میں زہر پلا رہے ہیں۔ وقت پڑنے پر یہ نکھٹو نجر بٹو اور خوشامدی ٹٹو اپنے مُنہ سے کہیں گے کہ یہ راون کی سخت غلطی تھی۔ مگر ہم کیا کرتے۔ ہماری کچھ پیش نہ چلتی تھی اسلئے محض ان خوشامدیوں کی باتوں پر نہ جائیے۔ بلکہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور فرمائیے۔

راون

گانا

(بحر طویل)

ایسے بھائی کی مجھ کو ضرورت نہیں میرے آگے سے ہٹ جا ارے بیشرم
دُور ہو جا نہ آنکھوں کے آسامنے ورنہ کردونگا تیرا ابھی سر قلم
ایسے بھائی کی ....

پیدا ہوتے ہی مرجاتا گر بے حیا آج اتنا نہ ہوتا مجھے رنج و غم
تیرے جیسا ہوا بھائی جب سے مرا تو بلا شک پھوٹے میری بھی کرم
ایسے بھائی کی ....

تونے کی جب حمایت ہنومان کی تیری نسبت مجھے تو جبھی تھا بھرم
ارے در پردہ چھُریاں چلاتا رہا تیری کرتوت کا اب ہوا ہے علم
ایسے بھائی کی ....

بہتری ہے بس اسی بات میں تو یہاں سے نکل جا ابھی ایک دم
چین آئے گی اب تو اسی دم مجھے تیرے نکلیں گے منحوس یا نسے قدم

ایسے بھائی کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے بدکار مکار غدار توکیوں دلاتا ہے غصہ مجھے دمبدم

کوئی غیرت کا مادہ ہے پاپی اگر ڈوب مر بیشرم! ڈوب مر بیشرم

ایسے بھائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

ارے پاپی مکار! بے غیرت غدار! تو اسی وقت یہاں سے کافور ہوجا اور میری آنکھوں کے سامنے سے دُور ہوجا۔ تیری جان کی سلامتی اسی میں ہے۔ کہ تو فوراً میری حدود سے نکل جا۔ ارے بے حیا! اگر وہ تیری ساتھ کچھ بھلائی کرتا۔ تب بھی تو اُس کی ہمدردی کا دم بھرتا۔ چہ جائیکہ وہ تجھ سے ہر طرح برگشتہ ہو۔ اور تو اُلٹا اُس کی حمایت پر کمربستہ ہو۔ تیری بہن کی عصمت پر ہاتھ ڈالے۔ مگر تجھ کو شرم نہ آئے۔ کھر اور دوکھن کو مع فوج کے قتل کرے۔ مگر تیرا خون جوش نہ کھائے۔ ارے نرلج! اس بے حیائی کی زندگی سے تو بہتر تھا۔ کہ کچھ کھا کر سو جاتا۔ تاکہ تیرا خاتمہ تو ہوجاتا۔ اگر میں تیری باتوں پر جاتا۔ تو ہرگز نہ دریغ کرتا۔ اور تجھ کو اسی وقت تہ تیغ کرتا۔ مگر میں تیرے جیسا بیشرم نہیں۔ اور اپنے ماں جائے بھائی کو قتل کرنا میرا دھرم نہیں۔ مانا کہ تو اعلےٰ درجے کا پاپی اور شیطان ہو۔ مگر تیرے جیسے مُردے کو مارنے میں بھی میری کسر شان ہے۔ دھکے دیکر بے غیرت! چلا جا۔ نکل جا۔ دُور ہوجا۔ اب لنکا کے اندر ہرگز نہ آنا۔ اور تا زندگی مجھ کو اپنی شکل نہ دکھلانا

دکوتوال سے مخاطب ہوکر) اس پاپی کو میری آنکھوں کے سامنے سے دُور کردو اور دو سپاہی اس کے ساتھ مامور کردو۔ جو اس کو میری حدود سے نکال کر آئیں۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ وہ کسی قسم کی رعایت اس کے ساتھ نہ کرنے پائیں ورنہ سخت سزا پائینگے۔ اور حکم عدولی کا اچھی طرح مزا پائیں گے۔

سپاہی۔ (دونوں طرف سے ببھیکھن کو پکڑ کر) چلئے چلئے ذرا جلدی یہاں سے نکلئے۔

ببھیکھن

گانا (بحر طویل)

تیرے برباد ہونیکے دن آگئے دوش ہمیں اے بھائی تمہارا نہیں
تیری بدھی میں راون خلل آگیا تو نے اپنا بیگانہ بچارا نہیں

تیرے برباد............

آپ اپنی زباں سے کہو نہ کہو مجھے رہنا یہاں خود گوارا نہیں
تیرے جیسے متی مند کے راج میں اب ببھیکھن کا بالکل گزارا نہیں

تیرے برباد............

خیر خواہی کا مجھ کو ملا یہ صلہ یہاں رہنا بھی بھاتا ہمارا نہیں
ایک ایشور کا مجھ کو رہا آسرا اور دنیا میں کوئی سہارا نہیں

تیرے برباد............

تجھے بھائی کی بھائی نصیحت نہیں آج تجھ کو ببھیکھن پیارا نہیں
مارنے میں نہ چھوڑی ہو کوئی کسر سیس دھڑ سے اگرچہ اتارا نہیں

تیرے برباد............

تخت لنکا کا تختہ الٹنے کو ہے کیا کروں میرا چلتا اجارہ نہیں
میرا چلتی دفعہ کا نمسکار لو تیرے درشن کروں گا دوبارہ نہیں

تیرے برباد............

ناٹک

افسوس! میری خیر خواہی کا یہی صلہ ملنا تھا۔ اور میں نے اسی طرح ...بار ذلیل ہو کر لنکا سے نکلنا تھا۔ اچھا بھائی! تمہارا کیا قصور ہے در اصل

ایشور کو اسی طرح منظور ہے۔ کہ یہ ہری بھری لنکا بالکل خاک سیاہ ہو جائے اور جس سلطنت کی تمام دُنیا میں دھاک تھی۔ وہ تمہارے ہاتھوں سے تباہ ہو جائے۔ اچھا اب میرا آخری نمسکار ہے۔ نہ آپ کو کسی کام سے غرض ہو نہ لنکا سے سروکار ہے ؎

بُلبُل نے آشیانہ چمن سے اُٹھا لیا
اُس کی بلا سے بوم رہے یا ہُما رہے

بھبیکھن کا اسی وقت دربار سے نکل جانا۔ اور راون کا پیچ وتاب کھاتے ہوئے اپنے محل میں جانا۔ اور اپنے خیالی پلاؤ پکانا۔

راون۔ (دل ہی دل میں) آج سے میرا اور بھبیکھن کا تعلق بالکل منقطع ہو گیا۔ اور وہ یہاں سے ہمیشہ کے لئے عدم پتہ ہو گیا۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ رامچندر کے پاس جائے گا۔ اور مجھے نقصان پہنچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگائے گا۔ اگرچہ بھبیکھن ایک بالکل معمولی اور کمزور سا انسان ہے مگر ایک گھر کے بھیدی کا دشمن سے جا ملنا میرے لئے باعث نقصان ہو۔ دراصل میں تھوڑی سی غلطی کھا گیا۔ اور جلدی ہی تیزی میں آگیا۔ ورنہ اگر تھوڑی دیر کے لئے غصہ کو تھام لیتا۔ اور ذرا پالیسی سے کام لیتا۔ تو نہ بھبیکھن میرے ہاتھ سے جاتا۔ نہ دشمن کو جا کر کسی قسم کا بھید بتلاتا۔ اُسے یونہی دم دلاسا دیئے جاتا۔ اور جس طرح وہ کہتا۔ ہاں جی ہاں جی کئے جاتا۔ ظاہرا اُس کا طرفدار رہتا۔ اور درپردہ اُس کی سازشوں سے خبردار رہتا اگرچہ وہ اعلیٰ درجہ کا مکار اور حد سے زیادہ چالاک ہے۔ مگر اس کی موجودگی میرے لئے اس قدر نقصان دہ نہ تھی۔ جتنا اس کا چلا جانا خطرناک ہے۔ خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب کنبھ کرن کے پاس جاؤں۔ اور اُس کو اپنا ہمدرد بناؤں۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وہ بھی مجھ سے رنجیدہ ہو جائے۔ اور معاملہ مخواہ پیچیدہ ہو جائے۔

(۲) کُنبھ کرن کا محل

۔ مہاراج! آپ کو کچھ دربار کا حال بھی معلوم ہے۔ وہاں تو آج
بھلا۔

ن۔ (تعجبانہ لہجہ میں) کیوں؟ کیا بات ہے؟ مجھے تو ابھی تک اسکی
پتہ نہیں ملا۔

۔ مہاراج نے بھبھیکھن کو نہ صرف سر دربار بے عزت ہی کیا
حدود سے نکل جانے کے لئے مجبور کیا۔

ن۔ (حیران ہوکر) یہ کیوں؟ آخر اس نے ایسا کونسا قصور کیا۔

تری۔ کچھ قصور بھی نہیں تھا۔ صرف اُنہوں نے اپنی آزاد
اظہار کیا تھا۔

رن۔ آخر وہ معاملہ کیا تھا جس پر رائے زنی کرنے کے لئے
تھا؟

۔ یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ رامچندر بے شمار فوج لئے
ہے۔ اور دمبدم لنکا کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ چنانچہ اسکی روک
تجاویز سوچنے کے لئے دربار کیا۔ اور ہر ایک نے رامچندر کے
جنگ کرنے کے لئے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مگر بھبھیکھن کے منہ
گیا۔ کہ ایک عورت کے لئے اس قدر خون بہانا کہاں کی دانائی
سیتا کو رامچندر کے پاس پہنچا کر صلح کر لینے میں ہی آپ کی بھلائی ہے
رہ۔ جونہی بھبھیکھن نے یہ بات کہی۔ تو مہاراج کے غصے کی کچھ
۔ اُسی وقت حکم دیا گیا۔ کہ فوراً میری حدود سے نکل جاؤ۔ اور
گی اپنی شکل نہ دکھاؤ۔

ن۔ (ماتھے پر ہاتھ مار کر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد) افسوس راون کی

بے اعتدالیاں لنکا کو تباہ کر کے چھوڑیں گی۔ اول تو بذات خود اُسکے مزاج کا بہت بُرا حال ہے۔ اُس پر اُس کے مشیروں کی خوشامدانہ باتیں اور بھی نیم اور کریلے کی مثال ہے۔ کچھ عرصے سے تو اس کی ایسی عقل چلی ہے کہ بس تو بہ بھلی بھلی ہے۔ میں اس لئے نہ اس کے کسی کام میں دخل دیتا ہوں نہ راج کاج میں کبھی حصہ لیتا ہوں۔ اُس کی مرضی سیاہ کرے یا سفید کرے کسیکو آباد کرے یا ناپید کرے۔ ہمیں کیا ضرورت پڑی۔ جو خواہ مخواہ وہاں جاکر اپنی بے عزتی کروائیں۔ اور تین تین پیسے کے آدمیوں سے۔۔۔۔۔۔"

چوبدار۔ مہاراج لنکاپتی جی تشریف لا رہے ہیں۔

(راون کا آنا۔ اور کنبھ کرن کا اُٹھ کر تعظیم بجا لانا)

کنبھ کرن۔ آہئے بھراتا جی! آج کیسے بھولکر تشریف لے آئے؟

راون۔ بھائی! میں آپ کو کچھ تکلیف دینے آیا ہوں۔ اور ایک اہم معاملے کی نسبت آپ سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ کیونکہ اور تو میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ مگر آپ کو یہ معلوم ہی ہے کہ بغیر تمہارے مشورے کے میں کوئی کام نہیں کرتا۔

کنبھ کرن۔ بالکل غلط۔ سفید جھوٹ۔ خواہ مخواہ کا الزام۔ بھلا آپکے کاموں میں میرے صلاح مشورے کا کیا کام ہے؟

راون۔ (کسیقدر کھسیانہ ہوکر) بے شک آج تک جو کچھ میں نے کیا۔ اپنی مرضی سے کیا۔ اور کسی کام میں آپ کا مشورہ نہیں لیا۔ مگر اس وقت ایسی خطرناک صورت ہے۔ کہ جس کے لئے مجھ کو نہ صرف آپ کے مشورے بلکہ امداد کی سخت ضرورت ہے۔

کنبھ کرن۔ آخر ایسی کونسی مہم در پیش ہے۔ جس کے بتلانے میں آپ کو اس قدر پس و پیش ہے۔

راون۔ بھائی شاید آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ رامچندر بے شمار فوج لئے

لنکا کی طرف بڑھا آرہا ہے۔ اور مجھ کو یہی فکر دن رات کھائے جارہا ہے۔ کیونکہ میں نے سُنا ہے۔ کہ ہمارے بہت سے باجگذار بھی ہم سے برگشتہ ہوگئے ہیں۔ اور علانیہ بغاوت پر کمربستہ ہوگئے ہیں۔ یہاں تک کہ بھبکھن بھی یہاں سے نکل گیا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ رامچندر کے ساتھ مل گیا۔ جب ہمارے گھر کا ہی یہ حال ہے۔ تو اس حالت میں رامچندر پر فتحیاب ہونا سخت محال ہے۔

کمبھ کرن۔ آپ اس وقت مجھ سے مشورہ لینے آئے۔ مگر اُس وقت تو نہ پوچھا جب سیتا کو چرا کر لائے۔ اب روتے کیوں ہو۔ بھگتو اپنے کئے کی سزا۔ اور دیکھو عشق بازی کا مزا۔ ابھی سے دل توڑنے لگے۔ اور ایسی جلدی گھٹنے ڈھیلے چھوڑنے لگے ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

راون۔ افسوس مجھے یہ اُمید نہ تھی۔ کہ میرے بھائی ایسے دغاباز نکلیں گے میں تو ایک بھبیکھن کو ہی روتا تھا۔ مگر یہاں تو آوا ہی بگڑا پڑا ہے اور جسے دیکھو۔ وہی کانوں پر ہاتھ رکھے کھڑا ہے۔ خیر مجھے کچھ تو سکشا ہو گئی۔ اور نہیں تو بھائیوں کی وفاداری کی تو پریکشا ہو گئی۔ اگر تمہارا یہ خیال ہو کہ راون لڑائی سے ڈرتا ہے اور اسی لئے میری بار بار خوشامد کرتا ہے۔ تو یہ تمہاری بھول ہے خوف اور خوشامد کا تو میں صرف نام ہی نام جانتا ہوں ورنہ ان کا استعمال کرنا تو میں اپنے لئے موت سے بھی بدتر مانتا ہوں۔ بہت اچھا تکلیف معاف کیجئے اور مجھ کو اجازت دیجئے جس طرح ہوگا۔ اُن سے میں نبٹ لونگا۔ مگر آیندہ آپ کو تکلیف نہ دوں گا۔

کمبھ کرن۔ (راون کا ہاتھ پکڑ کر) بھائی صاحب! آپ ناراض ہو کر نہ جائیے ذرا غصے کو ضبط فرمائیے۔ آپ نے میری باتوں کا اُلٹا نتیجہ نکالا۔ اور میرے مدعا

وہ مطلب کو بالکل ہی الٹ پلٹ ڈالا۔ بھلا میں سنوں یہ بات کب کہی۔ کہ آپ میں لڑائی کی
نہیں رہی۔ یا میں آپ کا سہایک نہیں۔ بلکہ میرا تو یہ مطلب تو کہ یہ فعل آپ کی شا
کے لائق نہیں۔ مگر خیر اب جو بُرا ہو یا بھلا۔ ہماری جانے بلا۔ آخر ایک دن مرنا
پھر لڑائی سے کیا ڈرنا ہے۔ کنبھ کرن دل وجان سے آپ کے ساتھ ہے مگر
وشکست پرمیشور کے ہاتھ ہے۔

راون۔ (کنبھ کرن سے بغلگیر ہوکر) میرے پیارے بھائی! میں آپکا از حد مشکور ہوا
کہ اس مصیبت کے وقت آپ نے میری ڈھیر بندھائی اب میں جاتا ہوں۔ اور
جاسوس کو بھیجکر اُن کی جمعیت وغیرہ کا مفصل پتہ منگواتا ہوں۔

۱۳ ۔ رامچندر جی کا فوجی کیمپ

سگریو۔ مہاراج ایک تعجب کی بات سُنئے۔ کہ راون کا بھائی بھبیکھن آ
پناہ مانگتا ہے۔

رامچندر۔ (متعجبانہ لہجہ میں) ہیں! راون کا بھائی بھبیکھن؟

سگریو۔ ہاں بھگون۔

رامچندر۔ مگر اس سے ایسا کونسا قصور ہوا جس کی وجہ سے وہ لنکا چھو
پر مجبور ہوا۔

سگریو۔ سُنا ہے کہ بھبیکھن راون کے اس فعل کو قابل اعترا
بتاتا تھا۔ اور اُس کو لڑائی سے باز رکھنا چاہتا تھا جس پر دونوں کا آپس میں
تکرار ہوگیا۔ اور راون کے غصے کا پارہ پورے ایک سو چار ہوگیا
اُس کو حکم دیا۔ کہ اسی وقت حدود لنکا سے نکل جائے۔ اور تا زندگی مجھ کو
شکل نہ دکھلائے۔

رامچندر۔ تو آپ کا اس کے متعلق کیا وچار ہے۔ کیا بھبیکھن درحقیقت
اعتبار ہے۔

سگریو۔ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ جس کا تصفیہ صرف میری رائے پر ہی کیا جائے بلکہ بہتر ہے۔ کہ اس کے متعلق ہر ایک سے مشورہ لیا جائے۔

جاموونت۔ چونکہ وہ ہمارے دشمن کا نہایت قریبی رشتہ دار ہے۔ اس لیئے ایسے شخص کی ہر ایک بات میری رائے میں تو ناقابل اعتبار ہے۔ علاوہ اس کے ہمارے پاس اس بات کا بھی کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ راون کا مخالف ہے۔ یا اس کا ہی دوت ہے۔

انگد۔ جاموونت جی کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ اور میری رائے بھی یہی ہے کہ بھبیکھن نیک نیتی سے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اس نے یہ محض ایک پاکھنڈ بنایا ہے۔ اس معاملے پر ذرا اچھی طرح وچار کرنا چاہیئے۔ اور ذرا سوچ سمجھ کر اس پر اعتبار کرنا چاہیئے۔

رامچندر۔ میرے خیال میں ہنومان جی کی رائے زیادہ وزن دار ہے۔ ہم سب کی رائے کسی تجربہ کی بنا پر نہیں۔ بلکہ اپنے دلی خیالات کا اظہار ہے (ہنومان سے مخاطب ہو کر) ہاں ہنومان جی! کہیئے آپ کا اس کے متعلق کیا وچار ہے کیا بھبیکھن درحصل ناقابل اعتبار ہے۔

ہنومان۔ اور تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر ہاں اتنا کہے بغیر بھی نہیں رہ سکتا کہ اگر بھبیکھن اسوقت میری جان نہ بچاتا۔ تو میں شاید ہی زندہ لوٹ کر آتا۔

رامچندر۔ (سگریو سے مخاطب ہو کر) اگرچہ میرا آپ کی رائے سے اختلاف ہے۔ مگر میرا دل گواہی دیتا ہے۔ کہ بھبیکھن کی نیت بالکل صاف ہے۔ بالفرض محال اگر اس کا کچھ اور ارادہ ہے۔ تو زندہ بچکر کہاں جا سکتا ہے۔ ہاں اگر اس کا دل صاف ہوا۔ تو ہمیں بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اگر ان سب باتوں کو بھی نظر انداز کیا جائے۔ تو کم از کم اس کے اس احسان کا ہی لحاظ کیا جائے جس کی زندہ نظیر ہنومان جی آپ کے سامنے موجود ہیں۔ مگر آپکے خیالات فراخ نہیں۔ بلکہ محدود ہیں۔ علاوہ ازیں جو انسان ہماری شرن میں آئے۔ تو ہمیں

تو اس بات کو برداشت نہیں کرسکتا۔ کہ وہ مایوس ہو کر جائے۔ غرضیکہ ہر ایک پہلو سے وہ ہمارے بشواس کا ادھیکاری ہے۔ اور آپ کو اس کی نسبت خواہ مخواہ کی بے اعتباری ہے۔

سگریو۔ یہ تو سب کچھ سچ ہو۔ مگر آپ اس بات کو اچھی طرح وچار لیں۔ کہ وہ اس راون کا بھائی ہو۔ جس کی مکاری کی تمام دنیا میں دوہائی ہے۔

رامچندر۔ بیشک میں مانتا ہوں۔ کہ وہ راون کا بھائی اور راون اس کا بھائی مگر مہربان! نیکی اور بدی کسی خاص قوم کے حصے میں نہیں آئی۔ پانچوں انگلیاں یکساں نہیں ہوئی۔ کوئی بڑی ہے کوئی چھوٹی ہے۔ کوئی پتلی ہے۔ کوئی موٹی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اگر خاندان کے اندر ایک آدمی ادھرمی ہے تو وہ کل کا کل ہی کوکرمی ہے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ اس کی نظیر یہیں موجود ہے یعنے ایک تو خاص آپ کا ہی وجود ہے۔ برا نہ ماننا۔ بالی بھی تو آپ کا بھائی تھا پھر وہ کیوں اس قدر ظالم اور انیائی تھا۔ مگر آپ میں کیوں وہ اوصاف نہیں کیا دو حقیقی بھائیوں میں زمین آسمان کا اختلاف نہیں ہو بس ایک شخص کی نالائقی سے تمام خاندان کو مجرم نہیں گرداننا چاہیے۔ اور سب کو ایک جیسا نہیں ماننا چاہیے۔

سگریو۔ بہت اچھا۔ اگر آپ کے نزدیک وہ قابل اعتبار ہو تو ہمیں کیا انکار ہے۔

رامچندر۔ تو آپ جائیے۔ اور ان کو عزت کے ساتھ یہاں لے آئیے۔

(سگریو کا جانا اور تھوڑی دیر کے بعد ببھیکھن کے واپس آنا)

ببھیکھن (رامچندر جی سے ہاتھ جوڑ کر) بھگون! اس مسافر نوازی کے لئے آپکا تہ دل سے مشکور ہوں۔

رامچندر۔ (ببھیکھن کا ہاتھ پکڑ کر) پیارے ببھیکھن! آپ مجھے شرمندہ نہ کیجیے بلکہ میں آپ کا یتھا یوگیہ ستکار کرنے سے معذور ہوں۔

ببھیکھن۔ مہاراج! جیسا آپ کو سنا تھا۔ اس سے کئی گنا بڑھ کر پایا۔

جس نے اپنے دشمن کے ایک حقیقی بھائی کو نہایت فراخدلی سے گلے لگایا۔ میں بہ تکلیا کرتا ہوں۔ کہ آپ کا یہ احسان تا زندگی نہ بھلاؤں گا۔ اور مرتا مرتا بھی اس کا بدلہ دیئے جاؤں گا۔

رامچندر۔ پیارے متر! یہ کوئی احسان نہیں ہے۔ بلکہ جو کسی ستم رسیدہ کیساتھ ہمدردی نہیں کرتا۔ وہ انسان نہیں ہے۔ مانا کہ راون ہمارا حریف ہے۔ مگر آپ کی اخلاقی جرأت واقعی قابل تعریف ہے جس نے دھرم کے مقابلہ میں اپنے حقیقی بھائی کی مطلق نہ پرواہ کرتے ہوئے اُسے فوراً چھوڑ دیا۔ اور ایسے نازک رشتے کو ایک دم توڑ دیا۔

بھبیکھن۔ مہاراج! میں نے تو اُس مغرور کو ہرچند سمجھایا۔ مگر اُس نے میری باتوں کا مخول ہی میں اڑایا۔ اُلٹا مجھ کو کائر اور بزدل بتلایا۔ آخر جب اُسے اپنی بربادی پر ہی آمادہ پایا۔ تو مجبوراً اُس کا ساتھ چھوڑ کر آپ کی شرن میں چلا آیا۔ کیونکہ مجھ کو کامل یقین ہو گیا۔ کہ اس کا آنتا بالکل ملین ہو گیا۔ جب تک اس کو قرار واقعی سزا نہ ملے گی۔ اُس کی یہ ہوا دماغ سے ہرگز نہ نکلے گی۔ میری طرف سے راون اور میں راون کی طرف سے مر چکا۔ اب تو یہ شریر آپ کے ارپن کر چکا۔

رامچندر۔ اگر راون آپ کو اور آپ راون کو قطعی جواب دے چکے۔ تو ہم آپکو آج سے ہی لنکاپتی کا خطاب دے چکے۔ یہاں آپ کا طرح سے ستکار کیا جائیگا نیز میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ لنکا فتح ہونے پر یہ راج آپ کو ہی دیا جائے گا۔

(سگریو سے مخاطب ہو کر) **سگریوجی**۔ آپ ان کے آرام و آسائش و جائے رہائش کا اچھی طرح انتظام کیجئے۔ اور اب آپ بھی آرام کیجئے!

(دونوں کا وہاں سے رخصت ہو جانا)

لچھمن۔ (رامچندر جی سے مخاطب ہو کر) راون اپنی موت کو آستین میں ہی پال رہا ہے جو اپنے بازوؤں کو اس طرح کاٹ کاٹ کر ڈال رہا ہے۔

رامچندر۔ ہاں بھائی! جب کسی شخص کے ناش ہونے کے دن آتے ہیں۔ تو اسے

خیالات اُلٹے ہی ہو جاتے ہیں۔ چونکہ راون اعلیٰ درجہ کا وِدّیٰ ہے۔ اس لئے اسکی عقل تو خاص طور پہ ماری گئی ہے۔

لچھمن۔ چاہے راون کتنا ہی چلبلا او ہی سہی۔ مگر بھبیکھن کا آنا اس وقت ہماری ایک قسم کی امدادِ غیبی ہے۔

رامچندر۔ ہم نے بھی تو اسے اسی لئے پناہ دیدی ہے کیونکہ وہ راون کے گھر کا پورا بھیدی ہے۔ اس لئے یہ ہمیں بہت کچھ کام دے سکتا ہے۔ جو کام ہم سب ملکر مہینوں میں کریں۔ بھبیکھن اکیلا دنوں میں انجام دیسکتا ہے۔

لچھمن۔ اس میں کیا شک ہے۔ کیونکہ وہ ......

بھبیکھن۔ (دو قیدیوں کو پیش کر کے) یہ دونوں شخص راون کے جاسوس ہیں جو بھید لینے کی غرض سے ہمارے کیمپ میں چکر لگا رہے تھے۔ اور ہمارے آدمیوں کو بہکا رہے تھے۔

رامچندر۔ (قیدیوں سے مخاطب ہو کر) تمھارا کیا نام ہے۔ اور یہاں آنے کا کیا پریوجن ہے۔ اگر سچ سچ نہ بتاؤ گے۔ تو سخت سزا پاؤ گے۔

ایک قیدی۔ (ہاتھ جوڑ کر) مہاراج! میرا نام سُک اور (اپنے ہمراہی کی طرف اشارہ کر کے) اس کا نام سارن ہے۔

رامچندر جی۔ مگر تمہارا یہاں آنے کا کیا کارن ہے؟

سُک۔ حضور! ہم تو یونہی تفریحاً گھوم رہے تھے۔ کہ (بھبیکھن کی طرف اشارہ کر کے) یہ ہم کو گرفتار کر لائے۔

رامچندر جی۔ تو تمہارا یہ منشا ہے۔ کہ تمہیں اسی وقت جلاد کے سپرد کر دیا جائے۔

دونوں قیدی۔ (گڑگڑا کر) حضور! ہم بالکل بےقصور ہیں۔

رامچندر جی۔ تو جب تک سچ نہ بتاؤ گے۔ ہم تم کو معاف کرنے سے مجبور ہیں۔

سُک۔ حضور! ہم سچ سچ عرض کر دیں گے۔ بشرطیکہ ہم کو وعدہ معافی دیدیا جائے۔

رامچندر جی۔ اگر تم سچ بیان کر دو گے۔ تو ممکن نہیں۔ کہ تمہیں کچھ تکلیف ہونے پائے۔

شُک۔ حضور! ہم مہاراجہ راون کے حکم سے آپ کی فوج کا بھید لینے آئے تھے۔ مگر ابھی یہاں پہنچنے ہی پائے تھے! کہ گرفتار ہو گئے۔ اور خود ہی موت کا شکار ہو گئے۔ اب ہماری زندگی اور موت کے حضور ہی مالک و مختار ہیں اور ہم ہاتھ جوڑ کر معافی کے خواستگار ہیں۔ کیونکہ ہم علاوہ بے قصور ہونے کے بالکل غریب اور بال بچہ دار ہیں۔ (پیٹ پر ہاتھ مار کر) یہ بے ایمان دوزخ سارے نوکر کرا رہا ہے۔ اور طرح طرح کے دُکھ بھرا رہا ہے۔

رامچندر جی۔ یہ تو تم نے سب کچھ سچ کہا۔ مگر جس کام کے لئے تم یہاں آئے تھے۔ وہ تو درمیان میں ہی رہا۔ یعنے تم کو کچھ معلوم ہے کہ ہمارے پاس فوج و لشکر کا کس قدر ہجوم ہے۔

شک۔ نہ ہم نے یہ دریافت کیا۔ اور نہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ ان بکھیڑوں سے الگ رہنے میں ہی ہمارے لئے بہتری کی صورت ہے۔

رامچندر۔ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ کچھ اپنا دلی منشا بھی بتلاتے ہو۔

شک۔ بس یہی کہ اگر ہمیں رہائی ملگئی۔ تو سمجھو کہ ساری خدائی مل گئی۔

رامچندر جی۔ مگر جب راون یہاں کا حال پوچھے گا۔ تو کیا بتاؤ گے اور اس سے کس طرح اپنا پیچھا چھوڑاؤ گے؟

شک۔ جب وہ وقت آئے گا۔ اُس وقت دیکھا جائے گا۔ آپ یہاں سے رہائی دیجئے۔

رامچندر جی۔ (مسکرا کے) اگر ہم تمہارے لئے موت کا حکم نہ دیں۔ بلکہ تا اختتام جنگ تم کو یہیں پر قید رکھیں؟

شک۔ مگر ہمارے بال بچے کس کے بھروسے پر زندگی کی اُمید رکھیں۔

رامچندر جی۔ اگر ہم تم کو رہائی دیں گے؟

سُک۔ تو ہم راون کے دربار میں حضور کے نام کی دُہائی دیں گے۔

رامچندر۔ اچھا جاؤ۔ ہم تم کو آزاد کرتے ہیں۔

دونوں قیدی۔ (قدمبوس ہوکر) ہم حضور کا صدق دل سے دھنباد کرتے ہیں (چلتے ہیں)

رامچندرجی۔ مگر ذرا ٹھہرو۔

دونوں۔ (سہم کر دل ہی دل میں) باپ رے! یہ دوبارہ طلبی کیوں ہوئی (ہاتھ جوڑکر) حضور! حکم؟

رامچندر۔ اگر تم چاہو تو ہم تم کو اپنے لشکر کا سرسری معائنہ کروادیں۔

دونوں۔ (کانوں پہ ہاتھ رکھ کر) بس حضور! ہم باز آئے۔ ہاں اگر آپ نے ہم کو مرواناہی ہے۔ تو بیشک مروادیں۔

رامچندر۔ اچھا جاؤ۔ اگر تمہاری مرضی نہیں تو نہ سہی۔

دونوں۔ (چلتے ہوئے) حضور! اب آپ نے دوبارہ طلب کیا۔ تو یقین جانئے۔ کہ جان میں جان نہیں رہی (چلے گئے)

رامچندر۔ سگریوجی۔ دیکھی۔ لنکا کے بہادروں کی کرتوت؟

سگریو۔ ہاں مہاراج! جیسا راون اُچکا۔ ویسے بزدل اس کے دوست

رامچندر۔ اب کیا وچار ہے۔

سگریو۔ ہماری فوج بالکل تیار ہے۔ صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔

رامچندر۔ میری رائے میں فوج کشی کرنے سے پہلے اُس کو موقعہ اور دیا جاوے اور کسی ہوشیار ایلچی کو لنکا میں بھیجکر اُصول راج نیتی کو پورا کیا جائے۔

سگریو۔ بے شک یہ راج نیتی کا اُصول تو ضرور ہے۔ مگر راون اعلیٰ درجہ کا مغرور ہے۔

رامچندر۔ کچھ بھی ہو۔ ہمیں اُس کی باتوں پہ نہ جانا چاہیئے۔ بلکہ اپنے فرض کو نبھانا چاہیئے۔

سُگریو۔ اگر آپ کا ایسا ہی وچار ہے۔ تو ہمیں کیا انکار ہے۔ جس کو آپ حکم دیں وہی اس خدمت کے لئے تیار ہے۔

رامچندر۔ میرے خیال میں تو یہ ڈیوٹی راجکمار انگد کی لگائی جائے آیندہ جسطرح آپ کی عقل میں آئے۔

انگد۔ (ہاتھ جوڑکر) یہ میری عزت افزائی ہے۔ جو آپ نے یہ خدمت میرے ذمہ لگائی ہے۔

رامچندر۔ بہت اچھا۔ تو کل کو ہی رخصت ہو جانا۔ اور بڑی ہوشیاری و عقلمندی سے راون کو اس خونریز جنگ کے نقصانات جتانا۔ اگر نہ مانے گا۔ تو ام مجبوری ہے۔ تاہم ہم کو اپنا فرض ادا کرنا ضروری ہے۔

انگد۔ آپ کا حکم سویکار ہے۔ اپنی طرف سے ہر طرح سے کوشش کروں گا ماننا نہ ماننا اُس کے اختیار ہے۔
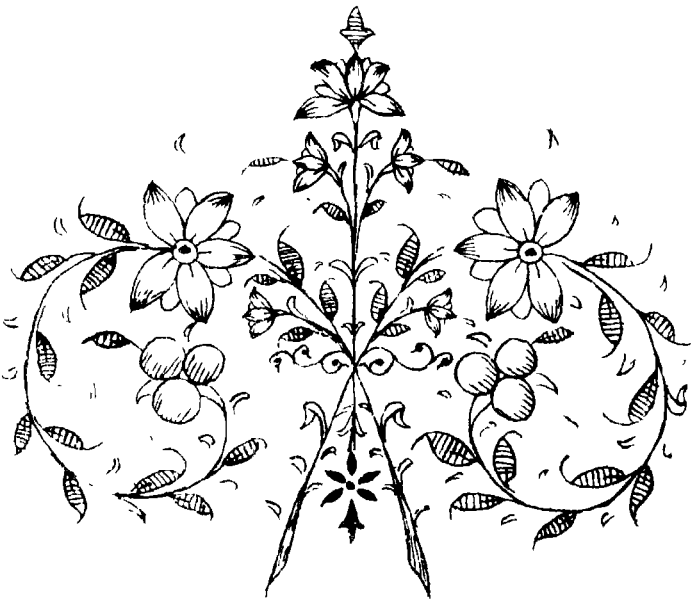
پچیسواں نظارہ (۲۵)

(۱) لنکا کا جنگی دربار

راون۔ اے میرے شور بیر سردارو! تخت لنکا کے قدیمی جان نثارو! آج قسمت سے ہی وہ دن آگیا ہے۔ جس کا بہادر لوگ بڑی بے صبری سے انتظار کیا کرتے ہیں۔ ہاں آج دشمن کو بتلا دو۔ کہ بہادر اس طرح اپنی جانیں نثار کیا کرتے ہیں۔ آج ثابت کردو۔ کہ تم تخت لنکا کے پورے وفادار ہو۔ میدان جنگ میں دشمن کا سر ہو۔ یا تمہاری...... "

تمام حاضرین۔ (ایک زبان ہوکر) تلوار ہو۔

راون۔ شاباش۔ شاباش۔ میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانہ ہے۔ جس کا ایک ایک بہادر یکتائے زمانہ ہے۔ اگر ایک تیر اندازی میں طاق ہے۔ تو دوسرا کشتی اور شاہ سواری میں شہرہ آفاق ہے۔ بھلا اُن بن باسیوں کی ہم سے مقابلہ کرنے کی تاب ہے۔ ایک طرف معمولی چڑیاں۔ اور دوسری طرف...... "

تمام حاضرین۔ عقاب ہے۔

راون۔ بیشک۔ بیشک۔ تم عقاب ہو۔ اور فن سپاہ گری میں بےنظیر اور لاجواب ہو۔ جب پرمیشور کی مہربانی ہمارے شامل ہے۔ تو مجھے یقین کامل ہے کہ تمہاری فتح پے در پے ہوگی۔ اور اس لڑائی میں...... "

تمام حاضرین۔ لنکاپتی! مہاراج کی جے ہوگی۔

مالوان۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ بلا وجہ کی خونریزی لنکا کے لئے باعث زوال ہے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ راجاؤں کے عموماً جنگ ہوتے رہتے

ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تیر و تفنگ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر وہ ملک گیری کے لئے لڑتے ہیں۔ نہ کہ آپ کی طرح ایک عورت کے لئے اس قدر خون خرابی کرتے ہیں۔ اِس لئے میرا کہنا منظور کرو۔ اور اس بنا رفساد کو دور کرو۔

راون۔ (جھنجھلا کر) نہ معلوم تمہاری عقل پر کیا پتھر پڑ رہے۔ اور آپ بھی ببھیکھن کی طرح ہوا کے گھوڑے پر چڑھ رہے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی بولی بول رہا ہے۔ جسے دیکھو وہی نصیحت کے دفتر کھول رہا ہے۔ گویا یا تو موت سے ڈرتا ہے۔ یا میرا دل ٹٹول رہا ہے۔ سُن لو۔ اور اچھی طرح کان کھول کر سُن لو۔ کہ میں کسی طرح اور کسی حالت میں بھی اِس جنگ سے باز نہیں رہ سکتا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جس کو موت کا خوف ہو۔ وہ بڑی خوشی سے اِسی وقت چلا جائے۔ اور اس کو بلانے یا منانے کے لئے میری بلا جائے۔ جب تک جسم میں جان اور ہاتھ میں تلوار ہے کسی سے ڈر کر یا دبکر رہنا میرے لئے سخت عار ہے۔ تعجب تو یہ ہے۔ کہ ایک آوارہ گرد گروہ سے اِس قدر بھے ؟ کہ جس کے پاس ایک وقت کی روٹی کا سامان بھی نہیں ہے۔ مہربانی کر کے اپنی اس گیان گودڑی کو بند کیجئے اور ایک کنارے بیٹھ کر اپنا انند کیجئے۔

دربان۔ مہاراج! کسکندھا کا ایک ایلچی جو اپنا نام انگد بتلاتا ہے۔ حاضر حضور ہونا چاہتا ہے۔

راون۔ (ایک فوجی افسر سے مخاطب ہو کر) تم جاؤ۔ اور اُسے بعزت یہاں لاؤ۔

فوجی افسر کا چلے جانا اور تھوڑی دیر کے بعد

ایک بانکے جوان کو ہمراہ لے کر واپس آنا

راون۔ (نووارد جوان سے مخاطب ہو کر) کسکندھا راج کی طرف سے تم ہی آئے ہو؟ کہو کیا پیغام لائے ہو؟ اگر کچھ ہرج نہ ہو۔ تو اپنا نام بھی بتا دیجئے۔ اور جائے قیام کا بھی پتہ دیجئے۔

نووارد۔ میں بانر راج سوگریو شٹی مہاراجہ بالی کا پتر ہوں۔ انگد میرا نام ہے اور مہاراجہ رامچندر جی کی طرف سے آپ کے نام ایک ضروری پیغام ہے۔

راون۔ آہا! آپ میرے دوست بالی کے فرزند ارجمند ہیں۔ کہئے آپ کے مزاج تو آنند ہیں؟

انگد۔ آپ کی مہربانی ہے۔

راون۔ میں نے بڑی دیر کے بعد آپ کی اب شکل پہچانی ہے۔ مگر مجھے اس بات کی حیرانی ہے کہ آپ نے یہ ذلیل کام کرنے کی کیا ٹھانی ہے۔

انگد۔ آپ مجھے کچھ ہی کہیں۔ میں رذیل یا ذلیل کے کہنے کا برا اب مانتا ہوں بلکہ آپ کی ان سب باتوں کو برداشت کرتا ہوا ابھی آپ کو سمجھانا اپنا فرض جانتا ہوں۔ کیونکہ آپ کے اور پتا جی کے نہ صرف گہرے تعلقات ہی تھے۔ بلکہ ایک دوسرے کے مہربان بھی رہ چکے ہیں۔ اور جہانتک مجھے علم ہے آپ کچھ عرصہ تک ان کے ہاں بطور ایک خاص مہمان کے بھی رہ چکے ہیں۔ ان دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ہی مجھے آپ کے ساتھ اتنی ہمدردی ہے۔ چنانچہ پیشتر بھی ہنومان جی کے ذریعہ آپ کو اس آنیوالی تباہی سے اطلاع کردی ہے۔

راون۔ کسی قدر چین بجبیں ہوکر میرے پاس اتنا وقت نہیں۔ جو تمہاری اس لیکچر بازی کو سنوں۔ کچھ اپنا مطلب بھی بیان کرتے ہو۔ یا یونہی فضول باتوں کی کھینچ تان کرتے ہو۔

انگد۔ مجھ کو شری رامچندر جی نے اس لئے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ کہ اب بھی آپ اس بلاوجہ کی خونریزی سے باز آجائیں۔ اور خواہ مخواہ اس قدر خلق خدا کا خون نہ بہائیں۔ ورنہ اس جنگ کا نتیجہ بہت ہی خراب ہوگا۔ اور لاکھوں بے گناہوں کے خون کا آپ کی گردن پر عذاب ہوگا۔ نیز میری بھی آپ سے یہی تاکید ہے۔ کہ ایک معمولی سی بات کے لئے اس قدر خون بہانا عقلمندی سے

بعید ہے۔ اس لئے اب بھی وقت ہے۔ کہ آپ اس حماقت کی تلوار کو تھوڑی دیر کے لئے کھونٹی پر ٹانگیں اور سیتاجی کو رامچندرجی کے پاس پہنچا کر اُن سے اپنے قصور کی معافی مانگیں۔ اگرچہ وہ آپ سے سخت ناراض ہیں۔ تاہم بڑے سرل بھاؤ اور دل کے فیاض ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر آپ آیندہ کے لئے بھی اپنا دل کدورتوں سے صاف کر دیں گے۔ تو وہ آپ کا قصور فوراً معاف کر دیں گے۔ مزید اطمینان کے لئے میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں، کہ آپ ایک دفعہ ہاں کیجیے۔ میں ہی ان کی طرف سے آپ کو وعدہ معافی دیتا ہوں۔

راون۔ (طیش میں آکر) خاموش! خاموش!! ارے بدلگام!!! ذرا اپنی زبان کو تھام۔ کیوں اتنی بک بک لگائی ہے۔ کیا تجھ کو تیری موت تو یہاں نہیں کھینچ لائی ہے؟۔ ارے بے غیرت! تیرے جیسے نالائقوں کا بھی زندوں میں شمار ہے؟ جو کہ اپنے باپ کے قاتل سے بدلہ لینا تو درکنار۔ اُلٹا اس کا ہی خدمت گار ہے۔ ارے بے شرم! تیری تو زندگی پر ہی دھکّار ہے۔ تیرے جیسے کپوت سے تو اگر بالی لاولد ہی مرجاتا۔ تو اس کا آتما اس قدر تو دکھ نہ پاتا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تیرے جیسا پاجی میرے خاندان میں ہوتا تو اب تک کبھی کا دوسرے جہان میں ہوتا۔ افسوس باپ آنکھوں کے سامنے قتل ہو۔ اور بیٹا کھڑا تماشا دیکھے۔ ڈوب مرنا لائق ہے

بیشرم جس کل میں تیری جیسا پیدا لال ہو	باپ کے قاتل کا ہی افسوس جو دلال ہو
جسکو اپنی شرم غیرت کا نہ مطلق خیال ہو	ایسا کل کیونکر نہ پھر دنیا سے پامال ہو

استری کیواسطے بھائی کی جس نے جان لی
بیجیا تو نے بھی اُس کی سیوکی کی ٹھان لی

انگد۔ اجیمانی راون! دراصل یہ تیرا قصور نہیں۔ بلکہ ایشور کو اب اس خاندان کا دنیا میں رکھنا منظور نہیں۔ شدنی کے کال چکر نے تیری عقل پر بالکل

پردہ ڈالدیا ہے۔ اور سوچ وچار کا مادہ تیرے اندر سے بالکل نکالدیا ہو ے

حیف ہو میرا یہاں آنا ہی بے فائدہ ہوا
وقت ہو اب بھی سنبھل کیوں موت کا شیدا ہوا

تیری باتوں نے ہی تیرا خیال بیقاعدہ ہوا
کیا بھبکیں آپکے کل میں نہیں پیدا ہوا

آپ اپنی سوچئے کیا فکر میرے باپ کی
ہونیوالی ہو وہی حالت اے حضرت آپکی

راون ے نہیں طاقت تھی تجھ میں تو ہمارے پاس آجاتا
میں تیرے باپ کا بدلہ اسیدم لے کے دکھلاتا

انگد ے یہ پیچھے سے فکر کرنا مجھے بدلہ دلانے کی
کوئی تجویز کر پہلے تو جان اپنی بچانے کی

راون ے عقل سے بات کر بیہوش یہ تیری حماقت ہے
میرے سے یدھ کرنے کی بھلا کیا اسمیں طاقت ہو

انگد ے نہ کر اتنا تکبر یہ جہاں اک روز فانی ہے
تیرے سے اعلیٰ ہو گذرے نہ باقی کچھہ نشانی ہو

راون ے پرے ہٹ دور ہو جا مفت میں کیوں کان کھاتے ہیں
تیرے جیسے تو بچے آجتک میں نے پڑھاتے ہیں

انگد ے پڑھاتے ہوں کبھی شاید تھے جبدن آپ آپے میں
مگر اب تو عقل ماری گئی آکر بڑھاپے میں

راون ے زباں کو روک او جاہل یہ کیا بک بک لگائی ہو
کسی بے عقل نے تجھ کو عقل بھی کچھہ سکھائی ہے

انگد ے عقل ہوتی تو پھر کیا تھا عقل کا ہی تو رونا ہو
بدولت اس عقل کی خاک اس لنکا نے ہونا ہو

راون۔ ارے لنٹھ! تجھ کو کسی نے کچھہ عقل تمیز بھی سکھائی ہے۔ یا تو نے آجتک حیوانوں میں ہی پرورش پائی ہے۔ ہاں ہاں۔ اب خیال آیا۔ کہ عقل تمیز

ن سکھائے۔ کون پڑھائے۔ کون لکھائے؟ باپ کا سایہ تو سر سے جاتا رہا
ا کو کیا غرض پڑی۔ وہ تجھ سے غلامی کراتا رہا۔ پھر چچا جی بھی کون؟ سگریو۔
ملا جس نے اپنے حقیقی بھائی کا خون پیا۔ اُس نے تیری تعلیم و تربیت کا
بھا اپنے ذمّے کب لیا۔ ہاں اُسے تیرے جیسا ناخلف ایک مفت کا غلام
ر ورل گیا جس کی شرم و غیرت کا مادہ بالکل ہی نکل گیا۔ ارے بیوقوف اب
ی اپنے باپ کی موت کو یاد کر۔ اور ایسے ظالم چچا کی غلامی سے اپنے آپ کو
ادکر۔ میں تجھ کو یہاں ایک معزز عہدے پر ممتاز کروں گا۔ اور تیری قدامت
ر موجودہ خدمات کا (اگر کچھ ہوں گی) پورا پورا لحاظ کروں گا۔ فی الحال تجھ کو اپنے
لاقے کے ایک خاص حصّے کا صوبیدار کردوں گا۔ اور چند روز میں
گر یو و رامچندر سے تیرے باپ کا بدلہ دلوا کر تیری موروثی راجدھانی کا تجھ کو
لک و مختار کردوں گا۔ ورنہ یا تو اس جنگ میں ہی تیرا کام تمام ہو گیا
الفرض محال اگر بچ بھی گیا۔ تو تمام عمر کے لئے سگریو کا غلام ہو گیا۔
نگد۔ خیر میں تو بے تمیز ہی سہی۔ مگر عقل ٹھکانے آپ کی بھی نہیں رہی۔ جو بجائے
ی سنجیدہ اور معقول جواب دینے کے دوسروں کے گھر کے جھگڑے
چھیڑ رہے ہیں۔ اور خواہ مخواہ گڑے مردے اکھیڑ رہے ہیں۔ میرے باپ نے
جیسا سلوک اپنے بھائی کے ساتھ کیا۔ ویسا پھل بھوگ لیا۔ میرے لئے
دونوں کا درجہ ایک سمان ہے۔ اور چچا کی فرمانبرداری یا غلامی کرنے میں
میری کیا کسرِ شان ہے ؎

اوروں کے گھر کے جھگڑے اے راون نہ چھیڑ تو
تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

مجھ کو تو آپ کا بھی وہی حشر ہوتا نظر آرہا ہے۔ اور بلاشک کال آپ کے
سر پر منڈلا رہا ہے۔ جس وقت رامچندر جی کے تیر لنکا پر برسینگے۔ تو آپ تو ایک ایک
سانس کو ترسینگے۔ کیوں عقل گئی ہے۔ کچھ سوچ سمجھ کر بات کیجئے اور اب بھی

اس ضد کو جانے دیجئے۔

راون اور انگد کا مشترکہ گانا

(طرز :۔ کیا کروں یہ میرا دل دانہ ہوا۔)

تو شرارت سے کیوں باز آتا نہیں

راون۔ اے احمق کیا آئی ہے تیری قضا — انگد۔ کبھی تڑپے نہ تو ہی بحالت نزع
" ۔ ابھی تجھے بکواس کا اب چکھاؤں مزا — " ۔ اب تجھے بدکاریوں کی ملے گی سزا

انگد۔ تیری نظروں میں کوئی سماتا نہیں

راون۔ تو شرارت........

راون۔ تو شرم کر شرم کر شرم کر شرم — انگد۔ ڈوب مر کیا ہو راجا کا یہی دھرم
" ۔ تو اکڑتا ہے جتنا ہوا میں نرم — " ۔ یہی کہتا ہوں اچھے نہیں یہ کرم

انگد۔ تجھے کہنا کسی کا سہاتا نہیں

راون۔ تو شرارت........

راون۔ بیشرم تو کہیں ڈوب مر جیا — انگد۔ تیری غیرت کا مادہ بھی کیوں مرگیا
" ۔ دیکھ حالت تیری مجھ کو آئی دیا — " ۔ میٹھ جا کوئی کھل جائیگا گل نیا

انگد۔ کوئی جھگڑا بھیلانا میں چاہتا نہیں

راون۔ تو شرارت........

راون۔ اے احمق نہ غصہ زیادہ دلا — انگد۔ چھوڑ ضد کو اسی میں ہی تیرا بھلا
" ۔ ارے پاپی چلا جا چلا جا چلا — " ۔ میرے جاتے ہی آئے گی تجھ پر بلا

انگد۔ تو ہے زندہ کہ جبتک میں جاتا نہیں

راون۔ تو شرارت........

راون گانا

(بحرِ طویل)

مَیں بہت ضبط کرتا رہا اب تلک تو نے اپنی طرز کو نہ بدلا مگر
کھینچ لوں گا حلق سے میں تیری زباں تو نے بک بک زیادہ لگائی اگر
مَیں بہت ضبط......

تیرے جیسا کوئی بے شرم دوسرا تو زمانہ میں شاذ ہی ہوگا بشر
جس گھرانے میں تو نے جنم لے لیا نشٹ ہونے میں اسکے رہی کیا کسر
مَیں بہت ضبط......

بھول جائیگا ساری اکڑ فوں ابھی جس گھڑی میں نے اوپر اُٹھائی نظر
پہلے ٹکڑے کرونگا میں تیرے یہاں پھر تیرے اس حمایتی کی لوں گا خبر
مَیں بہت ضبط......

خواب سیتا کے ابتو وہ دیکھا کرے مگر درشن نہ ہو وینگے ساری عمر
ہاں تعجب نہیں ہی کچھ اِس بات کا مفت میں اور دیجائے اپنا ہی سر
مَیں بہت ضبط......

جان کی خیر چاہتا ہے اپنی اگر لوٹ جائے وہ فوراً اسے بھی پیشتر
ورنہ میرے اشارے کی ہی دیر ہے راکشش کھا جائینگے اُسے بھونکر
مَیں بہت ضبط......

یونہی دس بیس لونڈے اکٹھے کئے کوئی گھر ہے نہ جن کا نہ کوئی ہے دَر
چلو راون سے چلکر لڑائی کریں چاہے گھر میں نہ کھانے کو ہو سیر بھر
میں بہت ضبط......

کوئی غیرت شرم ہے اگر بے حیا نام بالی کا کر دے تو اب بھی امر
ورنہ تیرے اِس جینے پہ دھکّار ہے ڈوب مر ڈوب مر ڈوب مر ڈوب مر
میں بہت ضبط......

انگد گانا

(طرز ایضاً)

میں نے اپنے فرض کو ادا کر دیا بھاڑ میں پڑ مجھے کیا ضرورت پڑی
ہاں مہرا اب یہ پختہ یقیں ہو گیا موت ہنسی سے تیرے سرہانے کھڑی
میں نے اپنے ....

رکھ تحمل ذرا ایک دو روز میں ہی نکل جائے گی تیری سب ہیکڑی
ہاتھ آنکھوں پر دھر دھر کے رویگا تو ہاتھ آئیگی ہرگز نہ پھر یہ گھڑی
میں نے اپنے ....

اس تکبر نے اندھا تجھے کر دیا ہو رہا ہے تو پاگل سودائی سڑی
ہوش آئینگے اب تو ٹھکانے تبھی رام کی فوج لنکا میں جب آپڑی
میں نے اپنے ....

اس لئے کہنا سننا ہی بے سود ہے کیونکہ تجھ کو تو کچھ گھڑی کی چڑھی
چند دن میں نشہ یہ اُتر جائیگا تیری آنکھیں زمیں میں رہینگی گڑی
میں نے اپنے ....

آج طنزاً بتاتا ہے لونڈے نہیں بن رہی ہے یہ تیری زباں پھلجھڑی
تجھے معلوم لونڈوں کی ہوگی قدر کوئی جس روز ان سے لڑائی لڑی
میں نے اپنے ....

ناٹک

افسوس! صد افسوس!! اے خود فراموش! میں نے اس قدر مغز کھپایا۔ مگر تیری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ جوں جوں موت نزدیک آرہی ہے۔ توں توں تیری آنکھوں میں اندھیری چھا رہی ہے۔ جن کو تو طنزاً اور حقارتاً آوارہ گرد اور لونڈے بتا رہا ہے۔ اور اپنی دانست میں بڑی شیخی جتا رہا ہے۔ جب اُنسے ذرا ہاتھ ہلائے۔ اس وقت تجھے اُن کی طاقت کا حال خود معلوم ہو جائے گا۔

ون ۔ بیشک تو بھی سچا ہے ۔ مگر چونکہ تو ابھی بچہ ہے ۔ اور فن سپاہ گری میں
ں کچا ہے ۔ اس لئے تیرے نزدیک تو رامچندر سے بڑھ کر زمانہ بھر میں کوئی
ضبوط نہیں ۔ مگر یہ خیال رہے ۔ کہ تمام دنیا انگد جیسی کپوت نہیں میں
ون ہوں راون ۔

انگد گانا

(بحر طویل)

جانتا ہوں میں اچھی طرح سے تجھے یونہی شیخی نہ اتنی جتاوے ذرا
تیرے سارے دلاور ہیں دیکھے ہوئے ایسے دھتے نہ مجھ کو بتاوے ذرا
جانتا ہوں میں ....

آج کل میں ہی معلوم ہو جائے گا آسماں کو نہ سر پہ اٹھاوے ذرا
جو کہ ہوگا وہ آجائیگا سامنے تو زباں کو نہ ناحق چلاوے ذرا
جانتا ہوں میں ....

اب تو اس بات کو ہی غنیمت سمجھ موت دو چار دن ٹھیر جاوے ذرا
اینٹھ ساری نکل جائے گی جلد ہی تو صبر کر نہ یوں تلملاوے ذرا
جانتا ہوں میں ....

میں تو بچہ ہوں کچا ہوں نادان ہوں کوئی تیرا پہلوان آوے ذرا
دیکھ لوں میں تیرے اس جوانمرد کو میرا پاؤں زمیں سے ہلاوے ذرا
جانتا ہوں ....

ناٹک

میں رامچندر جی کی فوج میں سب سے کمزور انسان ہوں ۔ اور تیرے خیال کے
مطابق بھی ابھی بالکل نادان ہوں ۔ مگر تیرا وہم دور کرنے کے لئے اپنی طاقت
ایک معمولی سا کرشمہ دکھلاتا ہوں ذرا اپنا پاؤں زور سے زمین پر مارکر ، اور اپنا پاؤں
زمین پر جماتا ہوں ۔ تیرے بہادروں میں جو سب سے زیادہ بلوان ہو ۔ اور جس پر

تیرا اچھی طرح اطمینان ہو۔ وہ آئے۔ اور میرا پاؤں زمین سے اُٹھائے۔ ہماری تمھاری فتح اور شکست کا بھی اسی پر دارومدار ہے۔ اگر تیرے کسی یودھا نے میرا پاؤں زمین سے اُٹھا دیا۔ تو تمھاری جیت اور ہماری ہار ہے ورنہ بصورت دیگر سیتا جی کو شری رامچندر جی کے پاس پُہنچا آنا۔ اور کسی قسم کی حیل و حجت نہ لانا۔ کیوں ہے ہمت؟

راون۔ ہاں ہاں مجھے یہ شرط قبول ہے۔

انگد۔ بلاؤ تو پھر دیر کرنی فضول ہے۔

راون۔ دیکھنا کہیں پیچھے سے پچتاؤ۔ یا اپنی شرط سے ہی منکر ہو جاؤ۔

انگد۔ تمہارا یہ خیال بالکل واہیات ہے۔ مردوں کا قول جان کے ساتھ ہے۔

راون (میگھناد سے) میگھناد! تم جاؤ۔ اور اپنی لاثانی بہادری کا آزمودہ دکھاؤ۔

میگھناد

جلونگا جس زمیں پر اس جگہ بھونچال آئیگا ۔۔۔ زمیں تو اک طرف چرخ کہن بھی کانپ جائیگا

مجسّم کال ہوں کیا یہ میری تاب لائیگا ۔۔۔ بھسم ہو جائیگا جو بھی نظر مجھ سے ملائیگا

اِسے تو ایک جھٹکے میں کئی چکر کھلا دوں گا

پاؤں تو چیز کیا اتنی زمیں کو بھی ہلا دوں گا

(انگد کے پاؤں پکڑ کر) آج تو عجب لکڑ سے پالا پڑا۔ ارے اس نے کہیں میخ تو نہیں لگا دی (شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا)

راون۔ نکنبھ! اب تمھارا وار ہے۔

نکنبھ

میں اپنی دیرتا کے آپکو جوہر دکھاتا ہوں ۔۔۔ نظر میری طرف رکھنا پاؤں کیونکر اُٹھاتا ہوں

حکم ہو تو ابھی اس پاؤں کے ٹکڑے بنا تا ہوں   خبردار ہو ارے بزدل! میں تیری اور آتا ہوں

وہ طاقت دی ہے قدرت نے میرے اِس دست بازو میں

زمین آسماں کو وزن کردوں اک ترازو میں

(خوب زور لگا کر، ہلا دے بھائی ہلا وے۔ ورنہ دو ٹکڑے ہو جائینگے (کھسیانہ ہو کر) چوٹے میں پڑ۔ نہ اُٹھا۔ جب مقابلے پر اس طرح قدم جمائیگا۔ اس وقت دیکھا جائے گا۔

راون۔ کُنبھ کرن۔

کُنبھ کرن (اکڑ کر)

اُٹھایا جب قدم میں نے قدم اسکا اُٹھانے کو   نہ پائے گی جگہ اسکو کہیں بھی منہ چھپانے کو

میری جنبش سے آ جائیگی جنبش کل زمانے کو   سنبھل جا اب میں آتا ہوں تیرا بل آزمانے کو

زمانے کو ہلانے کی ہے طاقت اِس کلائی میں

بشر تو چیز کیا تھلکہ مچادوں کل خدائی میں

(ہانپتا ہوا پسینہ سے تر بہ تر ہو کر) اس لڑکے سے کیا سر کھپائیں گے۔ کوئی بہادر مقابلے پر آئے گا۔ تو ہاتھ دکھائیں گے۔

راون (کڑک کر) مجھے تعجب ہے۔ کہ آج تمہاری طاقت کو کیا چڑیاں چگ گئیں کیا اتنے شور بیروں میں ایک بھی ایسا نہیں۔ جو اس لڑکے کا پاؤں زمین سے ہلا سکے

(راون کے اشارے سے بہت سے بہادروں کا باری باری آنا اور انگد کا پاؤں اُٹھانے کے لئے زور لگانا مگر سب کا ناکامیاب ہو کر بیٹھ جانا۔ انگد کا راون کو للکارنا اور دوبارہ پاؤں کو اُٹھا کر زمین پر مارنا۔ انگد کی پرجوش آواز اور پاؤں کے دھماکے سے کئی راکشش سرداروں کا کرسیوں سے گر جانا اور راون کا تاج بھی سر سے اُتر جانا۔)

انگد

کھڑا ہے سامنے انگد بھرم اپنا مٹالے تو   کوئی باقی رہا ہووے تو اسکو بھی بلالے تو

ابھی ہے وقت لنکا کو تباہی سے بچالے تو شرم کی جا ہی گر اب بھی پرن اپنا نہ پالے تو
نہ پھر یہ وقت ملنے کا اگر اس وقت چوکے گا
فلک آنسو بہائے گا زمانہ منہ پہ تھوکے گا

راون۔ ارے نامعقول! کیوں قینچی کی طرح زبان چلا رہا ہے۔ اور اس معمولی سی بات کے لئے اس قدر میان سے باہر نکلا جا رہا ہے (اپنی جگہ سے اٹھ کر) میں ابھی تیرا ابھیمان توڑوں گا۔ پاؤں کو تو کیا میں تیرا وجود بھی زمین سے نہیں بلکہ دنیا سے اٹھا کر چھوڑوں گا۔ (انگد کے پاؤں کی طرف جھک کر) اپنا سارا زور لگائے۔ اور پاؤں کو اچھی طرح جمائے۔

انگد

(اپنا پاؤں پیچھے ہٹا کر)

(گانا)

(بحر قوالی)

ہوا ہی کیوں دیوانہ ہوش میں اپنے تو آ راون میرے قدموں کو تو ناحق نہ ہاتھ اپنا لگا راون
اگر اپنے گناہوں کا تو پچھتاپ کرتا ہے تو جا کر رام کے قدموں میں سر اپنا جھکا راون
ہاں اتنا وعدہ میں بھی تمہارے ساتھ کرتا ہوں تیری سارے گناہوں میں دونگا بخشوا راون
بڑے ہی رحمدل فیاض ہیں دل کے غنی ہیں وہ یقیناً بخش ہی دینگے وہ تیری خطا راون
نہیں بگڑا ابھی کچھ بھی اگر تو ہوش میں آوے معافی مانگ لینے میں ہی ہے تیرا بھلا راون
اگر خواہش ہے جینے کی تو اب بھی فیصلہ کر لے نہیں تو سمجھ لے کہ آ گئی تیری قضا راون
کوئی دن میں یہ دیکھیگا تو حسرت کی نگاہوں سے رام کی تیغ کے نیچے تیرا ہوگا گلا راون
اگر مانے تو بہتر ہے نہ مانے تو تیری مرضی فرض جسونت سنگھ تو کر چلا اپنا ادا راون

ناٹک

بس بس معاف رکھئے۔ اس طرح سے معاملہ صاف نہیں ہو سکتا۔ اور میرے پاؤں میں پڑنے سے تمہارا قصور معاف نہیں ہو سکتا۔ اگر اپنے کئے پر پچھتاتے ہو اور اپنا قصور معاف کروانا چاہتے ہو۔ تو شری رامچندر جی کی خدمت میں جاؤ۔ اور

اُن کے چرنوں میں اپنا سر جھکاؤ۔ ہاں اگر ضرورت ہوئی۔ تو مجھے تمہاری سفارش کرنے سے انکار نہیں۔ مگر بذات خود معاف کرنا میرے اختیار نہیں۔

راون۔ (شرمندہ ہوکر اور اپنی جگہ بیٹھ کر) ارے دصورت تیری بھلائی اسی میں ہے۔ کہ تو یہاں سے جلد جا۔ اور مجھ کو اپنی منحوس شکل نہ دکھلا۔ تیری اس بیہودہ بکواس کا جواب زبان سے نہیں بلکہ تلوار سے دیا جاویگا۔ میں دیکھوں گا۔ کہ تو میدان جنگ میں کتنی دیر پاؤں جمائے گا۔

انگد۔ یہ تیری سراسر حماقت ہے۔ جن بھائیوں کے بھروسے پر تو کود رہا ہے۔ اُن میں صرف باتیں بنانے کی ہی طاقت ہے۔ خیر اگر تجھے اپنی تلوار کا ہی ابھیمان ہے۔ تو ہماری طرف سے بھی جنگ کا اعلان ہے (چلا گیا)

راون۔ (حاضرین دربار سے مخاطب ہوکر) دراصل رامچندر ہم سے ڈرتا ہے اسی لئے بار بار ایلچی بھیجکر صلح کے لئے درخواست کرتا ہے۔ مگر یہاں کونسی موم کی ناک ہے۔ جو جلدی سے مڑ جائے۔ یا ہوائی قلعہ ہے۔ جو اس کی باتوں سے اڑ جائے۔ اب تو اُسے اچھی طرح سے ہاتھ دکھاؤں گا۔ اور لنکا پر چڑھائی کرنے کا مزا چکھاؤں گا۔

میگھناد۔ پتاجی! اگر ایسے ایسے ایرے غیرے لنکا میں آجائیں گے۔ تو پھر ہم کسی کو کاہیکو منہ دکھائیں گے۔ مانا کہ انگد کا پاؤں زمین سے نہیں ہلا مگر مجھ کو تو اچھی طرح زور لگانا بھی نہیں ملا۔

راون۔ پاؤں جمانا تو ایک کرتب ہے۔ جو معمولی آدمی بھی جانتے ہیں۔ مگر اسمیں ہم کوئی بہادری تھوڑا ہی مانتے ہیں۔

کنبھ۔ اب ان باتوں کو جانے دیجئے۔ اور اپنی فوج کی تیاری کا فکر کیجئے۔

راون۔ دربار برخاست۔ اپنا اپنا جنگی سامان تیار کرو۔ اور میرے دوسرے حکم کا انتظار کرو۔

(۲) رامچندر جی کا فوجی کیمپ

سگریو اور ہنومان وغیرہ کی جنگ کیلئے بیقراری اور انگد کی انتظاری

سگریو۔ (رامچندر جی سے) تمام فوج بالکل تیار ہے۔ فرمائیے اب آپ کا کیا وچار ہے؟

رامچندر جی۔ مجھے صرف انگد کی واپسی کا انتظار ہے۔

ہنومان۔ مجھے تو قطعی امید نہیں کہ انگد کچھ تسلی بخش جواب لائے۔

رامچندر جی۔ ممکن ہے۔ آپ کا خیال درست ہی ہو۔ مگر کم از کم ان کا انتظار تو کر لیا جائے۔

بھبیکھن۔ مہاراج! راج نیتی کے اصول سے تو میں آپ کی بات کو مانتا ہوں۔ مگر گستاخی معاف۔ راون کی عادت اور خصلت کو میں آپ سے زیادہ جانتا ہوں۔ اسلئے راون کا جو کچھ جواب ہوگا۔ میں یہیں بیٹھا بتا سکتا ہوں۔ اور حرف بحرف جتا سکتا ہوں۔ یہ قطعی ناممکن ہے۔ کہ وہ راستی سے مان جائے۔ خواہ لنکا تباہ ہو جائے۔ یا اس کی بھی جان جائے بھلا جس نے اپنے حقیقی بھائی کی کچھ قدر نہ جانی۔ اس نے انگد کی بات کب مانی؟

رامچندر۔ آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے۔ مگر اب اس کے آنے میں دیر ہی کونسی رہی ہے۔

جامونت۔ آپ اتنی جلدی کیوں مچا رہے ہیں۔ لیجئے وہ سامنے انگد کمار ہی آ رہے ہیں۔

ہنومان۔ آیئے آیئے۔ آپ کا ہی ذکر اذکار ہو رہا تھا۔ اور بڑی دیر سے انتظار ہو رہا تھا۔

انگد۔ (سگریو اور رامچندر جی کے قدمبوس ہو کر) بھگون میں آپکے حکم کی تعمیل کر آیا۔

سگریو۔ مگر کوئی تسلی بخش جواب بھی لایا۔
انگد۔ وہی ڈھاک کے تین پات۔
بھبیکھن۔ کیوں مہاراج! ہوئی وہی بات۔
رامچندرجی۔ بہت اچھا۔ تمام فوج کے نام احکام جاری کردو۔ اور کل صبح ہی کوچ کی تیاری کردو۔

ایک دم جنگی بگل کا بجنا۔ تمام فوج کا فالن ہو جانا۔ رامچندرجی کا مع سگریو۔ انگد۔ ہنومان۔ بھبیکھن۔ جاموںت وغیرہ کے فوج کا معائنہ فرمانا۔ اور ہر ایک افسر کو مناسب حکم سنانا۔ ہر ایک سپاہی کا جوش مردانگی میں سرشار نظر آنا۔ رامچندر و سگریو کی جے کے پرجوش نعرے لگانا۔ تمام کیمپ میں جابجا فوجی بینڈ نفیری و شہنائی کے ذریعے جنگی گیت گانا کوی رشاعر، لوگوں کا اپنی خداداد طاقت اور لیاقت سے بہادروں کا حوصلہ بڑھانا اور اس پر رونق نظارے میں پچیسویں نظارے کا اختتام پانا +
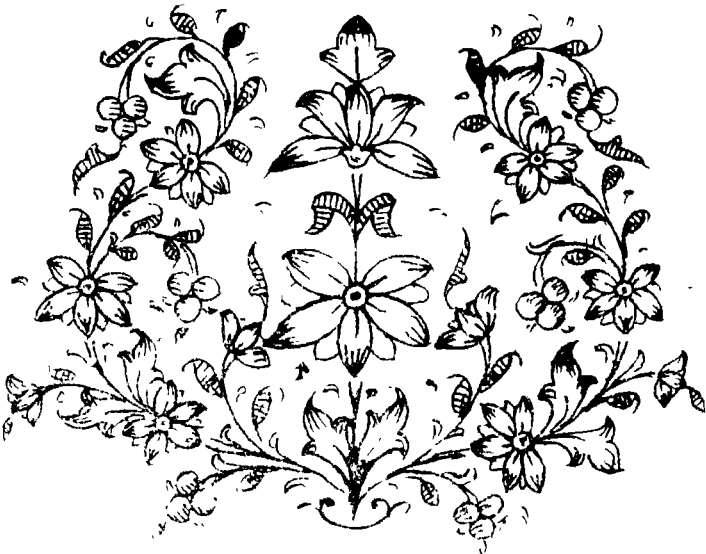
(۲۶) چھبیسواں نظارہ
میدانِ جنگ
لکشمن اور بہادر میگھناد

رامچندر جی۔ بھبیکھن سے مجھے یہ معلوم ہو کہ فوج مخالف کی کمان کس کے ہاتھ ہے؟

بھبیکھن۔ ہاں مہاراج! جانتا ہوں۔ آج اس کی فوج کا سپہ سالار میگھناد ہے۔

رامچندر جی۔ بہت اچھا ہوشیار رہے؟

بھبیکھن۔ بے شک راون کی فوج میں تو یہ ایک گنتی کا سپاہی ہے۔ بہادری اور شہ زوری میں یکتائے روزگار ہے۔ اسکے علاوہ بڑا چالباز ہے۔ اور اعلیٰ درجہ کا زمانہ ساز ہے۔ اور راون کو اس کی بہادری پر پورا ناز ہے۔ فوج کی قلعہ بندی اس غضب کی کرتا ہے کہ اگر دشمن کے ہزار سپاہی مریں تو اس کا ایک مرتا ہے۔

رامچندر جی۔ آج میں خود فوج کی کمان کروں گا۔ اور اس کی قلعہ بندی ایک دم میں ویران کروں گا۔

لچھمن۔ بھراتا جی! آپ ابھی آرام کیجئے۔ اور میگھناد کے مقابلہ پر جانیکی مجھ کو اجازت دیجئے۔

رامچندر جی۔ بھائی! تو ابھی نوآموز ہے۔ اور آج جنگ کا پہلا روز ہے آج کی لڑائی پر ہی طرفین کی آیندہ امیدوں کا دار و مدار ہے اور تو ابھی میگھناد

کے مقابلہ میں ناتجربہ کار ہے۔

ہنومان (رامچندر جی سے) جب یہ خود اصرار کرتے ہیں۔ تو آپ کیوں انکار کرتے ہیں۔ اُس کے بھی دو ہاتھ ہیں۔ اور ان کے بھی دو ہاتھ ہیں۔ اگرچہ خطرناک صورت ہوگی۔ تو آخر ہم بھی تو ساتھ ہیں۔

رامچندر جی - بہت اچھا اگر تم سب کی یہی مرضی ہے۔ تو مجھے کیا انکار ہے مگر تم ان کے ساتھ ساتھ ہی رہنا۔ کیونکہ میگھناد بڑا مکار ہے۔

لچھمن - (رامچندر جی کے قدمبوس ہوکر) جب میرے ساتھ آپ کا آشیرباد ہی تو میگھناد جیسوں کی میرے سامنے کیا بنیاد ہے۔ ذرا دیکھنا کہ اس کے کیسے چھکے چھوڑاتا ہوں۔ اور اُس کی قلعہ بندی کتنی دیر میں اُڑاتا ہوں۔

رامچندر جی - (لچھمن کو گلے لگاکر) پیارے بھائی جاو۔ اور اپنی بے نظیر بہادری کے جوہر دکھاو۔ پرماتما کریں کہ جلد ہی فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے واپس آو۔

[طرفین کے لشکروں کا بالمقابل ڈٹ جانا اور اپنے اپنے فوجی نشان ہوا میں اُڑانا۔ دونوں جانب سے طبل جنگ پر چوٹ پڑنا اور شوبیروں کا پرجوش نعرے لگاتے ہوئے آگے بڑھنا۔]

میگھناد (للکار کر) کونسا بہادر میرے مقابلے کے لئے منتخب ہوا ہے۔ ذرا سامنے آئے اور اپنی شکل تو دکھلائے۔

لچھمن - آج میں ہی تمھاری مزاج پرسی کروں گا۔

میگھناد - یہ بزم گاہ نہیں۔ بلکہ رزم گاہ ہے۔ اب ہماری تمھاری گفتگو نوک زبان سے نہیں۔ بلکہ نوک شمشیر سے ہوگی۔ یا برچھی بھالے اور تیر سے ہوگی (تیر چھوڑکر) سنبھل جا یہ تیر تیرے لئے موت کا سندیسہ ہے۔

لچھمن - (راستے میں ہی کاٹ کر) ایسے ایسے ہزاروں تیر بھی چلائے تو مجھے کیا اندیشہ ہے۔

میگھناد - یہ دوسرا اور آتا ہے۔

لچھمن - (پھر کاٹ کر) یہ دیکھ وہ بھی خالی جاتا ہے۔

میگھناد۔ (بے در بے تیر چھوڑتا ہوا) تسلی رکھ اب تو رامچندر تیری صورت کو ترسے گا۔
لچھمن۔ (متواتر پینترے بدلتا اور تیر برساتا ہوا) جو گرجتا ہے وہ ایسا ہی برسے گا۔

دونوں لشکروں کا ایک دوسرے پر غضب کے تیر برسانا۔ کئیوں کا زخمی ہونا کئیوں کا مرجانا۔ مگر سورج کے غروب ہوجانے سے ایک خاص گل کی آواز آنا دونوں طرف سے ہتھیاروں کا رک جانا۔ اور اپنی اپنی قیام گاہ کی طرف کوچ کرنا۔

دوسرا روز

(دونوں لشکر بموجب پیڈیرونہ کھڑے ہیں)

میگھناد۔ کل تو زندہ بچ کر تو خوب گیا۔ مگر کیا کروں۔ کمبخت سورج بھی عین موقعہ پر غروب گیا۔
لچھمن۔ یہ سمجھ لے کہ آج سورج ڈوبنے سے پہلے تیری قسمت کا سورج ڈوب گیا۔
میگھناد۔ تیرے تیر سے؟
لچھمن۔ ہاں ہاں میرے تیر سے سمجھ یا اپنی شومیٔ تقدیر سے۔
میگھناد۔ (تیر برساتا ہوا) وہ دیکھ موت آئی۔
لچھمن۔ (ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوا) چل بے احمق کے بھائی۔
میگھناد۔ اس وار میں تیرا کام تمام ضرور ہے۔
لچھمن۔ (یکلخت کئی تیر چھوڑکر) آج تیری جان نہیں بچے گی ابھی شام دور ہے۔
ایک شخص (میگھناد سے) کہیئے لڑائی کا کیا حال ہے۔ آپ کا جسم تو زخموں سے بہت نڈھال ہے۔
میگھناد۔ ایسا کونسا قیقہ ہے۔ جو میں نے اپنی طرف سے کم کر رکھا ہے مگر اس لڑکے نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔
وہی شخص (چپکے سے) اس شکتی بان کو کیا دھو کر پیو گے یا دیکھ دیکھ کر جیو گے۔
میگھناد۔ اسکو بھی کام میں لا چکا ہوں۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ چلا چکا ہوں۔

ض۔ یہ تو ایسی چیز نہیں کہ جس کا وار خالی جائے۔
گھناد۔ مگر وہاں تک پہنچنے بھی پائے۔
ض۔ اس سے تو پایا جاتا ہے۔ کہ لچھمن اس فن کا بھی اُستاد ہے۔
گھناد۔ اُس بچارے کی تو کیا بنیاد ہے مگر ہنومان کو اس کی روک یاد ہے۔
نخص۔ ہنومان کو یہاں سے علیحدہ کر دینا تو معمولی بات ہے۔
گھناد۔ بس میدان پھر ہمارے ہاتھ ہے۔

(تھوڑی دیر کے بعد ہنومان کا غائب ہو جانا)

گھناد۔ (غور سے ادہر اُدہر دیکھکر) لے اب ہوشیار ہو جا اور
کے لئے تیار ہو جا۔
ن۔ (تیر چھوڑکر) ارے بدکار! اگر اپنی خیریت چاہتا ہے تو سامنے سے فرار ہو جا۔
گھناد۔ (شکتی چلاکر) یہ وہ شکتی ہے۔ جو چھوٹتے ہی دشمن کے
ں جا کر لگتی ہے۔
ن۔ (لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے) ہنو۔۔۔۔۔ ما۔۔۔۔۔۔ ن

(بیہوش ہو کر گر گیا)

لچھمن کا بیہوش ہو کر گر جانا۔ اور میگھناد کا خوشی کے شادیانے بجاتے ہوئے
لنکا کی طرف لوٹنا اور سگریو وغیرہ کا لچھمن کو اٹھا کر اپنے کیمپ میں لیجانا۔

کیمپ

(بیس و حرکت زمین پر پڑے ہیں۔ تمام فوجی افسران کے ارد گرد بیٹھے ہیں کچھ کھڑے ہیں)

رجی۔ (دور سے آتے ہوئے) کہو لچھمن کا کیا حال ہے؟
گریو۔ (آبدیدہ ہوکر) بھگون! کیا بتائیں۔ لچھمن تو کچھ زیادہ ہی نڈھال ہے۔
ندرجی۔ (لچھمن کا سر اپنے زانو پر رکھکر) آہ پیارے بھائی! اِس مصیبت کے وقت
یوفائی؟ جس بات سے ڈرتا تھا۔ آخر وہی آگے آئی۔

بھبیکھن۔ میرے خیال میں تو لچھمن بالکل صحیح وسلامت ہیں کیونکہ ان کے چہرے کی اچھی علامت ہے ؎

رامچندرجی

گانا

مجکو بتا تو لچھمن حالت یہ تیری کیوں ہے — کس نیند میں پڑے ہو یہ بیخبری کیوں ہے
اٹھتا تو اک دفعہ تو بھیا گلے سے لگ جا — یہ بے رخی ہے کیسی یہ ستمگری کیوں ہے
تو شیر تھا بہادر لاکھوں پہ اک دلاور — تلوار تیری لچھمن بیکار دھری کیوں ہے
کیوں اڑ گیا ہے تیرا وہ رنگ ارغوانی — چہرے پہ تیرے اکدم زردی بھری کیوں ہے
میں رو رہا ہوں کب سے بیٹھا تیرے سرہانے — ان میرے آنسوؤں کی یہ بیقدری کیوں ہے
پہلو میں لکشمن کے جلدی مجھے لٹا دے — اے موت تو ہی آجا اب دیر کری کیوں ہے
کیا منہ دکھاؤنگا میں جا کر اودھ پوری میں — تقدیر آج میری چکر میں پڑی کیوں ہے

ناٹک

(لچھمن کے منہ پر ہاتھ پھیر کر) لچھمن! لچھمن! پیارے لچھمن!! اٹھو اب تو بہت سو چکے (لچھمن کے پاؤں ٹٹول کر) ہائے افسوس تمہارے تو ہاتھ پاؤں بھی بالکل سرد ہو چکے (پیشانی کو بوسہ دیکر) آہ! پیارے بھائی! دے چلے داغ جدائی۔

گانا

(راگنی سوہنی)

چھوڑ جاتے ہو مجھی کیوں دکھ دکھانے کے لئے — اسلئے ہی تھا بضد تو ساتھ آنے کیلئے
ساتھ آنیکا تیرا مقصد یہی تھا لکشمن — خود کو سلانے کیلئے مجکو رلانے کیلئے
کسلئے روٹھے ہو مجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی — اب بلاؤں میں کسے تم کو منانے کیلئے
زور بازو پر تیرے ہی تھا بھروسہ رام کو — کیا خبر تھی تم گئے یہ دکھ دکھانے کیلئے
کون ہو گا کسکو کہونگا اور کسے بھیجونگا میں — جانکی کو قید راون سے چھڑانے کیلئے
گھر چھٹا بھائی چھٹے اب دے چلے تم بھی دغا — رہ گیا میں جنگلوں کی خاک اڑانے کیلئے

گو دہا ماں کی چھینی سایہ پتا کا اُٹھ گیا — فلک نے کیا کیا دیئے دکھ آزمانے کے لئے
اب ذراسی دیر میں ہی یہ شکل چھپ جائیگی — آ جلے بھائی بھرت آنسو بہانے کے لئے
رامچندر اب تمہیں صورت دکھا سکتا نہیں — کون جائیگا وہاں تم کو بلانے کے لئے
دیکھ لو لوگو میرے ہاتھوں کا طوطا اڑ چلا — گر کوئی ہے لچھمن کو بچانے کے لئے

ناٹک

روتے ہوئے مارکر آہ امیری آنکھوں کے تارے امیری زندگی کے سہارے اروتے روتے میرے آنسوؤں کا کال ثابت ہو گیا۔ مگر تمہارا کیوں کچھ اثر آتا ہو گیا در و دیوار میری حالت زار کو دیکھ کر روتے ہیں مگر جن کے لئے میں روتا ہوں وہ ایسی گہری نیند سو رہے ہیں۔ کہ نہ کروٹ لیتے ہیں۔ نہ کسی بات کا جواب دیتے ہیں (لچھمن کا منہ چوم کر) میرے ویر! تجھے کس ظالم کی نظر کھا گئی۔ جو ایسی ڈھائی گھڑی کی آگئی۔

سکھ لو۔ بھگون! ذرا استقلال کیجئے۔ ویسے تو کون نہیں روسکتا مگر اس طرح تو لچھمن زندہ نہیں ہو سکتا۔ میں مانتا ہوں۔ کہ انکے جسم پر زخموں کا کچھ حساب نہیں۔ مگر شکر ہے کہ ظاہر اعلامات کچھ زیادہ خراب نہیں۔ اسلئے سوچ سمجھکر ان کا علاج کیجئے۔ اور اس رونے دھونے کو موقوف کیجئے۔

رامچندر جی۔ (سرد آہ بھرکر) آہ! کس کا علاج اور کیسی دوا؟ لچھمن نے تو اب تک آنکھ بھی نہیں اٹھائی۔ ظالم میگھناد تیرا وار چل گیا۔ اور تو لچھمن کو مارکر زندہ نکل گیا۔ کمبخت راون! اب تو تیرے گھی کے چراغ جل گئے اور موت کے فرشتے تیرے سر سے ٹل گئے۔ میری بدنصیبی تیری بازی چڑھا گئی اور لچھمن کی موت تیری زندگی کے دن بڑھا گئی۔ پیاری سیتا! اب تو اپنی رہائی کی امید چھوڑ۔ اور ان کی قید میں ہی اپنی زندگی کے دن توڑ۔ سگریو جی! میں آپکی مہربانی کا از حد مشکور ہوں۔ مگر اپنی بدقسمتی سے مجبور ہوں۔ جاؤ جاکر اپنا راج سنبھالو۔ اور ذرا انگد کو بھی میرے پاس بلا لو۔

انگد۔ (آنسو بہاتا ہوا بھرائی آواز سے) بھگون! آپ کا سیوک حاضر ہے۔

رامچندرجی۔ (انگد کو گود میں لیکر) بیٹا! تم اپنے چچا کے ساتھ اپنی راجدھانی میں جاؤ اور راج سمبندھی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ جس طرح تمہارے چچا کہیں انکا حکم ماننا اور انکی رضا جوئی اپنا فرض مقدم جاننا۔ پیارے بھبھیکھن! میں نے جو قول آپ کو دیا تھا یعنی لنکا کا راج دلوانے کا وعدہ کیا تھا۔ اُسکے پورا کرنے سے لاچار ہوں۔ جسکے لئے آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ (جملہ حاضرین سے مخاطب ہو کر) آپ لوگوں کی ہمدردی اور مسافر نوازی کا جو مجھ پر احسان ہے اُس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے نہ میرے پاس الفاظ ہیں۔ نہ منہ میں زبان ہے۔

بھبھیکھن۔ مہاراج! آپ مجھے خواہ مخواہ شرمندہ نہ کیجئے۔ چولھے میں پڑے راج۔ اور بھاڑ میں جائے لنکا۔ اگر لچھمن جی صحت یاب ہو جائیں۔ تو ایک لنکا کیا ہزار لنکا ان کے سر پر سے قربان کر دوں۔ اور اگر ضرورت ہو تو اپنے آپکو بھی اُن کی جگہ بلیدان کر دوں۔

رامچندرجی۔ (سامنے دیکھ کر) یہ کون کھڑا ہے۔ ہنومان؟

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑ کر جھکائے ہوئے) ہاں کر پاندھان۔

رامچندرجی۔ اچھا آپ بھی تشریف لے آئیے۔

ہنومان۔ (خاموش)

رامچندرجی۔ بھائی تم کیوں روتے ہو۔ پرماتما کی اچھا پوری ہو گئی تمھارا کیا دوش ہے۔ میری ہی قسمت سو گئی۔

ہنومان۔ بے شک میں غلطی کھا گیا۔ اور راکششوں کے دھوکے میں آ گیا۔ (تلوار آگے کرکے) یہ لیجئے میرا بھی جھگڑا نبٹا دیجئے اور مجھے لچھمن کے برابر لٹا دیجئے۔

رامچندرجی
کا گانا

(دھن راگنی بھیروں)

اُٹھ جاگ مجھے پہچان اے میرے ویر، ویر، ویر

تم بن اے لچھمن کون بندھاوے دھیر، دھیر، دھیر

ٹک آنکھ کھول اے بھائی تجھے نیند کدھر کی آئی اے لچھمن تیری دوھائی

جگر ست لے چیر، چیر، چیر

اُٹھ جاگ۔۔۔۔۔۔

تج کر سب ٹھاٹھ امیری لی میرے ساتھ فقیری یہ ہے ملاپ آخیری

تھا اتنا سیر، سیر، سیر

اُٹھ جاگ

تم توڑ میرے سے ناطہ کہو چل دے کہاں بھراتا جب سُنے گی تیری ماتا

لگے گا تیر، تیر، تیر

اُٹھ جاگ۔۔۔۔۔۔

مانگے گا راج ببھیکھن جواب دوں گا کیا لچھمن برباد کر گیا دشمن

دُشٹ بے پیر، پیر، پیر

اُٹھ جاگ۔۔۔۔۔۔

ابھی بھرت نے ملنے آنا اس کو تو بل کر جانا میری آنکھوں میں نہیں پانا

تب تک نیر، نیر، نیر

اُٹھ جاگ۔۔۔۔۔۔

ناٹک

سُگریو۔ مہاراج! یدھ میں مارنا مرنا۔ خود گھائل ہونا۔ اور دوسرے کو زخمی کرنا معمولی سی بات ہے۔ مگر یوں عورتوں کی طرح رونا پیٹنا بالکل واہیات ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ لچھمن جی کا علاج کریں گے۔ اور بلاشک ببھیکھن ہی لنکا کا راج کریں گے۔

رامچندر جی

گانا

(ریختہ بھیرویں)

(طرز:- دم دے کے تم تو جاتے ہو)

کھولو تو بھائی آنکھیں یہ کیسا ستم ہوا　　اب تک بھی تیرا لچھمن سونا نہ کم ہوا
گھر سے نکل کے بھائی دشمن کے نگر میں　　تو نے دیا چھوڑا یہ کیسا ظلم ہوا
گھر بار سے الگ تھا بے وطن آوارہ　　موجودگی میں تیری تو مطلق نہ غم ہوا
سُنکر ولاپ میرا دشمن بھی رو پڑے　　تم کو دیا نہ آئی یہ اچھا رحم ہوا
جاتے ہو کہاں بھائی تم چھوڑ کر مجھے　　کیا زندگی ہے میری جب تیرا نہ دم ہوا
تنہا نہ جانے دونگا دونوں ہی چلیں گے　　رنج والم ہمیں پہ سارا ختم ہوا
سیتا کی واپسی کی اُمید کیا رہی　　تیرا ہی بھروسا تھا تو راہی عدم ہوا
پچھلے تو سبھی دُکھڑے میں بھول گیا تھا　　جسونت سنگھ لیکن یہ گہرا زخم ہوا

ناٹک

ہائے افسوس امیر اس قدر رونا چلانا سب فضول گیا (لچھمن کی پیشانی کو بوسے کر) آہ! بھائی! تو مجھ کو بالکل ہی بھول گیا۔ پرمیشور کے واسطے ذرا اپنی زبان کو تو ہلا۔ اور مجھے ایک دفعہ بھائی کہہ کر تو بُلا (زنخدان کو ہلاکر) لچھمن! لچھمن!! پیارے لچھمن!!! آہ یہ عالم بیہوشی ہے۔ یا دائمی خاموشی ہے۔

گانا

(طرز:- دل بیقرار سو جا)

زیادہ نہ سو نہ ہو تو لچھمن بیدار ہو جا　　دشمن سے لینگے بدلہ ذرا ہوشیار ہو جا
لے لوں بلائیں تیری بھیا گلے لگا کر　　اُٹھ کر میرے گلے کا لچھمن تو ہار ہو جا
تیری اطاعتوں کا قائل ہوں صد قدل سے　　لیکن یہ کب کہا تھا یوں خاکسار ہو جا
رنجیدہ دیکھ مجکو تو غم میں ڈوب جاتا　　اس غم میں بھی تو میرا تو غمگسار ہو جا
میرے پسینے کی جا تو نے لہو بہایا　　کس کو کہونگا اب میں میرا جانثار ہو جا
ایک ایک دن میں لچھمن ہلہار مجھ پہ ہر دم　　پہلے سو بار ہوتا اب ایک بار ہو جا
ملنے کو دیر تیرے آتے ہیں بھرت بھائی　　کر پیشوائی اُن کی اُٹھکر تیار ہو جا

بن آپ کے سہارا ایشور نہیں ہے کوئی   تو رام کا سہایک پرور دگار ہو جا

ناٹک

انگد (ہاتھ جوڑ کر) بھگون! میں آپ سے کچھ عرض کرتا چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔ کیونکہ میرے جیسے کل کے بچے کی آپ کے سامنے کیا بساط ہے۔ جس کی عقل صرف کھانے اور کھیلنے تک ہی محدود ہے۔ اس لئے سورج کو چراغ دکھانا بالکل بے سود ہے۔ یہ کام تو ہمارے جیسوں کا تھا جو آپ کر رہے ہیں۔ مگر ہم صبر کئے بیٹھے ہیں۔ اور آپ آہیں بھر رہے ہیں۔ اگر ہم روتے تو اُمید تھی۔ کہ آپ ہماری دھیر بندھائیں۔ مگر آپ کو تسلی دینے کے لئے ہم کس کو بلائیں۔

رامچندر جی۔ بیٹا انگد! تمہارا کہنا بالکل صحیح۔ مگر کیا کروں۔ میری طبیعت میرے اختیار میں نہیں رہی۔ اس ناگہانی مصیبت نے میری طبیعت کو بالکل ہلا دیا۔ اور لچھمن کی اچانک موت نے میرا سب استقلال خاک میں ملا دیا اگرچہ سابقہ مصیبتوں کا بوجھ بھی کچھ کم نہ تھا۔ مگر لچھمن کی موجودگی میں مجھ کو اُن کا مطلق غم نہ تھا۔ مگر اب تو گھاٹ کے رہے نہ گھر کے رہے۔ نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے (لچھمن کا منہ چوم کر) آہ! میری زندگی کے سہارے! مجکو یہاں چھوڑ کر کدھر کو پدھارے

گانا

(لاونی ضلع)

تیری موت سے بھائی میرا سینہ چکنا چور ہوا
کیا اپرادھ ہوا مجھ سے جو تو آنکھوں سے دور ہوا

پوچھیگی تیری ماتا لچھمن کو ساتھ نہیں لایا   شترو گھن یہ کہیگا آکر کہاں میری ماں کا جایا
تیری موت کا اودھ پوری کے لوگوں نے جب سن پایا   یہی کہینگے ناری کارن بھائی کو مروا آیا

کس کس کو کیا کہونگا میں تو سبھی طرح مجبور ہوا
کیا اپرادھ . . . .

راج بھبھیکھن مانگیگا تو اس کو کیا اتر دوں گا کہیگا جب وہ میری امانت کیا میں اپنا سر دونگا
تو قربان ہوا مجھ پر میں جان تیرے اوپر دونگا بول نہیں تو بھی اپنا ہیں خاتمہ کر دوں گا
زبان ذرا سی ہلا تو لچھمن کیوں اتنا مغرور ہوا

کیا اپرادھ ....

یہ تو سچ ہے تو مجھ سے پہلے دن سے شرماتا تھا بیشک بھائی تو میری نہیں سنمکہ آنکھ اٹھاتا تھا
جب میں تجھے بلاتا تھا تو میرے سامنے آتا تھا بن قصور ہی لچھمن تو پانی پانی ہو جاتا تھا
کیا تیری اس پچھلی عادت کا ہی یہاں ظہور ہوا

کیا اپرادھ ....

یوں تو مجھ کو عرصے سے گردش نے آکر گھیرا ہے لیکن آج ہوا آنکھوں میں چاروں اور اندھیرا ہے
میری قسمت الٹ گئی کچھ دوش نہ بھائی تیرا ہے جلکر بھی اتنی جل جائیگی جہاں رام کا ڈیرا ہے
بدقسمت کمبخت اور منحوس رام مشہور ہوا

کیا اپرادھ ....

اس صدمے کو کہو تو کیسے بھائی بھرت سہاریگا سنکر تیری موت ٹکریں دیواروں سے ماریگا
پران تیاگ دیگی ماتا شترگھن سوگ سدھاریگا رام تمہارے ساتھ چلیگا جہاں تو دیر پساریگا
سارا کل ہو جائے نشٹ کیا یہ تجھ کو منظور ہوا

کیا اپرادھ ....

ناٹک

میرے بھراتا! تجھے میری حالت زار پر بھی رحم نہیں آتا۔ اس قدر تو اگر میں کسی اپنے دشمن کے پاس بھی جا کر چلاتا۔ تو جو کچھ چاہتا۔ وہی بخشوا لاتا۔ مگر تو اتنی خوشامد کرنے پر لب تک نہیں ہلاتا۔ اے ہائے ایسا غضب۔ آخر اس بے رخی کا کچھ سبب؟ (آسمان کی طرف دیکھ کر) او فلک کجرفتار! مجھ پر یہ مصیبتوں کی مار۔ ارے کمبخت امتحان بھی لیتا ہے۔ تو ایسا سخت؟ ارے ظالم! بے رحم کر رحم کر (دیوانہ وار شستروں کو ادھر ادھر پھینک کر) جاؤ جاؤ چولہے میں پڑو۔ جب تم وقت پر ہی کام

وکون بیوقوف ہی - جو خواہ مخواہ تمھارے بوجھ کو اُٹھائے (پھر اُٹھا کر)
ں ابھی نہیں - بھائی کا بدلہ ضرور لیکر چھوڑوں گا اور دغاباز میگھناد
ا ابھیمان توڑوں گا - ظالم میگھناد یہ سمجھ لے کہ اب تیری موت میرے
ہی کل کو تیرا سر ہے - اور میری تلوار ہے -

گانا (قوالی)

دشمن کے یہی تلوار کافی ہے — برادر نیند سے ہونا تیرا بیدار کافی ہے
یں جاکر میں وہ گھمسان کرونگا — نہیں امداد کی خواہش تیرا اظہار کافی ہی
لشکر کی مجھے مطلق ضرورت ہے — فقط تو کیش من میرا سپہ سالار کافی ہی
سر کے سے نیجان میں جان آئیگی — بلانا اب تیرا بھائی فقط اک بار کافی ہی
والیو دیہا کی نہ سیتا کی تمنا ہے — میری دائیں بھجا مجکو تیرا دیدار کافی ہے
ر سے کرڈالوں تجھا ور راج دنیا کا — ادھر تو ہو اُدھر میں ہوں یہی دربار کافی ہی
یش وعشرت کا تیری سر کی قسم بھائی — تیرا دیدار کافی ہی تیری گفتار کافی ہے
ل رفعہ بھائی مجھے کہکر بلا لچھمن — مجھے یہ گھونٹ امرت کی میرے سردار کافی ہی

سُگریو گانا (ایضاً)

ن بہت پیارا ہیں کیا کم پیارا ہی — مگر ایشور کی اچھا میں کسی کا کیا اجارہ ہی
مصیبت سے ہوئے تھے نیجاں سارے — اور اس پر آپکے انو چت رودن نے مار ڈالا ہی
ت کیسے کرلیا یہ آپنے نشچہ — کیا جاآپنے انومان وہ سنجیا ہی سارا ہے
لا ہر اُن میں کوئی لکشن نہیں ایسا — کہ جس سے ہو یقین ایسا سورگ لچھمن سدھارا ہی
ں ایسا ہی ہو تو پھر کیا تعجب ہے — یہ آخر تو رزمگاہ یا خالہ کا دوارا ہے
و نہیں ٹلتی یہی تو رن میں ہوتا ہی — کہیں پر خود مرے ہیں اور کہیں دشمن کو مارا ہی
لہ آپ ایسے جہاندیدہ بہادر بھی — کریں ایسے رودن گویا لیا جیون اودھارا ہی
رکھیں لچھمن بالکل سلامت ہی — فقط عالم بیہوشی ہے یقین پختہ ہمارا ہی

ناٹک

شرمیان جی! ذرا طبیعت کو سنبھالئے۔ اور ان نکمّے خیالات کو دل سے نکالئے۔ اول تو پرمیشور کی دیا سے لکشمن تندرست ہے۔ بالفرض محال اگر آپکا خیال ہی درست ہے۔ تو میدان میں ہوا ہی کیا کرتا ہے آخر جو اپنے دشمن سے جا کر لڑتا ہے۔ وہ اپنا سر تو پہلے ہتھیلی پر دھرتا ہے۔ یا تو اُسے مارتا ہے۔ یا خود مرتا ہے۔ یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی آپ کا یہ حال ہے۔ نیز لچھمن جی کی نسبت تو آپ کا بالکل غلط خیال ہے۔ اگر دشمن کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کا اس قدر ہی استقلال ہے۔ تو اس حالت میں کامیابی کا مُنہ دیکھنا سخت محال ہے۔

رامچندر جی۔ ہاں بھائی دُنیا میں کوئی ایسا نہیں جو نصیحت کرنی نہ جانتا ہو مگر ایسا کوئی کوئی ہے۔ جو دوسروں کا دکھ بھی اپنے جیسا جانتا ہو۔ کل تم ہی بالی کی نعش پر باوجود اپنا جانی دشمن ہونے کے بھی دھائیں مار مار کر رو رہے تھے۔ اور بھائی کے ویوگ میں بالکل سودائی ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ تم نے خودکشی کرنے کو بھی کہا۔ مگر وہ وقت اب تم کو یاد نہیں رہا۔ آہ! لچھمن جیسا بھائی تو روئے زمین پر چراغ لیکر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا۔ جو ہر ایک اوصاف میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ پیارے لچھمن! لوگ مجھ کو ؎

کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی
مَیں سب سے یہی کہتا ہوں کہ بالکل ٹھیک ہے بھائی

لیکن میں پھر بھی اُن کا مشکور ہوں۔ کہ کچھ مہربانی کرتے ہیں۔ کچھ تو ہمدردی کا دم بھرتے ہیں۔ جن کے ساتھ عارضی سمبندھ ہے۔ ان کو تو میرا ایسا فکر خیال ہے۔ مگر جو حقیقی بھائی ہے۔ اُس کا یہ حال ہے۔ کہ ذرا سا لب ہلانا بھی سخت محال ہے۔ اچھا بھائی یہ زمانے کی چال ہے ۔

گانا

(بحر طویل)

ٖ؎ فراق جدائی ۱۲

کیوں پڑا ہے چڑہا ہے تجھے کیا نشہ کھول آنکھیں زباں کو ہلا لکشمن
تیرا بھائی سودائی ہے رو رو ہوا پر نہ آئی تجھے کچھ دیا لکشمن
میری نیا اسے بھیا بھنور میں پڑی بن کھویا کنارے لگا لکشمن
چھوڑ مجھ کو یہاں تم چلے ہو کہاں کچھ بتاؤ وہاں کا پتا لکشمن
دُکھ دکھانے جلانے ستانے کو تو یوں مٹانے رُلانے کو تھا لکشمن
رنج غم کو الم کو بھلا ایک دم چھوڑ ہم کو عدم کو چلا لکشمن
اے بہادر برادر نہ کر تو میرا کہوں مادر برادر کو کیا لکشمن
چھوڑ گھر کو نگر کو کدھر کو چلا ذرا سر کو ادہر کو اُٹھا لکشمن
وہ تقدیر آخیر پھوٹی میری دھیر گمبھیر کی تو بندھا لکشمن
کچھ یہاں ٹھکانا بنا نا مجھے پھر روانہ ہو جانا ذرا لکشمن
جو اکڑ کر پکڑ کرے جائے تجھے لُوں جکڑ کر یہیں پہ بلا لکشمن
زور چلتا نہ جسونت سنگھ کچھ یہاں ہار چلا لکشمن ہار چلا لکشمن

ناٹک

امونت۔ کیا آپ کو یقین ہے۔ کہ اس گریہ وزاری سے کوئی مفید نتیجہ
[پی]دا ہوگا۔ یا لچھمن جی کو کچھ فائدہ ہوگا۔
[را]مچندر جی۔ اس بات کو کون نہیں جانتا۔ مگر کیا کروں دل نہیں مانتا۔
[ج]امونت۔ آپ وید کو بلائیے اور ان کا طبی معائنہ کرائیے۔ ورنہ دیر
[ہو]نے سے زہر کا اثر تمام خون میں سرائت کر جائے گا۔ پھر تو تمام جسم
[سر]ا سر ہی زہر بھر جائیگا۔
[را]مچندر جی۔ (ہنومان سے) جاؤ۔ ذرا وید جی کو بلا لاؤ۔
(ہنومان کا فوراً چلا جانا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد مع سوکھین وید کے واپس آتا)
[سو]کھین۔ لچھمن کی نبض اور زخموں کو بغور دیکھکر) او ہو بڑے گہرے زخم ہیں۔
[را]مچندر جی۔ کیوں؟ کچھ ہے اُمید۔ یا بالکل ہی آس نہیں۔

سوکھین۔ حالت تو اچھی ہے۔ مگر افسوس! کہ جس دوائی کی ضرورت ہے وہ اس وقت میرے پاس نہیں۔

رامچندر جی۔ وہ کونسی ایسی دوائی ہے۔ شاید تلاش کرنے سے مل جائے۔

سوکھین۔ کوئی ایسی قیمتی یا نایاب دوائی نہیں۔ امرت سنجیونی نامی ایک بوٹی ہے۔ جو گندھ مادن پربت پر بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ بوٹی آجائے۔ تو لچھمن جی بشرطیکہ تندرست ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ شرط ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے آئے۔ ورنہ بعد میں اس کا آنا نہ آنا ایک سمان ہے۔ کیونکہ لچھمن صرف رات بھر کا مہمان ہے۔

رامچندر جی۔ (ہنومان کی طرف دیکھ کر) میرے بہادر جرنیل! اب کس بات کا انتظار ہے۔ میری اور لچھمن کی زندگی کا تمہاری ہمت پر دارومدار ہے۔

ہنومان۔ مجھے کب انکار ہے۔ اگر ضرورت ہو تو میرا سر بھی آپ کے قدموں پر نثار ہے۔ (سوکھین سے مخاطب ہو کر) مگر اس بوٹی کی کیا پہچان ہے۔ کیونکہ میرے لئے تو معمولی گھاس اور امرت سنجیونی ایک سمان ہے۔

سوکھین۔ وہ بوٹی رات کے وقت چراغ کی طرح چمکتی ہے۔ اس لئے اس کا شناخت کر لینا بالکل آسان ہے۔

رامچندر جی۔ اب آپ بوان پر سوار ہو جائیے اور زیادہ دیر نہ لگائیے۔

ہنومان۔ (رامچندر جی کے قدمبوس ہو کر) اب یا تو بوٹی لے کر ہی آؤں گا۔ ورنہ تا زندگی میں بھی آپ کو اپنی شکل نہ دکھاؤں گا۔

گندھمادن پربت

ہنومان جی امرت سنجیونی کی تلاش میں پہاڑ کی مختلف چوٹیوں پر پھر رہے ہیں۔ اور تمام پھولوں کو اُلٹ پلٹ کر رہے ہیں +

ہنومان۔ (حیران ہو کر دل ہی دل میں) تمام پہاڑ کو دیکھ لیا۔ سارے پودوں کو

ٹ پلٹ کیا۔ مگر جو نشانی ویدجی نے بتلائی۔ وہ بوٹی اب تک نظر نہ آئی۔ نہ کوئی
ٹی چمکتی ہے نہ کوئی آگ کی مانند دمکتی ہے۔ کیا کروں کیا بتاؤں۔ اب کونسی
ٹی لیکر جاؤں۔ اِدھر وقت کی تنگی کا خیال۔ اُدھر بوٹی کا ملنا محال۔ ایسا نہ ہو
یہ کوئی اور ہی پہاڑ ہو۔ جو امرت سنجیونی کی طرف سے بالکل ہی اُجاڑ ہو۔
بیب سے نقشہ نکال کر اور اُسے بغور دیکھ کر) نہیں نہیں پہاڑ تو یہ وہی ہے۔ مگر
یا اس پر امرت سنجیونی نہیں رہی ہے (آسمان کی طرف دیکھ کر) خیر ابھی تو آدھی
سے زیادہ رات ہے۔ کوشش کر۔ کامیابی پرمیشور کے ہاتھ ہے۔ وہ سامنے
ے جو ٹیلے ہیں۔ اُن پر کچھ نشان چمکیلے ہیں۔ شاید وہ امرت سنجیونی کا
ں پرکاش ہو۔ اور وہیں اپنی پورن آشا ہو (دوڑ کر اور اُن چوٹیوں پر چڑھ کر)
اہاہا۔ یہاں تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا ہزاروں چراغ جل رہے ہیں۔
بہت سے سورج نکل رہے ہیں۔ واہ ری امرت سنجیونی! جہاں پر تیری
نی ہو۔ وہاں کب ممکن ہے۔ کہ کوئی بیماری بھی ہوتی ہو۔ بلا شک تو امرت کا
مندر ہے اور مُردہ جسم میں جان ڈالنے کی شکتی تیرے اندر ہے (جلدی جلدی
نی توڑ کر) شکر ہے کہ یہ مشکل حل ہو گئی۔ اور میری محنت سپھل ہو گئی
پھر جھجک کر) او ہو بھول گیا بھول گیا۔ میرا تو یہاں آنا ہی فضول گیا (ماتھے پر
تھ مار کر) ارے نامعقول! یہ تو پوچھا ہی نہیں۔ کہ اس کے پتے چاہئیں
پھول۔ جڑ چاہیئے یا پھل۔ اب کیا بنتا ہے۔ ماری گئی عقل۔ اگر یہاں
ریافت کروں۔ تو کس سے؟ ایک میں ہوں ایک یہ پہاڑ۔ باقی چاروں
رف بیابان اُجاڑ (کچھ سوچ کر) بس بس یہی ٹھیک ہے۔ اب زیادہ کشش و
نج کرنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ دن نکلنے سے پہلے تو میرا وہاں پہنچنے کا
عدہ ہے۔ اِس بوٹی کے بہت سے پودے جڑوں سمیت اکھیڑ کر لے
جائیں گے۔ اور جس حصے کی اُنہیں ضرورت ہوگی۔ وہ خود کام میں لے آئینگے
بس یہی تجویز سب سے اعلیٰ ہے۔ (جلدی جلدی بوٹی اکھیڑ کر) مگر جلدی کرنا

چاہیے۔ کیونکہ اب دن نکلنے والا ہے

رامچندر جی کی اضطرابی

گانا

(راگنی ملنگ)

رات بھی آج تو بارات بنی جاتی ہے کیسی تیزی سے بنی اور ٹھنی جاتی ہے
لوگ تعریف میں تیری یہ کہا کرتے ہیں کبک رفتار تو دنیا میں سُنی جاتی ہے
آج مستانہ روی بھول گئی تو ظالم اپنی عادت کے خلاف ایسی تنی جاتی ہے
یا تیرے ساتھ ہی تجکو بھی عداوت کوئی اس طرح سے جو جلی اور بھُنی جاتی ہے

سجن سکارے جائینگے نین مرینگے رو
بدھنا ایسی رین کر جو بھور کبھو نہ ہو

نامرادوں کی تو کرتی ہو مرادیں پوری تو زمانہ میں رحم دل بھی گنی جاتی ہے
آج کی رات یہیں رین بسیرا کرلے تیرے جانے سے میری جان کنی جاتی ہے

یارمن امشب بنزد روز شتاب
یا الٰہی تا نگوئم بر نہ آید آفتاب

مجھکو تو مار چلی اور کسے ڈسنے کو پھن اٹھائے ہوئے تو ناگ پھنی جاتی ہے

ناٹک

او ہو۔ آج رات بھی پر لگائے دوڑی جاتی ہے۔ نہ معلوم اسے کیا موت کھا رہی ہے۔ یا پیچھے کوئی دشمن کی فوج آرہی ہے۔ مگر اس بچاری کا کیا قصور ہے۔ اس کے سر پر بھی کوئی اعلیٰ افسر ضرور ہے۔ جس کے حکم سے یہ بھی مجبور ہے۔ جوں جوں رات ختم ہوتی ہے۔ لچھمن کی زندگی کی اُمید کم ہوتی جاتی ہے۔ آہ اسورج دیوتا! تو دنیا کے لئے تو روشنی لیکر آئے گا۔ مگر تیرے منودار ہوتے ہی میری قسمت کا سورج ڈوب جائیگا۔ اُدھر دُنیا رات بھر کی نیند کے بعد بیدار ہوگی۔ ادھر موت لچھمن کے گلے کا ہار ہوگی

سلہ اضطرابی بےقراری

پرمیشور کے واسطے تو ہی کچھ تپن بنالے۔ اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو کہیں چھپالے۔ مگر تیرے بھی کچھ اختیار نہیں۔ کیونکہ تو مختار نہیں تیرے پیچھے بھی ایک زبردست پنجہ ہے۔ اور وہ قانون قدرت کا شکنجہ ہے۔ پرنتو! کیا یہ قانون ٹل نہیں سکتا؟ اور یہ ٹائم ٹیبل آج کی رات بدل نہیں سکتا؟ اگر کوئی ایسا قانون ہو۔ جو اس قانون پر حاوی ہو یا کم از کم اس کے مساوی ہو تو آپ ہی میری اس التجا کو منظور کیجئے۔ اور تا حکم ثانی ان کو اپنی اپنی جگہ رکنے کے لئے مجبور کیجیے۔ ورنہ اگر ان کی رفتار کا یہی حال ہے۔ تو ہنومان کا وقت مقررہ پر پہنچنا سخت محال ہے۔

گانا

(بحر قوالی)

تو ہی منظور کرے او فلک یہ بات تھوڑی سی
تیرا احسان مانوں گا بڑھا دے رات تھوڑی سی

کئے ہیں جسقدر تو نے ظلم سب بھول جاؤں گا
اگر دیدے مجھے تو فقط یہ خیرات تھوڑی سی

نہ جبتک میں کہوں تجکو نہ سورج کو نکلنے دے
نہ مانے تو اسے دیدے میری حیات تھوڑی سی

عمر بھر میں تیرا ہرگز نہ یہ اُپکار بھولوں گا
تو کر دے مہربانی یہ ہمارے ساتھ تھوڑی سی

ادھر سورج نکلنے کا زمانہ منتظر ہوگا
مگر میرے لئے تو موت ہی یہ بھات تھوڑی سی

ہمیشہ ایک جیسی چال کیوں رکھتا ہے او ظالم
دوہائی ہے بدل دے آج تو عادات تھوڑی سی

مجھے تو دان دیدے زندگی میرے برادر کی
یہ بھکشا مانگتا ہوں میں اری بدذات تھوڑی سی

ہر اک کی لکشمن مجھ سے خوشامد کیوں کراتا ہے
ہلا دے تو زبان اپنی اے کیکر بھرات تھوڑی سی

ناٹک

(آسمان کی طرف دیکھ کر) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سورج نکلنے والا ہے۔ کیونکہ مشرق کی طرف سے کچھ کچھ اُجالا ہے۔ او ظالم! ذرا صبر کر۔ ورنہ غضب ہو جائے گا تو سارے سنسار کو تو جگائے گا۔ مگر لچھمن ہمیشہ کی نیند سو جائے گا۔

سگریو۔ نہیں مہاراج! ایسا کیا اندھیر ہے۔ ابھی سورج نکلنے میں بہت دیر ہے۔

رامچندر جی۔ وہ دیکھیئے مشرق کی طرف روشنی نمودار ہے۔

سگریو۔ (غور سے دیکھکر) مبارک ہو یہ روشنی سورج کی نہیں۔ بلکہ یہ تو تمھارا بہادر سپہ سالار ہے۔

رامچندر جی۔ کون؟ ہنومان۔

سگریو بیشک ہنومان۔ وہ دیکھئے سامنے بوان۔ اب تو ہوگیا اطمینان۔

رامچندر جی۔ (ہاتھ جوڑکر) دھنیہ ہو سرو شکتیمان۔ آپ کا دھنباد کرنیکے لئے نہ زبان میں طاقت نہ مُنہ میں زبان۔

ہنومان کا دوڑکر رامچندر جی کے قدمبوس ہونا۔ اور اُن کا فوراً گلے لگالینا

سوکھین۔ ذرا میری طرف آؤ۔ اور وہ بوٹی مجھے دکھلاؤ۔

ہنومان۔ (بوان سے بوٹی نکالکر) لیجئے۔ لیجئے۔ لیجئے۔

سوکھین۔ (تعجبانہ لہجے میں) واہ وا! تم تو پہاڑ کا پہاڑ ہی اُٹھا لائے۔

ہنومان۔ اور کیا کرتا۔ نہ تو پہلی دفعہ آپ نے کہا۔ اور نہ مجھے ہی پوچھنا یاد رہا کہ اس کا کونسا حصہ درکار ہے اور اس کی کسقدر مقدار ہے۔ وہاں جاکر جب یہ سوال درپیش ہوا۔ تو طبیعت کو بڑا کلیش ہوا۔ آخر سوچتے سوچتے یہی صلاح کرلی۔ اور بہت سی بوٹی جڑوں سمیت اکھیڑ کر بوان میں بھرلی۔

سوکھین۔ (اپنے کمپونڈر سے) پہلے زخموں کو اچھی طرح دھوکر صاف کردو۔ اور پھر اس بوٹی کی جڑ کو رگڑکر زخموں میں بھردو (دوسرے کمپونڈر سے) تم اس کے پتوں کو کوٹ کر ان کا پانی نکالو۔ اور تھوڑا تھوڑا لچھمن کے منہ میں ڈالو (تھوڑے پھول لیکر) میں ان کی نسوار بناکر انہیں سونگھاتا ہوں اور تھوڑی دیر میں ہی انہیں ہوش میں لے آتا ہوں۔

رامچندر جی۔ (کچھ دیر کے بعد) ابھی تک تو اس بوٹی نے اپنی کچھ تاثیر نہیں دکھلائی۔ کیونکہ لچھمن کو تو بالکل بھی ہوش نہیں آئی۔

ف یہ ایک عام محاورہ تھا جو بوٹی کی کثیر مقدار کو دیکھ کر کہا تھا۔ جن کو عوام الناس ہنومان کا سچ مچ پہاڑ کو اُٹھا لانا ہی تسلیم کر بیٹھے +

سوکھین۔ مہاراج! کامل دس بارہ گھنٹے سے لچھمن بالکل بیہوش پڑا ہوا ہے۔ مزید برآں ان کے تمام جسم میں زہر ہی زہر بھرا ہوا ہے۔ گویا دوسرے معنوں میں لچھمن بالکل مرا ہوا ہے۔ آخر جب زہر کا اثر...........“

لچھمن۔ (انگڑائی لے کر) آچھیں........ آچھیں........ آچھیں۔

سوکھین۔ (فوراً ایک دوائی اُن کے منہ میں ڈالکر) لچھمن جی! لچھمن جی!! کہو کیا حال ہے؟

لچھمن۔ (بڑی دھیمی آواز سے) بھائی!

رامچندر جی۔ (فرطِ محبت سے ان کو گلے لگاکر) ہاں بھائی! شکر ہے تو نے زبان تو ہلائی۔ اب ذرا جان میں جان آئی۔

سوکھین۔ آپ ذرا کرپا کرکے دور ہی رہیے۔ اور انہیں کچھ نہ کہیئے کیونکہ ابھی ان کے بدن میں رعشہ ہے۔ اور جوشِ محبت کی وجہ سے زخموں کے کھل جانے کا اندیشہ ہے۔

(تمام کیمپ میں خوشی کے شادیانے بجنا۔ اور چاروں طرف سے مبارکباد مبارک کی صدا آنا۔ ہنومان کا رامچندر کے قدموں میں سر جھکانا۔)

تیسرا روز

گھمسان یدھ

جانبین کے لشکروں میں غضب کا جوش بڑھا ہوا ہے اور ہر ایک کو کھشتری پن کا جوش چڑھا ہوا ہے۔

ہنومان۔ (گرج کر) آؤ۔ آؤ ذرا آگے قدم بڑھاؤ۔

دھومر۔ (تلوار لیکر اُچھلتا ہوا) آتا ہوں۔ اور تجھے ابھی جہنم میں پہنچاتا ہوں۔

ہنومان۔ کیوں اتنا اُچھلتا ہے۔ کوئی گھڑی دُنیا کی ہوا کھالے۔

دھومر۔ (تلوار کا ایک ہاتھ مارکر) کیوں بن آئی مرتا ہے۔ بہتر ہے کہ اب بھی بھاگ کر جان بچالے۔

ہنومان (گرز سے اسکی کھوپڑی پھوڑکر) یہ پڑے ہیں تیری کھوپڑی کے ٹھیکرے اُٹھالے

اکمپن۔ خبردار! جانے نہیں پائے گا۔

انگد۔ (راستہ روک کر) مجھ سے بچکر کہاں جائے گا۔

اکمپن۔ تیرا بیچ میں پڑنے کا کیا کام ہے؟

انگد۔ تو جانتا نہیں کہ میرا کیا نام ہے؟

اکمپن۔ ہاں ہاں جانتا ہوں۔ کہ تو رامچندر کا ایک بے غیرت ناخلف اور ذلیل غلام ہے۔

انگد۔ (جوش میں آکر اور تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) پڑا رہ۔ تیری زندگی کا یہی انجام ہے (ایک سے دو کر دیتے)

بجر باہو۔ سنبھل جا۔ اب بجر باہو تیری موت کا پیغام لئے آتا ہے۔

نل (سدراہ ہوکر) ذرا ٹھیر۔ کدھر منہ اٹھائے جاتا ہے۔

بجر باہو۔ (طنزاً) تجھے لڑائی سے کیا جاکر اپنی اینٹیں چھوڑ۔

نل۔ خیر کچھ چھوڑنا ہی ہے۔ اینٹیں نہ سہی۔ تیرا سر ہی سہی۔

بجر باہو۔ کیوں عقل ماری گئی ہے۔ یہ معماری نہیں بلکہ لڑائی ہے۔

نل۔ (ایک گھونسہ لگاکر) ذرا چپ رہو۔ کیوں بک بک لگائی ہے۔

بجر باہو (طیش میں آکر تلوار چلاتا ہوا) تو گھر سے ناراض ہوکر تو نہیں آیا؟

نل۔ (ایک ہی وار سے کام تمام کرکے) یہ پڑا ہے راکشسو تمھارا تایا۔

طرفین کے لشکروں کا ایک دوسرے پر پل پڑنا اور دوبدو ہوکر لڑنا۔ بڑے گھور سنگرام کے بعد فوج لنکا کا شکست کھاکر بھاگ جانا۔ بانری سینا کا پرجوش نعرے اور حوصلہ افزا جے کارے لگاتے ہوئے اپنے کیمپ میں واپس آنا +

چوتھا روز

راجہ سگریو اور دلاور کنبھ کرن

(راکشش سینا کل کی شکست کا داغ دھونے کے لئے کمربستہ ہے
اور سب کے آگے دلاور کنبھ کرن کی فوج کا دستہ ہے +)

بھبیکھن (رامچندر جی سے) مہاراج! آج کی جنگ کو معمولی نہ سمجھئے۔ بلکہ ایک ایک قیامت کی گھڑی ہے۔ وہ دیکھئے راکشش سینا کس طرح سینہ سپر کھڑی ہے۔ فوج کی کمان کنبھ کرن نے خود سنبھالی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آج قیامت آنے والی ہے۔ کیونکہ یہ شخص اُس وقت ہتھیار اُٹھاتا ہے جبکہ خاص ضرورت ہو۔ یا حد سے زیادہ خطرناک صورت ہو۔ ورنہ ہر وقت نشے میں غلطاں رہتا ہے۔ اور جب شستر اُٹھالے۔ تو دیکھنے والا انگشت بدنداں رہتا ہے۔ اس لئے آج خاص احتیاط رکھنا۔ بلکہ میرے خیال میں فوج کی کمان آپ اپنے ہاتھ میں رکھنا۔

سُگریو۔ آپ کچھ فکر نہ کیجئے اور مجھ کو اسکے مقابلہ پر جانے کی اجازت دیجئے۔

رامچندر جی۔ آپ اس ضد کو جانے دو۔ اور کنبھ کرن سے مجھ کو ہی ہاتھ ملانے دو۔

سُگریو۔ آخر کنبھ کرن کوئی خدا تو نہیں۔ اگر ایسی ہی صورت ہوئی۔ تو آپ بھی ہم سے کچھ جدا تو نہیں۔

رامچندر جی۔ اچھا زیادہ دیر نہ لگائیے۔ اور جلدی بگل بجوائیے۔

(بگل کی آواز آنا۔ اور دونوں لشکروں کا بالمقابل جم جانا)

کنبھ کرن۔ (تلوار کو جنبش دے کر) ذرا سامنے آؤ۔ وہ کون موت کا متلاشی ہے کنبھ کرن کی تلوار بھی ایک مدت سے خون کی پیاسی ہے۔

سُگریو۔ ذرا آگے آ۔ تاکہ تیری پیاس بجھاؤں۔

کنبھ کرن۔ ذرا گریبان میں منہ ڈالکر تو دیکھ۔ تو بھی اپنے آپ کو بہادروں میں شمار کرتا ہے۔

سُگریو۔ بے شرم! تو بھی بولنے کو مرتا ہے۔ اور بڑے فخر سے راون کے

بھائی ہونے کا دم بھرتا ہے۔
کُنبھ کرن۔ (وار کرکے) معلوم ہوتا ہے کہ تو ضرور موت کا مزا چکھیگا۔
سگریو۔ (تلوار چلاکر) اگر میں نے تیری مرمّت نہ کی۔ تو تو بھی کیا یاد کریگا۔
کُنبھ کرن۔ (تیر چلاکر) بیوقوف! وہ دیکھ تیری موت سامنے کھڑی ہنس رہی ہے۔
سُگریو۔ (متواتر وار کرکے) یوں کیوں نہیں کہتا۔ کہ آج میری جان مصیبت میں پھنس رہی ہے۔

{سُگریو کا لڑتے لڑتے بیدم ہوجانا۔ اور کنبھ کرن کے متواتر تیروں سے زخمی ہوکر گر جانا۔ بانری سینا کے پاؤں اُکھڑ جانا۔ راکشش سینا کا سُگریو کو بحالت بیہوشی اُٹھانا۔ اور رامچندر و ہنومان وغیرہ کا آنا +}

ہنومان۔ (للکارکر) ٹھیر ٹھیر کہاں جاتا ہے۔
کُنبھ کرن۔ کیوں اپنی قضا کو بلاتا ہے۔ کیا تو بھی سُگریو کے پاس پہنچنا چاہتا ہے۔
ہنومان۔ ارے بُزدل! کس کرتوت پر اتنا اچھل رہا ہے اور اینٹھ اینٹھ کر باتیں کر رہا ہے۔
کُنبھ کرن۔ (ایک گرز مارکر) پیچھے ہٹ کر مر کیوں ناحق سر پر چڑھ رہا ہے۔

(ہنومان کا مورچھت ہوجانا)

انگد۔ (رامچندر جی سے) کنبھ کرن تو غضب ڈھا رہا ہے۔ جس طرف پڑتا ہے میدان صاف کرتا جا رہا ہے۔ گویا یہ تو آج ہی جنگ کا خاتمہ کرنے کی قسم کھا چکا اگر اب بھی اس کا ہاتھ کسی طرح نہ رُکا۔ تو شام تک تو لاشوں کا انبار لگا دیگا۔ جو باقی بچیں گے۔ ان کو ویسے بھگا دیگا۔
رامچندر۔ بیشک کنبھ کرن ایک مجسم قہر ہے۔ دلیری اور بہادری میں علامۂ دہر ہے۔ مگر جو کچھ اس نے کرنا تھا۔ وہ کر چکا۔ اب کنبھ کرن کو زندہ نہ سمجھو۔ بلکہ یقیناً مر چکا +

کنبھ کرن۔ (رامچندر جی سے) اپنی خلقت کا خون بہا کر اب جان کیوں چھپاتا پھرتا ہے۔ ذرا مقابلے پر آ۔

رامچندر جی۔ میرے دل میں بھی مدت سے ارمان تھا۔ شکر ہے کہ آج تیری طاقت آزمانے کا موقعہ ملا۔

کنبھ کرن۔ کل کے آنسوؤں کی نمی تو ابتک تیری آنکھوں میں موجود ہے۔

رامچندر جی۔ (تیر چھوڑ کر) تو اپنی جان بچا۔ گذشتہ باتوں کا ذکر بے سود ہے۔

کنبھ کرن۔ (وار بچا کر) سنبھل جا۔ اب میرا وار آتا ہے۔

رامچندر جی۔ (پینترا بدل کر) بہت اُچھل چکا۔ اب ہو جا ہوشیار

کنبھ کرن (تلوار گھماتا ہوا) یہ یاد رکھ کہ میں تجکو مارے بغیر تھوڑا ہی مرتا ہوں۔

رامچندر جی۔ (ایک سنسناتا ہوا تیر چھوڑ کر) تو تو چل۔ تیرے پیچھے پیچھے ہی راون کو بھی روانہ کرتا ہوں (کنبھ کرن کا خاتمہ)

{کنبھ کرن کے مرتے ہی فوج لنکا کا تتر بتر ہو جانا۔ اور بانری سینا کا اُنکے پیچھے تالیاں بجانا۔ اور طرح طرح کے شرمناک نعرے لگانا۔ اور فتح کے جھنڈے لہراتے ہوئے اپنے کیمپ میں آنا}

دربارِ لنکا

فوج لنکا کی شاندار پسپائی اور راون کی ہائے ہائے

راون۔ مجھے سخت تعجب اور حیرانی ہے۔ کہ تم لوگوں نے مجھ کو برباد کرنے کی کیوں ٹھانی ہے۔ جس روز سے جنگ ہو رہا ہے۔ ہر طرح سے ہمارا ہی قافیہ تنگ ہو رہا ہے۔ تمام نامی سردار ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ بیشمار بہادر ہمیشہ کے لئے بستر مرگ پر سو گئے۔ ستم ہے۔ غضب ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تمھارے اس کائرپن کا کیا سبب ہے۔ میں یہ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں کہ

دشمن ہم سے کچھ زیادہ زبردست ہے۔ پھر کیا وجہ کہ روز اُن کی فتح اور ہماری شکست ہے۔ حالانکہ لنکا کا ہر ایک بہادر بے نظیر اور لاثانی ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دلوں میں ضرور کچھ بے ایمانی ہے۔ اور تم پر کسی قسم کا اعتبار سخت نادانی ہے۔

پرہست۔ ہاں مہاراج یہ آپ کی بڑی مہربانی ہے۔ اور ہم لوگوں کی جان نثاریوں کی یہی قدردانی ہے۔ ہم لوگ جان ہتھیلی پر رکھے پھرتے ہیں۔ مگر آپ کو پھر بھی بدگمانی ہے۔ آپ کا دوش نہیں۔ یہ سپاہ گری کا کام ہی ایسا نامراد ہے۔ کہ خون پسینہ ایک کرنے پر بھی اس کی یہی داد ہے۔

میگھناد۔ پتاجی! یہ آپ کی فضول بیقراری ہے۔ اور یہ بھی بالکل غلط ہے۔ کہ دشمن کا پلڑا ہم سے کچھ بھاری ہے۔ چچا کنبھ کرن مرنے کو تو مر گئے۔ مگر صفایا ان کا بھی کر گئے۔ علاوہ بیشمار سپاہ کے سگریوا ور ہنومان کو جہنم رسید کر گیا۔ اور لچھمن پہلے ہی روز میرے ہاتھ سے مر گیا۔ اب تو اکیلا رام ہی رام ہے چنانچہ کل کو اُس کا کام بھی تمام ہے۔ (راون کے کان میں) آپ بھی کیسی غلطی کر رہے ہیں یہ وقت تیزی میں آنے کا ہے؟

راون۔ (گفتگو کا پہلو بدلکر) نہیں نہیں۔ میرا یہ ہرگز بھی خیال نہیں۔ کہ میرے سرداروں میں کوئی بھی نمک حلال نہیں۔ بھلا میں نے یہ کب کہا کہ آپ لوگوں میں بہادری اور غیرت کا مادہ نہیں رہا۔ بلکہ میرے کہنے کا مطلب تو کچھ اور ہے۔ جو خاص طور پر قابل غور ہے یعنی باوجودیکہ آپ لوگ اتنی سر توڑ کوشش کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ہمارے ہی آدمی کیوں زیادہ مرتے ہیں۔

ایک نووارد۔ مہاراج نے جو حکم دیا تھا وہ چیز تیار ہے۔

راون۔ ہاں ہاں جلدی حاضر کرو مجھے اُس کا بڑی دیر سے انتظار ہے۔

وہی نووارد۔ (ایک بکس میں سے دو مصنوعی سر نکال کر) یہ لیجئے۔ اگر کوئی نقص رہ گیا ہو تو فرما دیجئے؟

راون۔ (دونوں سروں کو بغور دیکھ کر) واقعی کاریگری میں تو کمال ہے۔ اصل اور نقل میں تمیز کرنا سخت محال ہے۔

تمام حاضرین۔ بے شک ان کو تو ہم بھی نہیں پہچان سکتے۔ اس بچاری کی تو کیا مجال ہے۔

راون۔ میگھناد! کل کو فوج کی کمان تم خود سنبھالو۔ اور جس طرح ہو سکے اس جھگڑے کا فیصلہ ہی کر ڈالو۔

میگھناد۔ آپ اطمینان رکھیں۔ کل کو جب میدان میں جاؤں گا تو فیصلہ کر کے ہی آؤں گا +

راون کی نئی شرارت

اشوک باٹکا

سیتا جی رگانا (راگنی کالنگڑہ)

مٹائے گا کیا کوئی خود ہی میں ہستی اپنی مٹا چکی ہوں
سزا گناہوں کی پا چکی ہوں بہت ہی صدمے اٹھا چکی ہوں
نہ جانے کہ کیوں یہ جان میری نہیں نکلتی ہے اس جسم سے
خوشامدیں کر چکی ہوں اس کی میں زور اپنا لگا چکی ہوں
میں نے چاہا کہ اپنے ہاتھوں سے کام اپنا تمام کر دوں
مگر نہ دیتے یہ ساتھ دشمن میں بارہا آزما چکی ہوں
جنم جنم کے جو پاپ میرے اسی جنم میں ہوئے اکٹھے
جلائیں گے کیا یہ مجھ کو مل کر میں خود ہی خود کو جلا چکی ہوں
یہ میں نے مانا کہ میں تمہاری دیا کی مطلق نہ مستحق ہوں
مگر قضا کا تو حق ہے سب کا نہ وہ بھی آئی بلا چکی ہوں

ناٹک

آہ کمبخت سیتا! تو نے ایسا کونسا پاپ کرم کیا تھا جس کے پھل بھوگنے کے لئے اس سنسار میں جنم لیا تھا۔ نہ معلوم کب تک اس جسم کو عذاب ہوگا یا جنم جنمانتر کے پاپوں کا اسی جنم میں نہیں بلکہ انہی دنوں میں حساب ہوگا۔ آئے دن کی مصیبتوں اور ہر گھڑی کی آہوں سے شریر کا یہ حال ہوگیا۔ کہ ایک قدم چلنا بھی سخت محال ہوگیا۔ موت ہر وقت سامنے کھڑی ہنس رہی ہے۔ مگر یہ بے شرم جان نہ معلوم کہاں پھنس رہی ہے۔ اگر یہ نکل جائے تو مجھ کو ان مصیبتوں سے تو رہائی مل جائے۔ جب تک زندہ ہوں۔ میرا پاپ اور بھی بڑھ رہا ہے۔ کیونکہ اس گھور یدھ میں لاکھوں جیووں کا خون میری گردن پر چڑھ رہا ہے۔ مگر کسکو کہوں۔ کہ اس جھگڑے کو مٹائے۔ یا کس کو بھیجوں۔ جو سوامی جی کو اس یدھ سے ہٹائے۔ اگر اپنی آہوں سے کام لوں۔ تو وہ بھی بے سود ہے۔ کیونکہ انکی رفتار بھی صرف میرے لبوں تک ہی محدود ہے۔ دل کو دل سے راہ ضرور ہے۔ مگر دل بچارے کا بھی کیا قصور ہے۔ یہ مجھ سے زیادہ مجبور ہے اس لئے اس سے وہ تاثیر ہی کوسوں دور ہے۔ (آسمان کی طرف دیکھکر) بادِ صبا کے تیز رفتار جھونکو! پرمیشور کے واسطے تم ہی جا کر ان کو اس خونریز لڑائی سے روکو۔ پران ناتھ! آپ لنکا سے اپنا محاصرہ اٹھالو۔ اور میرے لئے اپنی اور لکشمن کی زندگی خطرے میں نہ ڈالو۔ کرپا کر کے آپ ایودھیا کو لوٹ جاؤ اور اس قدر جیووں کا خون میری گردن پر نہ چڑھاؤ۔ میری زندگی کا جو پروگرام ہے وہ اب قریب الاختتام ہے۔ بالفرض محال ؎

کوئی دن گر زندگانی اور ہے
میں نے اپنے دل میں ٹھانی اور ہے

اور تو مجھے ہر طرح سے سنتوش رہے گا۔ مگر اتنا ضرور افسوس رہے گا۔ کہ آخری وقت میں آپ کے درشنوں سے محروم........

راون - (دونوں سروں کو پس پشت چھپائے ہوئے) سیتا! مجھے سخت افسوس ہے۔ کہ تم ابھی تک وہی پاگلوں والی باتیں کر رہی ہو۔ اور خواہ مخواہ سرد آہیں بھر رہی ہو۔ کیا وہ وہم کا بھوت ابھی تک تیرے سر پر ہی سوار ہے؟

سیتا - (چونک کر) او ظالم! تو مجھے کیا کہتا ہے۔ جو ہر وقت سایہ کی طرح میرے پیچھے ہی لگا رہتا ہے۔ راون! میں سچ کہتی ہوں۔ کہ چاہے مجھے کوئی جان سے بھی مار چھوڑے۔ لیکن میں نے آج تک سوائے اپنے پتی کے دوسرے شخص کے آگے ہاتھ نہیں جوڑے۔ مگر میں مجبوراً اپنی اس پرتگیا کو توڑتی ہوں۔ اور تیرے آگے یہ ہاتھ جوڑتی ہوں۔ کہ ایک ہاتھ تلوار کا چلا دے۔ اور مجھے ہمیشہ کے لئے سُکھ کی نیند سُلا دے۔ جس سے مجھ کو تو اپنی منہ مانگی خیرات ملے۔ اور تجھ کو ہر روز کی بے قراری سے نجات ملے۔

راون - پیاری سیتا! ذرا اپنے آپ کو سنبھال۔ اور ان واہیات خیالات کو دل سے نکال میں تم کو ستانے یا رُلانے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ تمھارے لئے ایک خوشخبری لایا ہوں۔

سیتا - مجھے تیری خوشخبریوں کی ضرورت نہیں۔ مہربانی کر کے یہاں سے کنارہ کر۔ اور خواہ مخواہ میرے ساتھ مغز نہ مارا کر۔

راون - او ظالم! تو کبھی تو منہ سے اچھی بات نکالا کر۔

سیتا - ارے بے حیا! تو جلدی یہاں سے اپنا منہ کالا کر۔

راون - میں نے تو تیرے اس فرضی سہارے کا بھی فیصلہ کر ڈالا ہے۔

سیتا - تمام کُنبہ تو کھپ چکا۔ اب آج کل میں تیرا نمبر بھی آنے والا ہے۔

راون - جن کے بھروسے پر تو کود رہی تھی۔ وہ تو کبھی کے جہنم رسید ہوئے۔

سیتا - (طیش میں آکر) ارے زبان سنبھالتا ہے یا نہیں کہیں موئے۔

راون - کیا تو میری بات کو جھوٹ مانتی ہے۔

سیتا - ایک میں کیا تیری مکاریوں کو تو تمام دنیا جانتی ہے۔

راون۔ (دونوں سروں کو آگے کرکے) اری نادان! ذرا آنکھ کھول کر دیکھ۔ اور ان کو پہچان کیوں اب تو ہوگیا اطمینان۔

سیتا۔ (چیخ مارکر) آہ! آہ! آہ! پران ناتھ! چھوڑ چلے میرا ساتھ؟ ہائے آپ کی موت بھی......... اس .... پاپی کے .... ہاتھ .... (بیہوش ہوکر گرگئی)

راون۔ افسوس کیا سوچا تھا اور کیا ہوگیا۔ ترجٹا! ترجٹا! ذرا ادھر آنا۔

ترجٹا۔ (دوڑکر اور ہاتھ مل کر) ہائے ہائے یہ مرگئی۔ سیتا تو اس دنیا سے کوچ کرگئی۔

راون۔ میرا خیال ہے کہ مری نہیں۔ صرف ان سروں کو دیکھ کر ڈرگئی۔

ترجٹا۔ مرنیکو اسمیں رکھا ہی کیا تھا؟ نہ معلوم کہاں سانس اٹک رہا تھا۔

راون۔ آخر اس نے مرنا ہی تھا میں اسے کب سے سر پٹک رہا تھا (چلا گیا)

ترجٹا۔ (سیتا کا سر اپنے زانو پر رکھکر) سیتا! سیتا! بیٹی! ذرا آنکھ کھول۔ کیا سچ مچ تیرا کال ہی آگیا۔

وکٹا۔ بچاری نے بہتیرے دن غم کھایا۔ آخر غم اس کو کھا گیا۔

دُرمکھی۔ نہیں مری نہیں۔ اس پر خوف غالب آگیا۔

ترجٹا۔ (منہ میں پانی ڈال کر) بیٹی! اب کسی قسم کا خیال نہ کر جس کا خوف تھا وہ تو چلا گیا۔

سیتا۔ (کسیقدر آنکھیں کھولکر دھیمی آواز سے) آہ! کس کا خوف۔ اور کیسا ڈر۔ موت جیسی بھیانک وستو جس کے نام سے زمانہ بھے کھا رہا ہے۔ میرے نزدیک آنے سے تو اس کو بھی خوف آرہا ہے۔ پران پت! میری ایسی تقدیر تو کہاں تھی۔ جو آپ کے چرنوں میں رہنا ملتا۔ مگر قسمت کو یہ بھی گوارا نہوا کہ دم ہی آپ کے چرنوں میں نکلتا۔ مجھ نربھاگن کا جب سے آپ کے ساتھ سمبندھ ہوا۔ سُکھ۔ شانتی عیش و آرام کا دروازہ آپ کے لئے قطعی بند ہوا

جس دن سے میرے منحوس قدم ایودھیا میں آئے ۔ وہ کونسے کشٹ ہیں جو آپ نے نہیں اُٹھائے ۔ پتاجی کے دیوگ کا صدمہ آپ نے سہا ۔ ماتا پُتر کے پاس اور پُتر ماتا کے پاس نہ رہا ۔ راج پاٹ آپ کو چھوڑنا پڑا ۔ بھائیوں سے سمبندھ آپ کو توڑنا پڑا ۔ گھربار کو تلانجلی دی ۔ مگر دھرم کے مقابلہ میں مصیبتوں کی مطلق پرواہ نہ کی ۔ میرے آتے ہی آپ کی بربادی بڑی سخت ہوئی ۔ اور اس قدر تبدیلی تکلیف دہ ہوئی ۔ آخر آپ کی موت کا کارن کا بھی میں ہی کمبخت ہوئی ۔ گھر سے چلتی دفعہ آپ نے ہر چند سمجھایا ۔ مگر میں نے اپنے تریا ہٹھ کو ہی نبھایا ۔ اگر آپ کا کہنا مان لیتی ۔ تو کیوں خود حیران ہوتی ۔ اور کیوں آپ کی جان لیتی ۔ دیر لکشمن میری بیوقوفی اور ہٹھ دھرمی کا شکار ہوا ۔ واہ ری میری قسمت کی خوبی ! مجکو تو برباد کیا ہی تھا ۔ مگر ساتھ اُن کو بھی لے ڈوبی شاید آپ اسی لئے میرا ساتھ توڑے جاتے ہیں ۔ اور مجھ کمبخت کو یہاں چھوڑے جاتے ہیں ۔ پرمیشور کے واسطے میرا قصور معاف کیجئے ۔ اور نہیں تو کم از کم مجھ کو اپنے قصور کی معافی مانگنے کا تو موقعہ دیجئے (وہاں سے اُٹھکر) آپ مانیں یا نہ مانیں مگر میں اپنی ضد سے ہرگز نہ ٹلوں گی ۔ اور جہاں آپ جائینگے آپ کے ساتھ ہی چلوں گی ۔

ترجٹا ۔ بیٹی باولی نہ بن ۔ راون اپنی اس کرتوت پر خود شرمندہ ہے تسلی رکھ ۔ تیرا پتی صحیح سلامت ہے ۔ اور تیرا دیور بھی زندہ ہے ۔

سیتا ۔ بیشک میں پاگل ہوں ۔ دیوانی ہوں ۔ استری ہوں ۔ خفقانی ہوں ۔ مگر اتنی نہیں ۔ کہ اپنے پران پیارے کو بھی نہ پہچانوں ۔ بھلا جب اُن کے سروں کو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ۔ تو آپ کی بات کو کیسے سچ مانوں ۔

ترجٹا ۔ تو اُن سروں کی اصلیت کو نہیں جانتی ۔ اسی لئے میری بات کو سچ نہیں مانتی ۔ لنکا میں مہودر نامی ایک شخص اس قسم کی بناوٹی چیزیں بناتا ہے ۔ کہ دیکھنے والا اچنبھے میں رہ جاتا ہے ۔ چنانچہ یہ دونوں سر جو راون نے تجکو

دِکھلائے ہیں۔ اُسی کاریگر نے بنائے ہیں۔ یہ بات حرف بحرف صحیح ہے۔ بھلا میں نے پہلے تم کو کوئی جھوٹی بات کہی ہے۔

سیتا۔ (ترجٹا کے پاؤں پکڑ کر) میں آپ کی مہربانیوں کا کہاں تک دھنباد کروں اور آپ کے کون کون سے احسان کو یاد کروں۔ نہ معلوم آپ کو میرے ساتھ کیوں اتنی ہمدردی ہے۔ اور اس وقت تو گویا آپ نے مجھ کو نئی زندگی پردان کر دی ہے۔

ترجٹا۔ (سیتا کو گلے لگا کر) بیٹی! میری کیا مہربانی ہے۔ در اصل تیرا اتی برت دھرم ہی ایسا لاثانی ہے جو ہر وقت تیرا سہائک ہے۔ ورنہ ترجٹا بچاری کس لائق ہے (سر پر ہاتھ پھیر کر) بس بیٹی زیادہ نہ رو۔ اور جا کر ذرا منہ ہاتھ دھو۔ تاکہ تیری طبیعت کو کچھ شانتی ہو (ہاتھ پکڑ کر) اٹھو! اب کسی کا کہنا بھی مانتی ہو۔

(ترجٹا کا سیتا کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے لیجانا)

میدانِ کارزار
پانچواں روز
بھگت بھبھیکھن اور بہادر میگھناد

میگھناد۔ (گرج کر) ذرا سامنے آؤ۔ آج تم میں سے کس کی قربانی ہے؟

بھبھیکھن۔ بہادروں کی طرح لڑنا ہے۔ یا دل میں وہی بے ایمانی ہے۔

میگھناد۔ (آگ بگولا ہو کر) ارے بزدل! مکار! بے غیرت! غدار! ایسی بیحیائی! کہیں ڈوب مرنے کو جگہ نہیں پائی۔ بے شرم! یہاں سے چلا جا اور میری آنکھوں کے سامنے نہ آ۔ جیسا تو خود سینہ سیاہ ہے۔ ایسے ہی تمام دُنیا تیرے نزدیک بے ایمان ہے۔ سچ پوچھئے تو تیرے جیسے کُل کلنک

کے خون کا ایک چھینٹا بھی میری تلوار کو لگنے میں میری کسر شان ہے۔ اور ونکو بے ایمان بتاتا ہے۔ اور خود بڑا دھرماتما بننا چاہتا ہے۔ بے غیرت کہیں کا۔

بھبیکھن۔ ارے چھوکرے! یہ لنکا کا دربار نہیں ہے جو تو اپنی من مانی چلالیگا۔ اگر زیادہ بکواس کریگا۔ تو ابھی اپنی زبان نکلوالیگا۔ دہرماتما اور باغیرت تو صرف تو اور تیرا باپ ہے۔ باقی دنیا میں تو تیرے نزدیک پاپ ہی پاپ ہے بیشرم! تو نے میرے برخلاف تو کئی دفعہ منہ کھولا۔ اور جو کچھ تیرے دل میں آیا سو بولا۔ مگر کبھی اپنے باپ کا اعمالنامہ بھی ٹٹولا۔ اس سے پوچھنے کا تو تجھ میں تب دم ہو۔ جب تو خود کسی بات میں اس سے کم ہو۔ کالے کا بھائی چکارہ وہ کودے نو وہ کودے اٹھارہ۔ باپ ڈالی ڈالی ہو تو بیٹا پتے پتے۔ دوسرا کوئی پوچھے تو اسے بتاؤ دھتے۔ اندھی چوہی اور تھوتھے دھان باپ بجاوے ڈھولک اور بیٹا توڑے تان۔ تو بھی سچا ہے۔ اگر باپ کے نقش قدم نہ چلتا تو تجھے دنیا میں ناخلفی کا خطاب ملتا۔ بےشک تقلید ہو تو ایسی ہو۔ اور اولاد ہو تو تیرے جیسی ہو۔ لعنت ہے بے شرم۔

میگھناد۔ ارے کل کلنک! پھر وہی سانپ کے سے ڈنک ہیں نرلج! کیوں بیحیائی کا برقعہ پہنا ہے۔ اس وجود نے ہمیشہ امر نہیں ہے۔ آخر کال اس کو ایک دن ضرور کھائے گا۔ مگر یہ کلنک کا ٹیکہ تا قیامت بھی تیرے ماتھے پر سے نہ جاتے گا۔

بھبیکھن۔ نادان لڑکے! پہلے تعصب کو اپنے دل سے نکال اور ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال۔ پھر تجھکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ میرے ذمہ یہ تیرا فضول پاتک[1] ہے۔ میں کل کلنک ہوں۔ یا تو کل گھاتک ہے اگرچہ تیری آتما ملین ہے تاہم مجھکو اس بات کا کامل یقین ہے۔ کہ وہ تجھ کو ضرور سچ اور جھوٹ میں تمیز کرائے گی۔ اور خود تیرے اندر سے تیرے لئے صدائے لعنت و ملامت آئے گی۔

[1] الزام

میگھناد۔ انسان کا چہرہ اُس کے اندرونی خیالات کا آئینہ ہی۔ چنانچہ تیری اس منحوس شکل سے صاف ظاہر ہے۔ کہ تو اعلیٰ درجہ کا کمینہ ہی۔ جیسا تو خود ہے ویسا ہی تجھ کو تمام زمانہ نظر آتا ہی۔ اسلئے مجھ کو کل گھاتک بتلاتا ہے۔

بھبیکھن۔ عقل کے اندھے! کیا میرا یہ جھوٹا الزام ہی۔ اور تیرے کل گھاتک ہونے میں بھی کچھ کلام ہی۔ اگر تو اپنے باپ کی بے جا حمایت نہ کرتا۔ تو آج تمام کُنبہ کتوں کی موت نہ مرتا۔ ذرا تو ہی بتا۔ کہ اب لنکا کے اندر سوائے تیرے اور تیرے باپ کے اور بھی کسی آدمی کا نام و نشان ہی۔ چنانچہ تو آج موت کے منہ میں آہی گیا تیرا باپ صبح و شام کا مہمان ہی۔ اب بتا۔ کہ کل گھاتکوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔ جو تیرے نہیں۔

میگھناد (طیش میں آکر) جسقدر میں تیرا لحاظ کرتا گیا۔ اسیقدر تو اپنی زبان دراز کرتا گیا۔ تو تو روز دعائیں مانگتا ہوگا۔ کہ کب کنبہ مرے۔ اور کب تو لنکا کا راج کرے مگر یاد رکھ کہ آج میں تجھ کو اپنے ہاتھوں سے ہی تاج پہناؤں گا۔ اگر تجھ کو زندہ چھوڑ دوں۔ تو دنیا میں کسی کو مُنہ نہ دکھاؤں گا۔

بھبیکھن۔ شاباش۔ شاباش! بھلا یہ کب ممکن تھا۔ کہ اتنی لعن طعن سُنکر بھی تجھ کو غیرت نہ آتے۔ دراصل یہ مُنہ اس لایق ہی نہیں جو کسی کو دکھلایا جاوے۔

میگھناد۔ (تلوار کا ایک ہاتھ مار کر) سوائے موت کے تیرا اور کوئی علاج نہیں۔

بھبیکھن (پینترا بدل کر) اب بھبیکھن تیرے وار کا محتاج نہیں۔

میگھناد (پھر وار کرکے) اچھل لے جب تک اُچھلنا ہی۔ مگر میں نے بھی تیری جان لیکر ٹلنا ہے۔

بھبیکھن (طرح دیکر) زیادہ زبان نہ نکال۔ اب ذرا میرا وار بھی سنبھال۔

میگھناد (چوٹ بچا کر) تو چاہے جتنا شور مچا۔ مگر دیکھ میں بھی کیسا بچا۔

بھبیکھن۔ بچہ! اب تک بچ گیا میں بھی تیرا چچا ہوں چچا۔

(دونوں کا ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر حملے کرنا۔ مگر میگھناد کے

جگر دوز تیروں کی بوچھاڑ سے بھبیکھن کا سخت زخمی ہوجانا اور عین موقعہ پر لچھمن جی کا امداد کے لئے آنا۔

سگریو (رامچندر جی سے) مہاراج! میگھناد تو غضب ڈھا رہا ہے اور بھبیکھن کو بُری طرح دبائے آرہا ہے۔

رامچندر جی میں جاتا ہوں۔ اور میگھناد کی مٹی ٹھکانے لگاتا ہوں۔

لچھمن۔ آپ ابھی آرام کیجئے۔ اور مجھ کو اُس کے مقابلے پر جانے کی اجازت دیجئے۔

رامچندر جی۔ وہ بڑا فطرتی ہے۔ تمھارے قابو میں نہ آئے گا۔ اور خواہ مخواہ بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

لچھمن۔ وہ وقت نکل گیا جب اُس کا داؤ چل گیا۔ اگر آج اِس کا سر کاٹ کر نہ لاؤں۔ تو دُنیا میں کسی کو منہ نہ دِکھلاؤں۔

رامچندر جی۔ اچھا تو جلدی جاؤ۔

لچھمن جی کی جنگ میں شرکت اور میگھناد کی ہلاکت

لچھمن۔ (للکارکر) خبردار! بزدل تو بہت سر پر چھا گیا۔

میگھناد۔ ارے احمق! تو پچھلی مار کو ایسی جلدی بھول گیا۔ جو آج پھر سامنے آگیا۔

لچھمن۔ ارے بے ایمان! وہ کونسی بہادرانہ لڑائی تھی جو تو جیت کر چلا گیا۔

میگھناد۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ رامچندر ظاہرا ہی تیری محبت کا دم بھرتا ہے ورنہ اندرونی طور پر تجھ سے دشمنی کرتا ہے۔ جو دوبارہ تجھ کو لڑائی میں پیل دیا اور دیدہ دانستہ موت کے منہ میں دھکیل دیا۔

لچھمن (گانا)

ذرا رہ جا تو اپنے قرینے سے

بے شرم کیوں تو اس قدر باتیں بنا رہا   بدکار کیوں کمینہ پن اپنا دکھا رہا
منہ کھول کھول کس لیئے اتنا چلا رہا   حالت تیری کو دیکھ مجھے رحم آ رہا
کیوں ہوا ہے تو بیزار جینے سے
ذرا رہ جا ....

دھوکا ہی جانتا ہے یا کچھ بہادری بھی ہے   کچھ یاد تجھ کو فن سپاہ گری بھی ہے
سنمکھ کسی کے دھوکے لڑائی لڑی بھی ہے   جس دن سے لیا جنم کچھ نیکی کری بھی ہے
مجھ کو پالا پڑا ایک کمینے سے
ذرا رہ جا ....

بزدل کمینے بے شرم نرلج بے حیا   کچھ شرم ہے تو ڈوب کر ہی کیوں نہ مر گیا
دھوکہ فریب سوجھتا ہے نئے سے نیا   تیرے سے بے ایمان پر نہ کروں گا دیا
پار خنجر کر ڈالوں گا سینے سے
ذرا رہ جا ....

ناٹک

اے بے شرم! اگر راون کی فوج میں تیرے جیسے شور بیر اور بہادر شریک ہیں تو یقیناً اُس کی بربادی کے دن بالکل نزدیک ہیں۔ مجھے شک ہے کہ راون کے ہوش و حواس بھی ٹھیک ہیں۔

میگھناد۔ اچھا زیادہ زبان نہ نکال (تیر چھوڑ کر) کر اپنی موت کا استقبال۔

لچھمن۔ (تیر کاٹ کر) اب ہوشیار ہو جا۔ اور میرا وار بھی سنبھال۔

میگھناد۔ پہلے کہیں جا کر تعلیم پا۔ اور پھر میگھناد کے مقابلے پر آ۔

لچھمن۔ (پے در پے تیر برسا کر) زیادہ بک بک نہ لگا کسی پانی دینے والے کو بلا۔

(میگھناد کی رتھ کے دونوں گھوڑے مر گئے)

میگھناد۔ (دونوں ہاتھ اُٹھا کر) ذرا صبر کر مجھے اپنا رتھ بدل لینے دے۔

لچھمن۔ (فوراً رک گیا) تیری کرتوتوں پر جاتا۔ تو ابھی تجھ کو جہنم میں پہنچاتا۔ مگر یہ عیب

از انصاف ہے۔ کیونکہ عاجز اور لاچار دشمن پر وار کرنا کشتری دھرم کے سراسر خلاف ہے۔ جلدی جا اور اپنا رتھ تبدیل کر کے آ۔ مگر خبردار دھوکا دیکر نہ جانا۔ اور بھاگ کر جان نہ بچانا۔

میگھناد۔ مجھے ڈر ہی کس بات کا ہے۔ جو بھاگ کر جاؤں۔ اور خواہ مخواہ اپنے نام کو بٹہ لگاؤں۔

لچھمن۔ اچھا جاؤ اور جلدی واپس آؤ۔

میگھناد۔ (دوبارہ تیار ہوکر) آگیا ہوں اب ہوجا تیار۔

لچھمن۔ (تیر برساکر) ایک۔ دو۔ تین چار چل مکار ہو موت کا شکار۔

(میگھناد کا ایک بازو الگ گیا)

میگھناد (ایک ہی ہاتھ سے تلوار گھماتا ہوا) میرا ایک ایک وار ہی مجسم کال ہے تیری زندہ بچکر جانے کی کیا مجال ہے۔

لچھمن (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) چل دُشٹ پیٹھ دکھا اور جہنم کی ہوا کھا۔

(میگھناد کا خاتمہ بالخیر)

{ میگھناد کا زمین پر گر جانا۔ اور لچھمن کا جھٹ اُس کا سر کاٹ لانا۔ میگھناد کے مرتے ہی راکشش فوج کے پاؤں اکھڑ جانا۔ دیگر راکشش سرداروں کا ہر چند شور مچانا مگر بھاگتی ہوئی فوج کا قابو میں نہ آنا۔ بانری سینا کا رامچندر جی اور لچھمن جی کے جے کے نعرے لگاتے ہوئے اپنے کیمپ کی طرف لوٹ جانا۔ }

سلوچنا کا محل

سلوچنا[1] گانا

میرے دل کو نہ جانے اِس قدر کیوں بیقراری ہے
صبح سے اِس وقت تک نیر ہی نینوں سے جاری ہے
بدھ بیچ جب سے گئے میرے پران آدھار اُسی گھڑی سے دِل میرا ڈولت بارم بار

[1] میگھناد کی اِستری کا نام ۱۲

جُدائی کی گھڑی ایک ایک رُو رُو کر گذاری ہے
میرے دِل کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جدھر درسغتی ڈالتی دیکھیں بُرے آثار آنکھ اُٹھاؤں جدھر کو گھڑے میں اچھار
نہیں معلوم پرھتانے پہ کیا دِل میں بچاری ہے
میرے دِل کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج کوئی یوراج کو ہوا یُدھ میں کھید دِل دھڑکے پھڑکے میری دائیں آنکھ نشیدھ
میرے ساجن پہ پنچھی مصیبت آئی بھاری ہے
میرے دِل کو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

آہ! میرا دِل آج بُری طرح دھڑک رہا ہے۔ کلیجہ خود بخود پھڑک رہا ہے۔ جس طرف میری نظر جاتی ہے۔ پران پیارے کی صورت سامنے ہی کھڑی نظر آتی ہے محلوں پہ چاروں طرف کہیں چیلیں منڈلا رہی ہیں۔ کہیں ابابلیں پنکھ پھیلا رہی ہیں۔ نہ معلوم آج کے جنگ کا کیا انجام ہوگا۔ اور کس کس بچارے کا کام تمام ہوگا۔

ایک سہیلی۔ پیاری سلوچنا! آج تمہارا چہرہ کیوں اس قدر اوداس ہے کیا اس کی کوئی وجہ خاص ہے؟

سلوچنا۔ کیا بتاؤں۔ آج جب سے وہ یُدھ میں گئے ہیں۔ تب سے میری طبیعت خود بخود گھبرا رہی ہے۔ اور چاروں طرف وحشت ہی وحشت چھا رہی ہے(آبدیدہ ہوکر) پرمیشور انھیں خیریت سے گھر لائے۔

سہیلی۔ تم خواہ مخواہ اپنے دِل کو رنجیدہ کرتی ہو۔ اور فضول سرد آہیں بھرتی ہو یہ تمہارا بیہودہ خیال ہے۔ ہمارے یوراج سے مقابلہ کرنے کی کس کی مجال ہے۔

سلوچنا۔ یہ تمہاری غلطی ہے۔ کسی کی ہمیشہ یکساں نہیں چلتی ہے آج چڑھتی

ؔ تکلیف۔

ہے۔ تو کل ضرور ڈھلتی ہے۔ پھر جو ہونہار ہے۔ وہ ہو کر ٹلتی ہے۔ آج کوئی کارن ضرور ہے۔ جو میرے سینے سے ہر وقت سرد آہ نکلتی ہے۔

سہیلی۔ (چونک کر دیکھنا۔ دیکھنا۔ یہ سامنے کیا چیز آگری؟

دونو۔ (اٹھا کر) ہائے ہائے! یہ تو کسی بدنصیب کا بازو ہے۔

سلوچنا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ یدھ سے کٹ کر آیا ہے۔ کیونکہ تیر اب تک اس میں ترازو ہے۔

سہیلی۔ ذرا پہچانو تو یہ کس کا ہاتھ ہے؟

سلوچنا۔ (سرسری نظر سے دیکھ کر) صرف ہاتھ کو دیکھ کر اس کی پہچان کرنا ایک ناممکن سی بات ہے۔

سہیلی۔ (اس کو الٹ پلٹ کر) اس کی انگلی میں تو انگوٹھی ہے۔

سلوچنا۔ (بغور دیکھ کر) ہائے ہائے! یہ تو میری ہی قسمت پھوٹی ہے (سر پیٹ کر) آہ پران ناتھ! یہ کیسے کٹا آپ کا ہاتھ۔ میرا دل تو پہلے ہی بیٹھا جا رہا تھا اور اس لڑائی کا انجام دور سے ہی نظر آ رہا تھا۔

سلوچنا

گانا (طرز: کیسا غضب ہے صدمے سب ہے)

کیسے بتاؤں۔ کس کو سناؤں دکھڑا میرے پران ناتھ
صورت دکھاؤ یہ تو بتاؤ کاٹا کس ظالم نے ہاتھ

آج صبح سے ہوئے سب ہی بُرے شگون گویا در و دیوار سے برس رہا ہے خون
منڈلائی چیلیں اور ابابیلیں کل نہ پڑی ساری رات
کیسے بتاؤں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سوامی کس کے آسرے چھوڑ چلے منجدھار دیکھو تنک میری طرف میرے پران آدھار
جلدی نہ کیجئے۔ بنتی سن لیجئے مجکو بھی لے چلئے ساتھ

کیسے بتاؤں ....

بیٹھے بیٹھے سلوچنا ای گردش نے گھیر میری آنکھوں میں ہوا چاروں طرف اندھیر

سمبندھی سارے تم بن اے پیارے کوئی نہ پوچھیگا بات

کیسے بتاؤں ....

سمبندھی سنسار کے بھلی بھلی کے میت اے ساجن کس دوش پر توڑ چلے ہو پریت

اے پران پیارے۔ کس کے سہارے چھوڑی میں دکھیا ناتھ"

کیسے بتاؤں ....

ناٹک

آہ میرے سرتاج! میری عزت اور حرمت کی لاج! آج میرے عیش و آرام اور جوانی کی اُمنگوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اور مجھ بدنصیب کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دے گئے۔ میرے ساتھ جو آپ کے وعدے وعید تھے۔ وہ سب فضول گئے۔ اور جاتی دفعہ مجکو ساتھ لیجانا بھی بھول گئے۔ نہیں نہیں یہ غلطی آپ سے نہیں کی۔ بلکہ ظالم موت نے آپ کو اس قدر مہلت ہی نہیں دی کہ آپ زبان بھی ہلا سکتے۔ یا مجھ کو اپنے پاس بلا سکتے۔ مجبوراً آپ نے اپنی محبت کی بھجا میری طرف بڑہائی۔ اور میری کشش دل اس کو یہاں کھینچ لائی۔ آپ کے اشارے کو میں نے پالیا۔ کہ آپ نے اپنا پریم بھرا ہاتھ میرے سر سے اُٹھالیا۔ مگر ذرا تحمل کیجئے۔ اور مجھے ماتا جی سے اجازت لے لینے دیجئے۔ وہ خوشی سے اجازت دیں یا ناراضگی سے۔ مگر میں ضرور آپ کے ساتھ چلونگی۔ اور اس ہر گھڑی کی آتش ہجر سے نہ جلوں گی۔

راون کا دیوانِ خاص

راون اور مندوری[1]

راون۔ آہ! افسوس۔ میرے تمام بہادر سپہ سالار۔ بیٹے پوتے اور جنگجو

[1] راون کی پٹ رانی کا نام ۱۲

سُر ارجن کو نہ صرف میں ہی یکتائے زمانہ جانتا تھا۔ بلکہ جن کی بہادری اور شمشیر زنی کا تمام عالم لوہا مانتا تھا۔ اس جہانِ فانی سے سدھار گئے۔ اور اپنے فرض منصبی کو سر سے اُتار گئے۔ کنبھ کرن سے دلاور بھائی اور میگھنا دسے بہادر بیٹے۔ مجھ کو داغِ مفارقت دیکر بستر مرگ پر جا لیٹے۔ لنکا کے گلی۔ کوچوں۔ محلوں۔ بازاروں میں جہانتک نگاہ جاتی ہے۔ رونے پیٹنے اور چلانے کی آواز آتی ہی۔ کوئی دُکھیا ماتا اپنے لختِ جگر کو یاد کر کے رو رہی ہے۔ کوئی بدنصیب استری اپنے پتی کے دیوگ میں پران کھو رہی ہی۔ کوئی ستم رسیدہ بہن اپنے بھائی کا نام لیکر آنسوؤں سے مُکھ دھو رہی ہے۔ غرضکہ تمام شہر کی اس وقت بہت بُری حالت ہو رہی ہی۔ اس قدر تباہی و بربادی ہوتے پر بھی اگر لڑائی کا نتیجہ میرے حق میں اچھا ہوتا۔ تو بھی اپنے جان نثاروں اور حقیقی غمخواروں کو نہ روتا۔ مگر یہاں تو یہ وہی حالت ہوئی۔ کہ ع

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

دراصل اس نحس سیتا کے قدم ہی ایسے منحوس ہیں ؎

ہر جا کہ رود قدم شریفہ پیدا نہ شود ربیع و خریفہ

جس جگہ یہ کمبخت جائے گی۔ تباہی و بربادی تو اپنے ساتھ لائے گی۔ جب تک باپ کے گھر میں رہی۔ اُس بیچارے کو سو سو تفکرات میں ڈالا۔ شادی ہوئی تو پتی کو گھر سے نکالا۔ سسرال کو اس نامرادنے کھایا۔ دیور کو اس نے مصیبت میں پھنسایا یہاں آئی تو لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجائی۔ خیر میری بربادی میں تو کچھ کسر نہیں رہی۔ لیکن اگر میں بھی اس کا اور اس کے یاروں کا کہیں خاتمہ نہ کر دوں تو سہی۔

مندودری۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں بھی کچھ عرض کروں۔

راون۔ نہیں ناراض ہونے کی کونسی بات ہے۔ میں تمھارے نیک مشورہ سے ضرور فائدہ اُٹھاؤں گا۔ اور جہاں تک ممکن ہوگا تمہارے کہنے کو عمل میں لاؤں گا۔

مندودری (ڈرتے ڈرتے) اگر آپ میری ناقص رائے کو عمل میں لائیں تو سیتا کو اب بھی رامچندر کے پاس چھوڑ آئیں۔ جو کچھ بچا۔ اُسی کو غنیمت جانیں کہنا میرا فرض تھا آیندہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔

راون۔ اس کہنے سے تو یہی بہتر تھا۔ کہ تم کچھ نہ کہتیں۔ اور بالکل خاموش ہی بیٹھیں۔ افسوس کہ تم بھی بجائے کچھ تسلی دینے کے اُلٹا میرے زخموں پر نمک ڈال رہی ہو۔ اور ایسے بزدلانہ الفاظ منہ سے نکال رہی ہو۔ بالفرض محال تمہارے کہنے پر عمل بھی کروں۔ تو اس وقت کی صلح صفائی کا کیا پرنیام ہوگا۔ اور میں اکیلا بچ بھی گیا تو دنیا میں میرا بڑا نام ہوگا۔ اب تو صفحہ ہستی سے ایک ایک کا کام تمام ہوگا میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کل کو رامچندر اور لچھمن کا کنبھ کرن اور میگھناد کا سا انجام ہوگا۔

مندودری۔ یہ آپ کا خیال ہے۔ جہاں تک میں دیکھتی ہوں اس لڑائی میں آپ کا کامیاب ہونا سخت محال ہے۔ اس لئے نہیں کہ اُن کے پاس جمعیت بے شمار ہے بلکہ اس لئے کہ سچائی اُن کی طرف ہے۔

راون (ایک سرد آہ بھرکر) ہاں سچ ہے۔ تمہارا کیا قصور ہے۔ کل زمانے کا ایسا ہی دستور ہے۔ بنی بنی کے سب یار۔ مددگار، غمگسار، جان نثار فرماں بردار مگر بگڑی میں تو کون اور میں کون ؎

بوقتِ تنگدستی آشنا بیگانہ میگردد
صراحی چوں شود خالی جُدا پیمانہ میگردد

آہ! آج میری بدنصیبی یہ گل کھلا رہی ہے کہ میری استری بھی مجھ پر دروغگوئی کا الزام لگا رہی ہے۔ اور میرے دشمنوں کو راستباز اور دہرماتما بتا رہی ہے۔

مندودری (ہاتھ جوڑکر) پران ناتھ! میں نے ہرگز کسی قسم کی تہمت آپ کے ذمے نہیں لگائی ہے۔ بلکہ صرف آپ کی غلطی آپ کو جتلائی ہے۔ گستاخی معاف! بالفرض کوئی شخص میری طرف نظر بد اُٹھائے تو کیا آپ کی آنکھوں میں خون نہ اُتر آئے

بس اسی سے سمجھ لیجئے۔ اور جس طرح ہو سکے اس جھگڑے کا فیصلہ کیجئے۔

راون (جھنجھلا کر) بس بس۔ خاموش رہ۔ زیادہ کان نہ کھا۔ اور اسی وقت میرے سامنے سے چلی جا۔ مجھے تیری اس نصیحت اور خیر خواہی کی ضرورت نہیں۔ اگر زیادہ بکواس کی تو سمجھ لے۔ کہ تیری زندہ بچنے کی بھی کوئی صورت نہیں

مندودری۔ آپ کو اختیار ہے۔ اگر آپ سزا بھی دیں گے تو کیا انکار ہے البتہ........

راون (ڈپٹ کر) پھر وہی بک بک۔ فضول جھک جھک۔ البتہ کی بچی۔ تمام زمانہ جھوٹا ایک تو رہ گئی سچی۔

(سلوچنا کا میگھناد کا کٹا ہوا بازو لئے آہ و بکا کرتے اور سر پیٹتے ہوئے داخل ہونا)

سلوچنا

گانا (طرز۔ ہائے میں کیا کروں)

ہائے میرے کرتار پیارے ہمارے۔ سورگ سدھارے۔ چھوڑ مجھے منجدھار
ہائے میرے......

یدھ بیچ اے ماتا میرے سوامی سورگ سدھار گئے بدھوا کر گئے مجکو دکھیا کو ناجیتی نہ مار گئے
لٹ گئے سب سنگار
ہائے میرے کرتار

اے ماتا اب وہ اسی کا رنج و الم غم دور کرو سیس منگا دو میرے پتی کا یہ بنتی منظور کرو
کرو میرا بھی اودھار
ہائے میرے......

تمہیں یقین دلانے کو میں بھجا ستایہ لائی ہوں ستی ہونگی ساتھ پتی کے نشچہ کر کے آئی ہوں
جینا میرا ہے بیکار

ہائے میرے کرتار

ناٹک

ہائے ہائے میری قسمت کا چراغ گل ہوگیا۔ اور آپ کا لخت جگر مجھے دو جہان سے کھو گیا۔ وہ اپنے آپ کو تو سب پرکار کے دُکھوں سے آزاد کر گئے۔ لیکن آپ کا بڑھاپا اور میری جوانی بالکل برباد کر گئے۔ خیر ہونا کو یہی طرح منظور تھا۔ اس میں نہ میرا اور آپ کا دوش نہ اُن کا قصور تھا۔ اب آپ اتنی کرپا کیجئے۔ کہ جس طرح ہوسکے میرے سوامی کا سر منگوا دیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ میرا ساتھ دور نکل جائے اور اُن کی داسی اُن کو ملنے بھی نہ پائے۔

مندودری (سلوچنا کو گلے لگا کر) بیٹی! میں تجھے تسلی دوں یا اپنے زخم خوردہ دل کو سمجھاؤں۔ ذرا میری طرف دیکھ کہ کس قدر زخم اپنے دل میں لئے بیٹھی ہوں اور کتنے بیٹے۔ پوتوں۔ نواسوں اور دیگر عزیز و اقارب سے صبر کئے بیٹھی ہوں۔ گویا تمام کل کا کل اپنی آنکھوں کے سامنے کھپا کر زہر کے سے گھونٹ پئے بیٹھی ہوں۔ مگر کیسا رنج اور کیا افسوس۔ کس پر گلہ اور کس کا دوش۔ مرنے والا تو مر لیا مگر ساتھ مر کسی نے کیا کر لیا۔ دونوں دُکھیا کہیں بیٹھ کر گرم سرد آہیں بھر لیا کریں گی۔ اور ایک دوسرے کو دیکھ کر تسلی کر لیا کریں گی۔ اس لئے اپنی ضد سے باز رہو۔ اور جو مصیبت پڑی ہے اُسے صبر اور استقلال کے ساتھ سہو۔

سلوچنا۔ آپ کی ہمدردی اور مہربانی کی مشکور ہوں۔ مگر آپ کے اس حکم کی تعمیل کرنے سے معذور ہوں۔ آپ ایک دفعہ کہیں یا ہزار دفعہ۔ ناراض ہوں چاہے خفا۔ مگر میں اپنے ارادے کو ہرگز نہیں ہلا سکتی۔ اور جو پرتگیا کر چکی اس سے ہرگز نہیں ٹل سکتی۔

مندودری (راون سے) مہاراج! سلوچنا بڑی دیر سے کھڑی رو رہی ہے اور میگھناد کا سر منگوانے کے لئے بضد ہو رہی ہے۔

راون۔ اُس کا سر منگوا کر کیا کرے گی

مندودری۔ کیا کرے گی۔ اُس کے ساتھ جل مرے گی۔

راون۔ اوّل تو اس کا یہ خیال ہی بالکل واہیات ہے۔ دوسرے اسوقت سر کا ملنا کوئی معمولی بات ہی؟ جب تک وہ اس کے سر کے بدلے میں سو پچاس سر اور نہ لیں گے میگھناد کا سر آسانی سے تھوڑا دیں گے۔

سلوچنا (راون سے) آپ اِس کے متعلق کچھ فکر نہ کیجئے۔ صرف مجھے اجازت دے دیجئے۔

راون۔ کیسی اجازت؟

سلوچنا۔ میں خود وہاں جاؤں گی اور اپنے پتی کا سر لے آؤں گی۔

راون۔ تو یوں کیوں نہیں کہتی۔ کہ خود جاکر اپنے آپ کو دشمن کی قید میں پھنسا آؤں گی۔

سلوچنا۔ یہ آپ کا محض خیال ہے۔ سلوچنا کو قید کرنے کی کس کی مجال ہے۔ رامچندر کی آپ سے ہزار دشمنی اور لاکھ کدورت ہے۔ مگر پھر بھی وہ سدا چاری اور دھرم مورت ہے۔ مجھے پورن بشواس ہے کہ وہ اِس موقعہ پر ہرگز اس دشمنی کا خیال نہ کرے گا۔ اور آپ سے بدلہ لینے کے لئے ایسے اوچھے ہتھیاروں کا ہرگز استعمال نہ کریگا۔

راون۔ یہ تیری سراسر بھول ہے۔ اور اس معاملے میں زیادہ ہٹھ کرنی بالکل فضول ہے۔ تو وہاں جاتے ہی قید ہو جائے گی۔ کیونکہ اس ذریعہ سے اُن کو سیتا کی رہائی کی پوری اُمید ہو جائے گی۔

سلوچنا۔ بالفرض محال اگر ایسا ہی ہوا۔ تو میری جان میرے ہاتھ ہے اور موت کا سامان میرے ساتھ ہے۔ پھر فکر کرنے کی کونسی بات ہے۔

راون (بگڑکر) جب تو حجت بازی سے میری ہر ایک بات کو کاٹتی ہے تو پھر میرا مغز بھی خواہ مخواہ کیوں چاٹتی ہے۔ جو تیرے دل میں آئے کر اور میری

آنکھوں سے دُور ہو کر م

(سلوچنا کا اسی وقت سر جھکائے اور آنسو بہاتے ہوئے وہاں سے چلے جانا)

رامچندر جی کا کیمپ

رامچندر جی مع لچھمن سگریو۔ انگد ہنومان وبھیکھن وغیرہ بیٹھے ہوئے چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ اور میگھناد کی موت پر خوشیاں منائی جا رہی ہیں +

رامچندر۔ کہیئے بھیکھن جی! آپ کا کیا حال ہے۔ اب تو طبیعت بالکل بحال ہے۔

بھبیکھن۔ آپ کی دیا سے میری طبیعت تو بالکل درست ہے۔ مگر لچھمن نہ معلوم کیوں اتنا شست ہے۔

لچھمن۔ نہیں ویسے تو میری طبیعت بالکل سادھان ہے۔ صرف معمولی سا تکان ہے۔

بھبیکھن۔ واقعی آج آپ کو کام بھی بہت کرنا پڑا۔ اور لگا تار کئی گھنٹے لڑنا پڑا۔ میگھناد کو زیر کرنا آپ کا ہی کام تھا۔ اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آتے تو میرا کام تو تمام تھا۔

لچھمن (بھبیکھن کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر ہنستے ہوئے) اس مدح سرائی کو رہنے دیجئے اور مجھ کو ناحق شرمندہ نہ کیجئے۔

سگریو۔ خیر کچھ بھی ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ اب میدان بھی ہم نے مار لیا اور پچھلا بدلہ بھی اُتار لیا۔

رامچندر جی۔ بیشک بدلہ تو اُتار لیا۔ مگر میدان تو اُس وقت مارا جائے گا جب بزرگوں کا سر بھی اسی طرح اُتارا جائے گا۔

بھبیکھن۔ ابجی مرے کو اُس میں رکھا ہی کیا ہے۔ وہ تو اس وقت مُردوں سے بھی بدتر ہو رہا ہے۔ علاوہ بے شمار جان نثاروں اور بہادر سرداروں کے تمام بھائی۔ بھتیجوں۔ بیٹے۔ پوتوں اور نواسوں کی موت سے وہ زندہ درگور ہو رہا ہے۔

اور سچ پوچھو تو کسی کو مُنہ دکھانے کا بھی چور ہو رہا ہے۔ کیونکہ اُس کی مہربانیوں اور بدعنوانیوں سے لنکا کے گھر گھر میں رونے پیٹنے کا شور ہو رہا ہے۔ غرضکہ وہ ہر پہلو سے اِس وقت بہت ہی کمزور ہو رہا ہے۔

رامچندر جی۔ میں مانتا ہوں کہ اِس وقت اُس کی طبیعت بہت ہی پژمردہ اور اُس کا دِل حد سے زیادہ رنجیدہ ہے۔ مگر پھر بھی وہ پورانا خرانٹ اور جہاندیدہ ہے۔ مثل مشہور ہے۔ کہ ع

شیر جب زخمی ہوا تو بن گیا خونخوار اور

سگریو۔ اس کے متعلق بحث مباحثہ فضول ہے۔ بجائے خود آپ دونو کا خیال موزوں اور معقول ہے۔ کل کو جیسا ہوگا دیکھا جائے گا۔ اب تو راون ہی مقابلے پر آئے گا۔

رامچندر جی۔ (حیرانگی سے سامنے کی طرف اشارہ کرکے) دیکھنا! یہ عورت کون ہے؟ جو اس طرح بے خوفی سے ہمارے کیمپ میں چکر لگا رہی ہے اور بڑی لاپرواہی سے ہماری طرف چلی آرہی ہے۔

(سب کا اس طرف متوجہ ہو جانا)

سگریو۔ ذرا ہوشیار رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ راون کی کچھ کارستانی ہو۔

ہنومان۔ کیا تعجب ہے۔ ممکن ہے کہ اس بھیس میں کچھ اور ہی بے ایمانی ہو۔

لچھمن۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری فضول ہی بدگمانی ہو۔

انگد۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی دیوانی ہو۔

رامچندر جی۔ بھبکھین جی! اگر آپ اس کا پتہ لائیں۔ تو بڑی مہربانی ہو۔

بھبھیکھن (تھوڑی دور اُسی طرف چل کر) آہ! آہ!! سلوچنا! سلوچنا!! پرمیشور کے واسطے میرے سامنے بال نہ نوچنا (دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو پکڑ کر) آہ پرمیشور! تیری لیلا! جس دیوی نے عمر بھر پلنگ سے نیچے پاؤں نہیں اُتارا آج جنگلوں میں ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ جس کی صورت شاید پرندوں تک کو کبھی

دیکھی نصیب نہ ہوئی ہو۔ کس بے حیائی سے منہ کھولے آرہی ہے۔ کمبخت راون! تیری کرتوتیں نہ معلوم ابھی کیا کیا گل کھلائیں گی۔ اور کن کن عصمت مآب دیویوں سے دَر دَر کی بھیک منگائیں گی۔

بھیکھن کا بحالت رنت وہیں بیٹھ جانا۔ تمام مجمع کا اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھیکھن اور سلوچنا کے پاس آنا۔ اور سلوچنا کی حالت دیکھ کر آنسو بہانا۔

رامچندرجی - دیوی ہم نے ہرچند زور لگایا۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ راون کو سمجھایا۔ مگر افسوس کہ وہ ہماری باتوں کو مطلق خاطر میں نہ لایا۔ آخر جو کچھ اس جنگ کا نتیجہ ہوا۔ وہ آنکھوں کے سامنے آیا۔

سلوچنا - مجھے ان جھگڑوں سے کیا سروکار اُدھر وہ مالک اِدھر آپ مختار میرا یہاں آنے کا جو کچھ پریام ہے وہ میرا اپنا ہی کام ہے۔

رامچندرجی - جو کچھ تمہارا کام ہو وہ بلاتکلف بیان کرو۔

سلوچنا - آپ مجھ پر صرف اتنا احسان کرو۔ کہ میرے پتی کا سر مجھ کو پروان کرو۔

رامچندرجی - صرف اتنی سی بات کے لئے تم نے خود آنے کی ناحق تکلیف اُٹھائی وہیں سے کسی کے ہاتھ خبر کیوں نہ پہنچائی۔

سلوچنا - مجھے اس بات کا پورن وشواش تھا کہ اگر میں وہاں بیٹھے ہی کہلا بھیجتی تو میرے پتی کا سر میرے پاس تھا۔ مگر میں خود اس لئے آنا چاہتی تھی کہ اپنے پتی کے قاتل کے درشن پانا چاہتی تھی۔

رامچندرجی - لچھمن جی! ان کے پتی کا سر فوراً ان کو لادو۔ اور ذرا اپنی شکل بھی دکھلا دو۔

لچھمن (سر لاکر) دیوی! یہ تیرے پتی کا سر حاضر ہے۔ میں تیرے پتی کا قاتل ضرور ہوں۔ مگر کیا کروں۔ اپنے کشتری دھرم سے مجبور ہوں۔ اس لئے قابل معافی اور بے قصور ہوں۔

سلوچنا (لچھمن کی طرف بغور دیکھ کر) لچھمن! واقعی تو جتی ہے۔ میرے پتی کو

جیتنا تیرا ہی کام تھا

لچھمن۔ (اونچی نظر کئے ہوئے ہاتھ جوڑکر) دیوی! بلا شک تو سچ ہے۔ مگر افسوس کہ تیری زندگی کا یہی انجام تھا۔

سلوچنا (رامچندر سے) کوشلیا نندن! آپ کو جیسا سنا تھا۔ ویسا ہی پایا جو اپنے دشمن کی استری سے بھی ایسی مہربانی سے پیش آیا۔

رامچندر جی۔ دشمنی دشمن کے ساتھ ہے۔ استری دوست کی ہو یا دشمن کی دونوں کا درجہ ایک سمان ہے۔ جو شخص اپنے دشمن کی استری کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔ وہ اعلیٰ درجہ کا کمینہ اور پرلے سرے کا بے ایمان ہے۔

سلوچنا۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو جس منش کے ایسے شدھ بھاؤ ہوں اُسکے درشن کرنے سے آتما کیوں نہ پرسنیہ ہو۔ جو منش اس پرکار کے اوچیہ وچار رکھتا ہے۔ اُس کو سنسار میں جیت ہی کون سکتا ہے۔

سلوچنا

گانا (دادرا ٹوڑی اساوری)

اے ساجن توڑ چلے ہو پریت
گھر میں لائے بیاہ کروائے کتنے دن گئے بیت
اے ساجن ....
پران پتی یہ داسی کیسے جیون کرے بتیت
اے ساجن ....
جتنے سمبندھی سنسار کے بھلی کے میت
اے ساجن ....
تیری عقل کے باہو بل کے دنیا گاتی گیت

اے ساجن ....

کل دنیا کو جیتا جس نے وہی تو اندرجیت

اے ساجن ....

(سلوچنا کا آنسو بہاتے ہوئے میگھناد کا سر لے کر وہاں سے رخصت ہونا)

چھٹا روز

میدانِ جنگ

مہاتما رامچندر جی اور ضدی راون

[دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں پر کھڑے ہیں۔ راون ہاتھ میں تلوار لئے بھوکے شیر کی طرح غرا رہا ہے۔ اور اپنی قہر آلود نگاہیں ادھر اُدھر پھیلا رہا ہے۔ طرفین کی فوجوں کے جوش و خروش کو دیکھ کر قیامت کا دن یاد آرہا ہے۔]

ایک دھماکے کی آواز۔ ڈن ...... ڈن ...... ڈن"

سگریو۔ مہاراج! آج تو راون فالن بھی توپوں کے فیر سے ہوا ہے۔ چنانچہ پہلے تین فیر بھی ہو چکے۔

رامچندر جی۔ ہاں بھائی! آج وہ سر پر کفن باندھ کر آیا ہے۔ اس لئے بجائے بگل یا نقارے کے توپوں کے فیر سے فوج کو فالن کرایا ہے۔ گویا آج فیصلہ کن لڑائی ہوگی یا ہم مریں گے۔ یا اُس کی صفائی ہوگی۔

سگریو۔ آج راون بذات خود لڑے گا۔ اس لئے اس کا مقابلہ مجموعی طاقت سے کرنا پڑے گا۔

رامچندر جی۔ کچھ فکر کی بات نہیں۔ آخر راون کے کوئی دس بیس تو ہاتھ نہیں

وہ بھی ایک میں بھی ایک۔جس کی رکھے ایشور ٹیک۔
وہی آواز۔ دن ......۔ دن ......۔ دن"
سگریو۔ یہ دوسرے تین فیر بھی ہو چکے۔
بھبیکھن۔ اتنی عرض میری بھی منظور فرمائیں۔ کہ آپ پہلے پہل اس کے مقابلہ پہ نہ جائیں۔ بلکہ ایکا ایکی میں بھی اس کے سامنے نہیں جاؤں گا۔ اور بس لگتے اس کو اپنی شکل نہیں دکھاؤں گا۔
لچھمن۔ واہ بھبیکھن جی! ابھی سے خوف کھا گئے۔
رامچندر جی۔ نہیں نہیں تم نہیں سمجھے ہم ان کی رمز کو پا گئے۔
لچھمن۔ خیر جس طرح آپ کی سمجھ میں آئے۔ کیجئے۔ اور جس کو جو حکم دینا ہی جلدی دیجئے۔
رامچندر جی۔ پہلے مقابلے کے لئے سگریو اور ہنومان کو تعینات کروں گا۔ انگد اور تم کو امداد کے لئے اُن کے ساتھ کروں گا۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو میں اخیر میں اُس سے دو ہاتھ کروں گا۔
وہی آواز۔ دن ......۔ دن ......۔ دن"
رامچندر جی۔ یہ اُس کی طرف سے تیسرا اور اخیری فیر ہے۔ جلدی تین توپیں سر کروائیے۔
ایک آواز۔ پھٹ اڑاڑاڑا دھوں ......۔ پھٹ اڑاڑاڑا دھوں ......
پھٹ اڑاڑاڑا دھوں۔

(طرفین کے لشکروں کا بالمقابل ڈٹ جانا۔ اور راون کا تلوار گھماتے ہوئے آگے آنا)

راون (للکار کر) ذرا سامنے آؤ۔ آج تم میں سے کون موت کا مہمان ہی۔
ہنومان (جھومتا ہوا) آج جو آپ کی تواضع کے لئے تعینات ہوا ہے۔ وہ آپ کا وہی پورانا رفیق ہنومان ہی۔
راون۔ ہٹ مردود! تیرے جیسوں کے ساتھ تو بات کرنے میں بھی میری

کمہ شان ہے۔

سگریو۔ اگر ان سے ڈر لگتا ہو تو میری طرف ہی ہو لے۔

راون۔ واہ واہ یہ دوسرے تیس مار خاں بولے۔ باپ نہ ماری مینڈکی بیٹا گول انداز۔ اپنی جورو کے لئے آج تک سر دھنتا پھرا۔ اب انگلی کو خون لگا کر شہیدوں میں ملنا چاہتا ہے۔ ہیجڑہ کہیں کا۔

سگریو۔ معلوم ہوتا ہے کہ بوکھلا گئے۔ جو اس قسم کی باتوں پر آ گئے۔

راون۔ مجھے تعجب ہے کہ تمام لشکر میں صرف تم دو ہی صدقے کے بکرے رہ گئے۔

سگریو۔ زیادہ بک بک نہ لگا۔ آدمیوں کی طرح مقابلے پر آ۔

راون۔ (غضبناک ہو کر تلوار گھماتا ہوا) ارے مردود ابھی کر دوں ابھی نیست و نابود۔

سگریو۔ (طرح دیتا ہوا) کود کود خوب اچھی طرح کود۔ اب مٹا دوں گا تیرا نام و نمود۔

راون۔ اب کے تو اگر بچ رہا۔ تو نام بٹا دوں۔

سگریو۔ اگر میرا وار خالی جائے تو ہاتھ کٹا دوں۔

راون۔ (تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مار کر) ہاتھ نہیں بلکہ سر چل جہنم کی تیاری کر اور رستے سے ایک طرف ہو کر مر۔

سگریو کا بیدم ہو کر گر جانا۔ ہنومان کا فوراً اس کو اٹھا کر کیمپ کی طرف پہنچانا۔ اور خود مقابلے پر آنا۔

ہنومان۔ خبردار جانے نہیں پائے گا۔

راون۔ ایک نے تو بان مار لئے۔ اب تو تیر چلائے گا۔

ہنومان۔ قاعدے کی بات ہے کہ چراغ جب گل ہونے پر آتا ہے تو زیادہ ٹمٹمایا کرتا ہے۔

راون۔ (تلوار چلا کر) ذرا دیکھتے جاؤ۔ آج کتنے چراغ گل کرتا ہوں۔ اور کتنے تالاب خون کے بھر بلاتا ہوں۔

ہنومان۔ (طرح دیکر) ارے اب سنبھل جا۔ اگر خیریت چاہتا ہے تو سامنے سے

ٹل جا۔

راون۔ تو اپنی سی خوب چلا لے۔ مگر کسی اپنے اُٹھانے والے کو بُلا لے۔

(ہنومان کا لڑتے لڑتے لہو لہان ہو جانا۔ اور لچھمن و انگد کا اسکی امداد کے لئے آنا)

انگد (للکار کر) بہت بڑھ چکا۔ اب نہیں بڑھنے دوں گا۔

راون۔ (دونوں ہاتھوں سے وار کرتا ہوا) ارے تیرے جیسوں کو تو میں خالی ہاتھ ہوتا ہوا بھی سامنے نہیں ٹھیرنے دوں گا۔

انگد۔ (تلوار چلاتا ہوا) لے اپنے کفن دفن کا سامان بھی ساتھ لایا ہے۔

راون۔ (پینترا بدل کر) یہ نٹ بازی نہیں بلکہ جان بازی ہے۔ پاؤں جمانے کا وقت تو اب آیا ہے۔

انگد۔ کیا ڈر ہے تو اب بھی زور لگا لے۔

راون۔ (گرز مار کر) خوب اچھی طرح پاؤں جما لے دیکھنا کہیں اُٹھا لے (دوسرا گرز مار کر) بُلا اُس کو جو تجھے اُٹھا لے۔

(انگد کا منہ کے بل زمین پر جا گرنا۔ اور پھر اُٹھنا)

انگد۔ (عقاب کی طرح لپک کر) بچکر کہاں جاتا ہے۔

راون۔ (انگد کو زمین پر پٹک کر) ارے مردود! کیوں سر پر چڑھتا آتا ہے۔

لچھمن (فوراً آگے بڑھ کر) سنبھل جا۔ اب تیری موت کا پیغام آ گیا۔

راون (لپک کر آگے آ) میرے دل میں بھی افسوس تھا کہ تو میگھناد کو مار کر زندہ چلا گیا۔

لچھمن۔ (تیر چھوڑ کر) میگھناد کو تو نے رو بھی لیا۔ مگر تجھے کون روئیگا۔

راون۔ (تیروں کی بوچھاڑ کرتا ہوا) میرا کلیجہ بھی تب ٹھنڈا ہو جائے گا۔ جب رامچندر تیرے سرہانے بیٹھ کر پران کھوئے گا۔

دونوں کا ایک دوسرے پر غضب کے تیر برسانا۔ لچھمن کا سخت زخمی ہو جانا اور کئی دفعہ اپنے آپ کو گرتے گرتے بچانا۔ راون کا علاوہ ہتھیاروں کے لات مکّوں کو

بھی کام میں لانا۔ اور رامچندرجی کا عین موقعہ پر امداد کے لئے آنا۔

ببھیکھن (رامچندرجی سے) مہاراج! یُدھ میں بڑا گھمسان ہو رہا ہے وہ دیکھئے لچھمن کسقدر لہو لہان ہو رہا ہے۔ راون کا ہاتھ جس طرف جھکتا ہے۔ پھر مخالف کو پیوند زمین کئے بغیر نہیں رکتا ہے۔ اب اُنہیں امداد کی سخت ضرورت ہے کیونکہ اسوقت لڑائی کی بہت ہی خطرناک صورت ہے۔

رامچندرجی (دوربین سے دیکھکر) بیشک بیشک آپنے خوب تبلایا۔ اور عین موقعہ پر جتلایا۔ اگر آپ تھوڑی دیر نہ تبلاتے توہم تو ہاتھ ملتے رہ جاتے۔

ببھیکھن۔ اب ذرا جلدی قدم بڑھائیے۔ اور زیادہ دیر نہ لگائیے۔ پہلے میں اُس کے سامنے جاؤں گا۔ اور عین موقع پر آپ کو بُلاؤں گا۔

راون۔ (لچھمن سے) ارے کمبخت جس کے لئے تو اپنی زندگی برباد کرتا ہے وہ بھی تیری کچھ امداد کرتا ہے۔ لعنت ہے ایسے بھائی پر۔ جو تجھے موت کے منہ میں پھنسا خود روپوش ہوگیا۔ اب وہ بے جواب کیوں خاموش ہوگیا۔

لچھمن۔ ارے مردود! کیوں بکواس کررہا ہے۔ دو چار سانس لے لے کال بھی تیری تلاش کررہا ہے۔

راون (متواتر حملے کرتا ہوا) دیکھ اب تیرا کال آتا ہے یا میرا۔

ببھیکھن (فوراً آگے ہوکر) بس اُچھل لیا بہتیرا۔

راون۔ (لال پیلا ہوکر) او بے غیرت شیطان! نمک حرام بے ایمان تو اب بھی مجھ کو اپنی منحوس شکل دکھلاتا رہا۔

ببھیکھن۔ ذرا ہوش سے بات کرو۔ اب وہ وقت جاتا رہا۔

راون۔ ارے پتت! اپنی ناپاک زندگی سے تونے سارے کل کو داغ لگایا مگر مرنے کے لئے بھی میرے ہی سامنے آیا۔

ببھیکھن۔ ہاں ہاں پھر کہو۔ یہ بات تمھارے مُنہ سے پھبتی ہے۔ مگر بولتے بولتے تمھاری زبان کیوں دبتی ہے۔

راون (تلوار سے ہوئے لپک کر) لے بچھے تو آج لنکا کا راج دلاتا ہوں اور اپنے ہاتھوں سے تاج پہناتا ہوں۔

رامچندر۔ کیوں بڑھ بڑھ کر باتیں بنا رہا ہے اور بچارے بھبکین کے سر پر چڑھا آ رہا ہے۔

راون۔ صبح سے لڑتے لڑتے شام ہوئی اور لڑائی بھی قریب الاختتام ہوئی مگر تو بھس میں آگ لگا کنارے ہو گیا۔ یہ بچارے لاوارث کٹتے رہے۔ خود نہ معلوم کہاں جا کر سو گیا۔ ذرا آگے آ۔ اب اِدھر اُدھر جان نہ چھپا۔

رامچندر (تیر چھوڑ کر) اگر میں پہلے ہی آ جاتا۔ تو تو اتنی دیر زندہ نہ رہنے پاتا۔

راون (ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہوا) یوں کیوں نہیں کہتا۔ کہ میں اب تک زندہ نہ رہتا۔

رامچندر۔ یہ تیر تیری جان لیکر رہے گا۔

راون۔ اگر تو آج یہاں سے زندہ چلا گیا۔ تو مجھ کو راون کون کہیگا۔

رامچندر (برہم استر چلا کر) جل تیت آتما۔ ہوا تیری زندگی کا خاتمہ۔

{برہم استر کے لگتے ہی راون کا لڑکھڑا کر زمین پر گر جانا۔ اور فوج لنکا کا بے تحاشا بھاگنا۔ بانری سینا کا پر جوش نعرے اور طرح طرح جیکارے لگانا۔ رامچندر جی کا مع لچھمن وغیرہ کے راون کے نزدیک آنا۔}

رامچندر۔ لچھمن! اگرچہ راون سے ہمارا تکرار تھا۔ مگر پھر بھی یہ جہاندیدہ اور پرانا تجربہ کار تھا۔ گو بے عمل تھا۔ مگر عالم ضرور تھا۔ اور زمانہ کے نشیب و فراز پر اسے پورا عبور تھا۔ اس لئے سابقہ تمام کدورتوں کو دل سے دُور کر کے بطور ایک جگیاسو کے اُن کے پاس جاؤ اور کوئی نصیحت حاصل کر کے فائدہ اُٹھاؤ۔

لچھمن (راون کے سر کی طرف کھڑے ہو کر کہتا ہے) دوستی تھی یا دشمنی وہ جیتے جی کی۔ نہ معلوم ہم نے آپ کا نقصان کیا تھا۔ یا آپ نے ہم کو تکلیف دی تھی اب اُن خیالات کو دل سے دور کیجئے۔ اور کوئی نصیحت کر کے مجکو مشکور کیجئے۔

راون۔ خاموش۔

لچھمن (رامچندر سے) بھرا آتا جی! یہ تو نہ بولتے ہیں۔ نہ آنکھیں کھولتے ہیں۔

رامچندر۔ بھائی! اُپدیش لینے کا یہ طریقہ تم نے کہاں سے سیکھا؟ جا کر اُن کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ اور پھر اُنہیں بلاؤ۔

لچھمن (راون کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو کر) مہاتما! سابقہ کدورتوں کو دل سے دُور کیجیے۔ اور کوئی نصیحت کر کے مجھے مشکور کیجیے۔

راون (کسیقدر آنکھیں کھول کر)

گانا (قوالی)

اے لچھمن خاتمہ پر اب میری یہ زندگانی ہے
کروں تجکو نصیحت کیا مجھے یہ خود حیرانی ہے

اگرچہ لب ہلانیکی بھی طاقت اب نہیں مجھ میں
مگر پھر بھی کہتا میں نے تمہیں اپنی سُنانی ہے

میری باتیں تیرے حق میں خصوصاً لابھ دائک ہیں
سُنو کیونکہ ابھی تم پر نئی آئی جوانی ہے

وشئے بھوگوں کی جانب بھول کر بھی مت نظر کرنا
ہوئی میری جو یہ حالت اسی کی مہربانی ہے

خوشامد چاپلوسی سے کرے تعریف جو تیری
نہ متر سمجھنا اُس کو تیرا دشمن وہ جانی ہے

میرا خانہ خراب ان چاپلوسوں نے ہی کر ڈالا
جو اُجڑی سونے کی لنکا انہیں کی بے ایمانی ہے

جو اپنا شترو ہو خواہ وہ کتنا ہی اپاہج ہو
اُسے دُربل سمجھ لینا سراسر ہی نادانی ہے

جو اپنے اور بیگانے کی نہیں پہچان کر سکتا
تو نتیجہ ہی سمجھ لو کہ تباہی کی نشانی ہے

جہانتک ہو سکے تم سے بدی سے بچتے رہنا
وگرنہ جو کرو گے ایک دن وہ پیش آنی ہے

جو دیتی موت مہلت تو میں شاید اور بھی کہتا
مگر دم رُک گیا اب آ گیا آنکھوں میں پانی ہے

میرا کہنا اے لچھمن لوحِ دل پہ نقش کر لینا
نہ نفرت اسلئے کرنا کہ راون کی زبانی ہے

اگر جسونت سنگھ دیکھے میرے جیون کا نقشہ ہے
نصیحت کی نصیحت ہے کہانی کی کہانی ہے

ناٹک

رامچندر جی۔ آپ جیسے عالم بہادر اور مستقل مزاج راجہ کے مرنے کا مجھے خود سخت افسوس ہے۔ مگر ایسا ہونا ہی تھا۔ اس میں نہ میرا قصور ہے نہ آپ کا دوش ہے اگرچہ اس کشمکش کے دوران میں جہاں تک میرا خیال ہے کوئی ایسا لفظ زبان سے نہیں نکالا۔ جو آپ کی شان کے خلاف ہو۔ تاہم اگر کسی وقت کوئی ایسا ویسا لفظ میرے منہ سے نکل بھی گیا ہو۔ تو میں پرارتھنا کرتا ہوں۔ کہ میرا کہا سنا معاف ہو کیونکہ جو شخص مرتے وقت کسی قسم کی رنجش دل میں رکھتا ہے وہ سراسر عقل کا ہینا ہے۔ اور جو مرے ہوئے کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے وہ بھی پرلے سرے کا کمینہ ہے۔

راون

گانا

بس الوداع اے رگھبر اب میں تو جا رہا ہوں ۔۔۔ افعال جو کئے تھے پھل ان کا پا رہا ہوں

پیمانہ زندگی کا لبریز ہو چکا ہے ۔۔۔ بحر جہاں کے اندر میں ڈگمگا رہا ہوں

تھی گرچہ مجکو تم سے رگھبر بڑی عداوت ۔۔۔ بغض اور کینہ اب تو دل سے مٹا رہا ہوں

اب وقت آخری ہے تم کان دھر کے سننا ۔۔۔ باتیں دو ایک تم کو جو میں سنا رہا ہوں

جگ جیتنے سے بڑھ کر ہے نفس جیت لینا ۔۔۔ اس نفس کے ہی مارے میں مارا جا رہا ہوں

جس گھر میں پھوٹ ہوگی وہ گھر تباہ ہوگا ۔۔۔ میری طرف ہی دیکھو کیا پھل ہیں پا رہا ہوں

بے جا غرور کرنا ہرگز نہیں ہے لازم ۔۔۔ مخمور ہو کے نشے میں میں سب گنوا رہا ہوں

راجہ کو راج نیتی کا پاس ہے ضروری ۔۔۔ اس سے گذر کے کیا کیا میں رنج اٹھا رہا ہوں

افسوس ہے کہ شنکر میرا عمل نہیں تھا ۔۔۔ تم ان کو یاد رکھنا جو کچھ بتا رہا ہوں

۱؎ یہ نظم مہاشہ شنکر جالندھری نے بخوشی خود تیار کر کے بھیجی ہے جس کے لئے میں اپنے معزز مہربان کا شکریہ ادا کرتا ہوں + (مصنف)

راون کا ایک گہرا سانس لیکر ناہوش ہو جانا۔ اور ہمیشہ کے لئے بستر مرگ پر سو جانا۔

بھبیکھن کا جوش محبت میں آنا اور ان کے متک شریر سے لپٹ لپٹ کر آنسو بہانا۔

بھبیکھن۔ آہ بھائی! جس بات کے بچنے سے میں آپ کو بار بار منع کرتا تھا آخر وہی پیش آئی۔ ان بے ایمان خوشامدیوں کی باتوں میں آکر کیا کیا ذلت نہ اٹھائی خاندان تباہ ہوا۔ اور لنکا خاک میں ملائی۔ بھبیکھن کا کہنا آپ کو زہر معلوم دیا۔ نہ صرف یہی بلکہ میرا لنکا میں رہنا بھی قہر معلوم دیا۔ جسقدر آپ دوسرونکو نصیحت کرتے ہو۔ اگر ان میں سے ایک پر بھی خود عمل کرتے تو کیوں لنکا برباد ہوتی۔ اور کیوں آپ مرتے۔

رامچندر جی۔ پیارے بھبیکھن! تمہارا جو یہ رونا پیٹنا اور آنسو بہانا ہے وہ راون کی عزت اور توقیر کو گھٹانا اور اس کے نام پر دھبہ لگانا ہے۔ تمہارا بھائی بہادر کشتریوں کے دھرم کو پالن کرتا اور میدان جنگ میں داد شجاعت دیتا ہوا سورگ سدھارا ہے۔ نہ کہ کسی نے بھاگتے ہوئے کو پکڑ کر مارا ہے۔ نیز ہماری بھی جو کچھ دشمنی یا مخالفت تھی وہ سب ان کی زندگی کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ اب جیسا یہ تمہارا بھائی تھا ویسا ہمارا بھائی ہے۔ پس کیا ان کا داہ سنسکار کرو۔ اب دیر کیوں لگائی ہے۔

راون کے متک شریر کو اٹھا کر شمشان بھومی میں لے جانا۔ رنواس کی تمام رانیوں کا آنا۔ اور آہ و بکا کا شور کر کے آسمان کو سر پر اٹھانا۔ آخر بھبیکھن کا اس کی چتا کو آگ لگانا اور شعلوں کا پھیل جانا۔ جملہ حاضرین کا آخری آنسو بہانا۔ اور اپنی اپنی فرودگاہ کو واپس آنا۔

نوٹ:۔ لڑائی کے واقعات کو قلمبند کرنے میں میں نے دانستہ ہی اختصار سے کام لیا ہے۔ وجہ محفوظ +

مصنف

راجچندرجی و لچھمن جی سگریو۔ ہنومان۔ انگد بھبھیکھن و دیگر ارکین اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

ہنومان۔ (ہاتھ جوڑکر) مہاراج! سیتاجی کو لانے کے لئے اب کیا وچار ہے؟

رامچندرجی۔ ہاں اب کس بات کا انتظار ہے۔ آپ اور بھبھیکھن جی جائیں اور انہیں اپنے ہمراہ لے آئیں۔

اشوک باٹکا

(سیتاجی اپنے خیالات کی اُدھیڑ بُن کر رہی ہیں کبھی کچھ سوچتی ہیں۔ کبھی سرد آہیں بھر رہی ہیں۔ ترجٹا اور دیگر راکشش عورتیں اُن کے دل کو بہلا رہی ہیں اور طرح طرح کی باتیں سنا رہی ہیں۔)

ترجٹا۔ سیتا! اب تو ہمارا تمہارا صرف عارضی سمبندھ ہے۔

سیتا۔ یہ سمبندھ تو کبھی کا ٹوٹ جاتا مگر کیا کروں میرے لئے تو موت کا دروازہ بھی بند ہے۔

ترجٹا۔ میرا یہ مطلب نہیں جو تم کہہ رہی ہو۔

سیتا۔ بیشک میں مانتی ہوں کہ میری وجہ سے تم بھی بہت کشٹ سہہ رہی ہو۔

ترجٹا۔ میں تو یہ کہتی ہوں۔ کہ تجھے عنقریب پھر سے پتی کا دیدار نصیب ہونے والا ہے۔

سیتا (ایک سرد آہ بھر کر) میری ایسی قسمت کہاں؟ یوں کہو کہ تیری موت کا وقت قریب ہونے والا ہے۔

وکتا۔ (دور سے دوڑتی ہوئی) سیتا! تجھے بدھائی۔ راون مارا گیا۔ وہ دیکھ بھبیکھن اور ہنومان تجھے لینے کے لئے آرہے ہیں۔

ترجٹا (سیتا کو گلے لگا کر) بیٹی! تو اب تو اپنے پتی اور دیگر سمبندھیوں سے اپنا دل شاد کرے گی۔ اور ترجٹا بچاری کو کاہے کو یاد کرے گی۔ اچھا پرمیشور! تیرا سہاگ اٹل رکھے۔

سیتا۔ دیوی! میں تمہاری مہربانیوں کو تا زندگی نہیں بھلا سکتی۔ خود تو کیا ایشور سے بھی اُن کا بدلہ نہیں دلا سکتی۔

ہنومان۔ ماتاجی! آپ کے تپ اور ست کی بدولت شری رامچندر جی کی فتح یوں تو آگے بھی پے درپے ہوئی۔ مگر آج راون کو بھی مار لیا۔ اور اُنکی مکمل جے ہوئی۔ اب آپ سب رنج و غم بھول جائیے۔ اور شری رامچندر جی کے پاس چلنے کی تیاری فرمائیے۔

سیتا۔ ویر ہنومان! میں تم کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں۔ کہ سوائے اپنے پتی کے دوسرے منش کے ساتھ ہرگز قدم نہ اُٹھاؤں گی۔ اگر جاؤنگی تو اپنے سوامی کے ساتھ جاؤں گی۔

ہنومان۔ بھلا وہ آبادی کے اندر کس طرح آسکتے ہیں۔

سیتا۔ اگر وہ خود نہیں آسکتے تو لچھمن جی لیجا سکتے ہیں۔

ہنومان۔ ماتا کر اُن کا تعلق لچھمن سے زیادہ ہے اور ہمارے ساتھ کچھ کم مگر اس لحاظ سے جیسے لچھمن ویسے ہم۔

ترجٹا سیتا! واقعی ہنومان کی بات معقول ہے اور اب تمہاری ہٹھ کرنی فضول ہے۔

سیتا۔ چلئے میں آپ کا حکم سویکار کرتی ہوں (ترجٹا کے پاؤں پکڑ کر) ماتاجی! آپ کے چرنوں میں نمسکار کرتی ہوں۔

ہنومان اور بھیکھن کا سیتاجی کو ایک پالکی میں بٹھانا۔ اور خود پیادہ پا
چل کر رامچندر جی کی خدمت میں آنا۔

سیتا۔ (دوڑ کر رامچندر جی کے پاؤں پکڑ کر) بھگون! مجھ ابھاگن کے کارن جو جو کشٹ آپ نے اُٹھائے کس کی سامرتھ ہے جو اُن کو گنائے۔ آپ کے چرن کملوں کے درشن کر کے میں تو بالکل سودائی سی ہو رہی ہوں۔ اور اس وقت تو یہ بھی معلوم نہیں کہ جاگتی ہوں یا سو رہی ہوں۔

رامچندر جی (فوراً اُٹھا کر) پریہ جی! اگرچہ میں تمھارے ویوگ میں اینک پرکار کے کلیشوں میں غرق تھا۔ مگر پھر بھی میری اور تمھاری وپتیوں میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ مجھے تو صرف تمہارا ہی خیال تھا۔ مگر تم علاوہ دیگر تکالیف کے اپنا دھرم بچانا محال تھا۔

سیتا (پسینے سے تربتر ہو کر) ہے ناتھ! اگر اس داسی کی نسبت آپ کا ایسا ہی وچار ہے۔ تو سیتا ہر سمے اور ہر پرکار سے اپنی پریکشا دینے کو تیار ہے اتنا عرصہ لنکا میں رہنے پر آتما تو ایک اگر میرا انگ بھی ملین ہوا ہو تو جو آپ کی طبیعت چاہے وہ ڈنڈ مجھے دو۔ ہاں میں مانتی ہوں کہ راون کئی بار میرے سنمکھ ہوا مگر جہاں میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اُس نے اُس جگہ کو بھی نہیں چھوا۔

تمام رشی منی۔ یہ آپ کے بالکل نکمے وچار ہیں۔ ہم سیتاجی کی پاکدامنی کی نسبت ہر طرح کا حلف اٹھانے کو تیار ہیں۔ پرتکش ثبوت اگر ان کا ایسا ہی نکما خیال ہوتا تو کیا ان کے جسم کا ایسا ہی حال ہوتا؟

رامچندر جی۔ آپ کی دلیل بیشک بڑی مضبوط ہے۔ مگر ان کے پاس اپنی پاکدامنی کا کیا ثبوت ہے۔ میں کسی حالت میں بھی ان کو گرہن نہیں کر سکتا۔ اور ان کی وجہ سے لوگوں کے طعنے مہنے سہن نہیں کر سکتا۔

تمام رشی منی۔ اگر آپ نے یہی ٹھانا تھا تو اس قدر خلقت کا خون تو نہ بہانا تھا۔

رامچندر جی۔ اگر میں اس وقت خاموش رہتا۔ تو تمام زمانہ مجھکو کائر اور بزدل کہتا

سیتا (ہاتھ جوڑکر) پران ناتھ! اگر آپ کا ہی میری نسبت ایسا وچار ہے تو میرے زندہ رہنے پر بھی دھکار ہے۔ آپ حکم دیجئے۔ سیتا ابھی جلنے کو تیار ہے۔

رامچندر جی۔ ہاں میں اجازت دیتا ہوں۔ لچھمن! ابھی چتا تیار کرو۔

لچھمن۔ (کانپتا ہوا ہاتھ جوڑکر) بھگون! اس معاملے پر ذرا اچھی طرح وچار کرو۔

رامچندر جی۔ (نحکمانہ لہجے میں) جو میں حکم دیتا ہوں۔ سو یکار کرو۔

{لچھمن کا چتا بنانا۔ اور چاروں طرف سے تراہ تراہ کی آواز آنا۔ سیتا کی حالت زار دیکھ تمام حاضرین کا آنسو بہانا۔ رامچندر جی کے حکم سے پہلے چتا کو آگ لگانا۔ شعلوں کا بلند ہوجانا۔ اور سیتا کا لرزتے کانپتے چتا کے نزدیک آنا اور پرماتما کی پرارتھنا کا ایک بھجن گانا۔}

سیتا جی

گانا

(بطرز۔ بہتیرو سمجھا ئیوری لاکھن بار)

بہتیرا دُکھ پایا جی ناتھ نہ بسار

جب سے جگ میں ہوش سنبھالی نہ پہنا نہ کھایا جی

ناتھ نہ بسار۔۔۔۔۔۔۔۔

اکدن بھی تو سکھ نہیں دیکھا ایسا کیا لیکھ لکھایا جی

ناتھ نہ بسار۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھ نربھاگن کرم ہیں سے یوں ہی جنم گنوایا جی

ناتھ نہ بسار۔۔۔۔۔۔۔۔

نہ کچھہ دوش تمہارا سوامی کرموں کا پھل پایا جی

ناتھ نہ بسار۔۔۔۔۔۔۔۔

ناٹک

(ہاتھ جوڑکر) ہے انتریامی پرماتما! اگرچہ لوگوں کو یقین دلانا میری طاقت سے

باہر ہے۔ پرنتو آپ پر میرا وگن اچھی طرح ظاہر ہے۔ آہ پربھو! میری زندگی کا یہی انجام ہونا تھا۔ کہ مرتی دفعہ بھی یوں بدنام ہونا تھا۔ ہے دیو! اب آپ ہی اس پتت کا اودّھار کرو۔ مگر میری یہ انتم پرارتھنا ضرور سویکار کرو۔ کہ اگر میں پھر بھی کبھی استری کے جنم میں آؤں۔ تو سری رامچندر جی کے چرنوں میں ہی جگہ پاؤں۔ (چتا کی طرف قدم بڑھا کر) ہے پتت اودّھار! میں بڑے ہرش کے ساتھ آپ کی اور۔۔۔"

رامچندر جی۔ (دوڑ کر ہاتھ پکڑ کر) بس بس پریہ جی! آپ کا امتحان ہو گیا۔ اور میرا اچھی طرح اطمینان ہو گیا۔

سُگریو۔ میں تو آپ کی اس کارروائی کو دیکھ کر حیران ہو گیا۔ بھلا اب آپ کا کس طرح اطمینان ہو گیا۔

رامچندر جی۔ گو آپ لوگوں کے خیال میں میرا یہ طرز عمل قابل اعتراض تھا مگر اس کے اندر بھی ایک پوشیدہ راز تھا۔ عام لوگوں کے نزدیک تو یہ بات بالکل سادھارن معلوم ہوتی ہے۔ مگر ان کو معلوم نہیں کہ انتہائی خوشی بھی بعض اوقات موت کا کارن ہوتی ہے۔ اس طریقے سے میں نے ان کی بڑھی ہوئی خوشی کو رنج میں تبدیل کر کے ان کو تو شادی مرگ سے بچا لیا۔ اور لوگوں کے چرچے سے اپنا پیچھا چھوڑا لیا۔

تمام حاضرین۔ بھگوان! آپ کی عقل آپ ہی کے ساتھ ہے۔ ہماری وہاں تک پہنچنے کی کیا بساط ہے۔

رامچندر جی۔ سُگریو جی! آپ مع ہنومان و ببھیکھن جی کے لنکا میں جاؤ۔ اور راج تلک کا سامان تیار کراؤ۔ کل ان کو راج تلک دیا جائے گا۔ اور کل ہی یہاں سے ایودھیا کو کوچ کیا جائے گا۔

رامچندر جی کا مع لچھمن و سیتا جی کے خراماں خراماں اپنی قیام گاہ کی طرف آنا۔ سُگریو۔ ہنومان و ببھیکھن کا لنکا میں آ کر راج تلک کا سامان تیار کروانا۔

دربار لنکا

جملہ اراکین کا اپنے اپنے رتبہ و قرینہ سے بیٹھ جانا۔ لچھمن جی کا آنا۔ اور جملہ حاضرین کا سرو قد کھڑے ہو کر تعظیم بجا لانا۔ اور بھبیکھن کا ان کی پیشوائی کر کے ایک زرنگار کرسی پر بٹھلانا۔ اور بھبیکھن کا لچھمن جی کے اشارے سے ایک خاص مسند پر بیٹھ جانا۔

لچھمن (کھڑے ہوکر) اے حاضرین دربار! یہ مقدس فرض جو میں ابھی آپ کے سامنے ادا کروں گا۔ میرے پوجنیہ بھراتا شری رامچندر جی مہاراج کا تھا مگر وہ خود تشریف لانے سے اس لئے معذور ہیں۔ کہ تا اختتام میعاد آبادی کی اندر قدم رکھنے سے مجبور ہیں۔ اسلئے اُن کی طرف سے اُنکی عدم حاضری کی لئے معافی کا خواستگار ہوں۔ نیز مجھ کو جو آپ نے اس دربار عظیم کا شرف اشتراک بخشا ہی۔ اس عزت افزائی اور ذرہ نوازی کے لئے بھی آپ کے احسان کا زیر بار ہوں۔ آپ کو اچھی طرح معلوم ہوگا۔ کہ آپ کے سابق فرمان روا مرحوم مہاراجہ راون کے ساتھ نہ تو ہماری کوئی خاص کدورت تھی۔ اور نہ لڑائی کرنے کی ہم کو ضرورت تھی۔ نہ ہم نے مُلک گیری کی ہوس سے اُنکے ساتھ جنگ کیا۔ اور نہ ہی کسی کے امدادی یا حمایتی بن کر اُن کا قافیہ تنگ کیا جو کچھ وجہ تھی۔ وہ آپ لوگوں پر اچھی طرح ہویدا ہے۔ اس لئے اُس کا دُھرانا بالکل بیفائدہ ہی۔ خیر جیسا اُنہوں نے کیا۔ ویسا پھل بھگت لیا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے مرحوم مہاراجہ کی طرز زندگی پر کچھ ریویو کروں۔ یا کسی قسم کا الزام اُنکے ذمے دھروں۔ کیونکہ وہ ہستی ہی دُنیا سے مفقود ہی تو اُن کے کسی فعل پر نکتہ چینی کرنا محض بے سود ہی۔ آپ کے موجودہ حکمران ہر دلعزیز سدا چاری دھرماتما مہاتما مہاراجہ بھبیکھن نے جس قسم کی اخلاقی جُرات دکھلائی۔ وہ آج تک شاذ و نادر ہی دیکھنے میں نہیں آئی۔ لنکا اور اہل لنکا کو بربادی اور تباہی سے بچانے کے لئے جو کچھ

اُنہوں نے کیا وہ آپ لوگوں پر اچھی طرح ظاہر ہے۔ اور اس خیر خواہی کے صلے میں جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اُس کا بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے۔ میں ان کے روبرو ان کی تعریف کرنے سے پرہیز کرتا ہوں نیز بہ تقاضائے وقت طوالت سے بھی گریز کرتا ہوں۔ المختصر اس جنگ عظیم میں جس دیانتداری سے اُنہوں نے اپنے فرض کو انجام دیا۔ اُس کے صلے میں شری رامچندر جی مہاراج نے حسب وعدہ ان کا موروثی راج ان کو بطور انعام دیا۔ میں اُن کی طرف سے (تاج پہنا کر) یہ تاج ان کو پہناتا ہوں اور آپ لوگوں کی توجہ اس امر کی طرف خاص طور پر دلاتا ہوں۔ کہ جسقدر ان کے منشیر صغیر و کبیر غریب و امیر تونگر و فقیر جیسی جس کی لیاقت و استعداد ہو اس بات کا کوشاں ہو کہ یہ بینظیر شہر پھر اسی طرح آباد ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنے فرمانروا کا رموز سلطنت و امور حکومت کے متعلق کافی ہاتھ بٹائیں گے۔ اور انکے احکام کی تعمیل کرتے اور انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے خود بھی فائدہ اُٹھائینگے۔

لچھمن جی کا اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔ چاروں طرف سے بھبکھین کی جے کے نعروں کی آواز آنا
راج گورو کا بھبکھین کے ماتھے پر راج تلک لگانا۔ اور جملہ ارکین کا اُنکو نذریں دکھانا

بھبکھین ۔ معزز حاضرین و معظم سامعین! میں رگھوکل بھوشن سری رامچندر جی مہاراج کی عنایت اور شری لکشمن جی کی نوازش بے نہایت کا صدق دل سے مشکور ہوں بموجب فرمان شری لکشمن جی یہ اعزاز شری رامچندر جی مہاراج کے دست مبارک سے ہی انجام پانا تھا۔ اور میری اور آپ کی خوش نصیبی کا بھی کیا ٹھکانا تھا۔ کہ وہ بذات خود یہاں تشریف لاتے اور اپنی زبان فیض ترجمان سے اُمور مملکت کے متعلق نصیحت کر کے ممتاز فرماتے مگر وہ بوجہ خاص جس کا ذکر ابھی لکشمن جی نے کیا۔ اپنی تشریف آوری سے اہل لنکا کو سرفراز نہ فرما سکے۔ اور یہ انسانی طاقت سے بعید ہے۔ کہ اُن کو اپنے عہد و پیمان سے ایک قدم بھی ہلا سکے لنکا کی تباہی اور اہل لنکا کی بربادی کا نقشہ اس وقت میرے پیش نظر ہے مگر اسکو

بیان کرنے میں میری زبان قاصر ہے۔ تمام آبادی میں زیادہ تر بیوہ عورتوں۔ معصوم بچوں اور ضعیف العمر بوڑھوں کا حصہ ہے۔ الغرض یہ بڑا طول طویل قصہ ہے۔ مصارف جنگ بھی سردست صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اس لئے اسکے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا جا سکتا۔ اس انقلاب عظیم کا ذمہ وار نہ تو میں اپنے مرحوم بھائی کو گردانتا ہوں۔ نہ کسی دوسری انسانی طاقت کو مانتا ہوں۔ بلکہ قدرت کو ہی طرح منظور تھا۔ نہ کسی دوسرے کا دوش تھا۔ نہ بھائی راون کا قصور تھا۔ ان واقعات کو چھیڑنا پیاز کے چھلکے ادھیڑنا اور گڑے مردے اکھیڑنا بالکل فضول اور بیفائدہ کا طول ہو۔ میں ہر طرح سے کوشش کرونگا۔ کہ آپ لوگوں کو پھر ہی خوشحالی اور پہلی سی فارغ البالی نصیب ہو اور میری دلی خواہش ہے کہ لنکا کا ایک فرد بھی نہ مفلس ہو نہ غریب ہو۔ پرمیشور کرے کہ وہ دن بہت ہی قریب ہو۔ آخیر میں میں اپنے محسن و مربی شری لکشمن جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے ازراہ مہربانی و شفقت اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس اجڑے دیار کو سرفراز فرمایا۔ اور اپنی تشریف آوری سے اس غریب خانہ کی رونق کو بڑھایا۔

{حاضرین دربار کا بھبکھن کی جے کے نعرے لگانا۔ دربار کا برخاست ہو جانا بھبکھن کا مع لچھمن جی کے رامچندر جی کی خدمت میں آنا۔}

رامچندر جی کی قیامگاہ

{رامچندر جی مع سیتا کے ایک آسن پر براجمان ہیں۔ اور دیگر اراکین اپنے اپنے قرینے سے بیٹھے ہیں۔}

رامچندر جی پیارے بھبکھن میری طرف سے راج تلک کی مبارکباد قبول کیجئے اور مجھے اب یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دیجئے۔

بھبکھن (ہاتھ جوڑکر) بھگون! نہ صرف میری بلکہ لنکا باسیوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ آپ کچھ عرصہ یہاں قیام کرکے ہمیں مسرور کیجئے اور اپنی تکان بھی دور کیجئے

رامچندر جی۔ آپ کی اور اہل لنکا کی مہربانی کا مشکور ہوں۔ مگر اب ایک لمحہ بھی یہاں ٹھہرنے سے مجبور ہوں۔ کیونکہ چودہ سال کا عرصہ اب قریب الاختتام ہے۔ اگر پندرھویں سال کے پہلے روز ایودھیا میں نہ پہونچا۔ تو بھرت کا تو کام تمام ہو۔

بھبیکھن۔ (گردن نیچی کرکے) مجبور ہوں۔ لاچار ہوں۔ مگر اتنی مہربانی کیجئے کہ مجھ کو ایودھیا تک ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔ اگر آپ کا جلدی پہنچنے کا ہی وچار ہے تو میرے پاس پشپک بوان بڑا تیز رفتار ہے۔ دوسرے بوان اگر دنوں میں پہنچائیں تو یہ گھنٹوں میں پہنچا سکتا ہے۔ اور تعداد میں بھی زیادہ آدمیوں کو لیجا سکتا ہے۔

سگریو۔ بھگوان! مجھے بھی ساتھ چلنے کی آگیا دیجئے۔

ہنومان۔ اور میری بھی پرارتھنا سویکار کیجئے۔

رامچندر جی۔ اگر آپ کا یہی وچار ہے تو مجھے ساتھ لیجانے میں کیا انکار ہو۔ جسقدر بوان میں گنجائش ہو۔ بیٹھ جایئے مگر اب بوان جلدی منگایئے۔

پشپک بوان کا آنا۔ رامچندر جی کا مع لچھمن جی۔ سیتا جی۔ بھبیکھن۔ سگریو ہنومان۔ انگد وغیرہ کے بیٹھ جانا۔ حاضرین کا رامچندر جی کے نعرے لگانا بوان کا آہستہ آہستہ زمین سے اٹھ کر اوپر کو جانا۔ آخر نظروں سے غائب ہوجانا۔ اور اہل لنکا و دیگر تماشائیوں کا دیکھتے رہ جانا۔

اٹھائیسواں (۲۸) نظارہ

بھرت ملاپ

نندی گرام
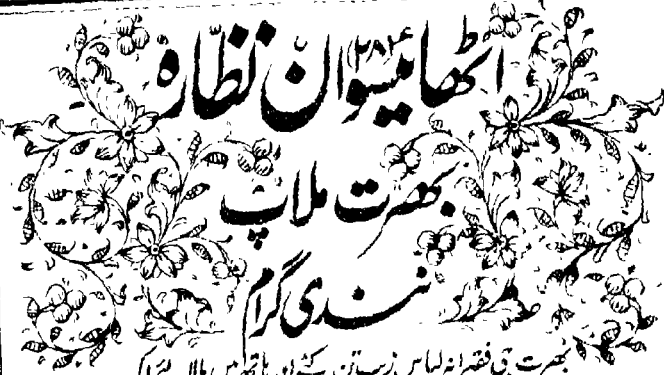
بھرت جی فقیرانہ لباس زیب تن کئے اور ہاتھ میں مالا لئے ایک کشا کے آسن پر بیٹھے ہیں۔ اور گورو وششٹ جی بھی پاس ہی براجمان ہیں

بھرت گانا (راگنی کولنیہ تین تال)

پل پل چھن چھن دن دن گن گن چودہ برس بیتائے ہیں
جو دکھ مجھ کو پڑے اٹھانے میں جانوں یا ایشور جانے
جاتے نہیں سنائے ہیں
پل پل چھن چھن ......

کل دنیا کی سہہ کر نندا زندہ رہا ہوا شرمندہ
کیا کیا دوش لگائے ہیں
پل پل چھن چھن ......

اب تک بھی یہ ٹلی نہ آفت برس چودھواں ہوا سماپت
رام نہ اب تک آئے ہیں
پل پل چھن چھن ......

آنا ہوتا جاتے ہی کیوں مجھ کو بھید بتاتے ہی کیوں
میں ہی بن بھجوائے ہیں
پل پل چھن چھن ......

ناٹک

گوروجی! آج چودھواں سال بھی ختم ہو گیا۔ مگر رامچندر جی تشریف نہ لائے سنم ہو گیا۔ اگرچہ میں لوگوں کے بے شمار طعنوں سے سخت شرمندہ تھا۔ مگر رامچندر جی کے حکم سے آج تک زندہ تھا۔ اب میں لوک نندا کو ہرگز نہیں سہ سکتا اور آج دن چھپنے کے بعد ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اب زیادہ دیر نہ لگائیے اور جلدی چتا تیار کرائیے۔

بششٹ جی۔ ذرا دھیرج دھرو۔ اتنی شیگھرتا نہ کرو۔ ادھک نہیں تو آج کا دن......"

دربان۔ سری اودھ پتی مہاراج کی جے ہو۔ ایک دوت جو اپنا نام ہنومان بتلاتا ہے۔ مہاراج کے درشنوں کا سوبھاگیہ پراپت کرنا چاہتا ہے۔

بھرت۔ ہاں ہاں جلد جاؤ۔ اور اُس دوت کو فوراً ہمارے پاس بلا لاؤ۔

(ہنومان کا آنا اور ہاتھ جوڑ کر تعظیم بجا لانا)

بھرت۔ بھائی تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔ اور کیا پیغام لائے ہو؟

ہنومان۔ مہاراج میں بھاردواج آشرم سے آیا ہوں۔ اور شری رامچندر جی مہاراج کے ایودھیا میں پدھارنے کی خوشخبری لایا ہوں۔

بھرت (اوچھل کر) بھائی تم نے ایسی خوشخبری سنائی۔ گویا مجھ کو نئی زندگی دلائی مگر وہ اب تک نہیں آئے۔ اتنی دیر کہاں لگائی۔

ہنومان۔ آج کی رات تو وہ بھاردواج آشرم میں گذاریں گے۔ اور کل صبح ہی ایودھیا میں پدھاریں گے۔

بھرت۔ (ہنومان سے بغلگیر ہو کر) اگرچہ میں یہ کہتا ہوا شرماتا ہوں۔ مگر میں آپکو آج مُنہ مانگا انعام دینا چاہتا ہوں۔

ہنومان۔ جب میں نے آپ جیسے سچے تپسوی دھرماتما اور پریمی بھگت کے درشن پا لئے۔ تو کل دنیا کے خزانے میرے پاس آ لئے۔ آپ کی بھراتری

سلہ جلدی سلہ زیادہ

بھگتی کی جیسی پرشنسا سُنی تھی ویسی ہی دیکھنے میں آئی۔ سچ مچ آپنے اپنے جیون سے ایک بے نظیر نظیر پیدا کر دکھائی۔

بھرت۔ ہے ویر! کیا میں اور کیا میری نظیر۔ یہ سب شری رامچندر جی مہاراج کے بل اور تپ کا پرکاش ہے اور بھرت تو اُنکے چرنوں کا ایک معمولی سا داس ہے۔

ہنومان۔ دھنیہ ہو دھنیہ ہو۔ بھگون! تم دھنیہ ہو۔ جو منش آپ جیسے زندہ شہید کے درشن کرے۔ اُس کا من اور آتما کیوں نہ پرسنیہ ہو۔

بھرت (شترگھن سے) شترگھن جی تم ابھی جا کر ماتاؤں کو یہ خوشخبری سُناؤ۔ (بششٹ جی سے) آپ تمام نگر میں اُنکے پدھارنے کی منادی کراؤ۔ اور ارکین کو حکم دو کہ کل صبح ہی شری رامچندر جی کے سواگت کے لئے تیار ہو جاؤ (ہنومان سے) ہنومان جی آپ آج رات کو میرے ہی پاس آرام فرمایئے۔ اور مجھے بھائی رامچندر جی کی چودہ سالہ رام کہانی سُنایئے نیز اپنا حسب نسب بھی بتلایئے۔

ہنومان۔ تیرہ سال کا حال تو مجھے کچھ معلوم نہیں۔ چودھویں سال کے شروع میں رشی مکھ پربت پر مجھے اُن کے درشن ہوئے تھے (تمام سرگزشت سُنا کر) چنانچہ مہاراجہ سُگریو والئے کسکندھا اور راون کا بھائی مہاراجہ ببھیکن والئے لنکا انکے علاوہ اور بہت سے راکشش اور بانر سردار جو کہ اپنی بہادری اور دلیری میں بے نظیر اور لاجواب ہیں وہ سب کے سب اُنکے ہمرکاب ہیں۔ جو کہ آپ کی بھراتری بھگتی کی پرشنسا سُنکر صرف آپ کے درشنوں کے لئے یہاں تک آئے ہیں۔

بھرت (حیرانگی سے) تعجب اور افسوس ہے کہ مجھ کو ان واقعات کا اس وقت سے پہلے بالکل علم ہی نہ ہوا۔

ہنومان۔ کوئی ایسی خطرناک صورت نہ تھی۔ اس لئے آپ کو تکلیف دینے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ رات بہت زیادہ گذر گئی اب آپ آرام کیجئے اور مجکو اجازت دیجئے۔

بھرت۔ مجھ کو تو آج نیند کہاں۔ البتہ آپ ضرور آرام کیجئے۔ اور اس سمع خراشی کی مجھ کو معافی دیجئے۔

دوسرا روز

اُدھر سے رامچندر جی کی سواری کا آنا۔ ادھر سے بھرت کا مع تمام پریوار کے اُنکی پیشوائی کو جانا۔ اور ایک دوسرے کو گلے لگانا۔ دونوں جانب سے پریم کے آنسو بہانا آخر خراماں خراماں شہر کی طرف قدم بڑھانا۔ اہل شہر کا پھول برسانا اور رامچندر کی جے جے کے نعرے لگانا۔ شہر کی مستورات کا سواری کا جلوس دیکھنے کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ جانا اور مبارکبادی کے گیت گانا۔

بھرت (دوڑکر رامچندر جی کے پاؤں پکڑکر) پربھو! میں آپ کی پرماتما کی دیا کا کہانتک دھنیاوکروں۔ اور اُن کی مہربانیوں کو کہاں کہاں یاد کروں جن کی کرپا سے اتنی مدت کے بعد پھر آپ کے درشنوں کا سوبھاگیہ پراپت ہوا۔ اور آپ کا عین موقعہ پر تشریف لانا میرے لئے زندگی بخش ثابت ہوا۔

رامچندر جی (فوراً اُٹھا کر اور سینے سے لگاکر) میری خوش نصیبی کا کیا ٹھکانا ہی جس کا ہر ایک بھائی ہر ایک وصف میں یکتائے زمانہ ہی خصوصاً آپ کی نفس کشی نے تو وہ نظیر پیدا کر دکھائی جو آجتک دیکھنے اور سُننے میں نہیں آئی۔

شترو گھن (رامچندر جی کے پاؤں پکڑکر) میرے پوجنیہ بھراتا! میرے دلمیں جو اس سمے ہرش ہے وہ مجھ سے بیان نہیں کیا جاتا۔

رامچندر جی (گلے لگاکر) میرے عزیز بھائی! شکر ہے پرمیشور کا جس نے پھر تمھاری چاند سی شکل دکھائی۔

بھرت۔ (لچھمن سے ہمبغلگیر ہو کر) بھراتا! مجھ سے آپکی خوش نصیبی کو سراہا نہیں جاتا جس نے چودہ سال تک اپنے نیک عمل سے اور شری رامچندر جی کے چرن کمل سے اپنے جیون کو ایسے سانچے میں ڈھالا جس نے رگھوونش کے نام کو تمام دنیا میں روشن کر ڈالا۔

لچھمن۔ پیارے بھائی! آپنے میری اسقدر تعریف فرمائی۔ یہ آپ کی زبردستی ہی۔ یہ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہی سب آپکے تپ کا پرتاپ ہی ورنہ اس ناچیز کی کیا ہستی ہی۔

رامچندرجی (کوشلیا کے پاؤں پکڑ کر) ماتاجی! آپکے اشیرباد سے چودہ سال کے بعد وہ دن پھر آیا۔ جب رام نے اپنا سر آپ کے پوتر چرنوں میں جھکایا۔

کوشلیا (سینے سے لگا کر) بیٹا! تیری پرتگیا پالن اور تیری سیوا نے تمام دنیا کے دلوں میں اپنا گھر کرلیا۔ اور تو نے اپنے نام کے ساتھ میرا نام بھی سنسار میں ہمیشہ کیلئے امر کرلیا۔ (لچھمن کو اپنی گود میں کھینچکر) میرے لال! ذرا ادھر آؤ۔ ابتو دور کھڑے کھڑے نہ ترساؤ (منہ چوم کر) بیٹا! پرماتما تمھارا سہایک ہو۔ درصل تو تم ہی سراہنے کے لائق ہو۔

رامچندرجی (سمترا کے پاؤں پکڑکر) ماتاجی! رام آپکے چرنوں میں سر جھکاتا ہے۔

سمترا (گلے لگا کر) بیٹا! تمہارا مکھڑا دیکھکر میرا کلیجہ مارے خوشی کے گویا باہر نکل آرہا ہے شکر ہے کہ میری پھلواڑی اسی طرح ہری بھری اپنے گھر بدھاری۔

لچھمن (سمترا کے پاؤں پکڑکر) ماتاجی نمستے!

سمترا (سینے سے لگا کر) بیٹا! مجھ میں اتنی طاقت کہاں ہے کہ تیری پرشنسا اپنی حسب منشاء کروں۔ ہاں اپنی قسمت پر جسقدر ناز کروں تھوڑا ہے۔ نہ معلوم میں نے ایسا کونسا شبھ کرم کیا جسکے بدلے میں پرمیشور نے مجھ کو تیرے جیسا ہونہار لال دیا۔

رامچندرجی (کیکئی کے پاؤں پکڑکر) ماتاجی! آپکی دیا سے رام اپنے فرض سے سبکدوش ہوا

کیکئی (کسیقدر شرمندگی سے) ہاں بیٹا! تو تو سبکدوش ہوا مگر میرے ذمے تو بڑا دوش ہوا۔

رامچندرجی افسوس کہ آپکے ابھی تک وہی نکمے خیالات ہیں۔ آپ کا کیا دوش ہے ہر ایک منش کے کرم اُس کے ساتھ ہیں۔

سیتا (باری باری سے تینوں ماتاؤں کے چرن چھوکر) ماتاجی! سارے پریوار کو ہرا بھرا دیکھ کر آج میرا چت گدگد پر سینہ ہے۔

تینوں (سیتا کو گلے لگا کر) جنک دولاری! تو دھنیہ ہے دھنیہ ہے دھنیہ ہے۔

رامچندرجی (بشسٹ جی کے قدمبوس کر) گوروجی! پرماتما کا کوٹان کوٹ دھنباد ہے۔ کہ تمام پریوار کو جیسا چھوڑ کر گیا تھا اسی طرح آباد ہے (کسیقدر آبدیدہ ہوکر) مگر افسوس کہ پتاجی .... +

بششٹ جی۔ بیٹا! اس وقت اِن باتوں کا ذکر کرنا فضول ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے وہ ایشور کی اچھیا انکول ہے۔

بھرت۔ بھراتا جی! آپ کے ہمرکاب جسقدر راجے مہاراجے یہاں تشریف لائے اُن کے درشن آپ نے ابھی تک نہیں کرائے۔

رامچندر جی۔ ہر ایک کا حسب و نسب اور کارہائے نمایاں کو بیان کرنا تو اسوقت دشوار ہے۔ کیونکہ ان کے متعلق مختصر سا ذکر کرنے کے لئے بھی بہت سا وقت درکار ہے ہاں ان سے صرف تم کو انٹروڈیوس کراتا ہوں۔ صرف نام اور جائے قیام بتلاتا ہوں (بھبیکھن کو سامنے کر کے) یہ مرحوم لنکاپتی راون کے چھوٹے بھائی بھگت بھبیکھن ہیں جو اسوقت تخت لنکا پر متمکن ہیں (سگریو کو سامنے کر کے) یہ بانرراج بالی کے چھوٹے بھائی راجہ سگریو ہیں کسکندھا ان کی راجدھانی ہے (انگد کو پیش کر کے) یہ مرحوم راجہ بالی کے فرزند ہیں۔ جو اس چھوٹی سی عمر میں ہی ہر ایک فن میں بے نظیر اور لاثانی ہیں (ہنومان کو آگے کر کے) اِن کی نسبت میں کیا بتاؤں۔ نام سے تو آپ واقف ہو ہی گئے۔ گُن ورنن کرنے کے لئے بہت سا وقت چاہیئے۔

ہنومان۔ (مسکراتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر) بس بھگون! اب معاف بھی فرمایئے

بھرت (ایک ایک سے بغلگیر ہو کر) مہانو بھاؤ! آپنے جو اپنے شبھ آگمن سے اس نگری کو پوتر کیا۔ اُسکے لئے آپ کا ہاردک دھنیاد کرتا ہوں۔ اور آپنے جو احسان رگھوکل پر کئے ہیں۔ جب اُن کو یاد کرتا ہوں۔ تو آپ کے بار احسان سے میری گردن جُھک جاتی ہے اور ایک قسم کی ندامت سی آتی ہے۔

سگریو۔ اے راج رشی! شری رامچندر جی مہاراج کی زبانی آپ کی منظیر بھگتی اور لاثانی ہی پرشنسا سنکر ہم لوگوں کے دلوں میں آپکے درشنوں کی بڑی زبردست ابھلاشا ہوئی۔ شکر ہے پرماتما کا کہ آج ہماری پورن آشا ہوئی ہم نے رگھوکل پر کیا احسان کیا ہے بلکہ شری رامچندر جی نے ہم لوگوں کو جیون پردان کیا ہے۔ ہاں رگھوکل کی قسمت پر ہمیں رشک ضرور آتا ہے۔ دھنیہ آپ ہیں اور دھنیہ آپ کی ماتا ہے۔

بھرت

گانا

(بحر طویل)

میرے بھائی کھلی آج قسمت مری آپ کے جو ایودھیا میں آئے چرن
دھنیا داس دیا لو پتا کا کروں بخشدی بھرت کو رام کی پھر شرن
آپ نے فرض اپنا ادا کر دیا ہو گیا آج میرا بھی پورا پرن
ہے شکر صد شکر تیرا پرماتما ہو گئے آج میرے سبھی دکھ ہرن
عین موقعے پہ پہنچے ہنومان جی جس گھڑی کہ میں جل کر لگا تھا مرن
اور تھوڑا سا وقفہ لگاتے اگر تو میں کرلیتا فوراً ہی اپنا ہنن[1]
ہو رہا ہے مجھے تو اچنبھا یہی میں کروں آج کس کس کا شبھ آگمن
دھنیہ ہے تو اے سیتا جنک نندنی دھنیہ ہو لکشمن دھنیہ ہو لکشمن

رامچندر جی

گانا

(بحر طویل)

بھائی ایشور کی ہم پر دیا ہو گئی رنج و غم کا زمانہ سماپت ہوا!
خوش نصیبی میری کا ٹھکانا ہے کیا بھرت سا بھائی مجکو پراپت ہوا
دور آنکھوں سے گرچہ تھا میری بھرت درد دل سے نہ تو ایک ساعت ہوا
جس گھڑی برس چودہ ختم ہو گئے ایک پل ٹھیرنا بھی قیامت ہوا
آج پر پیار گھر بار کا دیکھنا گو مجھے یہ بھی باعث راحت ہوا
تیرا دیدار لیکن اے بھائی بھرت رام کو زندگی بخش ثابت ہوا
تیرے تپ کی بدولت ای بھائی میرے نام کل کا جہاں میں سہایت ہوا
دھنیہ ہو دھنیہ ہو دھنیہ ہو تم بھرت رگھو کل کا سہاگ تیرا ست ہوا

---

[1] خودکشی۔

ناٹک

بششٹ جی۔ آپ یہاں زیادہ دیر نہ لگائیے۔ ذرا شہر کی طرف قدم بڑھائیے نگرباسیوں کو آپ کا سخت انتظار ہو رہا ہے اور ہر ایک چھوٹا بڑا آپ کے درشنوں کے لئے بیقرار ہو رہا ہے۔

ایودھیا کے بازار

اہل شہر (پھول برسا کر) بولو سیاپتی رامچندر جی کی جے۔ بولو لکشمن جتی کی جے۔

(رامچندر جی و لچھمن جی کا اپنے دونو ہاتھ مستک سے لگا لینا)

اہل شہر

گانا

(راگنی کونسیہ)

پھر اودھ پوری کے بھاگ کھلے سیا رام لکھن یہاں آئے ہیں

اودھ پوری کی قسمت جاگی ہم سم اور نہ کوئی بڑبھاگی[1]

درشن رام دکھائے ہیں

دھنیہ رام دھن ان کی ماتا دھنیہ لچھمن دھن بھرت بھراتا

جا کے جگ یش چھائے ہیں

دھن دھن سیتا جنک دلاری دھن تیرا پتا دھنیہ مہتاری

سکھ تج کر دکھ پائے ہیں

سکل نگر کے لوگ لگائی دیتے تم کو رام بدھائی

چرنوں نین بچھائے ہیں

پھر اودھ پوری ۔۔۔۔۔

شہر کی مستورات

1. بڑا بھاگیہ یعنی خوش قسمت ۱۲

گانا (بطرز:۔ گاؤ گاؤ مبارک بدھائی بہن)

دیکھو دیکھو وہ آئی سواری بہن
سارے نگر میں ہر ایک گھر میں کھلی ہے گویا پھلواری بہن
دیکھو دیکھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب سے آگے رام ہیں پیچھے لچھمن ویر اس سے پیچھے بھرت ہیں شترگھن بھی تیر[1]
بیچ بیٹھی جنک کی دُلاری بہن
دیکھو دیکھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج نگر میں ہو رہا گھر گھر منگلاچار سکل ایودھیا سج رہی بنی ہوئی گلزار
جیسے ہو کوئی دلہن سنگاری بہن
دیکھو دیکھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکل استری نگر کی دیت بدھائی رام سکل جگت میں یش تیرا ہو سدا ہی نام
رہے سیتا سوہاگن پیاری بہن
دیکھو دیکھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جنک نندنی ہم تیرے چرنوں پہ بلہار درشن دیجاؤ ہمیں جنک ستا اک بار
پوری ابھلاشا کر دو ہماری بہن
دیکھو دیکھو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

{سواری کے جلوس کا شہر کے مختلف بازاروں سے گذرتے ہوئے دربار عام میں پہنچنا۔ توپوں کے فائر سے رامچندر جی کی سلامی ہونا۔ اور حفظ مراتب کے لحاظ سے ہر ایک کا اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔}

شاہی بھاٹ

گانا

(کبت)

ایودھیا کے بھانو آج چمکے ہیں ایودھیا بیچ چودہ برس بعد آج پھر یہاں پدھارے ہیں

[1] نزدیک۔ پاس۔

شترو کا ناش اور دھرم کا پرکاش کیا کوشلیا کے لال شری دشرتھ کے دلارے ہیں
سبھا کو سشوبھت کیا اپنے شبھ آگمن سے ہوتے چھوں اور سے جیکارے ہی جیکارے ہیں
چندرمان سمان رام مدھ میں براج رہے ہیں آس پاس گھومتے اُن گنت ہی ستارے ہیں

ناٹک

بششٹ جی۔ سبھیہ اپستھت گن! آج کا دن ایودھیا کے اتہاس میں ایک اتی شبھ دن اور آج کی گھڑی اتی اُتم گھڑی ہے جبکہ رگھوکل بھانو شری رامچندر جی مہاراج اپنی او بھت شکتی اور بھجا بل سے اپنے تھا انیہ منش جاتی کے ایک ایک شتروں پر وجے پاکر چودہ برس پشچات پھر ایودھیا میں پدھارے ہیں۔ شری لکشمن جی و شری بھرت جی و شری شترو گھن جی کی بھراتری بھگتی کی کہاں تک پرشنسا کیجاوے یدی لکشمن جی نے شری رامچندر جی کی سیوا سے اپنے جیون کو اچیہ بنایا۔ تو شترو گھن جی نے بھرت جی کی آگیا پالن کو اپنے جیون کا آورش ٹھیرایا۔ مہارانی سیتا جی نے جس پرکار کے کشٹ سہن کرتے ہوئے اپنے پتی برت دھرم کا پالن کیا۔ اسکو ورنن کرنے میں میں سروتھا اسمرتھ ہوں۔ اسکے اتیرکت نہ تو اتنا اوکاش ہی ہے اور نہ یہ سنے ہی ان باتوں کی اور جانے کی مجکو آگیا دیتا ہے۔ جس ہرش اور شردھ بھاؤ سے آپ نے اپنے مہاراج ادھیراج کا سواگت کیا ہے۔ اُسی پریم اور ریتی سے اُنکے (راج تلک کرکے) راج تلک کی ریتی کو سماپت کیا جاتا ہے۔ سروشکتمان پرماتما سے انکی آیو بل۔ پراکرم اور راج بردھی کے لئے پرماتما سے پرارتھنا کریں۔

جملہ حاضرین۔ (بآواز بلند) بولو سیاپتی رامچندر جی کی جے۔

{تمام اراکین کا باری باری سے اٹھ کر نذریں دکھانا اور پھر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جانا۔}

رامچندر جی۔ پرماتما نے اپنی اپار دیا سے چودہ سال کے بعد آج مجھ کو پھر یہ دن

۱؎ درمیان ۲؎ معزز حاضرین ۳؎ تاریخ ۴؎ بینظیر طاقت ۵؎ زور بازو ۶؎ اور ۷؎ بنی نوع انسان ۸؎ فتح ۹؎ بعد ۱۰؎ تعریف ۱۱؎ اونچا ۱۲؎ معیار زندگی ۱۳؎ وقت ۱۴؎ خوشی۔

دکھلایا۔ کہ میں اپنی پیاری پرجا کو جس حالت میں چھوڑ گیا تھا اُسی حالت میں بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر پایا۔ میری عدم موجودگی میں میرے بھائی بھرت کے ساتھ آپ لوگوں نے جس فرمانبرداری اطاعت اور خیر خواہی کا برتاؤ کیا۔ مجھے یہ سُنکر از حد خوشی ہوئی کہ انھوں نے بھی آپ کا اپنے پتروں جیسا آدر بھاؤ کیا۔ نہ پرجا کی طرف سے کوئی چھیڑ خانی ہوئی۔ نہ راجہ کو پرجا کی نسبت کوئی بدگمانی ہوئی۔ دونوں ایک دوسرے کے جان نثار رہے۔ غرضیکہ راجہ اور پرجا کے تعلقات نہایت ہی خوشگوار رہے۔

پرماتما کی میرے حال پر بہت ہی مہربانی ہے۔ جہاں میری پرجا بےنظیر ہے وہاں میرا ہر ایک بھائی بھی لاثانی ہے۔ کس کس کی تعریف کروں۔ ایک طرف لکشمن جی کی بھگتی ہے تو دوسری طرف بھرت کی قربانی ہے۔ اگر شترو گھن کی ایثار نفسی کو دیکھتا ہوں تو سب سے بڑھ کر حیرانی ہے۔

ہمارے کل پروہت راج گورو شری وشسٹ جی مہاراج کا بھی خاص طور پر دھنیاواد ہے۔ جن کی عقل و فہم۔ دوراندیشی اور حسن انتظام پر اس راج کی بنیاد ہے۔

میں بحیثیت فرمانروائے تخت ایودھیا اپنے دوست بانر راج شری سگریو جی والئے کسکندھا و شری بھبکھین جی والئے لنکا و شریان ہنومان جی وانگد جی و دیگر بانر سرداران کا صدق دل سے دھنیاواد کرتا ہوں اور اُنکے ایک ایک احسان کو ہر وقت یاد کرتا ہوں۔ تمام بانروں نے اپنے عیش و آرام اور جان و مال کو ہمارے لئے قربان کیا۔ اور اس خاندان پر ایک ناقابل بیان احسان کیا۔

آخیر میں پرماتما سے پرارتھنا کرتا ہوں کہ میرے اور میری پرجا کے تعلقات اس سے بھی زیادہ خوشگوار رہیں اور ہمیشہ دونو ایک دوسرے کے ہمدرد اور جان نثار رہیں۔

تمام حاضرین کی مُبارکباد

گانا (طرز:- کورے پتر ہمیشہ رہیں شادماں)

بار بار مہاراجہ مبارک ہو بار بار

خوشی منائی ہے کیرتی چھائی ہے۔ لوگ لوگائی ہیں سارے مگن
بھاگ کھلے ہیں اس پرجا کے دور ہوئے سب رنج والم
اودھ پتی مہاراج آپ کا راج رہے یہ جُم جُم جُم
بار بار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

راج دربار میں۔ شہر بازار میں۔ اور گھربار میں گاویں شگن
پرجا ساری نر اور ناری کرتی سر کو خم خم خم
بجیں نقارے آج دوارے کرڑ دھم کرڑ دھم کرڑ کرڑ دھم
بار بار

شاہی بھاٹ

گانا (کبت)

راگھو کل سرتاج اودھ پتی مہاراج جاکی کیرتی بھی آج سکل جگت بیچ چھائی ہے
پورب سے پچھم اور اُتر سے دکھن تک اکاش و پاتال جاکے نام کی دوہائی ہے
کل کے کل چند شری کوشلیا کے نند آج دیتا کوئی راج راج تلک کی بدہائی ہے
رام کے پریمیوں کو امرت ہی کے گھونٹ ہیں جسونت سنگھ ورما نے راماین کیا بنائی ہے

تمام شد آریہ سنگیت راماین